بسم الله الرحمن الرحيم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ | اَحْمَدُ | حَامِدٌ | مَحْمُوْدٌ | قَاسِمٌ

عَاقِبٌ | فَاتِحٌ | شَاهِدٌ | حَاشِرٌ | رَشِیْدٌ | مَشْهُوْدٌ | بَشِیْرٌ | نَذِیْرٌ

دَاعٍ | شَافٍ | هَادٍ | مَهْدٍ | مَاحٍ | مُنْجٍ | نَاهٍ | رَسُوْلٌ

نَبِیٌّ | اُمِّیٌّ | تِهَامِیٌّ | هَاشِمِیٌّ | اَبْطَحِیٌّ | عَزِیْزٌ | حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ | رَءُوْفٌ

رَحِیْمٌ | طٰهٰ | مُجْتَبٰی | طٰسٓ | مُرْتَضٰی | حٰمٓ | مُصْطَفٰی | یٰسٓ

اَوْلٰی | مُزَّمِّلٌ | وَلِیٌّ | مُدَّثِّرٌ | مَتِیْنٌ | مُصَدِّقٌ

طَیِّبٌ | نَاصِرٌ | مَنْصُوْرٌ | مِصْبَاحٌ

مُحَمَّدٌ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلّم

اٰمِرٌ | حِجَازِیٌّ | نَزَارِیٌّ | قُرَشِیٌّ

مُضَرِیٌّ | نَبِیُّ التَّوْبَةِ | حَافِظٌ | کَامِلٌ

صَادِقٌ | اَمِیْنٌ | عَبْدُ اللّٰهِ | کَلِیْمُ اللّٰهِ | حَبِیْبُ اللّٰهِ | نَجِیُّ اللّٰهِ

صَفِیُّ اللّٰهِ | خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ | حَسِیْبٌ | مُجِیْبٌ | شَکُوْرٌ | مُقْتَصِدٌ | رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ | قَوِیٌّ

حَفِیٌّ | مَاْمُوْنٌ | مَعْلُوْمٌ | حَقٌّ | مُبِیْنٌ | مُطِیْعٌ | رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ | اَوَّلٌ

اٰخِرٌ | ظَاهِرٌ | بَاطِنٌ | نَبِیُّ الرَّحْمَةِ | یَتِیْمٌ | کَرِیْمٌ | حَکِیْمٌ | خَاتَمُ الرُّسُلِ

سَیِّدٌ | سِرَاجٌ | مُنِیْرٌ | مُحَرَّمٌ | مُکَرَّمٌ | مُبَشِّرٌ | مُذَکِّرٌ | مُطَهِّرٌ

قَرِیْبٌ | خَلِیْلٌ | مَدْعُوٌّ | جَوَّادٌ | خَاتِمٌ | عَادِلٌ | شَهِیْرٌ | شَهِیْدٌ

Marifat.com

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

سیرت سرور کونین

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جلد نہم

معجزاتِ رسول کریم خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حقیقت وفلسفہ معجزات

بالحاظ حروف تہجی ''ا تا پ''

رانا محمد سرور خاں

رانا محمد سرور خاں پبلی کیشنز

A-103 کینال ویو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی-لاہور (پاکستان)

Marfat.com

۲۹۷۶۹۹۲۱
م ۲۸ سرت
۷۶۶۱۷

سیرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اشاعت اول جلد ۹ 27 رمضان المبارک 1428ھ
(10 اکتوبر 2007ء)

مؤلف ---- رانا محمد سرور خاں

ناشر ---- رانا محمد سرور خاں پبلی کیشنز

تعداد ---- 1100

مطبع ---- شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

ہدیہ (مکمل سیٹ) ---- 8800 روپے

ISBN 9789699116-11-7 Vol. 9

جملہ حقوق بحق مؤلف وناشر محفوظ

تحریر۔ڈیزائننگ۔تصاویر اور نقشوں کے جملہ حقوق
بحق مؤلف وناشر محفوظ ہیں کوئی حصہ یا تصویر
بلا اجازت استعمال نہیں کی جاسکتی

حسنِ ترتیب معجزات بالحاظ حروف تہجی ''ا'' تا ''پ''

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

معجزاتِ رسول کریم علیہ السلام بہ ترتیب حروفِ تہجی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

معجزات رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

بالحاظ حروف تہجی

حقیقت وفلسفہ معجزات

حروف تہجی ''ا تا پ''

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات

حقیقت وفلسفہ معجزات بالحاظ حروف تہجی ’’ ا تا پ ‘‘

خالق کائنات نے ہرزمانے میں اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے نبی اوررسول علیہم السلام بھیجے۔تاکہ یہ عظیم ہستیاں اللہ کے پیغامات کواسکے بندوں تک پہنچائیں۔یہ سلسلہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوااور سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ پرختم ہوگیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں آپ علیہ السلام کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی یا رسول نہیں آئے گا۔اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو معجزات عطافرمائے جوان کی نبوت ورسالت کا ثبوت ہیں۔کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں گزرا جسے معجزہ عطا نہ کیا گیا ہو۔ طوفان نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا بمعہ اپنے سوار طوفان سے محفوظ رہنا۔طوفان بھی ایسا جس نے پوری دنیا کوغرق کردیا۔حضرت آدم علیہ السلام کا تمام اشیاء کے نام یادکرنا اور فرشتوں کا آپ کے علم کے سامنے عاجز رہ جانا۔حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے معجزہ طلب کیااور اللہ کریم کے حکم سے پتھر سے اونٹنی پیدا ہوئی جس نے پتھر سے باہرآتے ہی بچہ پیدا کیا۔ناقۃ اللہ آپ کا عظیم معجزہ ہے۔حضرت ابراھیم علیہ السلام کا پرندوں کو پالنا پھر انہیں ذبح کرنے کے بعدانکا گوشت ملاکر پہاڑ کی چوٹیوں پر رکھ دینا پھران پرندوں کو بلانا اوروہ زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے آپ کی طرف آئے۔اسی طرح سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کوذبح کرنا اوران کی جگہ جنت سے دنبے کا موجود ہونا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مبارک ایڑیوں کے رگڑنے سے آب زم زم کا جاری ہونا۔حضرت یوسف علیہ السلام کوحسن کا معجزہ عطا کیا گیا۔جبکہ حضرت شعیب علیہ السلام کوخطابت کا معجزہ عطا گیا گیا۔سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کونومعجزے عطاکئے گئے جن میں عصااور ید بیضا بہت مشہور ہیں۔حضرت شمویل علیہ السلام کے لئے تابوت سکینہ واپس لایا گیا۔حضرت داوٗدعلیہ السلام کودومعجزے عطاکئے گئے ایک یہ کہ آپ جب لوہے کو پکڑتے تو وہ موم کی طرح نرم ہوجاتا۔دوسرا جب زبورشریف کی تلاوت کرتے تو چرند پرند تک آپ کی آوازسن کرٹھہر جاتے تھے۔سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کائنات کے تمام جانوروں کی بولیاں سمجھ جاتے تھے۔ان میں تمام چرند پرند جنات اور حشرات الارض بھی شامل تھے۔حضرت ایوب علیہ السلام کا صبرایک عظیم معجزہ تھااس قدرجسمانی تکلیف کے باوجوداللہ کی رضاپرشاکر رہے۔حضرت یونس علیہ السلام کومچھلی نے نگل لیا مگرآپ علیہ السلام کچھ عرصہ بعدزندہ وسلامت مچھلی کے پیٹ سے باہرتشریف لے آئے یہ آپ علیہ السلام کامعجزہ مبارک تھا۔حضرت عزیزعلیہ السلام کادرخت کے نیچے آرام فرمانااورپھرجب بیدارہوئے توگدھے کا جسم گل سڑگیا تھااللہ تعالیٰ نے دوبارہ گدھے کوانکے سامنے زندہ کیااور کھاناسو(100) سال کاعرصہ گزرجانے کے بعدبھی تازہ ہی رہا۔اس طرح آپ علیہ السلام کے سامنے دوبارہ زندگی عطاکرنالوگوں کے لئے ایک نشان تھا۔حضرت زکریاعلیہ السلام کاحضرت مریم کی کفالت کرنا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام

26617

Marfat.com

کو معجزے عطا فرمائے جن میں سے ایک کوڑھیوں (برص والوں) کو شفایاب فرما دیتے، پیدائشی نابینا کو بینائی عطا فرما دیتے اور مٹی سے جانور بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ اڑنے لگتا مُردوں کو زندہ کر دیتے وغیرہ۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ کو گزشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نسبت لاتعداد اور ان گنت زائد معجزے عطا فرمائے آپ علیہ السلام کی 63 سالہ ظاہری دنیاوی حیات مقدسہ ہی مکمل معجزہ تھی۔ پھر اس بات سے ہر ذی عقل اچھی طرح واقف ہے کہ ہر دعوے کے لئے دلیل کا ہونا ضروری ہے پھر جیسا دعویٰ ہوگا دلیل بھی اسکے مطابق ہی ہونی چاہیے اگر ایسا نہ ہو تو دعویٰ اپنی اہمیت ہی کھو دے گا۔ اس اصول کے مطابق جب کسی نبی نے دعویٰ نبوت کیا تو اسکا مطلب یہ تھا کہ وہ نبی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ۔ مقرب خاص اور خالق ارض وسماء کا فرستادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نائب اور سفیر ہونے کی حیثیت سے اس کے احکامات کو بندوں تک پہنچانے کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ نبی کے اس دعویٰ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے غیبی طور پر ایسے اُمور کا ظہور ضروری ہے جس کی مثل لانے کے لئے مخلوق باری تعالیٰ بالکل عاجز اور مجبور ہو۔ اس طرح مخلوق ان خارق عادات کو نبی کے دست حق پرست پر ظاہر ہوتا دیکھ کر یقین کر لے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کسی ظاہری سبب کے بغیر ہی جس ہستی کے ذریعے ظاہر ہو رہا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ورسول علیہ السلام ہے کیونکہ خارق عادات ایسے کرشمے دکھانا کسی بھی انسان کی طاقت وقدرت سے باہر ہے۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ ایسی ہستی کی سچی پیروی اور اتباع سے ہی بندہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے جو کہ دین ودنیا کی حقیقی کامیابی ہے۔ اس طرح بُغض وعناد سے خالی دل فوراً نبی ورسول کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے سرِ نیاز خم کر دیتے ہیں کسی طرح کے انکار یا تکذیب کی گنجائش نہیں رہتی۔ یاد رہے نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرنا ایک عظیم امر ہے۔ پھر اس عظیم امر کے لئے دلیل و برہان بھی عظیم ہونی چاہیے۔ پس معجزہ جو حقیقت میں قدرت خداوندی کا نمونہ ہوتا ہے جب نبی برحق کے دست مبارک پر ظاہر ہوتا ہے تو پھر کسی کو اس معجزہ کے غلبے اور رعب کے سامنے ٹھہرنے کی مجال نہیں ہوتی کسی قسم کی عقلی دلیل کام نہیں آتی اور یوں معجزہ انسانی ظاہر وباطن کو عاجز کر کے چھوڑتا ہے پھر اسے مان لینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔ اور جو بدقسمت یہ سب کچھ دیکھ کر بھی معجزہ کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے اپنی ہٹ دھرمی اور بغض وعناد کی وجہ سے جہنم کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت کریمہ کے مطابق تمام انبیاء علیہم السلام کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی معجزات عطا فرمائے مگر فرق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو نہ صرف معجزاتِ جمیع الانبیاء علیہم السلام عطا فرمائے گئے بلکہ آپ علیہ السلام کو عطا شدہ معجزے تعداد میں اسقدر زیادہ ہیں کہ انسانی عقل۔ فہم وادراک ان کا احاطہ ہی نہیں کر سکتی۔ آپ علیہ السلام کی صورت مبارکہ۔ سیرت شریفہ۔ گفتار۔ نشست وبرخاست۔ کردار عمل۔ غرض ہر چیز معجزہ ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا چہرہ انور دیکھ کر بڑے بڑے دشمن بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ سرتاپا اور حیات طیبہ مکمل معجزہ تھی۔ حضور پرنور

شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مخلوق کو جو قوانین شریعت عطا کئے اُن کے حقائق۔ اسرار و رموز۔ نکات و ارشادات اور باریکیوں کی تحقیق میں اُمت محمدیہ کے اجل علماء و محققین اور فقہاو محدثین عمر بھر حیران و عاجز رہے۔ ان تمام امور پر غور کریں تو اُن میں ہر ایک امر اپنی جگہ معجزہ ہے یہ اعزاز صرف خاتم المرسلین، بےکسوں کے کس۔ تاجدار عرب وعجم فخر کونین، نور مجسم، محبوب خدا، ہادی دو جہاں، سرکار مدینہ، سرور سینہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہی حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بے مثال اخلاق جو اصل میں قرآن مجید ہی ہے و عادات اس بات کی عیاں دلیل ہے کہ آپ علیہ السلام کی ذات مقدسہ خالق کائنات کی محبوب اور برگزیدہ و پسندیدہ ہے۔ ویسے تو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تمام ظاہری امور آپ علیہ السلام کی صداقت کے لئے حرف آخر ہیں مگر ان کے لئے جو معجزات باطنی آپ علیہ السلام کی ذات مقدسہ سے ظاہر ہوئے یہاں انکو حتی المقدور نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں تاکہ معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی آپ علیہ السلام کی صداقت میں ذرہ برابر شک وشبہ نہ رکھ سکے۔ اس کے علاوہ اہل دل اور عشاق حضور پرنور علیہ السلام کے کمالات حمیدہ کو پڑھ کر اپنے ایمان کو مزید مضبوط بنائیں اور عشق رسول کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر عشق کی پیاس بجھا سکیں جو اصل روح ایمان اور مقام رسول کریم محمد مصطفٰے علیہ السلام کی پہچان ہے۔

معجزہ اور اسکی حقیقت وفلسفہ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات کے بارے میں سب سے پہلے معجزہ اسکی حقیقت، تعداد معجزات۔ اقسام اور اسکے فلسفہ کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں تاکہ اہل ایمان حقیقت معجزہ سے واقفیت حاصل کر سکیں اور کئی ایک کے دلوں میں پیدا ہونے والے سوالات کے حتمی اور پر مغز جوابات مل جائیں دُعا ہے اللہ تعالٰی اپنے محبوب پاک صاحب لولاک کے صدقے مجھ احقر کو اس عظیم کام کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

معجزہ کا لغوی معنٰی

لفظ معجزہ عجز سے ماخوذ ہے جس کے معنٰی قادر نہ ہونا۔ طاقت نہ رکھنا۔ نہ ہوسکنا۔ عجز اور کمزوری کے ہیں۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: دار معجز میں نہ ٹھہرو یعنی ایسے شہر میں رہائش اختیار نہ کرو جس میں کسب و معاش کے سلسلے میں کمزور ہو جاؤ۔ جہاں رزق وکمائی کا سلسلہ تمہیں عاجز کر دے اور تم معاشی معاملہ میں کمزور ہو جاؤ۔

از: لسان العرب جلد۔ 5۔ صفحہ۔ 369، تاج العروس۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 642

Marfat.com

معجزہ کا اصطلاحی معنیٰ

شریعت کی اصطلاح میں معجزہ کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

ترجمہ: ''معجزہ اس چیز کو کہتے ہیں جو انسانی عادت سے مافوق ہو اور ایسے شخص سے ظاہر ہو جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اُس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔''

از المواہب الدنیہ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔346

معجزہ کی مذکورہ اصطلاحی تعریف سے ثابت ہو جاتا ہے کہ معجزہ اس وقت تک معجزہ نہیں کہلا سکتا جب تک اس میں چار چیزیں نہ پائی جائیں۔

(1) سب سے پہلے یہ کہ وہ چیز انسانی عادت وفطرت سے بالاتر ہو، انسان اس چیز کو کرنے کی قدرت ہی نہ رکھتا ہو، جیسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چاند کو دو ٹکڑے فرما دیا۔ آپ علیہ السلام کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ آپ علیہ السلام کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا وغیرہ اگر یہ سب کچھ انسانی عادت وفطرت سے مافوق نہ ہو تو اسے معجزہ نہیں کہا جائے گا۔

(2) دوسری چیز یہ ہے کہ مافوق الفطرت یا مافوق العادت چیز کسی ایسے شخص سے صادر ہو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔

(3) تیسری یہ کہ اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا ویسی چیز پیش نہ کر سکے جیسے اہل قریش کا سورہ کوثر کے جواب میں ایسی ہی سورہ لانے سے عاجز رہنا۔ اگر کوئی غیر نبی، صاحب نبوت یا مدعی نبوت کے مقابلے کی بجائے اس کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے ایسی مافوق الفطرت یا مافوق العادت چیز پیش کر دے تو اُسے کرامت کہا جائے گا۔

(4) چوتھی اور آخری شرط یہ ہے کہ اس چیز کا ظہور مدعی نبوت کے دعویٰ کے مطابق ہو اُس کے برعکس نہ ہو جائے جیسے مسیلمہ کذاب نے ایک آنکھ والے شخص کی آنکھ ٹھیک کرنا چاہی تو اسکی دُوسری صحیح آنکھ بھی ضائع ہو گئی۔ مسیلمہ کذاب کا یہ فعل اسکے دعویٰ نبوت کے خلاف تھا۔

معجزہ کی تعریف

معجزہ کی تفصیلاً تعریف یہ ہے کہ ایسا کام یا عمل جو مافوق الفطرت اور مافوق العادت ہو اور مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو جبکہ باقی دنیا ویسا ہی عمل یا فعل کرنے سے عاجز ہو یہاں تک کہ اسکی مثال بھی نہ لا سکے۔ اس طرح منکرین اور مخالفین پر یہ بات عیاں ہو جائے کہ یہ مدعی نبوت نہ صرف اپنے دعویٰ میں ہی سچا ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستی ہے۔ اور اس کا یہ فعل دشمنوں اور مخالفین کو عاجز کرنے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید غیبی اس عظیم ہستی

Marfat.com

کی پشت پر ہے۔اس لئے اس برگزیدہ ہستی کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی یہ کوئی ساحر۔کاہن یا جادوگر ہے۔اسلئے اس برگزیدہ شخصیت کی فوری اطاعت کر لینی چاہیے پھران حقائق کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص اس عظیم ہستی کی مخالفت اور تکذیب پر کمربستہ رہے تو اسکا انجام تباہی وبربادی اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

معجزات علمیہ اور عملیہ

معجزات کی دو قسمیں ہیں یعنی معجزات علمیہ اور معجزات عملیہ۔معجزات علمیہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام سے علوم اور معارف کے میدان میں ظہور پذیر ہوں اور ساری مخلوق خدا ایسے علمی اور معارفی معجزات کی مثال لانے سے قاصر ہو۔

معجزات عملیہ وہ ہوتے ہیں کہ مدعی نبوت کے ہاتھ سے ایسا عمل یعنی ایسا کام ظاہر یا صادر ہو کہ اُس جیسا کام کرنے سے ساری دنیا قاصر و عاجز ہو اور ایسا کرنا مخلوق خدا میں سے کسی کے بس میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دونوں قسم کے اتنے معجزات عطا فرمائے ہیں کہ انسانی عقل نہ تو انکا احاطہ ہی کر سکتی ہے اور نہ ہی انکو شمار کرتے ہوئے قلم بند کر سکتی ہے۔

معجزہ وکرامت میں فرق

ارہاص

مافوق الفطرت کام اور مافوق العادت چیز جب کسی نبی کے دعویٰ نبوت سے پہلے اس سے صادر ہوں تو اسے ''ارہاص'' کہتے ہیں۔ارہاص کے معنیٰ بنیاد رکھنے کے ہیں۔کیونکہ نبی نے آگے چل کر منصب نبوت پر فائز ہونے کا اعلان کرنا ہے اس لئے یہ مافوق العادۃ کام اس کے لئے بنیاد قرار پاتا ہے۔

کرامت

اگر کوئی مافوق الفطرت کام کسی نبی کے صالح پیروکار سے صادر ہو تو اُسے کرامت کہتے ہیں یہ کرامت بھی اصل میں اس نبی کا معجزہ ہی ہوتا ہے جو اُس کے صالح اور فرمانبردار اُمتی و پیروکار سے صادر ہوتا ہے۔ اس عمل کو کرامت اس لئے کہتے ہے کہ یہ نبی کی عقیدہ وعمل میں اتباع کی برکت سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔

معونت

اگر کسی نبی کے گنہگار اُمتی اور پیروکار سے کوئی مافوق الفطرت یا مافوق العادت کام سرزد ہو تو اسے معونت

Marfat.com

کہتے ہیں۔

اہانت

ایسا شخص جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرلے پھر کوئی کام اسکی مرضی کے برعکس ہو جائے یا کوئی بات اسکی منشا کے خلاف صادر ہو تو اُسے اہانت کہتے ہیں جیسے ہم پہلے مسیلمہ کذاب کا واقعہ تحریر کر چکے ہیں۔

استدراج

اگر کسی کافر یا مشرک سے کوئی مافوق الفطرت کام اسکی مرضی سے سرزد ہو جائے تو اُسے استدراج کہتے ہیں۔ استدراج کے معنٰی ڈھیل دینے کے ہیں۔

مذکورہ عبارت کو پڑھ کر یہ بات سمجھ لینا نہایت آسان ہو جاتا ہے کہ ''ارہاص'' یا معجزہ کا تعلق صرف اور صرف نبی علیہ السلام کی ذات مقدسہ سے ہے۔ جبکہ کرامت کا تعلق مومن صالح مسلمان اُمتی سے ہے۔ معونت کا تعلق کسی نبی کے گنہگار اُمتی و پیروکار سے ہے اور ''اہانت'' و ''استدراج'' کا تعلق مشرک و کافر سے ہے۔

جادو

اگر کسی حیلہ وفطری سبب کی بنا پر لوگوں کو حیران ومتعجب کر دینے والا کام کسی سے سرزد ہو تو وہ جادو کہلاتا ہے اور یاد رکھنا چاہیے کہ جادو مافوق الفطرۃ کارنامہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس سلسلے میں امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب الدنیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ ''یعنی حق بات یہ ہے کہ جادو مافوق الفطرۃ چیزوں میں سے نہیں ہے۔''

از شرح عقائد و حاشیہ خیالی وعصام علی شرح العقائد مطبوعہ مصر۔ صفحہ 139

ضرورت معجزات

یہاں ضرورت معجزات کے بارے میں تحریر کیا جارہا ہے تاکہ اہل ایمان اس بات کو اچھی طرح سمجھ جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزہ کیوں عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے اپنے محبوب پیغمبروں کو معجزات عطا فرما کر مخلوق کی طرف بھیجتا رہا ہے تاکہ لوگ نبی کے اس مافوق الفطرۃ اور مافوق العادت عمل و فعل کو جسے معجزہ کہتے ہیں دیکھ کر ایمان لے آئیں۔

لوگ اس حد تک موٹی عقل اور سادہ سا شعور رکھتے تھے کہ جب تک مدعی نبوت کی کوئی غیر معمولی یا انوکھی بات ان کے علم یا مشاہدہ میں نہ آجاتی وہ اس پر ایمان نہیں لاتے تھے مثلاً جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے

عصا (لاٹھی) کا معجزہ عطا فرمایا آپ علیہ السلام جب اپنا عصاء مبارک زمین پر پھینکتے تو وہ اژدھا بن جاتا اور دوڑنے لگتا دوسرا معجزہ یہ عطا فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بغل یا جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو وہ ہاتھ مبارک چمکنے لگتا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اندھوں کو آنکھوں والا۔ سفید داغ (برص) کی بیماری والے کو تندرست اور مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ جب سرکار دوعالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا پر تشریف لائے اس وقت زمانے کی صورت حال پہلے زمانوں سے کہیں مختلف تھی۔ لوگ رقیق، نرم دل، عقل و ترقی اور شعور و لطافت میں ڈھل چکے تھے۔ ہر طرف فصاحت و بلاغت کا زور تھا۔ یہاں تک کہ عرب کا بچہ بچہ قوت گویائی کی نعمت سے مالا مال تھا۔ لوگ انہیں خوبیوں کو انسانیت کا کمال خیال کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی آخرالزماں کو جہاں دوسرے بے شمار معجزات عطا فرمائے وہاں فصاحت و بلاغت کی خوبیاں اور قوت گویائی کا وہ بے مثال کمال عطا فرمایا کہ اہل عرب کے ہاں مثالی فصیح و بلیغ اور قوت گویائی کے امام کہلانے والے بھی آپ علیہ السلام کے آگے عاجز ہو کر رہ گئے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب اللہ قرآن مجید کو جب اہل عرب کے سامنے پیش کیا تو کلام پاک کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر عرب کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ لوگ اس حد تک محو حیرت رہ گئے کہ کلام الٰہی سن کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکتے تھے اور بے ساختہ سجدے میں گر جاتے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں یوں فرماتے ہیں۔

ترجمہ ایک مرتبہ کسی اعرابی نے کسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سُنا "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ" (سورۃ الحجر آیت 94) تو فوراً سجدے میں گر گیا اور بول اٹھا" سَجَدتُّ لفصاحةِ " مجھے اسکی (کلام) کی فصاحت نے سجدہ ریز کر دیا۔

شفا شریف۔جلد۔1۔صفحہ۔169

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ مبارک ہے کہ آپ علیہ السلام ایسے فصیح اور بلیغ تھے کہ آپ علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت سُن کر سلیم الطبع اور ذی شعور لوگ کسی دوسرے معجزہ کو طلب کئے بغیر آپ علیہ السلام پر ایمان لے آتے۔ چنانچہ ضماد بن ثعلبہ جو بڑے پڑھے لکھے اور نہایت ذہین تھے صرف آپ علیہ السلام کا کلام سن کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور یوں کہا۔

ترجمہ "میں نے کاہنوں۔ جادوگروں اور شاعروں کا کلام سنا ہے لیکن آپ (علیہ السلام) کے اس کلام جیسا کلام کبھی نہیں سُنا۔"

شرح فقہ اکبر از علی قاری۔جلد۔1۔صفحہ۔524

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کا زمانہ

Marfat.com

فصاحت وبلاغت اور قوت گویائی کے کمال عروج کا زمانہ تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت وبلاغت اور قوت گویائی کے اعجاز نے عموماً اور قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت کے کمالِ اعجاز نے خصوصاً سب کو عاجز کر کے رکھ دیا حتیٰ کہ اس پاک کلام کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ جیسا کلام لانے سے بھی بڑے بڑے فصیح وبلیغ امام گویائی عاجز آ گئے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔آج جب کہ قرآن مجید کو نازل ہوئے چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے قرآن مجید کے اس چیلنج یعنی للکار کو کہ (سورۃ البقرآیت 23،سورۃ یونس آیت 38،سورۃ بنی اسرائیل آیت 88) ''اس چھوٹی سی سورت کے مقابلہ میں کوئی سورت لے آؤ'' کی صدا فضاؤں میں گونج رہی ہے اور قیامت تک گونجتی رہے گی۔مگر دوسری طرف منکر۔بے ایمان اور حسد وبغض کے مارے لوگ بدستور خاموش ہیں اور اپنے عملی عجز وقصور کا اعتراف کئے آ رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عظیم الشان معجزہ قیامت تک ایک تحدی (چیلنج) کی صورت میں ہر انسان کے سامنے رہے گا۔

قرآن مجید کے اس عظیم الشان معجزہ کو ایسی اہمیت وشہرت حاصل ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے معجزات اس کے سامنے یوں مدھم سے دکھائی دیتے ہیں جیسے ستاروں کا نور چودھویں کے چاند کے سامنے مدھم سا نظر آتا ہے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنی اپنی جگہ ہر ستارہ کامل نور بلکہ نور کی ایک وسیع کائنات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی معجزہ عظمیٰ کو ایمان کی طرف دعوت کی ابدی بنیاد قرار دیا ہے کیونکہ معجزہ عظمیٰ نے رہتی دنیا تک باقی رہنا ہے۔اس کے برعکس دوسرے معجزے جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے مشابہت رکھتے تھے وہ وقتی تھے جن کے وجود نے آئندہ کے لئے خارج کی بجائے صفحہ تاریخ میں محفوظ ہو کر رہ جانا تھا۔(یعنی جو معجزات گزر چکے اب انکا ظہور نہیں ہو سکتا اور وہ تاریخ وسیر کے صفحات پر ہی تحریری شکل میں موجود ہیں) یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے عظیم الشان معجزہ کو دیگر تمام معجزات پر فوقیت وبرتری حاصل ہے۔

معدوم ہو جانے والے معجزات کا حکم تمام معجزات کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس سے مُراد اکثر معجزات ہیں۔کیونکہ کچھ معجزات ایسے بھی ہیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد ابھی تک موجود ہیں جیسے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں مبارک پاؤں کے نشان مقام ابراہیم مکہ شریف (مسجد الحرام) میں زیارت گاہ عام وخاص ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں کے نشانات بعض پتھروں پر محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ رہیں گے اسی طرح آب زم زم جسے پی کر کروڑوں مسلمان دین ودنیا کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔

فلسفہ معجزات

اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کو نبوت ورسالت کے لئے منتخب فرمایا وہ ظاہری اعتبار سے تو بشر ہی تھے جبکہ

Marfat.com

باطن کے اعتبار سے نور ہوتے تھے اسی لئے اُن برگزیدہ ہستیوں سے ماتحت العادۃ اور مافوق العادۃ یعنی دوسرے لفظوں میں ماتحت الفطرۃ اور مافوق الفطرۃ دونوں قسم کی باتوں کا ظہور ہوتا تھا۔ مثلاً جیسے کھانا پینا، شادی کرنا، ماتحت العادۃ اور فطرت بشری کا تقاضہ تھا جبکہ معجزات مبارک یعنی مافوق الفطرۃ باتوں کا ظاہر ہونا ان کی نورانیت کے تقاضے تھے وہ اس باطنی نور کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ سے فیض پاتے اور بشریت کی مناسبت سے لوگوں کو فیض پہنچاتے۔ اس طرح انبیاء علیہم السلام ظاہری طور پر بشر اور حقیقت میں باطنی طور پر نور الٰہی کا جلوہ ہوتے ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ نور الٰہی بشر کی شکل میں رونق افروز ہوتا ہے تا کہ اس بشریت کے ذریعے لوگ اس نور مقدس سے روشنی حاصل کر سکیں۔ انبیاء علیہم السلام کی بشریت نور الٰہی سے روشنی حاصل کرنے کا واسطہ ہے اس واسطے کے بغیر نور الٰہی سے روشنی حاصل کرنا لوگوں کے لئے ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ جب منکرین کہنے لگے کہ: سورۃ الانعام آیت 8، 9

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ”پیغمبر پر ایک فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا (جو ہمارے سامنے آ کر انکی تصدیق کرتا) اور اگر ہم فرشتے کو اُتارتے تو کام تمام ہو گیا ہوتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم نبی فرشتے کو بناتے تو اس کو بھی آدمی ہی بناتے (کیونکہ ان کو فرشتوں کے دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں) اور جو شبہ یہ لوگ اب کر رہے ہیں وہی شبہ ہم (اس وقت بھی) ان (کے دلوں) پر طاری کر دیتے“۔ (سورہ انعام آیت 8 تا 9)

منکرین کہتے کہ ہم سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس وقت تک نبی نہیں مانیں گے جب تک کہ ایک فرشتہ ان پر اتر کر ہمارے سامنے آ کر یہ نہ کہے کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ ان کے اس سوال کے جواب میں فرمایا گیا کہ اگر ہم فرشتے کو اسکی اصل نورانی صورت میں نازل کریں تو قصہ ہی تمام ہو جائے یعنی یہ لوگ فرشتے کو اُس کی اصل صورت میں دیکھنے کی طاقت واہلیت ہی نہیں رکھتے اگر اسکو دیکھ لیں تو اُسی وقت مر جائیں۔ اس آیت کے تحت سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ”لوگوں کی یہ طاقت نہیں کہ وہ فرشتے کو اُس کی اصل صورت میں دیکھ سکیں“۔

تفسیر ابن جریر طبری۔ جلد۔ 7۔ صفحہ۔ 97

حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 516ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں سیدنا حضرت امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ متوفی 105ھ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''حضرت امام ضحاک (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا اگر فرشتہ اُنکے پاس اپنی اصل صورت میں آتا تو وہ مر جاتے''۔

از معالم التنزیل۔جلد۔2۔صفحہ۔120

یہ بات مسلمہ حقائق میں سے ہے کہ انبیاء علیہم السلام فرشتوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور اِن سے باتیں کرتے ہیں مگر ان کو کچھ نہیں ہوتا اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا باطن نور ہوتا ہے۔جس کی قوت سے وہ فرشتوں کو دیکھتے اور اسی نور کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے فیضان حاصل کرتے ہیں پھر بشری مناسبت سے لوگوں کو فیض پہنچاتے ہیں یوں وہ اللہ تعالیٰ سے بھی نسبت رکھتے ہیں اور مخلوق سے بھی چنانچہ اس سلسلے میں اپنے زمانے کی مثالی علمی شخصیت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''بشری قوت کے بس میں نہیں کہ وہ فرشتے کو اُسکی اصلی حالت میں دیکھے فرشتوں کو تو انبیاء علیہم السلام نے بھی کبھی کبھی اُنکی اصل صورت میں دیکھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام نوری قوت رکھتے ہیں اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کا نبی خالق ومخلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔اور وسیلے میں دو مناسبتوں کا ہونا ضروری ہے ایک تو خالق سے مناسبت ہوتا کہ اسکی جناب سے فیوض حاصل کر سکے اور دوسری مخلوق سے مناسبت ہوتا کہ وہ انہیں وہ فیض عطا فرمائے جو اُس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل کیا کیونکہ فیض پہنچانا اور فیض حاصل کرنا مناسبت کے بغیر متصور ہی نہیں ہوسکتا۔لہٰذا رسول کی خالق کے ساتھ ایک باطنی مناسبت ہوتی ہے کیونکہ رسول کا مبداء تعیّن اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کے علاوہ باقی مخلوق کے مبادی تعینات صفات نہیں بلکہ صفات کے پرتو ہیں پس (جس رسول کی باطنی مناسبت خالق کے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح) ضروری ہے کہ رسول کی ظاہری مناسبت لوگوں کے ساتھ ہو جن کی طرف اُسے بھیجا گیا ہے''

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی اس اجمالی تحریر کی تفصیل یہ ہے کہ عام لوگ چونکہ بشر محض ہیں اس لئے وہ فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے ان میں فرشتوں کو دیکھنے کی طاقت اور صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔لیکن انبیاء علیہم السلام چونکہ بشر محض نہیں ہوتے بلکہ بشریت کے ساتھ ان کی ذات مقدسہ میں نورانیت بھی ہوتی ہے اس لئے وہ نورانیت کی قوت سے فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں اور ان میں نورانیت اس لئے رکھی جاتی ہے کہ رسول وپیغمبر خالق ومخلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔اور یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ دو کے درمیان جو واسطہ ہوتا ہے اس میں دو طرح کی مناسبت کا ہونا ضروری ہوتا ہے تا کہ اس کا دونوں سے کماحقہ تعلق ہو اور وہ واسطہ ہونے کا کردار ادا کر سکے۔رسول و پیغمبر کو نورانیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے جو مناسبت ہوتی ہے وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے فیض لیتا ہے اور اس بشریت کی مناسبت کے ذریعے لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے۔کیونکہ مناسبت کے بغیر لینے دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔پھر انبیاء علیہم السلام اور فرشتے نور ہوتے ہیں۔فرشتوں کا نور ظاہری اور انبیاء علیہم السلام کا نور مبارک باطنی ہوتا ہے کیونکہ

یہ نورمبارک اللہ تعالیٰ کی صفات کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں یاد رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصف خاص یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا نور اللہ تعالیٰ کی صفات کے نور سے پیدا نہیں کیا بلکہ اس کی ذات کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شاہد ہے۔ فرمایا۔

"یا جابر خالق نور نبیک من نورہ"

یعنی "اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کا نور اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا ہے۔"
حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "من نور ھو ذاتہ" یعنی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی ذات کے نور سے پیدا فرمایا ذات کے نور سے مراد خود اس کی ذات مقدسہ ہے اور انبیاء علیہم السلام وفرشتوں کے سوا باقی مخلوق اسکی صفات کے پرتو سے پیدا کی گئی مگر بواسطہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ اگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام جامۂ بشریت میں آنے کی بجائے نورانی صورت میں تشریف لاتے تو فیض پانا تو کجا رہا لوگوں میں انکو دیکھنے کی بھی تاب وہمت نہ ہوتی۔

بشریت انبیاء علیہم السلام کا فلسفہ

اللہ تعالیٰ کی ذات نے انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیوں کو دنیا میں بشریت کے لباس میں بھیجا۔ اس حکمت الٰہی کے پیچھے ایک عظیم فلسفہ موجود ہے جسے یہاں ایک سائنسی مثال سے واضح کر رہا ہوں یہ کہ بجلی ہمارے روزمرہ کے استعمال کی چیز ہے یہ اصل میں جب ہائیڈرو الیکٹرک پاور سٹیشن سے تاروں کے ذریعے ہمارے شہر تک پہنچتی ہے تو اسکا وولٹیج (Voltage) بہت زیادہ ہوتا ہے کبھی یہ (Voltage) بتیس ہزار ہوتا ہے کبھی گیارہ ہزار اور کبھی اس سے بھی بہت زیادہ مزید تفصیل محکمہ برقیات یا الیکٹریکل انجینئرز حضرات سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس قدر زیادہ وولٹیج (Voltage) بہت خطرناک ہوتا ہے روزمرہ استعمال ہونے والے دیگر برقی آلات اسے برداشت نہیں کر سکتے اس لئے بھی کہ اس سہولت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے پہلے اس وولٹیج (Voltage) کی طاقت کو کنٹرول یعنی ضبط میں لاکر کم یعنی 440 یا 220 کیا جاتا ہے اس مقصد کے لئے ٹرانسفارمر (Transformer) استعمال کئے جاتے ہیں جو دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ ٹرانسفارمر جو وولٹیج کو زیادہ کرتا ہے یعنی سٹپ اپ ٹرانسفارمر (Step-up Transformer) کہلاتا ہے جبکہ دوسرا وہ ٹرانسفارمر جو زیادہ بجلی کو کم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے سٹپ ڈاؤن (Step-down-Transformer) کہلاتا ہے۔ دونوں ٹرانسفارمروں کا اصول ایک ہی ہے مگر کام کی نوعیت مختلف ہے۔ یہ ٹرانسفارمر چھوٹے اور بڑے دونوں قسم کے پاور سٹیشنوں سے بجلی لیتے ہیں پھر حسب ضرورت وولٹیج کم یا زیادہ کرنے کے بعد گھروں یا کارخانوں میں بجلی پہنچاتے ہیں۔ عام گھریلو استعمال کی بجلی کا دباؤ یا طاقت 200 سے 250 وولٹ (Volt) ہوتا ہے۔

Marfat.com

اب اس مسئلہ کو سمجھ لینا نہایت آسان ہو گیا ہے وہ یوں کہ سمجھیے انبیاء علیہم السلام اپنی حقیقت کے اعتبار سے نور ہوتے ہیں اور ہمارے آقا و مولا سرکار مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انوار کے منبع ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو درحقیقت اُس کا نور ہیں بشریت کے ذریعے عوام کی طرف بھیجتا ہے جب وہ نور بشریت کے ٹرانسفارمر میں پہنچتا ہے تو اس کی تیزی کم ہو کر اس قدر رہ جاتی ہے کہ جسے عوام برداشت کر لیتے ہیں اور پھر بشریت کے ذریعے نور الٰہی سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہدایت پاتے اور تعلیم حاصل کرتے ہیں یہ صورت حال سٹیپ ڈاؤن ٹرانسفارمر (Step-Down Transformer) کی تمثیل کی روشنی میں واضح ہو جاتی ہے اور کبھی انبیاء علیہم السلام کا نور باطن جو نور الٰہی ہے حکمت ایزدی کے مطابق موجزن ہوتا ہے تو اس کی قوتوں کا ظہور ایسے کمالات کی صورت میں ہوتا ہے یا حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے باطن میں موجود نور الٰہی کے کمالات کا اظہار ایسے خوارق و مافوق الفطرۃ امور کی صورت میں فرماتے ہیں جنہیں لوگ دیکھ کر سراپا حیرت و استعجاب بن کر رہ جاتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں ان کمالات کو معجزات کا نام دیا جاتا ہے یہ صورت حال اس سٹیپ اپ ٹرانسفارمر (Step-up-Transformer) کی تمثیل کی روشنی میں واضح ہو جاتی ہے۔ جسے مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا جا چکا ہے۔ غرضیکہ انبیاء علیہم السلام سے جو معجزات یا اُنکی اتباع کی بنا پر علماء کرام سے جو کرامات ظہور پذیر ہوتی ہیں وہ انکے اس نور باطن کی فیوض و برکات ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ انکی ذات میں ودیعت فرماتا ہے۔

بعثت انبیاء علیہم السلام کا فلسفہ

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا فلسفہ یہ ہے کہ وہ خالق و مخلوق میں باہمی تعلق پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس بات سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ مخلوق کے سامنے خود نمایاں یا ظاہر ہو کر اس کے ساتھ اپنے تعلق کو استوار کرے کیونکہ اسکی ذات لطیف ہے اور مخلوق اُس قابل ہی نہیں کہ وہ کسی واسطہ یا ذریعے کے بغیر بارگاہ الٰہی تک رسائی حاصل کر سکے کیونکہ مخلوق میں کثافت ہے اس لئے دونوں یعنی لطیف و کثیف کے درمیان ایک برزخ اور واسطہ کی ضرورت تھی جو مخلوق کو خالق سے واصل کرے ملا دے۔ یاد رہے یہ بات بھی مسلم ہے کہ دو متضاد و مخالف چیزوں کے درمیان برزخ اور واسطہ وہ ہوتا ہے جو دونوں کے ساتھ کچھ نہ کچھ مناسبت رکھتا ہو چونکہ ذات باری تعالیٰ نور ہے اور انبیاء علیہم السلام بھی باطن کے اعتبار سے نور ہیں اور اس نورانیت و لطافت کی بنا پر وہ ذاتِ الٰہی سے مناسبت رکھتے اور اس سے فیضیاب ہوتے ہیں اور جنکی طرف وہ نبی و رسول بن کر آئے ہیں وہ چونکہ بشر اور آدمی ہیں اس لیے انبیاء علیہم السلام بھی ظاہر کے اعتبار سے آدمی اور بشر بن کر بھیجے جاتے ہیں۔ یوں وہ بشریت کی بنا پر آدمیوں سے مناسبت رکھتے اور ان کو فیض پہنچاتے ہیں گویا وصل و ایصال ان کا منصب ہوتا ہے جس پر فائز ہونا نورانیت اور بشریت دونوں سے متصف ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے۔، پس انبیاء علیہم السلام کا کھانا پینا۔ شادی کرنا۔ انکے ہاں اولاد کا ہونا وغیرہ انکی بشریت کے تقاضے ہیں اور

Marfat.com

معجزات کا ظہور اُنکی حقیقت نورانیہ وکمالات نبویہ کی بنا پر ہے۔

اقسام وانواع معجزات

گزشتہ اوراق میں ہم نے معجزے کے لغوی و اصطلاحی معنٰی بیان کئے ہیں۔اس کے علاوہ معجزے کی ضرورت عملیہ اور علمیہ معجزات۔فلسفہ معجزہ اور دیگر پہلو پر روشنی ڈال چکے ہیں یہاں ہم معجزات کی اقسام بیان کررہے ہیں تاکہ اس عظیم موضوع کا کوئی بھی پہلو تشنہ تکمیل نہ رہ جائے۔معجزات کی اقسام درجہ ذیل ہیں جن کی مختصراً تشریح کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

(1) پہلی قسم

معجزہ کی یہ وہ قسم ہے جو کسی انسان یعنی بشر کی طاقت وقدرت میں نہیں جیسے جسم کی تخلیق اور کسی ایک ماہیت کو دوسری ماہیت میں تبدیل کردینا مثلاً سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس طرح مٹی سے پرندہ کا مجسمہ بنا کر اللہ کے حکم سے اس میں پھونک مارتے تو وہ فوراً اصل پرندہ بن کر اُڑ جاتا یا آپ علیہ السلام مردوں کو زندہ فرمادیا کرتے۔اس طرح کا کام چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ابہر صورت معجزہ ہی ہے۔

(2) معجزہ کی دوسری قسم

معجزہ کی اِس قسم کی ایک خاص مقدار قدرت انسانیہ اور طاقت بشریہ میں نہیں آتی جیسے دور دراز کا سفر بغیر ظاہری اسباب کے تھوڑے سے وقت میں طے کرلینا جس طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف کا بعید ترین سفرات کے تھوڑے سے وقت میں طے فرمالیا۔

(3) معجزہ کی تیسری قسم

ایسے علم کا ظہور جو معلومات بشر میں نہیں آسکتا مثلاً جیسے علم غیب کا جاننا اور گزشتہ حال اور مستقبل کی وہ خبریں دینا جن کا تعلق غیب سے قرار پاتا ہے۔اسے علم غیب کہتے ہیں۔

علمِ غیب کی تحقیق

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔اسی لئے وہ غیب کا علم رکھتے ہیں۔غیب کا علم نبوت کے کمالات میں شامل ہے۔نبوت کا معنٰی غیب سے مطلع ہونا اور غیب کی ہر بات جاننا ہے۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی خاصیت ہے اس لئے اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا غیب کا علم نہیں جانتا۔اس میں شک نہیں کہ ذاتی طور پر

Marfat.com

اور از خود یا کسی کے بتائے بغیر غیب جاننا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی خصوصیت ہے اسکے علاوہ کوئی دوسرا شخص ذاتی طور پر غیب نہیں جانتا۔ لیکن خالق کائنات کی عطا سے اللہ تعالیٰ کے نبی۔ پیغمبر اور رسول پھر انکے وسیلے سے علما و اولیاء حق بھی غیب جانتے ہیں جسکا گاہے گاہے ان سے ظہور بھی ہوتا رہتا ہے اولیاء اللہ کی اس خرق عادت عمل وفعل کو عرف عام میں کرامت کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہی ہوتے ہیں جن کی لاتعداد مثالیں تاریخ اور حیات کی کتب اولیاء کے اوراق پر نقش ہیں۔ متلاشیان علم اُن کتب سے مراجعت کر سکتے ہیں۔

نبوت کے معنیٰ

جو لوگ نبی کے لئے علم غیب کے ماننے کا انکار کرتے ہیں اصل میں اس حقیقت کو شاید نہیں جانتے یا پھر بھول جاتے ہیں کہ لفظ ''نبی'' کا ایک لغوی معنیٰ ''غیب کی خبر دینے والے'' کا بھی ہے۔ یہ لفظ اصل میں اِنباءُ سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ خبر دینے کے ہیں۔ نبی کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبر معلوم کر کے لوگوں کو بتاتے ہیں اس لئے انہیں نبی کہا جاتا ہے اس سلسلے میں حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ علیہ (متوفی 544ھ) اپنی مشہور زمانہ کتاب الشفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے غیب سے باخبر کیا اور نبوت غیب سے باخبر ہونے کا نام ہے۔''

الشفاء۔ جلد۔1۔ صفحہ۔161

یہاں پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بتا ہی دیا تو پھر غیب کہاں رہ گیا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ غیب صرف وہ ہی نہیں جو کسی کے بتائے بغیر ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے دلوں پر معلومات کا القا فرماتا ہے یا الہام کرتا ہے وہ بھی غیب ہی کہلاتا ہے چنانچہ قاضی بیضاوی غیب کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''یعنی وہ پوشیدہ بات جو حواس خمسہ (سونگھنے۔ چکھنے۔ محسوس کرنے۔ دیکھنے۔ اور سُننے) ظاہرہ اور عقل وقیاس کے زور سے معلوم نہ ہو سکے۔''

بیضاوی۔ جلد۔1۔ صفحہ۔55

اس طرح تمام علوم جو انبیاء علیہم السلام کے دلوں پر اللہ کی طرف سے القاء والہام کئے جاتے ہیں وہ غیب کی تعریف میں آتے ہیں اس لئے وہ غیب ہی کہلائیں گے۔ چنانچہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''وَعَلَّمناہ مَنْ لَدُنَّا عِلْماً'' کی تفسیر یہ ہے۔

ترجمہ:۔ ''اور حضرت خضر علیہ السلام غیب جانتے تھے۔''

Marfat.com

تفسیر ابن جریر طبری۔ جلد۔5۔ صفحہ۔181

(4) معجزہ کی چوتھی قسم

معجزہ کی چوتھی قسم وہ ہے جس کا نوعِ خاص قدرت بشریہ میں نہ ہو اگر چہ اسکی جنس قدرتِ بشریہ سے خارج ہو جیسے قرآن مجید کہ یہ ایک طرح کا کلام ہے اور جنس کلام قدرتِ بشریہ سے خارج نہیں ہے بلکہ اس نوع کا کلام جیسا کہ قرآن مجید ہے قدرت بشریہ سے خارج ہے بلکہ جن وانس اور دوسری تمام مخلوق کی قدرت میں نہیں ہے۔

(5) معجزہ کی پانچویں قسم

معجزہ کی پانچویں قسم وہ ہے جو افعال واعمال بشر میں داخل ہو مگر اس فعل وعمل سے عہدہ برآ ہونا قدرت بشریہ میں نہ ہو مثلاً جیسے بیماری سے شفاء یاب ہونا۔ زمین میں بیج بونے کے بعد کسی ظاہری یا عادی سبب کے بغیر مقررہ وقت سے پہلے اس کا پھل حاصل کرنا۔ ہوا میں کسی ظاہری سبب کے بغیر اُڑنا وغیرہ انسان کے بس میں نہیں ہے لیکن سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم سے بیماروں کو شفایاب فرمانا اور وقت مقررہ سے پہلے باغات کے پھل حاصل ہونے کے معجزات ثابت ہیں۔

(6) معجزہ کی چھٹی قسم

معجزہ کی چھٹی قسم وہ ہے جس کا تعلق زیر قدرت چیز سے کسی دوسرے کی قدرت سلب کرنا ہے۔ جیسے بولنے اور لکھنے کی قدرت رکھنے والوں کا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے مقابلے میں بولنے اور لکھنے سے عاجز وقاصر رہ جانا۔

(7) معجزہ کی ساتویں قسم

معجزہ کی ساتویں قسم جانوروں کا کلام کرنا اور بے جان چیزوں کا حرکت کرنا ہے۔ جیسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں ایک اونٹ پیش ہوا اور اپنے مالک کی شکایت کی اِسی طرح ہرنی نے خدمتِ نبوی علیہ السلام میں شکاری کے بارے میں گفتگو کی اور ابو جہل کے ہاتھوں میں کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔ ستون حنانہ نے آپ علیہ السلام سے گفتگو کی وغیرہ۔

(8) معجزہ کی آٹھویں قسم

معجزہ کی آٹھویں قسم ایک ایسی چیز کا اظہار ہے جس کا موسم نہیں مگر وہ موجود کردی جائے جیسے گرمی کے پھلوں

کا سردی کے موسم میں ظاہر کرنا اور سردی کے پھلوں کا گرمی کے موسم میں ظاہر کرنا۔ اسے دوسرے لفظوں میں بے موسمی پھلوں کا ظاہر کرنا بھی کہتے ہیں۔

(9) معجزہ کی نویں قسم

معجزہ کی نویں قسم ظاہری اور عادی اسباب کے بغیر منقطع شدہ پانی کو جاری اور جاری پانی کو منقطع کر دینا ہے۔

(10) معجزہ کی دسویں قسم

معجزہ کی دسویں قسم تھوڑی سی چیز میں برکت فرما کر کثیر تعداد کے لئے کافی کر دینا جیسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جا کر تھوڑے سے دودھ کو اس قدر زیادہ فرما دیا کہ ستر (70) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے پیٹ بھر کر اُسے نوش کیا مگر دودھ بدستور پہلے جتنا ہی رُہا۔

معجزہ پر قدرت ہونے کی نفیس تحقیق

ہم چونکہ معجزہ کے موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معجزات وکرامات پر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو قدرت حاصل ہے یا نہیں کے بارے میں بھی روشنی ڈال دیں؟ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ وہ معجزات وکرامات کے اظہار پر قدرت رکھتے ہیں یا وہ اس سلسلے میں عاجز و بے کس ہیں؟

اس سلسلے میں صحیح اور مدلل موقف یہ ہے کہ معجزہ وکرامت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کی قدرت کے تحت ہوتا ہے یوں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا شدہ قدرت کے تحت اس کا اظہار فرما دیتے ہیں۔ جیسے ہم اللہ تعالیٰ کی عطا شدہ قدرت کے ساتھ اپنی زبان سے بولتے۔ ہاتھ سے پکڑتے۔ آنکھ سے دیکھتے اور پاؤں سے چلتے ہیں۔ چنانچہ مؤلفِ ''مواقف'' حقیقت معجزہ سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''اور ایک قوم نے شرط کی ہے کہ معجزہ نبی کا مقدور نہ ہوا اور یہ شرط کچھ نہیں (کوئی اہمیت نہیں رکھتی) کیونکہ نبی کا مافوق العادۃ کام پر قدرت رکھنا جب کہ کوئی دوسرا اعادۃً اس پر قادر نہ ہو یہی معجزہ ہے۔''

پھر حضرت امام حسن چلپی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ شرح مواقف میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''یعنی اس فعل کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قدرت میں ہونا اور غیر کی قدرت میں نہ ہونا معجزہ ہے۔''

مواقف۔جلد۔8۔صفحہ۔223 وحاشیہ شرح مواقف۔جلد۔8۔صفحہ۔224

اسی طرح نبراس شرح، شرح عقائد میں اسکے حاشیے پر یہ تحریر ہے کہ معجزہ نبی کی قدرت میں ہوتا ہے۔

ترجمہ:۔ ''یعنی معجزہ خارق عادات ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اگر چہ وہ نبی (علیہ السلام) کی قدرت کے تحت ہوتا ہے۔''

Marfat.com

حاشیہ شرح عقائد۔ صفحہ۔431

حکمتِ الٰہی

ان مذکورہ بالا تینوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ بعض حضرات کا یہ کہنا کہ معجزہ میں یہ شرط ہے کہ وہ مقدورِ نبی نہ ہو غلط ہے اور یہ کوئی قابلِ توجہ بات نہیں ہے کسی فعل کا معجزہ ہونا یوں ہی ہوسکتا ہے کہ وہ فعل نبی کی قدرت میں ہو کوئی دوسرا اس پر قادر نہ ہو اور یہ معجزہ مافوق العادۃ یا مافوق الفطرۃ بات ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور نبی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ معجزہ میں تین چیزیں ملحوظ ہیں ایک تو نبی کا مافوق الفطرۃ چیز پر قادر ہونا اور دوسری اس کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کا عاجز رہ جانا یعنی اللہ تعالیٰ اس مافوق العادۃ چیز پر نبی کو قدرت عطا فرماتا ہے اور اس کے مقابلے میں دوسرے شخص کو عاجز رکھتا ہے وہ اپنے نبی میں قدرت اور غیر میں عجز کی تخلیق فرماتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ اللہ تعالیٰ کا فعل قرار پاتا ہے یا یوں کہنا چاہیے کہ معجزہ کے دو پہلو ہیں ایک ظاہر اور دوسرا باطن یہی ظاہر تو نبی کا فعل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اس کی قدرت بخشی اور اس کو نبی کا مقدور کیا اور باطن وحقیقت میں یہ اللہ کا فعل ہے کیونکہ جس قدرت سے نبی نے اس معجزہ کو ظاہر کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے۔ اس سلسلے میں حضرت امام شہاب الدین احمد الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''معجزہ ظاہر کے اعتبار سے نبی کا فعل ہے اور درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔''

نسیم الریاض۔ جلد۔2۔ صفحہ۔496

اس میں شک نہیں کہ جب وہ ظاہر کے اعتبار سے نبی کا فعل ہے تو اسی کا مقدور بھی ہوگا اور یہی صحیح ہے کہ یہ نبی کی قدرت میں ہوتا ہے اور نبی اس کے صادر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت کو عمل میں لاتا اور اسے اپنے ارادے سے ظاہر کرتا ہے۔ حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ الیواقیت والجواہر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''یعنی معجزہ اس وقت واقع ہوتا ہے جب نبی اس کا قصد وارادہ کرتا ہے۔''

الیواقیت والجواہر۔ جلد۔1۔ صفحہ۔161

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حضرت امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 505ھ) نے اس مسئلہ کی اسقدر پُرمغز اور مدلل وضاحت و تشریح فرمائی ہے جس کے بعد کسی مزید تشریح کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ میرے خیال میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیق کو اگر حرفِ آخر کہا جائے تو بجا ہوگا۔ اس تحقیق کو حضرت علامہ امام محمد بن الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب میں یوں فرمایا ہے۔ عربی عبارت کا ترجمہ تحریر کیا جارہا ہے۔

ترجمہ:۔ ''حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبوت اس خصوصیت سے عبارت ہے جو نبی کے

Marfat.com

ساتھ خاص ہے اور نبی اِس کے سبب اوروں سے ممتاز ہوتا ہے اور کئی قسم کی دیگر خصوصیات ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ایک یہ کہ جوامور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور فرشتوں اور آخرت سے متعلق ہیں نبی اُنکے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم۔معلومات وزیادہ تحقیق اور انکشاف بھی اُن سے نسبت نہیں رکھتے۔

دوم یہ کہ نبی کی ذات میں ایک ایسا وصف ہوتا ہے جس سے مافوق الفطرۃ کام جنہیں معجزہ کہتے ہیں کامل اور پورے ہوتے ہیں۔جس طرح ہم میں ایک ایسا وصف ہے جس سے ہماری حرکات ارادیہ پوری ہوتی ہیں۔اُسے قدرت کہتے ہیں''۔

سوم یہ کہ نبی میں ایک ایسا وصف ہوتا ہے جس سے وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح آنکھوں والے میں دیکھنے کی ایک صفت ہے جس کی وجہ سے وہ اندھے شخص سے امتیازی شان رکھتا ہے۔

چہارم۔نبی میں ایک ایسی صفت ہوتی ہے جس سے وہ آیندہ غیب کی باتیں جانتا ہے پس یہ نبی کے کمالات اور صفات ہیں جن میں سے ہر ایک پھر متعدد اقسام میں تقسیم ہوتی ہیں''۔

از:شرح الزرقانی علی المواہب۔جلد۔1۔صفحہ۔20/19

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد نے متعلقہ مسئلہ کو نہایت روشن کر کے رکھ دیا کہ حق مذہب یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی صفت رکھی ہے جس سے وہ مافوق الفطرۃ اور مافوق العادۃ کام یعنی معجزات ظاہر کرتے ہیں اور وہ صفت قدرت ہے جس طرح ہم ارادے سے چلتے پھرتے ہیں حرکت کرتے ہیں۔ایک اور ایسی صفت رکھی ہے جس سے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں ایک صفت ایسی ہے جس سے وہ غیب کی آیندہ باتیں جانتے ہیں۔اس طرح حضرت علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے مندرجہ ذیل امور صراحت سے ثابت ہو گئے۔

(1) اہل حق کا یہی عقیدہ ومسلک ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے معجزات پر قدرت رکھتے ہیں۔

(2) انبیاء علیہم السلام معجزات کے ظاہر کرنے میں بہ عطائے رب قادر ومختار ہیں۔

(3) انبیاء علیہم السلام بہ عطائے الٰہی آیندہ غیب کی باتیں جاننے کی قدرت واختیار رکھتے ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مافوق الفطرۃ ومافوق العادۃ کاموں یعنی معجزات اور آیندہ غیب کی باتوں کے جاننے کی قدرت واختیار بخشا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو آیندہ غیب کی باتیں جاننے اور معجزات کی قدرت واختیار ایسے ہی بخشا ہے جیسے اُس نے لوگوں کو ظاہری حرکات وظاہری ادراکات کے اختیار ایسے ہی بخشے ہیں کہ وہ جب چاہیں ہاتھ پاؤں کو حرکت دیں جب چاہیں نہ دیں۔جب چاہیں آنکھ کھول کر کسی چیز کو دیکھ لیں جب چاہیں نہ دیکھیں۔اگرچہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے کے بغیر لوگ کچھ نہیں چاہ سکتے۔اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ چاہے تو لوگوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔لوگوں

کے عطائی اختیارات اللہ تعالیٰ کے ذاتی وحقیقی اختیار کے سامنے کچھ نہیں ہیں۔اسی طرح معجزات اور غیب کے جاننے میں انبیاء علیہم السلام کی یہی حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری اعضاء کان وآنکھ کی طرح وہ باطنی صفتیں عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں معجزات ظاہر فرمادیں۔غیب کی باتوں کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمائیں۔اگرچہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے چاہے بغیر نہیں چاہ سکتے اور نہ ہی ارادہ الٰہیہ کے بغیر ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے۔

تعداد معجزات

سرکارِ دوعالم نورِمجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے سرتاپا معجزہ بنایا۔آپ علیہ السلام کے معجزات لاتعداد ہیں اس وصف مبارک کے بارے میں آئمہ۔محدثین اور اصحاب سیر نے باقاعدہ کتب تحریر کی ہیں۔حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات ایک ہزار کے قریب تھے جنہیں مورخین نے تحریر کیا ہے۔اس قدر معجزات کسی اور نبی ورسول کو نہیں ملے۔

حضرت امام نووی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات مبارکہ کی تعداد ایک ہزار دوسو تک پہنچتی ہے۔علاوہ ازیں بہت سے مفسرین ومحدثین کرام اور محققین عظام نے اپنی اپنی تصنیفات میں کثیر تعداد میں معجزات نبوی علیہ السلام تحریر فرمائے ہیں۔اسی طرح بعض علماء ومحدثین کے مطابق معجزات کی تعداد تین ہزار کے قریب ہے۔حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات پر مشتمل ایک کتاب الخصائص الکبریٰ تحریر فرمائی ہے جس کی دوجلدیں ہیں اور اس کتاب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ایک ہزار معجزات مبارک تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے معجزات فخر کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں ایک کتاب دلائل النبوۃ تحریر فرمائی جس میں حضور علیہ السلام کے ایک ہزار معجزات تحریر کیے ہیں۔اسی طرح حضرت امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''دلائل النبوت'' میں کثیر معجزات مبارکہ لکھے ہیں۔

فتح الباری۔جلد۔6۔باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔صفحہ۔465

حقیقت یہ ہے کہ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ کے معجزات تحریر کرنا یا بیان کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔آپ علیہ السلام کا ہر فعل وعمل اور قول مبارک اپنی جگہ ایک معجزہ ہے جس میں ایسے ایسے لطیف باریک اور عجیب وغریب اسرار وحکمتیں موجود ہیں جو مافوق العادۃ ہیں۔کتب تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے آقا ومولا سرکار مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو جس قدر معجزات عطا فرمائے گئے وہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو نہیں ملے اگر تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو عطا ہونے والے معجزات کے مقابلہ میں وہ شاید آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ

Marfat.com

ہوں۔ علماء نصاریٰ نے جو کتب تحریر کی ہیں ان میں گزشتہ انبیاء علیہم السلام کو ملنے والے تمام معجزات کی تعداد کل 67 بتائی گئی ہے۔ اِن میں سے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تعداد 27 ہے۔ پھر مزہ کی بات یہ ہے کہ ان 27 معجزات کو تحریر کرنے والوں کے پاس نہ کوئی سند ہے نہ سلسلہ سند اور نہ ہی کوئی دلیل جسکی روشنی میں معلوم ہو سکے کہ یہ بیان کردہ معجزات کہاں تک صحیح ہیں۔ جبکہ ان کے خلاف دوسری طرف سید المرسلین تاجدار عرب وعجم فخر کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات مبارکہ جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں انکی با قاعدہ اسانید موجود ہیں ان میں سے کئی سو معجزات ایسے ہیں جو تواتر کے ساتھ مشہور ہیں اور جنکی اسانید اسقدر حق و سچ ہیں کہ کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

مختصراً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زندگی مبارکہ مکمل معجزات ہی تھی۔ آپ علیہ السلام کی پیدائش مبارکہ سے لے کر وصال شریف تک ہر لمحہ ہر گھڑی معجزہ تھی۔ آپ علیہ السلام کا اُٹھنا بیٹھنا۔ سونا جاگنا۔ چلنا پھرنا۔ آرام کرنا، کام کرنا۔ نشست وبرخاست۔ کردار وگفتار۔ طرز کلام۔ خلق عظیم وعادات۔ لوگوں سے معاملات۔ لین دین۔ حسن سلوک، میدان جنگ میں موجود ہونا۔ دشمن کے ساتھ سلوک۔ چھوٹوں پر شفقت فرمانا اور عمر میں زیادہ لوگوں کے ساتھ سلوک۔ عزیز واقارب سے برتاؤ، غریبوں۔ مسکینوں۔ بیواؤں پر رحم غرض زندگی مبارکہ کا ہر لمحہ معجزہ ہی تھا جسکی تفصیل سے کتب سیر تاریخ۔ حدیث اور دیگر کتب بھری ہوئی ہیں۔ ایسی مکمل اور عظیم ذات مقدسہ کے معجزات کی تعداد کون لکھ سکتا ہے۔ مقام ختم الرسل محمد مصطفٰے علیہ السلام کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میں اپنا نام ثنا خوان مصطفٰے علیہ السلام کی فہرست میں لکھوانے کے لئے اس موضوع پر قلم اٹھا رہا ہوں۔ تا کہ اللہ کریم آقا ومولا کے صدقے اور آپ علیہ السلام کے وسیلہ مبارک سے مجھ گناہ گار کے سب گناہ معاف ہو جائیں اور میری تمام مصیبتیں دور ہوں آمین۔

معجزہ عقلی وحسّی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت ورسالت کسی خاص قوم وقت اور جگہ یا زمانے کے لئے نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کسی خاص قوم پر خاص وقت اور خاص جگہ کے لئے نبی کی حیثیت سے تشریف لائے بلکہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت ورسالت تمام عالم کے لئے ہے اور قیامت تک رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جملہ اقسام کے معجزات اور نشانات عطا فرمائے تا کہ کائنات کی ہر چیز۔ جن وانس۔ حیوانات ونباتات۔ جمادات۔ جانور وحشرات الارض۔ چرند پرند۔ زمین وآسمان۔ چاند ستارے، ملائکہ، غرض کائنات کا ذرہ ذرہ آپ علیہ السلام کی نبوت کی دلیل اور برہان ہو یوں کائنات کی کوئی نوع ایسی باقی نہ رہے جو آپ علیہ السلام کی نبوت ورسالت کی شہادت نہ دے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء علیہم السلام پر

Marfat.com

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برتری اور افضلیت روزِ روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے۔ کتب سیر اور تاریخ عالم کا مطالعہ کر لیجئے آپ پر یہ بات کھل کر عیاں ہو جائے گی کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات مبارک دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کے کل معجزات سے بہت ہی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو یہ خاص اعجاز اس لئے عطا فرمایا تا کہ ایک تو آپ علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر کسی کو شک وشبہ نہ رہے دوسرا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ علیہ السلام ساری کائنات اور تمام عالم کے لئے قیامت تک نبی ورسول بن کر تشریف لائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو معجزات عطا فرمائے انکی دو قسمیں ہیں پھر ہر قسم کی آگے بہت سی اقسام ہیں۔ یہاں میں ان دو قسموں کے بارے میں کچھ بیان کر رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام کو جو دو قسم کے معجزات واقسام عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک معجزہ عقلی ہے جبکہ دوسرا معجزہ حسّی ہے۔ یہاں عقلی اور حسّی معجزات کی تشریح تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

عقلی معجزہ

عقلی معجزہ اُسے کہتے ہیں جسکو سمجھنے کے لئے انسانی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ معجزہ کی اس قسم کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو دور اندیش، فہیم اور عقل مند ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ معجزہ کو عقل کی کسوٹی پر رکھتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ یہ معجزہ نبی سے ہی صادر ہوا ہے۔ ایسے صاحب عقل ودانش کے لئے حق کو پہچان کر اُسے قبول کرنا مشکل نہیں ہوتا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارکہ اور سیرت شریفہ آپ علیہ السلام کے بے مثالی اخلاق اور اعمال حسنہ وکمالات علمیہ اور عملیہ دیکھ کر اہل عقل ودانش فوراً پکار اٹھتے ہیں کہ یہ ہستی اللہ کی برگزیدہ ہے اور نبی و رسول ہیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ میں جو اخلاق اور اعمال موجود تھے ایسے کمالات اور اس طرح کے بلند اخلاق نہ کسی میں موجود تھے۔ اور نہ ہی کسی سے ظاہر ہوئے تھے۔ اس لئے آپ علیہ السلام کی زیارت کرنے والا ہر ذی عقل وشعور فوراً پکار اُٹھتا یہ تو بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پوری کائنات سے ممتاز اور منفرد پیدا فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام جیسی سیرت وصورت کسی اور کو نہیں عطا ہوئی پھر یا در ہے ایسی سیرت وصورت۔ یہ کمالات واخلاق، مخلوق میں سے کوئی شخص سخت سے سخت مجاہدہ اور ریاضت سے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ عقلی میدان میں یہ معجزہ کی پہلی قسم ہے۔

دوسرا عقلی معجزہ

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید فرقان حمید جیسی کتاب حق عطا فرمائی جو آپ علیہ السلام کا سب سے بڑا اور عظیم معجزہ ہے۔ آپ علیہ السلام کا یہ عظیم معجزہ ابد آباد تک اسی طرح رہے گا کیونکہ

Marfat.com

خالق کائنات نے اس بات کا وعدہ فرمایا ہے کہ ''میری اس کتاب میں قیامت تک نہ کمی ہو سکتی ہے اور نہ ہی زیادتی کیونکہ میں اسکی خود حفاظت کرتا (محافظ) ہوں''۔ قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری آسمانی کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا۔قرآن مجید ایک مکمل اور لاجواب کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایسی ہستی پر نازل فرمایا جو اُمّی تھی۔آپ علیہ السلام نے نہ کسی استاذ سے تعلیم پائی نہ کسی مدرسے میں اکتساب علم کے لئے تشریف لے گئے۔اب ہر عقل مند صاحب شعور اس بات کو اچھی طرح جان سکتا ہے کہ کائنات کی سب سے عظیم کتاب جو طہارت ظاہری اور باطنی وعلوم ومعارف کا سمندر بے کراں ہے اسکا حضور علیہ السلام پر نازل کیا جانا اور آپ علیہ السلام کا اس کتاب عظیم کے تمام علوم وکمالات کا سمجھ لینا حضور علیہ السلام کا بہت بڑا معجزہ اور صداقت کی دلیل قطعی ہے۔

قرآن مجید ایسی روشن اور پرنور کتاب ہے جو خود چودہ سو سال سے زائد گزر جانے کے بعد پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ''جو ہمت رکھتا ہے وہ میرا جواب لائے۔ جواب تو درکنار میری ایک چھوٹی سی سُورت کے مقابلے میں کوئی سورت لے آئے''۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ظاہری حیات مبارکہ سے لے کر آج تک لاتعداد اہل زبان اور عربی پر عبور رکھنے والے گزرے ہیں اب بھی موجود ہیں مگر دین حنیف کے مخالف ایسے ہزاروں لاکھوں فصحاء عالم وفاضل اس کی مثل لانے میں کامیاب نہیں ہوئے اور نہ ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔قرآن مجید حضور علیہ السلام کا ایسا عظیم معجزہ ہے جس میں دعوت وحجت دونوں موجود ہیں۔جو حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت حق پر مامور ہوتے ہیں انکو نبوت کے دعویٰ کے ثبوت میں معجزہ عطا ہوتا ہے گویا دعوت اور حجت دو الگ الگ چیزیں ہیں مگر حضور علیہ السلام کو صرف قرآن کریم کا ایسا معجزہ عطا کیا گیا جس میں یہ دونوں چیزیں یعنی دعوت اور حجت موجود ہیں۔

تیسرا عقلی معجزہ

سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زندگی مبارکہ آپ علیہ السلام کی نبوت کی دلیل اور معجزہ ہے۔
آپ علیہ السلام کی زندگی مبارکہ کے حالات کا مطالعہ کریں تو عقل فوراً پکار اُٹھے گی کہ پوری حیات طیبہ نبوت کی صداقت کا عملی ثبوت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ابتدائی زندگی دیکھ لیں یتیم تھے نہ ظاہری طاقت پاس تھی کہ لوگ اُس سے ڈر کر آپ علیہ السلام کی بات مان لیتے۔جیسا کہ اہل دنیا کا دستور ہے۔نہ ہی حضور علیہ السلام کے پاس کثیر مال و دولت تھی کہ لوگ مال کی لالچ میں آپ علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لیتے۔نہ ہی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کسی سلطنت کے حکمران تھے کہ لوگ روزگار اور شان وشوکت حاصل کرنے کے لئے آپ علیہ السلام کے حلقہ میں شامل ہو جاتے حقیقت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام بالکل اکیلے لوگوں کو دعوت حق دیتے ہیں نہ کوئی مددگار ہے اور نہ ہی ہاتھ بٹانے والا۔اہل قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعوت حق کے سخت مخالف ہیں یہاں تک کہ خونی رشتہ دار بھی آپ علیہ السلام کے جانی دشمن ہیں۔ان تمام حالات کے باوجود رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مشن یعنی فریضہ عظیم کو جاری رکھتے ہیں پھر کائنات نے دیکھا کہ شرک و بت پرستی میں مبتلا۔ غارت گری، زنا کاری، چوری، شراب خوری اور دیگر تمام برائیوں میں غرق قوم صرف 23 سال کے قلیل عرصہ میں تمام برائیاں چھوڑ کر دعوت حق پر لبیک کہتے ہوئے یک دل۔ یک زبان اور یک جان ہوکر دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ایسی وابسطہ ہوئی کہ قیصر و کسریٰ کے محلات اور شان وشوکت ان کے قدموں میں تھی۔

دنیا کی سب سے بری قوم دیکھتے ہی دیکھتے بلندی ورفعت کی اُن منازل پر پہنچ گئی کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ دین اسلام کے ایسے جان نثار بنے کہ اپنا مال و دولت، اولاد، شان وشوکت، عزیز و اقارب سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیئے۔ یہ سب کچھ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عملی زندگی کو دیکھ کر کیا۔ حرص۔ لالچ۔ شہوت رانی۔ جوا۔ شراب زنا۔ بدکاری غرض تمام برائیوں کو ایسے جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا کہ جیسے ان کا وجود ہی نہ تھا۔ جزیرۃ العرب کے یہ صحرا نشین اپنے آقا و مولیٰ تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ایک اشارے پر اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ اس وقت دنیا کی طاقت ور قومیں ایرانی ورومیوں اور ان کے حکمران آپ علیہ السلام کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔

اب ان تمام حالات و واقعات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ۔ یہ تمام تبدیلی۔ سارے کارہائے نمایاں۔ عرب قوم کا صدیوں پرانی روش چھوڑ کر قلیل عرصہ میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین مذہب حق کے پیروکار اور عظیم قوم بن جانا کیا صرف عقلی اور فکری تدبیر سے ممکن ہوا۔ ہرگز نہیں کیونکہ انسان کی عقل اور متواتر شدید کوشش بھی اس کو ایسے مرتبہ ومقام پر نہیں پہنچا سکتی۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہی فیضان تھا جسے خالق کائنات کی پوری پوری مدد ونصرت حاصل تھی۔ مختصراً سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بے عیب۔ تقویٰ، طہارت، پرہیزگاری، حسن اخلاق۔ اور کریمانہ زندگی مبارکہ کا ہی معجزہ تھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے کائنات کی تقدیریں بدل کر رکھ دیں۔

چوتھا عقلی معجزہ

سرکارِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی بعثت مبارکہ کے بعد اکثر یہودیوں اور نصاریٰ کے علماء کو فرمایا کرتے۔ ''اے علماء تورات وانجیل میں وہی نبی ہوں جس کی بعثت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی تمہاری کتب میں ارشاد فرمادیا ہے انبیاء علیہم السلام میرے آنے کی تمہیں اطلاع دیتے رہے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک ایسا پیغمبر دنیا میں تشریف لائے گا جسکی نبوت تمام کائنات کے لئے ہوگی وہ آخری نبی ہوگا اُس کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اے اہل کتاب تم میرے بارے میں یہ سب کچھ جانتے ہو اب میں تمہارے سامنے موجود ہوں اس لئے تم مجھ پر ایمان لے آؤ''۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس فرمان اور دعویٰ کے بعد جو حقیقت میں آپ

Marfat.com

علیہ السلام کا معجزہ مبارک تھا بہت سے اہل کتاب ایمان لے آئے اور انہوں نے گواہی دی کہ بے شک آپ علیہ السلام وہی برحق نبی ہیں جنکے بارے میں تورات وانجیل میں پہلے ہی خبر موجود ہے۔ بہت سے اہل کتاب اور انکے علماء ایسے بھی تھے جو آپ علیہ السلام کے اس دعویٰ کو سُن کر جان کر بھی اسلام نہ لائے۔ ان لوگوں کو یہ علم تھا کہ حضور علیہ السلام کا دعویٰ سچا ہے مگر اس خوف سے مسلمان نہ ہوئے کہ ایسا کرنے سے ہماری سرداری اور رعب ختم ہو جائے گا۔ دوسری طرف ان میں سے کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس دعویٰ کو جس کا ذکر قرآن مجید کر رہا ہے غلط کہیں یا اسکی تکذیب کریں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنی ہٹ دھرمی اور جھوٹی شان کو برقرار رکھنے کے لئے حق سے دور رہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اصل شان وشوکت تو حق کو تسلیم کرنے میں ہی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ علماء یہود ونصاریٰ پڑھے لکھے صاحب عقل نہیں تھے اس سوال کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ وہ یقیناً پڑھے لکھے اور صاحب عقل وفہم تھے۔ پھر یہ سب کچھ دیکھتے سمجھتے اور پڑھتے ہوئے بھی آپ علیہ السلام پر ایمان کیوں نہ لائے اور اب بھی کیوں نہیں لا رہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ نہ تو پڑھے لکھے ہیں اور نہ ہی صاحب عقل وشعور ہی ہیں کیونکہ اصل علم اور عقل کا سرچشمہ تو قرآن مجید ہے اور تعلیمات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جسے یہ حاصل نہیں وہ کتنا بڑا عالم۔ فاضل۔ محقق۔ مدبر یا صاحب عقل کیوں نہ کہلاتا ہو اصل میں جاہل ہی ہے کیونکہ نور عرفان اور علم حقیقی اُسے حاصل نہیں اور نہ ہی وہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے جو اصل روح اور مقصد حیات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب دنیا میں تشریف لائے تو پوری دنیا ہی جہالت اور گمراہی میں غرق تھی کہیں مجوسی آگ کی پرستش میں مصروف مردار کھاتے یہاں تک کہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے شادی کر لیتے۔ کسی طرف لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تبدیلی کرنے کے بعد اپنی مرضی سے زندگی بسر کر رہے تھے کہیں یہودی تکبر وغرور میں غرق انبیاء علیہم السلام کو قتل کر دیتے اور ان پاک ہستیوں کی تعلیمات کو جھٹلاتے رہتے تھے۔ مشرکین اور بت پرست خود ساختہ پتھر ولکڑی کی مورتیوں کو بھگوان بنا کر انکی پوجا کر رہے تھے۔ یہ لوگ شام، ہندوستان اور جزیرۃ العرب وغیرہ میں رہائش پذیر تھے۔ اس گمراہی اور بدامنی کے دور میں چند نفوس قُدسیہ ایسے بھی تھے جو روحانیت کے قائل تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چل رہے تھے۔ حضور علیہ السلام دنیا کا سچا مذہب اسلام لے کر آئے جسکی نورانی تعلیمات نے ہر مذہب اور دین کا دلائل اور براہین سے ایسا رد فرمایا کہ پوری دنیا حیران و پریشان رہ گئی۔ یہود ونصاریٰ کے بڑے بڑے عالم فاضل آپ علیہ السلام کے سامنے گونگے اور بہرے ہو جاتے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جو حضور علیہ السلام کے دلائل اور عمل مبارک کا جواب دے سکتا یا اُنگلی اُٹھا سکتا۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ کے معجزات ہی تھے۔ آخر ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ تمام باطل عقائد و مذاہب کے لوگوں نے آپ علیہ السلام کی شخصیت مبارکہ اور حقائق کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور یوں

Marfat.com

لوگ فوج در فوج مذہب اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر قرآن مجید (سورۃ نصر) میں بھی فرمایا ہے۔ یہ آپ علیہ السلام کے وہ معجزات تھے جنکو عاقل لوگوں نے فوراً قبول کرلیا۔

پانچواں عقلی معجزہ

سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مستجاب الدعوات تھے جو دُعا مانگتے فوراً قبول ہو جاتی یہ نبی برحق ہونے کی عیاں اور واضح دلیل تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم غیب کی خبروں پر قادر تھے۔ جو غیب کی خبر ارشاد فرماتے دنیا دیکھ لیتی کہ اس میں ذرہ بھر تبدیلی نہ ہوتی جو فرما دیتے اسی طرح ہو جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وہ دُعائیں جو مقبول بارگاہ خالق ارض وسماوات تھیں حد وحساب سے باہر ہیں ان میں سے چند کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں تاکہ پڑھنے والے کے ذوق محبت میں مزید اضافہ ہو۔

(1) قریش مکہ اپنے مال و مویشیوں کی کثرت اور دیگر زندگی کی میسر آسائشوں کی زیادتی کی وجہ سے بے حد مغرور۔ ہٹ دھرم اور سرکش ہو چکے تھے۔ یہ لوگ اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہمیشہ تنگ کرتے اور ہر وقت طرح طرح کی ایذا رسانی میں پیش پیش رہتے۔ خالق کائنات نے ان سرکش لوگوں کو سزا دینے کی غرض سے عرب میں کئی سال تک بارش بند کر دی۔ سارے علاقے کی کھیتیاں خشک ہو گئیں حد نگاہ تک سبزے کا نشان باقی نہ رہا۔ پورا عرب سخت ترین قحط کا شکار ہو گیا۔ چرند۔ پرند۔ حیوانات اور انسانوں تک قحط کی وجہ سے مرنے لگے۔ قبائل عرب اس خشک سالی کے ہاتھوں تنگ آ کر مجبوراً سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ بارش کے لئے دُعا فرمائیں تاکہ ہماری یہ بدحالی خوشحالی میں بدل جائے۔ رحمت عالم نورِ مجسم بے کسوں کے کس فخر کونین رحمۃ اللعالمین تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کمال شفقت اور درگزر کا عملی مظاہرہ فرماتے ہوئے اللہ کے حضور دست رحمت اٹھائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف سے سیاہ بادل آسمان پر چھا گئے اور اسقدر شدید بارش شروع ہوئی کہ چند لمحوں میں ہی ہر طرف جل تھل ہو گیا یوں لگ رہا تھا کہ آسمان سے نہریں ٹوٹ پڑی ہوں۔ بارش کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ لوگ اسکی شدت سے عاجز آ گئے اور پھر بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ بارش روکنے کی دُعا فرمائیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُعا کے لئے پھر ہاتھ مبارک بلند فرمائے اور یوں ارشاد فرمایا۔ ''اے اللہ بادلوں کو ہم پر برسانے کی بجائے اردگرد کے علاقے میں برسنے کا حکم دے۔ اے اللہ یہ بادل پہاڑوں پر برسیں اور وادی بطحا سے چھٹ جائیں''۔ دُعا مانگنے کی دیر تھی کہ بادل چھٹ گئے بارش فوراً رک گئی شہر پر ایک بوند بھی نہیں برس رہی تھی جبکہ اردگرد خوب موسلادار بارش جاری رہی۔

Marfat.com

(2) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ علیہ السلام نے اردگرد کے حکمرانوں کے نام دعوتِ حق کے خطوط ارسال فرمائے ایران کے حکمران خسرو پرویز نے اپنی طاقت اور دولت کے غرور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دعوت نامہ پھاڑ دیا۔ آپ علیہ السلام کو پرویز کی اس حرکت کا معلوم ہوا تو آپ علیہ السلام نے یوں دُعا فرمائی۔

"الھم مزق ملکه کما مزق کتابی " "اے اللہ پرویز کے ملک کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے جس طرح اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان دُرفشاں سے نکلے ہوئے کلمات کے مطابق کچھ دنوں بعد ہی پرویز کو اسکے بیٹے نے قتل کر دیا اور یوں ملک ایران کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو عتیبہ بن ابی لہب اپنی سرکشیوں اور اذیتوں کا نشانہ بناتا رہتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے عتیبہ بن ابی لہب کے متعلق یوں ارشاد فرمایا۔

"اَللّٰھُمَّ سَلِّط عَلَیهِ کَلبًا مِن کِلَابِکَ" "اے اللہ عتیبہ پر اپنے کتوں سے ایک کتا مسلط فرما"

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فرمان مبارک کے مطابق ایسا ہی ہوا عتیبہ بن ابی لہب تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر گیا رات کو قافلہ ایک جگہ آرام کر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر خاموشی سے اس جگہ آیا جہاں عتیبہ سو رہا تھا اور سوتے ہوئے اسکو چیر پھاڑ کر واصل جہنم کیا۔

(4) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حقیقی چچا حضرت ابو طالب ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اپنی صحت یابی کی دُعا کے لئے کہا۔ آپ علیہ السلام نے اللہ کے حضور دُعا مانگی تو حضرت ابوطالب فوراً شفایاب ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوطالب نے عرض کیا۔ "ان معبدک بطیعک" "کیا آپ (علیہ السلام) کا خدا آپ کی اتنی مانتا ہے۔"

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ "اے چچا اگر آپ بھی میرے اللہ کی اطاعت قبول کر لیں تو آپ کی بات بھی اتنی ہی مانی جائے گی۔"

(5) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا۔ روانگی سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے فیصلہ کرنے کا تجربہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ سُن کر اپنا دستِ حق پرست حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر پھیرا اور یوں دُعا فرمائی۔

"اللّٰھُمَّ اھد قلبه و سدد لسانه" "اے اللہ علی کے دل کو ہدایت یافتہ بنا دے اور اسکی زبان کو حق گوئی عطا فرما دے۔"

Marfat.com

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد ہمیشہ مجھے کسی معاملہ میں کوئی تنگی یا دشواری پیش نہیں آئی اور نہ ہی کسی فیصلے میں کبھی کوئی شک وشبہ گزرا مجھ پر ہر بات کی حقیقت عیاں ہوجایا کرتی تھی۔

(6) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھ کر یوں دُعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ عَلِمْہُ الْحِکْمَتَہ وَتَاوِیْلَ الْقُرآن ""اے اللہ اسے حکمت اور تاویل قرآن کی نعمت عطا فرما۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دُعا کی یہ برکت تھی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہِ مفسر القرآن کا خطاب حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن فہمی ضرب المثل ہے۔

ان مذکورہ چند مثالوں سے ثابت ہوجاتا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مجیب الدعوۃ ہونا اظہر من الشّمس ہے۔ یہ چند مثالیں عنوان کی مناسبت سے رقم کردی ہیں باقی تفصیل انشاءاللہ آگے چل کر بیان کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سابقہ انبیاء علیہم السلام کی مبارک زندگیوں اور گزشتہ امتوں کے تمام حالات وواقعات اسطرح تفصیل کے ساتھ ارشاد فرماتے کہ سُننے والا یہ سمجھتا کہ آپؑ علیہ السلام اُس وقت جب واقعہ رونما ہوا اُسی جگہ موجود تھے اور سب کچھ دیکھ اور سُن رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آنے والے حالات وواقعات کو بھی پہلے ہی ارشاد فرمادیتے پھر دنیا دیکھ لیتی کہ جو ارشاد فرمایا حرف بحرف صحیح وسچ ثابت ہوتا۔ ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ آپ علیہ السلام دشمنوں۔ منافقوں اور مخالفین کے دلی ارادوں کو برملا بیان فرمادیا کرتے تھے۔ ایسے بے شمار واقعات کتب احادیث وتفسیر وکتب سیر میں موجود ہیں۔ آپ علیہ السلام کے دہن اقدس سے جو بات نکلتی سچ ثابت ہوتی۔

مذکورہ تمام باتیں۔ حالات وواقعات اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کہنے والی شخصیت صاحب وحی، اللہ کی مقرب ترین ہستی اور برحق نبی ہے کیونکہ ایسی پیش گوئیاں محض عقل سے ہونا یا کردینا ناممکن ہے۔ کوئی بھی خبر یا فعل جو مافوق الفطرۃ اور مافوق العادۃ ہوجسکو عقل انسانی۔ فہم اور قرائن سمجھنے اور کرنے سے عاجز ہو معجزہ کہلاتا ہے ایسے فعل اور عمل کا ظاہر ہونا وحی ربانی اور اللہ کی قدرت کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یہ سب کچھ اپنے سچے نبی کے ہاتھوں ہی سرانجام دلاتا ہے جسے عقل مند لوگ فوراً مان کر دائرہ حق میں داخل ہوجاتے ہیں۔

معجزاتِ حسیّہ

معجزاتِ حسیّہ سے مراد وہ معجزات ہیں جن کا ادراک حواس سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عقلی اور باطنی معجزات کے علاوہ لاتعداد حسّی معجزات عطا فرمائے جو کہ ظاہری نشانات تھے۔

Marfat.com

عقل وشعور رکھنے والے تو معجزات حسیہ کے بغیر ہی نبی کی صداقت کے قائل ہو جاتے تھے مگر وہ لوگ جو عقل وشعور سے عاری تھے ان کے لئے خالق کائنات نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حسّی معجزات عطا فرمائے تا کہ ایسے لوگ ظاہری نشانیاں دیکھ کر نبوت کو تسلیم کر لیں ان حسی معجزات کی تین اقسام ہیں۔ذاتی۔صفاتی اور خارجی۔ ان میں سے ہر قسم کی چند مثالیں پیش کر رہا ہوں باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے انشاء اللہ حتّی المقدور زیادہ سے زیادہ معجزات نہایت تفصیل سے آگے چل کر تحریر کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔(انشاء اللہ)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے قریش مکہ نے درخواست کی کہ اگر آپ (علیہ السلام) چاند کو دو ٹکڑے کر دیں پھر چاند دوبارہ اپنی اصل حالت پر آجائے تو ہم آپ (علیہ السلام) کی نبوت کو مان لیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کفار کے کہنے پر اپنی انگلی مبارک سے چاند کے دو ٹکڑے فرما دیئے ایک ٹکڑا مشرق کی سمت چلا گیا جبکہ دوسرا ٹکڑا مغرب کی طرف چلا گیا پھر تھوڑی دیر بعد یہ دونوں ٹکڑے واپس آ کر جڑ گئے اور یوں چاند اپنی اصل حالت پر آ گیا۔

دوران سفر پانی کی شدید قلت پیش آئی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے آپ علیہ السلام سے قلت آب کی درخواست کی حضور علیہ السلام نے اپنی مبارک انگلیوں کو آگے کیا تو ان سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے جس سے تقریباً ڈیڑھ ہزار (1500) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے سیراب ہو کر پانی پیا۔وضو کیا اپنے مشکیزے بھر لئے اور لشکر میں موجود تمام جانوروں کو پانی پلایا۔

جنگ خندق کے موقعہ پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے ہاں دعوت کی درخواست کی جسے آپ علیہ السلام نے قبول فرمایا۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کو ہی دعوت دی تھی مگر آپ علیہ السلام پورے لشکر کو ہمراہ لے کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ کھانا صرف ایک یا دو آدمیوں کے لئے تیار کیا گیا تھا مگر آپ علیہ السلام کے ارشاد مبارک کے مطابق پورے لشکر نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا مگر کھانے کی مقدار پہلے جیسی ہی رہی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ حسّی تھا۔

اس طرح ابو جہل کا ہاتھ میں کنکریاں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ علیہ السلام سے دریافت کرنا بتائیں میرے ہاتھ یعنی بند مٹھی میں کیا ہے۔سنگریزوں کا ابو جہل کی مٹھی میں کلمہ شریف پڑھنا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حسّی معجزہ تھا۔

شجر وحجر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سلام عرض کرنا اور کلمہ شریف پڑھنا غزوہ خیبر کے وقت بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ علیہ السلام کو پیش کیا گیا۔بکری کی دستی کے گوشت کا دسترخوان پر بولنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے تناول نہ فرمائیں میرے اندر زہر ہے آپ علیہ السلام کا یہ معجزہ حسی ہی تھا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صفاتی معجزات لاتعداد ہیں جن کو انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ آگے چل

Marfat.com

کر بیان کروں گا یہاں صرف چند خصوصی معجزات کا ذکر کر رہا ہوں تا کہ حسی معجزات کی صفاتی قسم بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جا سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صفاتی کمالات میں صدق اور سچائی خاص خصوصیت کی حامل تھی۔ آپ علیہ السلام ساری زندگی مبارکہ میں کبھی بھی کذب بیانی کے مرتکب نہ ہوئے وہ معاملات دینی ہوں یا دنیوی۔ آپ علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

"اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب" "میں نبی ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ساری عمر مبارک میں کسی فعل قبیح کے مرتکب نہ ہوئے نہ اعلان نبوت و رسالت سے پہلے اور نہ ہی اعلان نبوت کے بعد۔ آپ علیہ السلام ہر جنگ میں ہمیشہ ثابت قدم رہے سخت سے سخت حالات میں بھی دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی غزوہ اُحد و غزوہ حنین میں عام لشکر اسلام میں افراتفری پھیل گئی مگر آپ علیہ السلام ثابت قدمی سے میدان جنگ میں سینہ سپر رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنا وعدہ نصرت پورا فرمایا۔ یہ آپ علیہ السلام کے کمال یقین اور اثبات قلب کی علامت ہے اور اعتماد و ایقان کی روشن دلیل۔ ارشاد خداوندی ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 67

وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے"

سورۃ الانفال آیت 62

وَاِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝

ترجمہ:۔ "اور اگر وہ تمہیں فریب دینا چاہیں تو بے شک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا"

سورۃ التوبہ آیت 40

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

ترجمہ:۔ "اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی"

سخاوت کے میدان میں آپ علیہ السلام اپنی مثال آپ تھے ابتدائے نسل انسانی سے لے کر قیامت تک کوئی دوسرا اس میدان میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عشر عشیر نہیں ہوسکتا ساری کائنات آپ علیہ السلام کا صدقہ ہی کھا رہی ہے۔ آپ علیہ السلام کے دل اقدس میں دنیاوی خوف و لالچ کا کبھی گزر ہی نہیں ہوا۔ قریش نے آپ

Marfat.com

علیہ السلام کے مبارک قدموں میں مال و دولت کے ڈھیر ڈال دیئے مگر آپ علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے لئے سب کچھ ٹھکرا دیا حکومت کی پیش کش کی مگر آپ علیہ السلام نے اُسے بھی قبول نہ فرمایا اور آخرت کی عظیم نعمتیں سامنے رکھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی فصاحت و بلاغت مرتبہ کمال اور درجہ انتہا تک تھی۔ آپ علیہ السلام جوامع الکلم اور بدائع الحکم تھے۔ ہر شخص سے اُسی کی زبان میں گفتگو فرماتے۔ قبائل عرب کی زبان۔ لب ولہجہ اور محاورات کو اچھی طرح جانتے تھے۔ عرب کے بڑے بڑے دانش ور۔ عاقل صاحب لسان آپ علیہ السلام کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے یوں لگتے جیسے گونگے بہرے ہوں۔

اس طرح کے تمام حسّی معجزات اس لئے دکھائے گئے تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہستی اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور خالق کائنات کی راز دار و نائب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا سفیر بنا کر مخلوق کی ہدایت کے لئے احکامات کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ ان کے دست حق پرست پر جو عجیب و غریب کرشمے ظاہر ہو رہے ہیں وہ کسی دُوسرے انسان کی طاقت میں ہی نہیں۔ ایسا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی سے اسکے انبیاء علیہم السلام کی ذات سے ہی ظاہر ہو سکتا ہے۔ کوئی کتنا بڑا ہی زاہد۔ عابد۔ اور پرہیز گار کیوں نہ ہو اپنی محنت سے ایسا نہیں کر سکتا پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی ہی کسی ظاہری سبب اور علت کے بغیر ایسی مافوق الفطرت اور مافوق العادۃ چیزوں کو کرنے پر قادر ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست حق پرست پر ان تمام حسّی معجزات کے ظہور سے اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ مخلوق پر اس بات کو خوب عیاں فرما دے کہ جس طرح حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان فیض اللہ کے علم و حکمت کا آئینہ ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دست حق پرست اصل میں دست خالق کائنات کا آئینہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت غیبیہ کے عجیب و غریب کرشمے دنیا پر عیاں ہوتے ہیں۔

منکرین معجزات کے اعتراض اور اُنکے مدلّل جوابات

موجودہ سائنس اور فلسفے کے دور میں کچھ حضرات ایسے بھی موجود ہیں جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات کے منکر ہیں اُنکا خود ساختہ اور باطل نظریہ یہ ہے کہ معجزات کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ محض زیب داستان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات سے منسوب کئے گئے ہیں (نعوذ باللہ) قرآن مجید میں اسکی کوئی صراحت نہیں ہے البتہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور چند دوسرے انبیاء علیہم السلام کو معجزات ضرور عطا کئے گئے جنکا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ان حضرات نے قرآن مجید فرقان حمید کا مکمل مطالعہ کئے بغیر اپنے یہ خیالات فاسدہ قائم کر لئے اور پھر دوسروں کو بھی ان خیالات کی بنا پر گمراہ کرنے میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے شر سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے آمین۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات تو ان لوگوں نے قرآن مجید میں پڑھ لئے مگر تاجدار انبیاء علیہم

السلام کی باری آئی تو انکی قرآن فہمی ختم ہوگئی اور یوں لوگ عقل سے بے گانہ ہوگئے۔ اللہ کے بندو حضور علیہ السلام کا واقعہ معراج مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر پھر چاند کا دوٹکڑے فرمانا اور سب سے بڑھ کر خود کتاب الٰہی آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے یا نہیں اگر اب بھی یقین نہ آئے تو تمہاری بدقسمتی ہے دیکھو پندرھویں پارہ کی سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت فرمان الٰہی ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 1) ''سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ ...(الخ) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔'' پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کورات کے تھوڑے حصے میں ہی مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔۔۔(الخ)۔

پھر سورہ نجم میں ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ النجم آیات 1 تا 4

وَالنَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی ﴿۲﴾ وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ﴿۳﴾ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿۴﴾

ترجمہ:۔ ''اس پیارے چمکتے تارے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ ہی راہ سے پھرے اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وہ ہی بولتے ہیں جو انہیں وحی کی جاتی ہے''۔۔۔(الخ) اسی سورہ میں آگے چل کر ارشاد فرمایا ''میرے اور میرے محبوب کے درمیان قوسین سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور میرے محبوب نے مجھے آنکھ جھپکے بغیر دیکھا'' یعنی جسے ٹکٹکی کہتے ہیں۔۔(الخ)۔

اب خود ہی انصاف کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا رات کے قلیل عرصہ میں مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک پھر آگے آسمانوں تک تشریف لے جانا اور واپس آنا جبکہ مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ تک سفر کے لئے ایک ماہ کی مدت درکار ہے معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس نص قطعی کی موجودگی میں معجزات کا انکار دین و دنیا کی رسوائی اور بدبختی کے علاوہ اور کچھ نہیں اب بھی وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے جلدی توبہ کرلیں ورنہ جن اغیار اور بدمذہب لوگوں کے کہنے اور انکی تحریریں پڑھ کر تم تنقیص نبی کررہے ہو تمہارا انجام بھی ان سے مختلف نہیں ہوگا اور وہ انجام ہے دوزخ کا انتہائی خطرناک حصہ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ وہ اسکی پاکی بیان کرے اسکی عبادت کرے اور اسکی برگزیدہ ہستیوں انبیاء علیہم السلام کی عظمت و شان کو پہچانیں، مانیں اور اپنے مال، جان، عزت وآبرو سے زیادہ قدر کریں مگر افسوس بدعقیدہ لوگ ہر وقت آپ علیہ السلام کی شان کم کرنے میں لگے رہتے ہیں جو کہ نہایت قبیح اور ناقابل معافی حرکت ہے۔ انکے ایسا کرنے سے حضور علیہ السلام کے مرتبہ جلیل میں بال برابر فرق نہیں آسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی شان مقدسہ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ انشراح آیت 4

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ﴿۴﴾

ترجمہ:۔ ''اے محبوب ہم نے تیرا ذکر بلند کیا''

جس پاک ہستی کا ذکر خود خالق کائنات بلند کرے وہ کسی کے گھٹانے سے گھٹ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اُس ہستی

کا مقام مرتبہ کوئی کم کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ایسا کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

موجودہ صدی میں اگرچہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حیات مقدسہ آپ علیہ السلام کی سیرت مبارکہ پر بہت سی کتب لکھی جا چکی ہیں لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ سائنس فلسفہ اور انگریزی طرز زندگی وتعلیم کے اثرات کی وجہ سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات و بزرگان دین کی کرامات کو بہت دھیمے طور پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ ایسا کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں نکل رہا اور نہ ہی اچھا نکل سکتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مذہب اسلام مکمل ضابطہ حیات ہونے کی وجہ سے کسی معجزے کی شہادت کا محتاج نہیں مگر اسلام کی اشاعت میں معجزات نے جس قدر گہرے اور دیرپا اثرات چھوڑے ہیں انکی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مصنفین، مواعظ ومغازی کی تاریخوں سے تو کتابوں کی کتابیں بھر دیتے ہیں لیکن جب معجزات کی باری آتی ہے تو نہایت آہستگی سے مختصر بیان کر کے گزر جاتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ معجزات مواعظ ومغازی سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ معجزات کا بیان تو ایمان کی حلاوت اور تقویت دین کا باعث ہیں۔

مذہب اسلام دنیا میں مروجہ علوم سیکھنے کی مخالفت ہرگز نہیں کرتا بلکہ اسلام کی تعلیمات کا یہ حصّہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ علوم سیکھے جائیں اور ان پر تحقیق وغور کر کے دسترس حاصل کی جائے تاکہ ان میں سے مذہب حق کی سچائی ثابت کی جائے۔ مگر افسوس بہت سے سائنس کی تعلیم حاصل کرنے والوں نے اس علم کو اسلام کی ترقی کے لئے استعمال کرنے کی بجائے الٹا اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم سے ہی دور کرنے کا فریضہ بنالیا ہے۔ یہ تعلیم یافتہ لوگ مذہب حق کی حقانیت کو بیان کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سائنس کا علم بذات خود کوئی چیز نہیں۔ سائنس کی نظر آنے والی تمام تحقیقات اللہ تعالیٰ کے پاک سچی اور متقی پرہیزگار شخصیات کے سامنے جن کو قدرت نے اصل اور حقیقی نظر عطا فرما رکھی ہے۔ کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کے سامنے ازل سے ابد تک کا زمانہ ایسے ہے جس طرح آئینہ اور یہ سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔ کسی چیز کا بھی ظاہری استدلال کوئی کمال نہیں بلکہ یہی تو نہایت معمولی بات ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا مشاہدہ ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ آج جس بنیاد پر ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کی جاتی ہے کل اس میں کوئی غلطی نظر آجاتی ہے تو اس عظیم عمارت کو ہی مسمار کر دیا جاتا ہے۔ سائنس دان شب وروز نئے نئے تجربات کرتے رہتے ہیں۔ سینکڑوں اشیاء دریافت کر چکے ہیں انکی نظر صرف اس حد تک ہی ہے دور کی چیزیں انکو نظر ہی نہیں آتیں جن کو حاصل کرنے اور دیکھنے میں پوری جانفشانی سے مصروف ہیں۔ سائنس کبھی اپنا دائرہ امکان اس حد تک وسیع کر لیتی ہے کہ وہ دوجہاں سے بھی بڑا بن جاتا ہے اور کبھی یہ دائرہ اس حد تک تنگ اور محدود ہو جاتا ہے کہ کوئی چیز بھی اس میں نہیں سما سکتی۔ بعض سائنس دانوں اور فلاسفہ کے نزدیک مذہب کوئی چیز ہی نہیں یہ لوگ جنت۔ دوزخ۔ جزاوسزاوغیرہ کو ضروری نہیں سمجھتے اور اکثر تو اسکو مانتے ہی نہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ دونوں جہانوں کی بنیاد ہی مذہب اور اس کے اصولوں پر قائم ہے۔ کائنات میں جس

Marfat.com

قدر قوانین موجود ہیں وہ سب مذہب کی ہی پیداوار ہیں۔اسکی مثال یوں ہے کہ اگر چند لمحوں کے لئے فرض کر لیا جائے کہ مذہب کا دنیا سے تعلق ختم ہو گیا ہے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ امن وامان۔آرام، چین، عدل وانصاف، ہنر ومہارت۔تہذیب وتمدن، شائستگی، مساوات، عزت وآبرو وغیرہ سب کچھ تباہ وبرباد ہو جائے گا اور انکا نام ونشان باقی نہیں رہے گا۔سائنس کی ترقی اپنی جگہ مگر ہمیں کسی خوف۔لالچ۔یا ڈر سے اپنا عقیدہ یا مذہب ہرگز ہرگز نہیں چھپانا چاہیے کیونکہ دنیا کی یہ زندگی تو عارضی ہے مذہب ہی وہ چیز ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔عیسائی۔یہودی۔بدھ مت۔ہندو۔دہریئے غرض باقی دیگر تمام مذاہب کے سائنس دان ہر وقت اسلام کے خلاف زہر اُگلنے اور اس مذہب حنیف کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں۔یہی لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہوئے انکو باطل اور من گھڑت ثابت کرنے میں اپنی پوری توانائی صرف کرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ بعض کمزور اعتقاد کے مسلمان ان کے گمراہ کن بہکاوے (پروپیگنڈہ) سے متاثر ہو کر انکے ہم خیال ہو جاتے ہیں اور یوں دین ودنیا میں اپنے لئے بربادی کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ایسے لوگوں کو چاہیے کہ تاریخ عالم کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کی کتب جو اس وقت دنیا میں موجود ہیں چاہے تحریف شدہ ہی ہیں اُنکا مطالعہ کریں مثلاً تورات۔زبور۔انجیل۔رگ وید۔گرنتھ ودیگر کتب مذاہب وغیرہ، تو معلوم ہوگا کہ اِن کتب میں ایسے عجیب و غریب اور مافوق العادت افسانے موجود ہیں جن کو پڑھ کر انسانی عقل حیران وپریشان ہو جاتی ہے۔ان افسانوں کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں دوسری طرف حالت یہ ہے کہ تعصب کی بنا پر بالکل صحیح معجزات کا انکار کر دیتے ہیں۔

فلسفیوں کو لے لیجئے یہ لوگ چند معجزات کو خلاف عقل قرار دیتے ہوئے ان کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ان لوگوں کو صرف مذہب اسلام کے معجزات کو ماننے سے ہی کیوں انکار ہے۔یہ لوگ دوسرے مذاہب کی کتب کیوں نہیں دیکھتے جنکی ہر بات اور ہر ایک روایت انکے لئے باعث اعتراض ہے۔پھر ان لوگوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ابتداءِ انسانیت وکائنات سے لے کر آج تک دنیا اس عالم کی تحقیقات میں کیوں لگی ہوئی ہے۔یہ لوگ اِن تحقیقات سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔فلسفیوں کے اس گروہ نے جنکا سرکردہ بطلیموس تھا (فلسفہ بطلیموس) یہ ثابت کیا کہ آسمانوں کی تعداد سات ہے۔جن پر آٹھواں عرش اور نویں کرسی ہے۔سورج۔چاند ودیگر سیارے متحرک ہیں جبکہ زمین ساکن (ٹھہری ہوئی) ہے۔اپنے اس عقیدے کے ثبوت میں اس گروہ نے سینکڑوں تجربے بیان کئے۔کچھ عرصہ بعد حکماء کی ایک اور جماعت نے (فلسفہ فیثاغورث) فیثاغورث کی سربراہی میں ایک اور نیا نظریہ پیش کیا جس نے بطلیموس کے نظریے کو غلط اور نامکمل ثابت کیا اِس سلسلے میں اس گروہ نے بھی سینکڑوں تجربات پیش کئے۔فیثاغورث نے آسمان وزمین کے سب جھگڑے ہی الگ کر دیئے۔اس نے ثابت کیا کہ صرف خلاء میں یہ ستارے قائم ہیں جو سورج کے گرد اپنے اپنے محور پر گردش کرتے ہیں۔اس نظریہ کے باوجود یہ گروہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ بعض سیاروں کی روشنی بہت زیادہ دوری ہونے کی وجہ سے ابھی تک ہمارے پاس نہیں پہنچ سکی جبکہ روشنی

Marfat.com

عرصہ دراز گزر جانے کے باوجود اپنی مخصوص رفتار سے ہماری طرف محوِ سفر ہے۔ انکا کہنا ہے کہ نظر آنے والے سورج کی طرح اور کئی ایسے سورج بھی ہیں۔ جن کے گرد اسی طرح کئی سیارے اپنے اپنے محور پر گردش کر رہے ہیں۔ اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی اور ایسا شمس الشموس بھی ہو جس کے گرد ان آفتابوں کی طرح اور بھی کئی ایک آفتاب ہوں جو اپنے اپنے نظام وغیرہ کے گرد گردش کر رہے ہوں۔ اس گروہ کا نظریہ پڑھنے کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ لوگ اپنے اس نظریے کو نامکمل اور یقینی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ وقتاً فوقتاً نئے ستاروں کا معلوم ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے۔

دنیا میں ایسا کوئی سائنس دان یا فلسفی نہ تو پیدا ہوا ہے اور نہ ہی پیدا ہوگا جو خود جا کر کائنات کے ان سربستہ رازوں کی انتہا کی خبر لے آئے۔ مختصراً موجودہ سائنس جو ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اسکی بنیاد یہی علم ہیئت یعنی فلسفہ فیثا غورث ہی ہے۔ باریک بین اور تعصب سے ہٹ کر سوچنے والے فلاسفر اور سائنس دان حضرات کے نزدیک فلسفہ فیثا غورث قابلِ وثوق اور قطعی طور پر لائق سند نہیں ہے۔

بعض فلسفی اور سائنس دان کہلانے والے جنت اور دوزخ کو نہیں مانتے۔ قربان جائیں خالق کائنات کی عظیم ہستی کے جس نے ان لوگوں کے ہاتھوں ہی اپنے اس حکم کو سچ کر دکھایا ہے۔ اب بھی اگر یہ لوگ نہ مانیں تو انکی بدقسمتی اور بُرا انجام انکا مقدر ہے۔ جدید سائنسی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ زمین کے اندر اگر تیس (30) میل نیچے چلے جائیں تو وہاں ایک ایسا آتش خیز مادہ موجزن ہے کہ اس میں انسان تو کیا پتھر تک پگھل کر فنا ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح سائنس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اگر فضاء میں تیس (30) میل اُوپر جایا جائے تو وہاں ہوا موجود نہیں اس لئے وہاں انسانی یا کسی دوسری جاندار مخلوق کا زندہ رہنا ممکن ہی نہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کتاب الٰہی کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ زیر زمین (سورۃ التین آیت 5) ''اسفل السافلین'' ہے۔ اور اُوپر خلا میں ٹھنڈہ کرہ ''زمھریر'' (سورۃ الدھر آیت 13) ہے۔ اب ہم فلسفیوں۔ سائنس دانوں اور حضور علیہ السلام کے معجزات کو نہ ماننے والوں سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ نبی برحق کے فرمان کے مطابق ''اسفل السافلین'' کو تم لوگوں نے اپنی فانی سائنس کی مدد سے ہر چیز کو فناہ کر دینے والا آتشی مادہ ثابت کرتے ہوئے مانا ہے یا نہیں؟ اِسی طرح خلاء میں ٹھنڈے کرہ کو ایسی جگہ تسلیم کرتے ہو یا کہ نہیں جہاں انسانی اور جاندار زندگی ممکن نہیں ہے جواب ہوگا تسلیم کرتے ہیں۔ یہ کسقدر ظلم۔ ناانصافی اور عقلی بدنیتی ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیان فرمائیں تم لوگ اُسے تو ماننے سے انکار کر دو پھر اپنی فانی اور تھوڑی سی عقل سے اُسی چیز کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہوئے مان لو۔ خود انصاف کرو حق مذہب کا حکم ہوا یا تمہارے عقلی تجربات؟ اگر عقلی تجربات ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا شدہ ہے۔ جو چیز تمہاری عقل میں نہیں آتی کیا اسکو ماننے سے انکار کر دو گے جبکہ عقل تو محدود چیز ہے جبکہ قدرت کاملہ لامحدود صرف اور صرف عقل کی غلامی سے بچو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے احکامات کی پیروی کرو کیونکہ یہی اصل زندگی

Marfat.com

اور دین ودنیا میں نجات کا راستہ ہے۔

قرآن کریم میں سائنس کی بلیغ نشاندہی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سائنس کے متعلق جا بجا بلیغ نشاندہی اور اشارے فرمائے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

1۔ سورۃ ابراھیم آیت 33،34
2۔ سورۃ النحل آیت 12،10،16،65
3۔ سورۃ طٰہٰ آیت 6
4۔ سورۃ الانبیاء آیات 31،33
5۔ سورۃ النور آیت 43،44
6۔ سورۃ العنکبوت آیت 61
7۔ سورۃ فاطر آیت 9،11،13
8۔ سورۃ یٰسین آیت 40،81
9۔ سورۃ الحدید آیت 25
10۔ سورۃ البقرہ آیت 19،20،29،164
11۔ سورۃ اعراف آیت 57
12۔ سورۃ روم آیات 24،48،49
13۔ سورۃ المومنون آیت 12، 14،18
14۔ سورۃ شوریٰ آیت 28
15۔ سورۃ الحجر آیات 16،17،18
16۔ سورۃ الفرقان آیت 54،61
17۔ سورۃ حم سجدہ آیت 11،12
18۔ سورۃ ذریٰت آیت 47
19۔ سورۃ انعام آیات 2،94،97،98
20۔ سورۃ اعراف 189
21۔ سورۃ الحج آیت 5،65

22۔ سورۃ القصص آیت 68

23۔ سورۃ احقاف 3

24۔ سورۃ لقمان 20

اِسی سلسلے میں موجودہ تحقیقات کے عالم اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ انسان ریاضتوں کے باعث ایسی طاقت حاصل کر لیتا ہے کہ وہ ہزاروں میل دور کے مقامات کی کیفیت اور وہاں کے حالات معلوم کر لیتا ہے۔ایک ہی جگہ بیٹھ کر ہزاروں میل دور رہنے والے بیمار شخص پر توجہ اور تصرّف کرتے ہوئے اُسے صحت یاب کر سکتا ہے۔ان جدید تحقیقات کی روشنی میں ہی تھیاصوفیکل سوسائٹی اور مسمریزم و ٹیلی پیتھی کے علوم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔جوان لوگوں نے اپنے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق قائم کی ہیں۔غور کا مقام ہے کہ یہ فانی عقل وشعور رکھنے والے اپنی تحقیقات کے مطابق کسی مذہب۔رنگ ونسل یا قوم کی تخصیص کے بغیر یہ سب کچھ معلوم کر لینے کا دعویٰ رکھتے ہیں مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہم اللہ اور اسکے رسولوں (علیہم السلام) کے اقوال کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے حد روحانی طاقت عطا کر رکھی ہے انکے علم اور معجزات کو ماننے سے انکار کر دیں۔فلاسفروں اور لادینوں کے نزدیک مذہب کوئی چیز نہیں یہ صرف چند ریفارمر (مصلح) کہلانے والوں کی ایجاد اور اختراع ہے۔ان تمام چیزوں کے باوجود یہ لوگ بھی اس امر کے ضرور قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام جیسے عظیم ریفارمرز (مصلح قوم) وفلاسفر دنیا پیدا نہیں کر سکی جن کو ماننے والے لاتعداد لوگ نسل در نسل چلے آرہے ہیں۔ان حقائق کی روشنی میں ہر ذی عقل کو یہ بات تسلیم کرنا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیوں کے سامنے یہ موجودہ لادین فلسفی وبدمذہب سائنس دان کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتے اس کے باوجود اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ تحقیقات تو سچی ہیں باقی تمام پرانی فرسودہ اور من گھڑت قصے کہانیاں ہیں (نعوذ باللہ) تو ایسا عقیدہ رکھنے والا نہ صرف جاہل، بدبخت اور لامذہب ہی ہے بلکہ اسکا انسانوں کی فہرست میں نام بھی شمار کرنا گناہ عظیم ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات کا انکار کرنے والوں کی پست ذہنیت اور حضور علیہ السلام کے ساتھ عداوت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سائنس دانوں اور ہیئت دانوں کی اس تحقیق کو فوراً مان لیں گے کہ انسان کسی بھی تیز ترین سواری پر سفر کرتا ہوا اُوپر کی طرف پرواز کرے تو ایک مخصوص جگہ پہنچ کر وہ خلا میں داخل ہو جائے گا پھر سینکڑوں لاکھوں اور اس سے بھی زائد سال اُسی رفتار سے متواتر سفر کرتا رہے تو خلا ہی خلا میں رہے گا اس خلا سے باہر نہیں نکل سکے گا اور نہ ہی واپس آسکتا ہے۔اگر ان لوگوں کو یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو رات کے قلیل وقت میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک تمام آسمانوں کی سیر کرائی اور حضور علیہ السلام پھر واپس مکہ تشریف لے آئے یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔یہ بات سُن کر یہ لوگ فوراً اعتراضات شروع کر دیں گے یہ کس طرح

Marfat.com

ہوسکتا ہے اتنا لمبا سفر اسقدر مختصر وقت میں کیسے طے ہوا وغیرہ۔ ہم ان عقل کے اندھوں متعصب لوگوں سے سوال کرتے ہیں کہ سائنس دان جو خلا کے سفر کو سینکڑوں لاکھوں کروڑوں سال سفر کرنے کے باوجود طے نہ کرنے کا تحقیق دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے کون خلا میں جا کر عملی تجربہ کر کے آیا ہے جو آپ لوگوں نے فوراً مان لیا ہے۔ پھر جدید سائنس دعویٰ کرتی ہے کہ ممکن ہے کوئی اور شمس الشموس ہو جس سے یہ سب آفتاب اپنے ستاروں سمیت روشنی لیتے ہوں۔ ہم ان سائنس دانوں سے کہتے ہیں کہ آسمان اوّل آپؐ کے اس شمس الشموس سے بھی کچھ آگے ہے اس طرح ہم ہاتھ لگوا کر اِنکی تسلی نہیں کرا سکتے اور نہ ہی یہ ہمارے ہاتھ لگوا کر اپنے دعویٰ کی تصدیق کرا سکتے ہیں۔ یاد رہے ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ ظنیات (قیاسی) سے کبھی تسلی نہیں ہوسکتی۔

گفتگو کے دوران بعض اوقات آپ علیہ السلام کے اصحاب اُن اسرار و رموز کو نہ سمجھ سکتے جو آپ علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلتے اُس وقت آپ علیہ السلام اُن الفاظ کی تشریح فرما دیا کرتے صحابہ کرام اُن رموز و کمالات کو سمجھنے کے بعد عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ یہ باریک و لطیف رموز کہاں سے سیکھتے ہیں؟۔ آپ علیہ السلام یوں ارشاد فرماتے۔

''اونبی ربی'' ''میرے اللہ نے سکھائے ہیں۔''

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کا یہ کمال تھا کہ آپ علیہ السلام امراء و اغنیا کی پروا نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ غرباء، مساکین اور ناداروں سے نہایت تواضع اور انکساری سے پیش آتے اور اُن کی دلجوئی فرماتے۔ آپ علیہ السلام کے علم۔ حلم۔ حکمت۔ معرفت اور کمال شفقت کا یہ حال تھا کہ انسانی عقل و دانش اس کا احاطہ ہی نہیں کر سکتی۔ باوجود اسکے کہ آپ علیہ السلام اُمّی تھے کسی سے علم حاصل نہیں کیا تھا۔ مگر جب گفتگو فرماتے تو بڑے بڑے عقلاء۔ علماء اور دانش وروں کی عقلیں اور تدبیریں دنگ رہ جاتیں۔ گزشتہ تمام آسمانی کتب کے مضامین آپ علیہ السلام کو از بر تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ میں حِلم۔ عفو، شجاعت، اخلاق حمیدہ۔ سخاوت۔ عدل و احسان۔ حُسن معاشرت۔ شفقت، ایفائے عہد، ملنساری اور علم با کمال و تمام موجود تھے۔ یہ تمام اوصاف حمیدہ اور کمالاتِ عالیہ ایک ہی ذات مقدسہ میں پائے جاتے تھے جو یقیناً آپ علیہ السلام کے صفاتی معجزات تھے۔ مختصراً خود اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خُلق مبارک کو عظیم کہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ قلم آیت 4

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴

ترجمہ: ''یقیناً آپ کو خلق عظیم عطا کیا گیا۔''

Marfat.com

معجزاتِ رسول کریم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

قرآنِ مجید سب سے بڑا معجزہ

خالق کائنات نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدس کو سرتا پا معجزہ بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السلام کی گفتار۔ کردار۔ نشست وبرخاست۔ چلنا پھرنا۔ سونا اور جاگنا۔ غرض زندگی کا ہر لمحہ ہی معجزہ تھا میں پوری کوشش کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حتی المقدور زیادہ سے زیادہ معجزات مبارکہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کروں اللہ تعالٰی اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صدقے مجھے اس مبارک کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ہمت عطا فرمائے آمین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم فرقان حمید ہے۔ ایسا معجزہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو نہیں ملا ہے اور نہ ہی قیامت تک اسکی مثال کوئی پیش کرسکتا ہے۔ علماء، محققین۔ محدثین ومفسرین نے اپنی اپنی تصنیفات میں مختلف طریقوں سے قرآن مجید کا معجزہ ہونا ثابت کیا ہے۔ ہم یہاں وہ عقلی دلائل بیان کررہے ہیں جنکی روشنی میں کوئی بھی ذی عقل اس عظیم کتاب کے معجزہ ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں کرسکتا۔

بظاہر تو قرآن مجید ایک معجزہ ہے مگر بصیرت کی نگاہ سے اگر دیکھیں تو اس عظیم کتاب میں ہزارہا معجزے موجود ہیں۔ اللہ تعالٰی نے فصحاعرب کو اس پاک کلام کی ایک چھوٹی سی سورت کوثر کے مقابلے میں سورۃ لانے کے لئے چیلنج کیا یعنی للکارا مگر فصحاعرب جنکو اپنی زبان دانی۔ عقل وشعور اور علم پر ناز تھا ایسا کرنے سے عاجز آگئے۔ یہ قرآنی معجزہ ہی تھا۔ پھر صاحب علم بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں 77934 کلمے ہیں یہ سب کلمات فی نفسہٖ معجزہ ہیں۔ اس طرح حساب کیا جائے تو اس پاک کلام کے لاتعداد معجزات بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید ایک ہی وقت میں وحی الٰہی بھی ہے اور معجزہ بھی۔ یہ وہ واحد علمی معجزہ ہے جس کی تفسیر وتشریح کرنا عقل انسانی کے لئے ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالٰی نے اس پاک کتاب میں وہ وہ عجائبات رکھے ہیں جنکو پڑھ کر عقلِ انسانی حیران وپریشان ہوجاتی ہے۔ خالق کائنات کا ارشاد ہے کہ اگر میں قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتا تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا مگر انسانی دل کی قوت دیکھیں کہ اس نے اس عظیم کلام کو اپنے اندر سمالیا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہے۔ قرآن کریم میں جتنے معجزے ہیں انکو یہاں انسانی عقل کے مطابق تفصیل سے تحریر کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

قرآن مجید کا اعجاز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات میں سے قرآن مجید سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اللہ تعالٰی نے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے اُن میں سے اکثر نے اپنے اپنے زمانے میں معجزات دکھائے۔ ان تمام معجزات کا وجود

Marfat.com

صرف انکی ذات اور دنیوی زمانے تک رہا۔ اس کے علاوہ تمام معجزات عام طور پر حسّی تھے جنہیں صرف اس وقت موجود لوگوں نے ہی دیکھا مثلاً؛ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انکو عصاء اور ید بیضا کا عظیم حسّی معجزہ عطا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کو اس وقت موجود لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے پتھر سے پیدا ہونے والی اونٹنی کا معجزہ جس نے پتھر سے باہر آتے ہی بچے کو جنم دیا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اسی طرح سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا فرماتے یا کوڑھی کو شفاء بخشتے تو یہ معجزات موجودین خود مشاہدہ فرماتے مگر ہمارے آقا و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں اہل عرب فصاحت و بلاغت اور علمی میدان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے وہ اپنے علاوہ تمام دنیا کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے ان لوگوں کے اس تکبر و غرور کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیّین علیہ السلام کو قرآن کریم فرقان حمید کا علمی معجزہ عظیم عطا فرمایا۔ اہل قریش اور کفار مکہ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پہلے نبیوں کی طرح حسّی معجزے طلب کیئے تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ سورۃ العنکبوت آیت 51

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

ترجمہ:۔ ''کیا ان کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ (علیہ السلام) پر کتاب اُتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ کا مطلب ہے کہ اگر یہ کفار واقعی ہی حق کی طلب رکھتے ہیں تو ہم نے آپ علیہ السلام کو قرآن مجید ایک ایسا معجزہ عطا فرمایا ہے جسکی موجودگی میں کسی اور معجزے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پاک کلام ہر زمانے اور ہر دور میں منکرین پر پڑھا جاتا ہے اور اسی طرح قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔ یوں یہ عظیم معجزہ مبارک قیامت تک ان کے ساتھ رہے گا یہ معجزہ دوسرے حسّی معجزات کی طرح نہیں کہ ضرورت کے وقت انکو ظاہر کر دیا گیا اور جب ضرورت پوری ہوگئی تو ختم ہو گیا۔ یہ بات دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا قرآن مجید کسی تبدیلی کے بغیر اپنی اصل حالت میں ابھی تک ویسے ہی موجود ہے جس طرح نازل ہوا اور قیامت تک اسی طرح رہے گا یہ خالق کائنات کا وعدہ ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نبوت کا سب سے بڑا نشان اور واضح دلیل یہی قرآن مجید فرقانِ حمید ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ معجزات عام طور پر وحی الٰہی کے بعد ہوتے۔ جب کسی نبی پر وحی نازل ہوتی تھی تو وہ نبی اپنی وحی کی صداقت کے لئے معجزہ کو بطور شاہد پیش کرتا تھا۔ خالق کائنات نے اپنی سچی کتاب قرآن مجید کو دو خاص چیزوں کا اعجاز عطا فرمایا ایک یہ کہ قرآن مجید وحی بھی ہے اور معجزہ بھی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پاک کتاب اپنی شاہد آپ ہے اسے کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید کے علاوہ یہ شرف کسی دُوسری آسمانی کتاب یا صحیفے کو حاصل نہیں۔ قرآن مجید وہ عظیم معجزہ ہے۔ جس پر ایمان لانے والوں کی ہر زمانے میں کثرت رہی ہے اور رہے گی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایک حدیث مبارکہ اس سلسلے میں پیش کر رہا ہوں جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

روایت کیا ہے۔

ترجمہ حدیث

''رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ''نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں مگر یہ کہ معجزات میں سے کسی کو ایسا معجزہ عطا کیا گیا ہو جسکی صفت یہ ہے کہ اُسے دیکھتے ہی لوگ ایمان لائیں۔ میرے سوا کسی اور نبی کو یہ معجزہ عطا نہیں ہوا۔ یہ وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں اُمت کے لحاظ سے ان سے زیادہ ہوں گا''۔

متفق علیہ از مشکوۃ شریف باب فضائل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم

اعجاز قرآن کی پہلی وجہ

قرآن مجید فرقان حمید کے اعجاز میں سب سے بلند ارفع اور اعلیٰ اسکی فصاحت و بلاغت ہے۔ قرآن مجید کی سلاست (فصاحت) اور دل آویزی و لطافت کے مقابلہ میں دنیا کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ عاجز رہے۔ زمانہ جاہلیت میں فصاحت و بلاغت اہل عرب کا طرہ امتیاز تھی۔ دنیا میں کوئی دوسری قوم انکے مقابلہ کی نہ تھی۔ لفظ عرب اسکا پہلا اور عیاں ثبوت ہے جس کے معنٰی ہی بتا رہے ہیں کہ اہل عرب زبان دانی میں اوج ثریا پر فائز تھے۔ اہل عرب ایسے ایسے فصیح و بلیغ تھے کہ انکے کارہائے نمایاں پڑھ کر انسانی عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ عام محافل و مجالس میں فی البدیہہ خطبے پڑھ دیا کرتے تھے۔ عام زندگی ہو یا میدان جنگ اپنی سحر بیانی کی وجہ سے بزدل کو دلیر۔ کنجوس کو سخی۔ ناقص کو کامل۔ گمنام کو نامور اور مشکل کو آسان کر دیتے تھے۔ لفظوں کی مٹھاس محاوروں کے استعمال اور وقت کی نزاکت کے مطابق ایسی گفتگو کرتے کہ دشمن نہ صرف دوست ہی بن جاتا بلکہ اپنی جان، مال، اولاد سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا۔ اہل عرب کا دعویٰ تھا کہ ہم سخن کے میدان میں یکتا اور فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال آپ ہیں ہمارے کلام کے آگے دوسرا کلام کوئی قدر نہیں رکھتا اور نہ ہی ہم پر کوئی سبقت لے جا سکتا ہے۔ ایک طرف تو انکی یہ شان تھی جب کہ دوسری طرف روحانی دنیا میں انکی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اہل عرب بتوں کو پوجتے جنکی تعداد کئی سو سے زائد تھی۔ کوئی سورج کی پوجا کرتا تو کچھ لوگوں نے ستاروں کو رب بنا رکھا تھا۔ چند ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہی منکر تھے۔ یہودیوں نے تورات (توریت) میں اپنی مرضی سے تبدیلیاں کر رکھی تھیں اور عیسائیوں نے اپنا مذہب بگاڑ رکھا تھا ایسے خراب ترین حالات میں چند ہستیاں ایسی بھی تھیں جو دین ابراھیم علیہ السلام پر چل رہی تھیں۔

مذکورہ حالات جب اپنی انتہا کو پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے محبوب ہستی فخر دو عالم تاجدار عرب و عجم بے کسوں کے کس رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو اپنی کامل و اکمل کتاب دے کر ان گمراہ۔ شرک و ضلالت کی دلدل میں غرق انسانیت کی فلاح اور روحانی امراض کی شفاء کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضور علیہ السلام نہ کسی مدرسے میں

Marfat.com

تشریف لے گئے نہ ہی کسی ماہر علم وفن سے علم سیکھا اگر ایسا ہوتا تو یہ بات اہل مکہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی غرض چالیس سال کی مبارک عمر میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ اس درِ یتیم اُمّی لقب نے اپنی نبوت کا اعلان فرماتے ہوئے ثبوت میں جو کتاب مقدس پیش فرمائی وہ اہل عرب کی زبان یعنی عربی میں ہی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''(اگر کسی کو قرآن پاک کے کلام الٰہی ہونے سے کوئی شک وشبہ ہے تو) تم سب مل کر اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر o۔ (الخ) جیسی سورت تو بنالاؤ''۔ عرب کے بڑے بڑے فصیح وبلیغ خطیب شاعر اور دانش مند سر جوڑ کر بیٹھے مگر پوری کوشش کے باوجود اس سورۃ کی مثل لانے سے عاجز ہوگئے۔ یہ لوگ اسقدر ہٹ دھرم تھے کہ اپنی کم عقلی، کم علمی اور عجز پر نادم ہونے کی بجائے طرح طرح کے عذر اور حیلے بہانے کر دیا کرتے۔ مثلاً کبھی کہتے یہ تو کسی شاعر یا کاہن کا قول ہے پھر جب اُنکو کہا جاتا کہ شاعر تو ایسا کلام کہنے پر قدرت ہی نہیں رکھتے تو اپنی خفت مٹانے کے لئے کہتے یہ تو صریح جادو ہے۔ پھر اپنی جہالت کے سبب کہتے کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا کرلیں کیونکہ یہ تو پہلوں (گزرے ہوؤں) کے قصے کہانیاں ہیں۔ جب ان لوگوں کا کسی طرح بھی بس نہ چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی گفتگو کے دوران شور مچانے لگتے تاکہ دوسرے آپ علیہ السلام کا کلام مبارک نہ سُن سکیں۔ قرآن مجید کی سورۃ حاقہ۔ ع۔ 2۔ سبا۔ ع۔ 5۔ انفال۔ ع۔ 4۔ اور حٰم سجدہ۔ ع۔ 4۔ میں یہ ذکر موجود ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید کی فصاحت وبلاغت کے سامنے عرب کے سب فصحاء خطیب وشعراء عاجز آگئے۔ سوا چودہ سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود عرب وعجم کے بڑے بڑے فصحاء۔ مبلغ۔ خطیب اور قادر کلام شعراء قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت کے آگے عاجز ولاچار ہیں اور رہیں گے تاوقتیکہ قیامت نہ قائم ہوجائے۔ اگر ہم کسی بڑے سے بڑے فصیح انسان کا کلام پڑھیں یا سُنیں جو اپنے زمانے کا امام کیوں نہ مانا جاتا ہو تو اُسکے کلام میں احوال۔ اغراض اور مضامین میں فصاحت وبلاغت کا اختلاف ضرور نظر آئے گا۔ مثلاً عرب کے شعراء اور خطیب جو اپنے کلام میں یکتا اور حرف آخر خیال کئے جاتے تھے۔ انکا کلام پڑھیں تو اس میں کمی زیادتی۔ اتار چڑھاؤ غرض اسی طرح کے دوسرے اختلاف نظر آئیں گے۔ ان میں سے کچھ مدح کے میدان میں بڑھ چڑھ کر نظر آئیں گے تو ہجو میں معمول سے بہت گرے ہوئے اور بعض اس کے برعکس ہیں۔ بعض مرثیہ گوئی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تو غزل میں انکا کوئی مقام نہیں ہوگا۔ کچھ رجز میں بہت اچھے اور قصیدے میں بہت خراب اور بعض اس کے برعکس ہیں۔ چنانچہ امراء القیس کو لے لیجئے۔

وہ گھوڑے اور عورت کے وصف بیان کرنے میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔

اعشٰی شراب کے وصف بیان کرنے میں بڑا ماہر تھا۔

نابغہ ترہیب بیان کرنے میں ماہر تھا۔

زہیر ترغیب کے میدان میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔

Marfat.com

ذوالرمہ تشبیب وتشبیہ کا ماہر تھا۔ جب کہ

ریت دوپہر۔ بیابان۔ پانی اور سانپ کے اوصاف بیان کرنے میں بڑا مشہور تھا مگر مدیح وہجا کے میدان میں گرا ہوا تھا

فرزوق غزل گوئی میں بہت اچھا تھا مگر تشبیب میں کمزور تھا۔ اِسی طرح

جریر عورتوں سے پرہیز کرنے والا تھا مگر تشبیب میں بہت اچھا تھا۔

غرض اگر شاعر زہد کو بیان کرنے لگے تو قاصر رہ جائے۔ اگر کوئی بڑا ہی لائق ادیب حلال وحرام کو بیان کرے تو اس کا کلام معمول سے گر جائے گا۔ پھر حالات کے مطابق انسان کا کلام بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ مثلاً انسان اگر خوشگوار ماحول میں خوش وخرم ہے تو اس وقت کہا ہوا کلام فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بہت اچھا ہوگا جبکہ غصہ کی حالت میں کہا جانے والا کلام بالکل اس کے برعکس ہوگا۔ پھر انسان مختلف اغراض کی خاطر ایک چیز کی تعریف کرتا ہے جبکہ کسی دوسرے موقعہ پر اس چیز کی مذمت کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ انسان کتنا ہی فصیح و بلیغ اور قادر الکلام کیوں نہ ہو اس کے اپنے کلام میں ہی الفاظ۔ حالات۔ قافیہ۔ وزن۔ تشبیہ۔ نفس مضمون کے بیان وغیرہ میں بہت فرق ہوتا ہے اسکی آسان مثال یہ ہے کہ ایک لکھنے والا جب کوئی مضمون لکھتا ہے یا ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف جاتا ہے اسی موضوع کا ایک باب مکمل کرنے کے بعد دوسرا باب شروع کرتا ہے تو اس میں بہت فرق ہوتا ہے۔ غرض انسانی فصاحت و بلاغت، قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے سامنے اتنی حقیقت بھی نہیں رکھتی جتنی ایک قطرہ سمندر کے سامنے۔

اب قرآن مجید فرقان حمید کی فصاحت و بلاغت پر غور کیجیے، اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں وجوہ خطاب مختلف ہیں۔ کہیں مواعظ اور واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ کسی جگہ حلال وحرام کا ذکر ہے۔ کہیں وعدہ و وعید۔ کہیں تخویف (خوف) وبشارت ہے اور کہیں تعلیم اخلاق کا ذکر ہے مگر پھر بھی یہ پاک کلام ہر فن میں فصاحت و بلاغت کے خارق عادات اعلیٰ درجے میں ہے۔ اس میں کہیں بھی انحطاط نہیں پایا جاتا۔ یہ اوّل سے آخر تک فصاحت و بلاغت کا سرچشمہ اور منبع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا مقصد مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا اور دنیا سے دین کی طرف پھیرنا ہے تاکہ انسان دین و دنیا کی عظمتیں اور بلندیاں حاصل کر سکے۔ قرآن مجید کی درجہ ذیل آیات اسکا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سورہ نساء۔ ع۔11۔ سورہ سجدہ۔ ع۔2۔ سورہ زخرف۔ ع۔7۔

سورہ بنی اسرائیل۔ ع۔7 سورہ ملک۔ ع۔2۔ سورہ عنکبوت۔ ع۔4۔

سورہ رعد۔ ع۔3

حضرت قاضی عیاض (متوفی 544ھ) اپنی مشہور زمانہ کتاب الشفاء شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن

Marfat.com

مجید فرقان حمید میں بلاغت کے اعتبار سے سات ہزار سے زیادہ معجزات ہیں۔ جیسے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ جیسی چھوٹی سورت میں دس کلمے ہیں اور تمام کلام اللہ میں تقریباً ستر ہزار (77000) کلمے ہیں اس طرح جب ستتر ہزار کو دس پر تقسیم کیا جائے تو جواب سات ہزار سات سو ہوگا اس طرح قرآن مجید میں سات ہزار سات سو معجزے ہوئے۔

فصاحت و بلاغت قرآن کی چند شہادتیں

(1) سبع معلقات جو تمام اہل عرب کے لئے زمانہ جاہلیت میں مایہ فخر و افتخار تھے۔ ان شعراء کا کلام کعبہ شریف کے دروازے پر آویزاں تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ پر جب قرآن مجید نازل ہوا تو اس کتاب کی فصاحت و بلاغت کو دیکھتے ہوئے سبع معلقات کو اُتار لیا گیا۔ گو یہ قصائد اب تک موجود ہیں مگر اللہ کی پاک کلام کی موجودگی میں اب ان قصائد کی کوئی قدر و منزلت نہیں یہ اپنی آب و تاب اور مقام کھو چکے ہیں۔

(2) حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری۔ التوفی 41ھ کوفہ بعمر 145 سال) شعراء عرب میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبع معلقات کے شعراء میں شامل تھے۔ اپنی خوش قسمتی کی بنا پر حضور علیہ السلام کے دست حق پرست پر ایمان لاکر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور بحیثیت صحابی ساٹھ سال تک حیات رہے۔ انہوں نے ساٹھ سالہ اسلامی زندگی میں ایک بیت کے سوا کبھی کوئی شعر نہ کہا۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنے شعر سناؤ؟ امیر المومنین کا حکم سُن کر ارشاد میں سورہ بقرہ پڑھی اور عرض کی اب میں کوئی شعر نہیں کہوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سورہ بقرہ سکھادی ہے۔ اس کلام کی فصاحت و بلاغت کے سامنے پوری دنیا کی فصاحت و بلاغت مل کر بھی کچھ نہیں ہے۔

از شفا شریف۔ جلد۔ اوّل

(3) حضرت ابوعبیدہ قاسم بن سلام بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے محدث فقیہہ اور امام لغت تھے پھر انہیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا شرف عظیم بھی حاصل تھا حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدو صحرا نشین عرب نے کسی کو سورہ حجر کی آیت نمبر 94 تلاوت کرتے سُنا۔ سورۃ الحجر آیت 94

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ

ترجمہ: ''تو علانیہ کہہ دو جو تجھ کو حکم ہوا''

بدو یہ کلام مبارک سنتے ہی سجدے میں گر گیا اور کہا کہ میں نے اس کلام کی فصاحت و بلاغت کو سجدہ کیا ہے۔

Marfat.com

ازمواہب لدنیہ

(4) حضرت علامہ عبد الرحمان ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) نے الوفا باحوال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابومحمد بن مسلم نحوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ہم لوگ اعجاز القرآن پر گفتگو کررہے تھے۔ اس محفل میں ایک فاضل شیخ بھی موجود تھا اس نے کہا کہ قرآن مجید میں ایسی کون سی چیز ہے جس سے فضلاء عاجز آجاتے ہیں۔ اس فاضل شیخ نے یہ کہا اور قلم کاغذ لے کر بالا خانے پر چڑھ گیا اور جاتے جاتے کہنے لگا کہ میں وعدہ کرتا ہوں تین دن کے بعد قرآن مجید کے مقابلے میں کچھ لکھ کر لاؤں گا۔ جب تین روز گزر گئے تو ایک شخص بالا خانے پر چڑھا تا کہ دیکھے اس شیخ کا کیا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ شخص شیخ کو اس حال میں بالا خانے سے نیچے لا رہا تھا کہ اسکا ہاتھ قلم پکڑے سوکھ گیا تھا۔

(وفا باحوال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

(5) ایک دفعہ کسی اعرابی نے قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیت مبارکہ سُنی: سورۃ یوسف آیت 80

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ

ترجمہ:۔ ''پھر جب ناامید ہوگئے اس سے۔ اکیلے سرگوشی کو بیٹھے۔''

اعرابی نے یہ کلام مبارک سنتے ہی کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی مخلوق اس کلام کی مثال لانے پر قادر نہیں ہے۔

(6) ایک مرتبہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں لیٹے آرام فرما رہے تھے۔ ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے کھڑا کلمہ شریف پڑھ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ بیٹھے اور اس شخص سے دریافت فرمایا تم کون ہو اور یہ کیا قصہ ہے؟ اس شخص نے جواب دیا میں رومی دربار سے تعلق رکھتا ہوں مجھے عربی زبان بھی آتی ہے۔ میں نے ایک مسلمان قیدی سے سنا تھا کہ وہ آپ لوگوں کی کتاب میں سے ایک آیت پڑھ رہا تھا۔ میں نے اس آیت مبارکہ پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس میں دنیا اور آخرت کے تمام احوال جمع ہیں وہ احوال جو سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے پھر اُس نے آیت تلاوت کی۔ سورۃ النور آیت 52

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ آیت مبارکہ:۔ ''اور جو کوئی اللہ کے حکم پر چلے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے حکم پر اور اللہ سے ڈرتا رہے اور پرہیز گاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

(7) ابن مقنع اہل عرب کے ہاں نہایت ہی فاضل اور فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال آپ تھا یہ زمانہ تابعین

Marfat.com

میں تھا۔اس شخص نے قرآن مجید فرقان حمید کے معارضہ میں کچھ لکھنا شروع کیا۔ایک روز کسی مدرسے کے پاس سے گزر رہا تھا اتفاقاً ایک طالب علم سورہ ہود کی آیت نمبر 44 تلاوت کر رہا تھا۔سورۃ ھود آیت 44

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تو تھم جا۔اور پانی خشک کیا گیا اور کام تمام کیا گیا۔اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور حکم ہوا کہ بے انصاف قوم دور ہوں۔'' (سورۃ ھود آیت 44)

ابن مقنّع یہ کلام مبارک سن کر واپس آیا اور جو اپنا کلام لکھا تھا سب مٹا ڈالا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کتاب الٰہی کا معارضہ نہیں ہو سکتا یہ تو انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔

اس طرح کئی اور مثالیں موجود ہیں مگر یہاں مذکورہ شہادتوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید پر اعتراض اور اس کا جواب

کچھ لوگ قرآن مجید پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں انبیاء علیہم السلام کے قصے بار بار لائے گئے ہیں۔

مثلاً جیسے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر مبارک ایک سو چھبیس (126) دفعہ آیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ پچیس آیتوں میں مذکور ہے۔وغیرہ۔ایسا ہونا فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔تکرار سے واقعہ کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔یہ اعتراض کرنے والے اصل میں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو ہی نہیں سمجھ سکے اگر سمجھ جاتے تو ہرگز اعتراض نہ کرتے یہاں ہم اس کا جواب تحریر کر رہے ہیں۔جس کے بعد اعتراض ختم ہو جائے گا۔

جواب

یہاں ایک اُصول کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے وہ یہ کہ ایسی تکرار جس میں فصاحت و بلاغت نہ پائی جاتی ہو وہ یقیناً قابل اعتراض اور بے فائدہ ہے۔جبکہ قرآن مجید میں قصص کی جو تکرار پائی جاتی ہے وہ اپنے اندر لاتعداد حکمتیں اور فوائد رکھتی ہے۔ان فوائد میں سے چند کا ذکر یہاں کر رہا ہوں۔

پہلا فائدہ

صاحب علم اور دانش ور لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ زیادتی اور دوسری جگہ زیادتی

Marfat.com

کا نہ ہونا۔یا پھر کسی نکتہ کے لئے ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ لانا ہمیشہ سے صاحب فصاحت و بلاغت کی عادت رہی ہے۔ ایسا کرنا ایک فن اور کمال ہے۔

دوسرا فائدہ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتی تو وہ قرآن مجید میں نازل ہونے والا قصہ سُن کر اپنے گھر چلی جاتی۔ پھر دُوسری جماعت ہجرت کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوتی اور جو کچھ پہلی جماعت کے چلے جانے کے بعد نازل ہوتا اُسے روایت کرتی۔اب یہاں غور کا مقام ہے کہ اگر قرآن مجید میں قصص کی تکرار نہ ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ایک ہی جماعت سُن سکتی دوسری اس قصّے کو سننے سے محروم رہتی۔ پھر دُوسری قوم کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ نازل ہوتا جسے وہ سنتی مگر پہلی جماعت اُسے سننے سے محروم رہ جاتی۔اسی طرح دوسرے قصص کا حال ہوتا۔پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ پوری اُمت محمد یہ ان قصّوں کو سنے اور نصیحت پکڑے اور یوں سب میں یہ قدر مشترک پائی جائے۔اس طرح ایک قوم افادہ حاصل کر لے جبکہ دوسری قوم کو زیادہ تاکید نصیب ہو۔

تیسرا فائدہ

فن فصاحت و بلاغت کے ماہرین یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر ایک ہی مضمون کو مختلف انداز میں پیش کیا جائے تو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں اور یہی کمال بلاغت ہے۔

چوتھا فائدہ

احکام کی نسبت قصص کا بار بار تکرار اپنے اندر عجیب فوائد اور حکمتیں رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احکام کے برعکس قصص کا بار بار ذکر فرمایا ہے تاکہ انسان عبرت حاصل کرے۔ان فوائد و حکمت سے اہل بصیرت و اہل علم خوب معرفت اور رموز حاصل کرتے ہیں۔؛

پانچواں فائدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام اور میرا معجزہ ہے۔اگر کسی کو اس سلسلے میں کوئی شک ہے تو اسکے مقابلے میں ایسا ہی فصیح و بلیغ کلام بنا کر پیش کرے۔ پورے کرہ ارض پر کوئی بھی ایسا کلام بنا کر پیش نہ کر سکا اور نہ ہی قیامت تک پیش کر سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے عجز اور ناکامی کے معاملہ کو اس طرح واضح فرما دیا کہ ایک ہی قصّہ کو کئی جگہ ذکر کیا۔تاکہ مزید عیاں ہو جائے کہ تمام لوگ اس کی مثل لانے سے عاجز ہیں۔

Marfat.com

چھٹا فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس پاک کلام قرآن مجید کے منکرین سے فرمایا کہ ''اسکی مثل ایک چھوٹی سی سورت ہی بنالاؤ'' مگر کوئی ایسا نہ کر سکا اب اگر ایک قصّے کو ایک ہی جگہ بیان کیا جاتا اور اسی پر کفایت کی جاتی تو اہل عرب و دیگر کہتے کہ ہم تو اسکی مثل لانے سے عاجز ہیں۔ اچھا تم ہی اسکی مثل ایک اور سورت پیش کرو۔ قربان جائیں خالق کائنات اور قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے جس نے اہل عرب کی ہر طرح سے کی جانے والی حجت دور کرنے کے لئے ایک قصّے کو کئی سورتوں میں نازل فرمایا۔

ساتواں فائدہ

اللہ تعالیٰ نے جس قصے کو بار بار ارشاد فرمایا ہر جگہ الفاظ ایک ہی استعمال نہیں کیے بلکہ کہیں کمی بیشی فرمائی کہیں تقدیم و تاخیر کر دی گئی۔ اور کہیں اسلوب بیان ہی مختلف کر دیا اس طرح نہایت ہی حسین اور فصیح و بلیغ صورت پیدا فرما دی کہ معنیٰ ایک ہی ہے مگر صورتیں مختلف انداز سے جلوہ فگن ہیں۔ اس طرح فطرت انسانی کے مطابق سننے والوں کیلیے اس میں کشش پیدا ہوگئی۔ یہ قرآن کریم کا اعجاز اور فصاحت و بلاغت کا ثبوت ہے کہ تکرار کے باوجود الفاظ میں کسی قسم کا عیب یا نقص پیدا نہیں ہوا بلکہ سننے والا اور زیادہ لطف اندوز ہوتا ہے۔

ایک اور اعتراض

قرآن کریم پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے مان لیا کہ ایک معنیٰ کو الگ الگ اسلوب میں بیان کرنے سے فصاحت و بلاغت میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا ایسا کرنے سے کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا بلکہ یہ عبارت اور قصے کے حسن کو دوچند کر دیتا ہے۔ مگر بعض جگہ آیات میں ایک ہی جملہ بار بار لایا گیا ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ مثلاً۔ سورہ شعراء میں (سورۃ الشعراء آیت 8،9) ''اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَا الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ آٹھ بار استعمال ہوا ہے۔'' اِسی طرح سورہ قمر میں (سورۃ القمر آیت 17)

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۝

چار بار لایا گیا ہے سورہ رحمٰن میں (سورۃ الرحمٰن آیت 13) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ اکتیس (31) بار آیا ہے۔

مذکورہ اعتراض کا جواب

یہاں بھی خالق کائنات نے ان سورتوں میں جو آیات کی تکرار ارشاد فرمائی ہے وہ لا تعداد فوائد اور اسرار

Marfat.com

ورموز کی آئینہ دار ہے۔ غور کریں ہر جگہ مخاطب یا جس سے کلام کیا جا رہا ہے۔ مختلف چیز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر خبر کے سننے کے بعد نصیحت کی تجدید وعبرت ہو۔ سورہ شعراء کو ہی لے لیجیے اس میں ہر قصّے کے بعد " اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً "(سورۃ الشعراء آیت 8) ارشاد فرمایا ہے۔ پھر ہر دفعہ مختلف نبی اور اس کی اُمت کے قصے کا ذکر ہے کہ اُس نبی پر ایمان لانے والے سرخ رو ہوئے جبکہ نبی کے دشمن تباہ وبرباد کر دیے گئے۔ پھر بار بار ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے رحم والا اور منکرین کے لئے زبردست ہے۔ ایسا فرمانے کی وجہ یہ ہے تا کہ اس اُمت کے لوگ نصیحت پکڑیں بلکہ یہ صورت حال سورہ قمر میں ہے اس سورہ مبارکہ میں حضرت نوح۔ عاد۔ ثمود اور لوط علیہم السلام میں سے ہر ایک کے بعد" وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ " کا ذکر فرمایا تا کہ قرآن مجید پڑھنے والے اس سے عبرت پکڑیں۔ سورہ رحمٰن میں ہر بار مختلف نعمتوں کے ذکر کے بعد فرمایا گیا" فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ " یہ اس لئے ارشاد فرمایا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ان عطا شدہ نعمتوں کا سُن کر اسکا شکر ادا کریں۔ اسکی مثال بالکل ایسے ہی ہے کہ جس طرح ایک مالک اپنے ملازم سے یا آقا اپنے غلام سے جو مالک کا کہنا نہیں مانتا یوں کہے۔ تو غریب تھا۔ نادار تھا بے روزگار تھا میں نے تجھے کھانے کو روٹی پہننے کو کپڑا اور روزگار دیا کیا تجھے اس سے انکار ہے؟ پھر کہے تو گمنام تھا لوگ تجھے جانتے نہیں تھے میں نے تجھے لوگوں سے متعارف کرایا اور اب وہ تجھے جانتے ہیں۔ کیا تو اس بات سے انکار کرتا ہے؟ وغیرہ۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمتیں عطا فرما کر بار بار سوال کرتا ہے۔ اب کوئی نادان قرآن کریم کی اس فصاحت و بلاغت کو ہی نہ سمجھ سکے تو یہ اسکی اپنی نادانی اور کم عقلی ہے۔

اِعجاز القرآن کی دوسری وجہ

قرآن مجید فرقان حمید کے اعجاز کی دُوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ پاک کلام کائنات کے تمام علوم وفنون اور ہدایات کا جامع ہے۔ اسکے الفاظ وحروف گو عربی زبان کی جنس سے ہی ہیں مگر اسکا اسلوب دیگر کائنات میں رائج تمام اسالیب سے الگ اور جدا ہے۔ اہل عرب زبان دانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس کتاب کے طرز کلام کی طرح نہ تو لکھ ہی سکتے تھے اور نہ ہی بول سکتے تھے۔ اس لئے ایک عجیب اور نرالے اسلوب کا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان درفشاں پر جاری ہونا آپ علیہ السلام کا اس قدر فصیح وبلیغ طرز پر خطاب فرمانا عین اعجاز ہے جس سے کوئی صاحب علم وادراک نہ تو انکار کر سکا ہے اور نہ ہی انکار کر سکتا ہے۔ جو شخص قرآن مجید کے علوم ومعارف کی تحقیق وتفتیش کرے گا اُسے اس عظیم کتاب میں عقائد۔ اعمال۔ تہذیب۔ اخلاق۔ تمدن۔ معاشرت۔ حکمت، اصول حکومت۔ روحانی ترقی۔ تفصیل معرفت ربانی۔ تزکیہ نفس۔ حکمرانی۔ اصول عدل وانصاف اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے تمام قواعد وضوابط اور طریقے مل جائیں گے جن کو دیکھ کر پڑھ کر انسانی دل ودماغ فوراً پکار اُٹھے گا کہ یہ بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے۔ کیونکہ ایسا جامع کلام کسی بشر کا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ کلام مبارک نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی

Marfat.com

زبان دُرفشاں پر آنا جسے سُن کر مذاہب عالم کے بڑے بڑے مفکر۔ دانش ور، عالم و فاضل ششدر رہ گئے اور اپنی پوری کوشش کے باوجود اسکا جواب پیش نہ کر سکے یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ خالق کائنات نے جس مبارک زبان سے اس پاک کلام کا اظہار فرمایا انکی شان و شوکت اور عظمت کلام کی فصاحت و بلاغت کا اپنے تو اقرار کرتے ہی ہیں دشمن بھی اسکی دل سے تعریف کرتے اور آپ علیہ السلام کے سامنے یوں ہوتے گویا جیسے گونگے ہوں۔ یہاں قرآن کریم کے اسلوب بدیع کی چند مثالیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ایک روز فخر کائنات سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسجد الحرام یعنی بیت اللہ شریف میں اکیلے تشریف فرما تھے قریش مکہ نے اپنے ایک سردار عتبہ بن ربیعہ کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ آپ علیہ السلام کو انکے مشن یعنی فریضہ کو چھوڑنے پر قائل کر سکے۔ عتبہ بن ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت سی باتیں پیش کرنے کے بعد کہنے لگا ان میں سے جو بات آپ علیہ السلام کو پسند ہو فرما دیں ہم اس کو فوراً پیش کر دیں گے۔ حضور علیہء السلام عتبہ بن ربیعہ کی تمام گفتگو سُنتے رہے جب وہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو محبوب خدا تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جواب میں سورہ حٰمٓ السجدہ کی ابتدائی آیتیں تلاوت فرمائیں عتبہ بن ربیعہ غور سے اُن آیتوں کو سُننے کے بعد خاموشی سے اٹھا اور واپس آ کر سرداران قریش سے یوں مخاطب ہوا۔

”اللہ کی قسم جو کلام میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے سُنا ہے ایسا کلام پہلے کبھی نہیں سنا۔ اے اہل قریش خدا کی قسم وہ نہ تو شعر ہیں نہ کہانت اور نہ ہی جادو۔ تم لوگ میرا کہا مانو اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو اُنکے حال پر چھوڑ دو وہ جو کر رہا ہے اُسے کرنے دو۔ اور تم لوگ اُس سے الگ رہو کیونکہ میں نے اُس سے جو کلام سنا ہے خدا کی قسم اسکی بڑی شان و عظمت ہے۔ یہ صاحب کلام بڑی شان و شوکت والا ہوگا۔ اگر اہل عرب نے اُسے مغلوب کر لیا تو تم غیروں کے ذریعے اس سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر وہ اہل عرب پر غالب آ گیا تو اسکا ملک تمہارا ملک ہوگا اور اسکی عزت تمہاری عزت ہے اور تم اسکی وجہ سے خوش نصیب ہو جاؤ گے۔“

اہل قریش نے یہ سُن کر کہا اے عتبہ بن ربیعہ! اس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے تو اپنی زبان سے تجھ پر بھی جادو کر دیا ہے اس پر عتبہ بولا ”میری اُس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی نسبت جو رائے تھی میں نے تم لوگوں کو بتا دی ہے اب تم جو دل چاہے کرو۔“

ہم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مکی زندگی کے حالات میں ولید بن مغیرہ کی سرداران قریش سے گفتگو تفصیلاً تحریر کر چکے ہیں جس میں اُس نے قریش سے کہا تھا کہ حج کے ایام قریب آ چکے ہیں اطراف سے جو قبائل حج کے لئے مکہ شریف میں آئیں گے وہ تم سے اس (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے بارے میں دریافت کریں گے اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم لوگ پہلے ہی ان کے بارے میں کوئی ایک رائے قائم کر لو۔ اس پر قریش کے سرداروں نے مختلف آراء پیش کیں کسی نے کہا ہم کہیں گے وہ کاہن ہے۔ کوئی بولا ہم کہیں گے وہ دیوانہ ہے۔ کسی نے شاعر کہا اور کچھ کہنے لگے

Marfat.com

ہم کہیں گے وہ جادوگر ہے ولید نے سب کی تردید کرتے ہوئے یہ گفتگو کی۔

''اللہ کی قسم! اس (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے کلام میں بڑی حلاوت ہے۔ اس کلام کی اصل مضبوط جڑ والا درخت خرما ہے اور اسکی فرع پھل ہے۔ ان باتوں میں سے جو بات تم کہو گے وہ ضرور پہچان لی جائے گی کہ جھوٹ ہے۔ اس کے بارے میں صحت کے قریب تر قول یہ ہے کہ تم کہو۔ وہ جادوگر ہے اور ایسا کلام لایا ہے جو جادو ہے۔ اس کلام سے وہ باپ بیٹے میں۔ بھائی بھائی میں عزیز وا قارب میں جدائی ڈال دیتا ہے۔''

ولید بن مغیرہ کے اس خطاب کو یہاں نقل کرنے سے مراد یہ ہے کہ اہل قریش بھی اچھی طرح جان گئے تھے کہ جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں کسی بشر کا کلام نہیں بلکہ یہ تو اُسی خالق کا کلام ہے جس کے بارے میں حضور علیہ السلام ہمیں بتاتے ہیں اور کہتے ہیں اس پر ایمان لے آؤ۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی قریش اپنی ہٹ دھرمی اور جھوٹی شان کی وجہ سے اسلام لانے کو تیار نہ ہوئے جو کہ اُنکی انتہائی بدقسمتی تھی۔ اسی طرح اعجاز القرآن کے سلسلے میں صحیح مسلم شریف کی حدیث میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے بھائی کے درمیان ہونے والی گفتگو بیان کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور ہے۔ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا مجھے مکہ میں کچھ کام ہے میں وہاں جا رہا ہوں تم میری بکریوں کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کر انیس مکہ مکرمہ چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس آئے تو میں نے حال احوال پوچھا اور کہا بھائی تم مکہ مکرمہ کس کام کو گئے تھے؟ انیس نے کہا میں مکہ میں ایک ایسے شخص سے ملا۔ جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے بھائی سے دریافت کیا لوگ اُس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انیس نے جواب دیا کہ لوگ اسے شاعر۔ کاہن اور جادوگر کہتے ہیں پھر خود کہنے لگا میں شاعر ہوں شعر وسخن کو اچھی طرح جانتا ہوں۔

''اللہ کی قسم! میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہوا ہے۔ اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اس کے کلام کا تمام شاعروں کے کلام کے ساتھ مقابلہ کیا ہے میرے بعد کسی سے یہ نہیں ہو سکے گا کہ کوئی کہے وہ کلام شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ سچے نبی ہیں۔ اور کافر بے شک جھوٹے ہیں۔''

اِسی حدیث میں مذکورہ کلام کے بعد آتا ہے کہ ''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی انیس کی گفتگو سُن کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام کی دولت لازوال سے مالا مال ہوئے۔ مدینہ منورہ واپس آ کر اپنے بھائی انیس کو اپنے اسلام کی خبر دی وہ فوراً مسلمان ہو گئے یہ خبر سن کر انکی والدہ ماجدہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ پھر تینوں اپنی قوم غفار میں تشریف لائے اور انکو حال بتایا جسے سُن کر آدھی قوم ایمان لے آئی۔ پھر جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو باقی آدھی قوم بھی مسلمان ہو گئی۔ اس طرح قبیلہ بنو اسلم بھی مسلمان ہو گیا۔'' حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

Marfat.com

ترجمہ "یعنی اللہ تعالیٰ قبیلہ غفار کو بخش دے اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے۔"

قرآن مجید کے اسلوب بدیع کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"قرآن مجید کو متون کتب کی طرح بابوں اور فصلوں میں تقسیم نہیں کیا گیا تاکہ اس میں سے ہر مطلب معلوم کرلے۔ یا پھر کسی ایک فصل میں مذکور ہے۔ بلکہ قرآن کریم فرقان حمید کو یوں فرض کرو کہ یہ مکتوبات کا ایک مجموعہ ہے۔ جیسے ایک بادشاہ یا حکمران اپنی رعایا کے حال کو دیکھتے ہوئے ایک فرمان لکھ کر جاری کرے اور پھر کچھ مدت کے بعد دوسرا فرمان لکھے اور یوں مزید فرمان لکھتا جائے۔ یہاں تک کہ یوں بہت سے فرمان اکٹھے ہو جائیں۔ پھر ایک شخص ان تمام فرمانوں کو جمع کر کے ایک مجموعہ تیار کر دے۔ اسی طرح خالق کائنات نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر حالات کے مطابق یکے بعد دیگرے قرآن مجید کی سورتیں نازل فرمائیں۔ حضور علیہ السلام کے ظاہری زمانہ اقدس میں تمام سورتیں موجود تھیں مگر ان سورتوں کو ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ مبارک سورتیں چمڑے۔ لکڑی اور پتھر پر تحریر شدہ الگ الگ محفوظ تھیں۔ بعد میں خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ میں ان تمام سورتوں کو ایک جگہ جلد کی شکل میں خاص ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا جسکا نام مصحف رکھا گیا۔ بعد میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مصحف کی کئی نقول کرانے کے بعد اطراف مدینہ منورہ میں بھیج دیں تاکہ لوگ اسی ایک مصحف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس انداز میں ہی تلاوت کیا کریں اور کسی دوسری ترتیب کی طرف مائل نہ ہوں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح ترتیب قرآن مجید کو محفوظ فرمایا۔"

قرآن مجید کا یہ عظیم اعجاز ہے کہ جس طرح یہ نازل ہوا اب بھی اُسی شکل میں موجود ہے اور قیامت تک اسی شکل میں موجود رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اس کلام مبارک کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور خالق کائنات کا وعدہ ہر حال میں سچ ہی ہوتا ہے اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں اگر کوئی اس میں شک کرے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

اعجاز القرآن کی تیسری وجہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں پہلے انبیاء علیہم السلام اور گزشتہ اُمتوں اور زمانوں کے حالات اور قصص بیان فرمائے ہیں۔ تاکہ قرآن مجید کا قاری ان سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنی آخرت کو سنوارنے کا انتظام کرے۔ اس پاک کتاب میں حضرت آدم وحوا علیہم السلام کا قصّہ۔ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ۔ طوفان نوح کی کیفیت۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام وحضرت سارہ کا قصّہ۔ حضرت اسحاق۔ حضرت لوط علیہم السلام کے حالات مبارک۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصّہ۔ اور ابتداء نسل انسانی کے حالات وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔

یہ مذکورہ حالات وواقعات وہ ہیں جن میں سے بعض کے بارے میں علماء ومحققین سابقہ کتب آسمانی بھی

Marfat.com

واقف نہ تھے۔ جیسے اصحاب کہف کا ذکر۔ ذوالقرنین کا قصہ۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے حالات و واقعات۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ وغیرہ یہ احکام الٰہی کے بارے میں تورات (توریت) کتاب الخروج باب 21۔ آیت 25،24،23 میں آتا ہے۔

''جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت۔ ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم۔ اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔''

قرآن کریم میں احکام کے بارے میں سورہ مائدہ میں یوں ذکر ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 45

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

ترجمہ ''اور ہم نے لکھ دیا (واجب کیا) ان پر قصاص اس کتاب (تورات) میں کہ جان کے بدلے جان''

اسی طرح اللہ کریم نے قرآن مجید میں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہونے والے نو(9) معجزات کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت 101

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ إِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهُۥ فِرْعَوْنُ إِنِّى لَأَظُنُّكَ يٰمُوسٰى مَسْحُورًا ﴿١٠١﴾

ترجمہ۔ ''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو(9) روشن نشانیاں عطا فرمائیں۔ تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ ان کے پاس آیا تو فرعون نے کہا میرے خیال میں اے موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ہے۔'' (بنی اسرائیل آیت 101)

نو(9) نشانیاں یہ ہیں:۔

(1) عصا
(2) ید بیضا
(3) وہ عقدہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارکہ میں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو حل فرمایا
(4) دریا کا پھٹنا اور اس میں رستے کا بننا
(5) طوفان
(6) ٹڈی
(7) گھن
(8) مینڈک
(9) خون

انہی نو(9) معجزات کا نو نشانیوں کے نام سے تورات میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر موجود ہے۔

دیکھیے کتاب الخروج باب 7 تا 10

اسی طرح تورات اور انجیل میں قرآن کریم کی سورہ فتح میں بیان ہونے والے واقعہ کا ذکر موجود ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ الفتح آیت 29

Marfat.com

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ۚۖۛ وَمَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۟ۛ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْہُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

ترجمہ:۔ ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان۔ یہ انکی صفت ہے توارت میں اور صفت ہے انجیل میں جیسا کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا۔ پھر اسکی کمر کو مضبوط کیا پھر پٹھا موٹا ہوا۔ پھر کھڑا ہوا اپنی ساق پر خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا کہ جلا دے ان سے دل کافروں کا۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں۔ بخشش اور بڑے ثواب کا۔''

اس موضوع کو تورات میں یوں فرمایا۔

ترجمہ:۔ ''اور اسحاق نے اس زمین میں کھیتی کی۔ اور اُسی سال سو گنا حاصل کیا۔ اور خداوند نے اسے برکت بخشی۔ اور وہ مرد بڑھ گیا اور اسکی ترقی چلی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ بہت بڑا آدمی ہو گیا۔''

موجودہ تورات کتاب پیدائش باب 26 آیہ 13،12

انجیل میں اسی موضوع کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ:۔ ''وہ انکے واسطے ایک اور تمثیل لایا۔ کہ آسمان کی بادشاہت خردل کے دانے کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کر اپنے کھیت میں بویا۔ وہ سب بیجوں میں چھوٹا پر جب اُگا۔ سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا۔ اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا کی چڑیاں آ کے اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتیں۔''

انجیل متی باب 13۔ آیت۔ 22،31،32

ارشاداتِ قرآنِ کریم

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ الاعراف آیت 40

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۰﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''بے شک جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اُن کے مقابل تکبر کیا۔ نہ کھلیں گے ان پر دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہونگے جنت میں۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو اور ہم یوں بدلہ دیتے ہیں مجرموں (گناہ گاروں) کو۔'' (سورۃ الاعراف آیت 40)

اس آیت مبارکہ کے آخری حصّہ کو انجیل لوقا میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ:۔ ''اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔''

انجیل لوقا۔ باب۔ 18۔ آیت۔ 25

مذکورہ مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ذی شعور و ذی عقل بڑی آسانی سے یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ قرآن کریم اور سابقہ آسمانی کتب میں محاوروں کی نسبت کس قدر مطابقت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید اور سابقہ کتب کے نزول میں صدیوں کا فاصلہ ہے۔ پھر یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی کتاب میں تحریف معنویٰ اور تحریف لفظی کی انتہا کر دی ہے یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر بھی قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتب میں محاورہ کی ایسی مطابقت کا پایا جانا اس بات کا عیاں ثبوت ہے کہ تمام آسمانی کتب میں کلام فرمانے والی ایک ہی ذات ہے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ اور یہی قرآن پاک کا اعجاز اور عظیم معجزہ ہے۔

قرآن مجید کے اعجاز کی تیسری وجہ غیبی خبریں یعنی آیندہ حالات میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں قبل از وقت بتا دینا ہے۔ وہ واقعات جن کے رونما ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا انسانی عقل وشعور کی وہاں تک رسائی ہی نہ تھی اس پاک کتاب کے کلام نے ان سے بھی باخبر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام نے جس چیز کی خبر پہلے دی کہ ایسے ہوگی وہ خبر کے مطابق اسطرح ہی واقع ہوئی۔ مثلاً

سورہ انفال۔ آیت۔ 7

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ۔ ''اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں میں ایک تمہارے لئے ہے۔ اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں۔ اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے۔ اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔'' (سورۃ الانفال آیت 7)

اس مذکورہ آیت میں ایک ایسی چیز کی خبر ہے جو مومنوں کے دل میں تھی اور جسے وہ پسند کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر یہ آیت نازل فرما کر آپ علیہ السلام کو مومنوں کے دل کی بات بتادی اور پھر اسی طرح ہوا جیسا اس نے ارشاد فرمایا۔ واقعہ یوں ہے کہ جب مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ ابوسفیان مال سے لدا ہوا اونٹوں کا ایک قافلہ لے کر ملک شام سے آرہا ہے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تین سو تیرہ (313) مجاہدین کی جماعت لے کر مدینہ منورہ سے نکلے۔ جب وادی ذفران میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے بذریعہ وحی دو باتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا۔ یعنی قافلے کا ساز وسامان ہاتھ آنا یا گروہ قریش کا مغلوب ہونا اس گروہ قریش کا جو اہل قافلہ کی مدد کے لئے مکہ مکرمہ سے آرہا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین چاہتے تھے کہ قافلہ کو گرفتار کریں جبکہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین دشمنوں سے مقابلہ کریں تا کہ کفر کا زور ٹوٹ جائے اور وہ کمزور ہو۔ اور یوں دین اسلام کو تقویت پہنچے۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ غزوہ بدر میں ستر (70) کافر مارے گئے اور قریباً اتنے ہی گرفتار ہوئے جبکہ صرف چودہ (14) مسلمان شہید ہوئے یوں اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں کفار کی شکست کی جو خبر دی تھی سچ ثابت ہوئی۔

سورہ آل عمران آیت۔13

قَدْ كَانَ
لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى
كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے شک اس میں عقل مندوں کے لئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے۔''

اس آیت مقدسہ میں مومنوں کے ایک دلی خطرہ کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ ہوا اس طرح کہ غزوہ بدر کے اگلے سال یعنی غزوہ اُحد کے موقع پر جب کفار مکہ لشکر جرار لے کر مدینہ منورہ پر حملے کے لئے آئے مسلمانوں کو اسکی خبر ہوئی۔ اس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مومنوں سے مشورہ فرمایا کہ کفار کا کس جگہ مقابلہ کیا جائے۔ اکثر نے رائے دی کہ شہر میں رہ کر ہی دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بھی یہی مرضی مبارک تھی۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شہر میں رہ کر لڑنا باعث عار ہے اس لئے ہماری گزارش یہ ہے کہ شہر سے باہر کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ حضور علیہ السلام نے شہر سے باہر مقابلہ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ جب مجاہدین کا لشکر مدینہ منورہ سے باہر نکلا تو عبداللہ بن ابی سردار المنافقین اور اسکے ساتھی انصار کے دو قبیلے خزرج سے بنوسلمہ اور اوس سے بنی حارثہ یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ

حضور علیہ السلام نے ہماری بات یعنی شہر میں رہ کر مقابلہ کرنے کو نہیں مانا اس لئے ہم جنگ میں حصّہ نہیں لیں گے۔ آخر ان دونوں قبیلوں کے سردار اپنے لوگوں کو سمجھا کر واپس لشکر میں لے آئے۔ اس آیت مبارکہ میں انہی دو قبیلوں کے دلی خطرہ کا ذکر ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان سے نہ کوئی بزدلی کا قول ظاہر ہوا نہ عمل۔ مگر اللہ تعالیٰ تو دلوں کے تمام بھید جانتا ہے۔

سورہ توبہ۔ آیت۔ 56

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾

ترجمہ:۔ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی وہ بے شک تم میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں۔''

اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ منافقین قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم تم میں سے ہیں مگر یہ جھوٹ ہے۔

سورۃ توبہ آیت 58

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ
فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا
مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾

ترجمہ:۔ ''اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو تم کو طعن دیتے ہیں۔ صدقات بانٹنے میں۔ تو اگر ان کو اس میں سے کچھ ملے تو راضی ہوں۔ اگر نہ ملے اسمیں سے تب وہ ناخوش ہو جائیں۔''

یہ آیت ذوالخویصرہ تمیمی منافق کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ تم اپنے صاحب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم) کو نہیں دیکھتے کہ تمہارے صدقات ریوڑ چرانے والے گڈریوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اور پھر خیال کرتا ہے کہ میں عادل ہوں (تفسیر روح البیان) (ذوالخویصرہ کا اصل نام حرقوص بن زہیر ہے اور یہی خوارج کی اصل بنیاد ہے)

اس طرح کی اور آیات بھی ہیں جیسے سورہ توبہ۔ سورہ مجادلہ۔ سورہ مائدہ اور سورہ نسآء جس میں خالق کائنات نے مومنوں۔ کافروں اور منافقوں کے دلی راز ظاہر فرما دیئے۔ یوں یہودیوں۔ کافروں اور منافقوں کی فریب کاریوں۔ سازشوں اور ناپاک خیالوں کا راز فاش کر دیا اور انکی ہر چال کو ناکام بنا دیا۔ ان لوگوں کے پوشیدہ دلی خیالات کو اس انداز سے ظاہر فرما دینا قرآن کریم فرقان حمید کا ہی اعجاز ہے ورنہ انسانی عقل ایسی پوشیدہ باتوں کو کس طرح معلوم کر سکتی ہے۔ مذکورہ تحریر پڑھ کر ہرگز یہ خیال نہیں کر لینا چاہیے کہ قرآن صرف گزشتہ باتوں یا غیوب ماضیہ کی ہی خبریں دیتا ہے بلکہ یہ پاک کتاب مستقبل میں ہونے والی باتوں اور واقعات بھی ارشاد فرماتا ہے پھر جس طرح ارشاد

Marfat.com

فرماتا ہے اُسی طرح ظہور میں آتا ہے۔ یہاں ہم چند مستقبل کے بارے میں دی جانے والی خبروں کا ذکر کر رہے ہیں۔

غیب کی خبر (1)

قرآن مجید فرقان حمید نے مشرکین مکہ کے بارے میں پہلے ہی یوں ارشاد فرمادیا۔ سورۃ البقرآیت 23،24

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ
مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا
شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۳﴾
فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا
النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ:۔ ”اگر ہمارے اس اُتارے ہوئے کلام میں شک ہو جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر نازل فرمایا تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں یقیناً ایسا نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر، تیار ہے کافروں کے واسطے“

ان مذکورہ آیات میں غیب کی خبر ہے کہ کوئی بھی قیامت تک قرآن مجید کی ایک سورت کی مثل بنانے پر قادر نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اب سوا چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود مخالفین اسلام اپنی پوری کوشش کے باوجود ایسی سورت لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے اور نہ ہی انشاء اللہ قیامت تک کامیاب ہو سکیں گے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 88)

غیب کی خبر (2)

قرآن کریم یہودیوں کے بارے میں یوں پیشین گوئی فرماتا ہے۔ سورۃ البقرآیت 94

قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَـكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ
دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۴﴾

ترجمہ:۔ ”تو کہہ (یعنی اے محبوب علیہ السلام) اگر اللہ کے ہاں آخرت کا گھر خالص تمہارے لئے ہو دوسرے لوگوں کے علاوہ تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچے ہو۔“

اس آیت مبارکہ میں غیب کی خبر ہے جو یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی۔ کہ ان میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہیں کرے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا کسی یہودی نے طاقت رکھتے ہوئے بھی موت کی تمنا نہ کی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ”اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو البتہ مرجاتے اور یوں دوزخ میں اپنی

Marfat.com

جگہ دیکھ لیتے۔"

درمنثور جلال الدین سیوطیؒ۔جلد۔1۔صفحہ۔89

غیب کی خبر (3)

سورۃ التوبہ آیت 33

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ:۔ "وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے بُرا مانیں مشرک۔"

قرآن کریم نے یہود مدینہ کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی کہ وہ مسلمانوں سے مغلوب ہو جائیں گے فرمایا۔سورۃ آلِ عمران آیت 12

سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

ترجمہ:۔ "کہہ دو کافروں کو کہ تم جلدی مغلوب ہو گے اور اکٹھے کیے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور بُرا ہے بچھونا۔"

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب غزوہ بدر کی فتح کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے یہود کے قبیلہ بنو قینقاع کو بازار میں اکٹھا کرتے ہوئے ان سے ارشاد فرمایا۔کہ "تم لوگ مسلمان ہو جاؤ ورنہ تمہارا بھی حال وہی ہوگا جو مشرکین مکہ کا ہوا ہے"۔یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ ارشاد سُن کر بولے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اس پر نازمت کرو کیونکہ تمہارا مقابلہ ایسی قوم کے ساتھ ہوا جو فن جنگ سے ناواقف تھے۔اگر تمہارا کبھی ہم سے پالا پڑا تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم بہادر ہیں تمہاری طرح نہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس جواب پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ یہ یہودی عنقریب مغلوب ہو جائیں گے۔پھر دنیا نے دیکھا کہ بنی قریظہ کے قتل اور بنو نضیر کی جلاوطنی کی صورت اور فتح خیبر و باقی یہودیوں پر جزیہ لگانے کی شکل میں یہ خبر سچ ثابت ہوئی اور یوں جلد ہی یہودی اہل حق کے ہاتھوں مغلوب ہوئے۔

درمنثور بحوالہ ابن اسحاق۔طبری و بیہقی

غیب کی خبر (4)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مسلمان کفار پر غالب آئیں گے اور مسجد الحرام میں داخل ہو کر سعادت حج حاصل کریں گے اور بالکل ایسا ہی ہوا۔سورہ الفتح آیت 27

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ نے سچا کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب۔ بے شک تم ضرور مسجد الحرام میں داخل ہو گے۔ اگر اللہ نے چاہا۔ امن وامان سے۔ اپنے سروں کے بال منڈواتے اور ترشواتے بے خوف۔ تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔''

اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر سورہ الفتح نازل فرمائی جس میں مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی کہ عنقریب تم لوگ مسجد الحرام میں داخل ہو گے ایک فاتح کی حیثیت سے۔ اس وقت کے حالات کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا تھا کہ یہ مسلمان ایک دن فاتح کی حیثیت سے مشرکین مکہ کو مغلوب کرنے کے بعد مکہ میں داخل ہوں گے مگر ایسا ہی ہوا اور چشم فلک نے دیکھا کہ وہ مٹھی بھر اہل حق جو بے سروسامانی کے عالم مین مکہ سے ہجرت کر گئے تھے۔ آج فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر خوف نہیں اور یوں بے دھڑک مسجد الحرام میں داخل ہو کر حج وعمرہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی اس خبر نے یوں حق کا روپ دھار کر عالم انسانی کو حیرت میں ڈال دیا۔

غیب کی خبر (5)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ رومی بہت جلد ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ سورۃ الروم آیت 4،3

فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾

ترجمہ:۔ ''پاس کی زمین میں اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہونگے (رومی) چند برس مین۔ حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے جس وقت یہ آیات نازل فرمائیں اس وقت ایرانی رومیوں پر اس حد تک غالب آرہے

Marfat.com

تھے کہ یوں لگتا تھا تھوڑے عرصہ میں یہ رومیوں کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیں گے۔ ایسے حالات میں رومیوں کے بارے میں فتح و کامرانی کی پیشین گوئی کرنا کچھ عجیب لگتا تھا۔ عیسائی تو اس خبر سے خوش ہوئے مگر مشرکین مکہ نے مسلمانوں کا مذاق اڑایا کہ دیکھو انکو کیا ہو گیا ہے کیسی ناممکن بات کو ممکن کہہ رہے ہیں یہاں تک کہ ایک مشرک نے تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت ابوبکر صدیق عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ عہد خلافت 11-13ھ) کے ساتھ شرط بھی لگا لی جسکا ہم ذکر پہلے کر چکے ہیں۔ مگر بہت ہی تھوڑی مدت گزر جانے کے بعد مذاق اڑانے والوں کی حالت دیکھنے کے قابل تھی جب انکو معلوم ہوا کہ اہل روم نے ایرانیوں کو ہر محاذ پر شکست فاش دے کر اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر لیا ہے اور اہل ایران ہر جگہ انکے ہاتھوں مغلوب ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم کی بتائی ہوئی اس غیب کی خبر کا پورا ہونا اعجاز قرآنی ہے۔

غیب کی خبر (6)

سورۃ آل عمران آیت 151

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾

ترجمہ:۔ ''اب ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس چیز کو جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بری ہے جگہ ظالموں کے رہنے کی۔''

(سورۃ آل عمران آیت 151)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں غزوہ اُحد کے متعلق یہ غیب کی خبر دی تھی جو اُسی دن پوری ہوئی جبکہ کفار مکہ اس جنگ میں بظاہری غلبہ پانے کے باوجود مسلمانوں کے خوف سے لڑائی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

غیب کی خبر (7)

خالق کائنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ''اے محبوب میں آپ علیہ السلام کے دین کو غالب کر دوں گا''۔ سورۃ الفتح آیت 28

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اِسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔'' (سورۃ الفتح آیت 28)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اسلام کو دنیا کے باقی تمام ادعیان پر غالب فرمانے کی خبر دی جو اس نے اپنے پیارے محبوب سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر نازل کیا تھا۔ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ کا یہ فرمان حرف بحرف سچ ثابت ہوا اور مذہب اسلام نے صرف 23 سال کے عرصہ میں ادعیان (مذاہب) عالم پر ایسا غلبہ پایا کہ دنیا محوِ حیرت رہ گئی۔ یوں قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔

غیب کی خبر (8)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ ''میں ایمان والوں کو زمین پر اپنی خلافت عطا کروں گا اور یوں وہ امن میں آجائیں گے'' ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ النور آیت 55

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ:۔ ''اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دیگا ان کا یہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور انکے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''میں تمہیں پہلے لوگوں کی طرح زمین میں خلافت عطا فرماؤں گا اور یوں اہل ایمان ہر قسم کے خوف سے بچ جائیں گے''۔ اس پیشین گوئی کے مطابق وہ وقت بھی آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خلافت سے نوازا۔ اس طرح دین اسلام کی بنیادیں پوری طرح مضبوط فرما دیں۔ مشرق سے مغرب تک ساری زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ''مجھے زمین کے مشرق و مغرب دکھائے گئے ہیں اور قریب ہے کہ میری امت کا تسلط وہاں تک پہنچے گا جہاں تک زمین میرے لئے لپیٹی گئی ہے۔''

Marfat.com

غیب کی خبر (9)

سورۃ النحل آیت 41،42

وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم دنیا میں انہیں اچھی جگہ دیں گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے جتنی آسمانی کتب نازل فرمائی ہیں یعنی تورات۔ زبور۔ انجیل اور قرآن کریم کسی کتاب کی حفاظت کا خود ذمہ نہیں لیا مگر قرآن پاک کا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ حجر آیت 9

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن (کریم) اور ہم خود اس کے نگہبان (محافظ) ہیں''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا غیب کی یہ خبر دی کہ قرآن کریم کو ہم نے اُتارا ہے اور اسکی ہم ہی حفاظت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے پورا ہونے کا اعتراف اسلام کے دشمن بھی کرتے ہیں۔ سوا چودہ سو سال کا عرصہ گزر گیا کوئی بڑے سے بڑا غیر مسلم مفکر عالم، صاحب عقل و دانش، اکیلا یا اُسکی جماعت مل کر بھی اس پاک کلام میں کسی قسم کی تحریف نہیں کر سکے۔ خاص طور پر قرامطہ نے تو اس کتاب میں تغیر و تبدل کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ ہر قسم کا فریب روا رکھا اور اپنی صلاحیت و توانائی اس مقصد پر خرچ کر کے دیکھ لی۔ مگر اس عظیم کتاب کا ایک حرف بھی تبدیل نہ کر سکے۔ سابقہ تمام آسمانی کتب اللہ تعالیٰ کا ہی کلام تھیں مگر یہود و نصاریٰ نے اُن میں بڑی تبدیلیاں کر دیں جبکہ قرآن مجید اپنی اصل حالت میں ہی موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا کیونکہ اسکا محافظ خود خالق کائنات ہے۔ گزشتہ آسمانی کتب میں تحریف و تبدیلی ہوئی مگر قرآن میں ایسا نہیں ہو سکتا اسکی ایک وجہ تو اسکے نازل کرنے والے کا وعدہ ہے جبکہ دوسری حکمت یہ ہے کہ پہلے آسمانی کتاب میں تحریف ہوتی تو دوسرا نبی تشریف لا کر اس تحریف کے بارے میں آگاہ فرما دیتا تھا۔ مگر قرآن کریم کیونکہ فخر کونین تاجدار عرب و عجم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نازل ہوا تھا جن کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا جو تحریف کی صورت میں اسے بیان کر دیتا اس لئے خالق کائنات نے اسکی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔ اور یوں اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کی شان نبوت اور شان محبوبیت کو دنیا پر ظاہر فرما دیا۔

Marfat.com

قرآن مجید کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ دنیا میں یہ واحد ایسی کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ مبارک سے لے کر آج تک اور پھر قیامت تک ہزاروں مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور رہے گی۔ اس کے علاوہ دنیا میں اور ایک کتاب بھی ایسی نہیں جو حرف بحرف کسی کو زبانی یاد ہو جبکہ قرآن مجید کے ہزاروں لاکھوں حفاظ ہر وقت دنیا میں موجود رہتے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یحیٰی بن اکثمؒ (متوفی 242ھ) سے روایت ہے کہ ''ایک دفعہ عباسی خلیفہ مامون رشید (198ھ تا 218ھ) کے دربار میں ایک یہودی آیا۔ اُس نے مامون رشید کے ساتھ نہایت ہی فصیح کلام میں گفتگو کی مامونِ رشید نے اس یہودی کو اسلام کی دعوت دی مگر یہودی مسلمان نہ ہوا۔ ایک سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد وہی یہودی مسلمان ہو کر کسی وجہ سے دوبارہ مامون کے دربار میں آیا۔ اس دفعہ اُس نے علم فقہ میں بہت اچھی گفتگو کی مامون رشید نے اس سے پوچھا یہ تبدیلی۔ کیا مسلمان ہو چکے ہو؟ اُس نے جواب دیا ہاں الحمدللہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ مامون رشید نے پوچھا تیرے اسلام لانے کی کیا صورت ہوئی؟ اُس نے جواب دیا اے خلیفہ گزشتہ سال جب آپ نے مجھے اسلام لانے کی دعوت دی اور میں نے انکار کر دیا۔ دربار سے جانے کے بعد میں نے مذاہب کا امتحان کیا۔ سب سے پہلے میں نے تورات کے تین نسخے لکھے اور ان میں کمی بیشی کرنے کے بعد کنیسہ لے گیا وہ تینوں نسخے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے۔ پھر میں نے تین نسخے انجیل کے لکھے اور ان میں بھی تورات کی طرح کمی بیشی کر دی پھر تینوں نسخے لے کر گرجا میں گیا وہاں وہ فروخت ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے قرآن مجید کے تین نسخے لکھے اور ان میں بھی کمی بیشی کرنے کے بعد وہ نسخے مسلمانوں کے پاس فروخت کے لئے لے گیا۔ انہوں نے تینوں نسخوں کی ورق گردانی کی اور بغور پڑھا جب اُن میں کمی بیشی پائی تو ان کو خریدنے کی بجائے میرے منہ پر مار دیا اور کہا یہ اصل نسخے نہیں ہیں۔ تو میں نے جان لیا کہ قرآن مجید میں تحریف کرنا ممکن ہی نہیں یہ جان کر میں فوراً مسلمان ہو گیا۔ یحیٰی بن اکثم کہتے ہیں کہ میں اُسی سال حج کے لئے گیا اور مکہ مکرمہ میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور سارا قصّہ انکو بتایا۔ انہوں نے جواب دیا اس کا مصداق قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کے بارے میں فرمایا ''پس انکی حفاظت اُن پر چھوڑ دی گئی تھی جبکہ قرآن کے بارے میں فرمایا ''ہم نے اسکا ذکر بلند کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔ (سورۃ الحجر آیت 9)''

غیب کی خبر (10)

سورۃ القصص آیت 85

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾

ترجمہ: ''بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت لایا اور جو گمراہی میں ہے۔''

غیب کی خبر (11)

اہل قریش میں سے پانچ بد بخت اشخاص ایسے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر آپ علیہ السلام کا مذاق اڑاتے اُن کے بارے میں پیشین گوئی یوں فرمائی۔ سورۃ الحجر آیات 95،96

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾

الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾

ترجمہ: ''بے شک اِن ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں۔ تو اب جان جائیں گے۔''

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو یہ خوشخبری سنائی کہ ''اللہ تعالیٰ نے میرا مذاق اڑانے والوں کے خلاف میری کفایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور عنقریب ان لوگوں کو اپنے عمل کی سزا مل جائے گی''۔ مکہ شریف میں پانچ بد بخت اشخاص ایسے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم کا مذاق اڑاتے آپ علیہ السلام کو دیکھ کر ٹھٹھا کرتے تھے۔ وہ پانچ بدقسمت یہ تھے۔

(1) عاص بن وائل سہمی
(2) حارث بن قیس سہمی
(3) اسود بن المطلب بن الحارث
(4) ولید بن مغیرہ
(5) اسود بن عبد یغوث

جب ان لوگوں کا یہ عمل حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے انکی یوں گرفت فرمائی اور اپنے کلام کو سچ کر دکھایا۔ یہ پانچ کے پانچ ہی ایک دن اور رات میں ہلاک ہو گئے۔

(1) عاص بن وائل کا انجام

عاص بن وائل سہمی اپنے بیٹے کے ساتھ سیر کی غرض سے نکلا اور دونوں سیر کرتے کرتے ایک درہ کی کوہ میں اتر گئے۔ جیسے ہی عاص بن وائل نے درہ کی زمین پر قدم رکھا کہنے لگا مجھے کسی چیز نے کاٹ لیا ہے۔ بیٹے نے اِدھر اُدھر تلاش کیا مگر اُسے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ عاص بن وائل کے پاؤں پر دیکھتے ہی دیکھتے زخم ہو گیا اور اس نے اونٹ کی گردن کی طرح شکل اختیار کر لی جس کی وجہ سے وہ فوراً ہی مر گیا۔

(2) حارث بن قیس سہمی کا انجام

حارث بن قیس سہمی نے نمکین مچھلی کھالی جسکی وجہ سے سخت پیاس میں مبتلا ہوگیا۔ وہ لگاتار پانی پیتا رہا مگر پیاس کی شدت میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ شدت مزید بڑھتی گئی یہاں تک کہ پانی پی پی کر اس کا پیٹ پھٹ گیا اور یوں وہ واصل جہنم ہوا۔

(3) اسود بن المطلب کا انجام

اسود بن المطلب اپنے غلام کے ہمراہ گھر سے نکلا اور چلتے چلتے ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے کچھ دیر کے لئے بیٹھ گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور اسکا سر پکڑ کر درخت کے تنے کے ساتھ مارنے لگے۔ اسود چیخ چیخ کر اپنے غلام سے مدد مانگنے لگا۔ غلام نے کہا مجھے تو کوئی نظر نہیں آرہا آپ ایسے ہی چیخ وپکار کر رہے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام اسکا سر تنے کے ساتھ مارتے رہے یہاں تک کہ وہ وہیں مرگیا۔

(4) ولید بن مغیرہ کا انجام

ولید بن مغیرہ بنی خزاعہ میں سے ایک تیر بنانے والے کی دُکان کے قریب سے گزر رہا تھا۔ اچانک دوکان سے ایک پیکان (تیر کی اگلی چونچ) اسکی چادر کے دامن سے لپٹ گیا۔ ولید بن مغیرہ اپنی چادر کو درُست کر کے کندھے پر ڈالنے لگا تو پیکان سے اس کی رگ ہفت اندام (گردن کی وہ رگ جو اگر کٹ جائے تو جسم کا سارا خون اُسکے ذریعے بہہ جاتا ہے اور یوں انسان موت سے نہیں بچ سکتا) کٹ گئی۔ رگ کے کٹتے ہی خون اُبلنا شروع ہوگیا اور وہ اُسی وقت ختم ہوا یوں ولید بن مغیرہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

(5) اسود بن عبد یغوث کا انجام

اسود بن عبد یغوث اپنے گھر سے نکلا تو اُسے لُو لگ گئی (Sun Stroke)۔ اِس کا یہ اثر ہوا کہ وہ حبشیوں کی طرح سیاہ رنگ کا ہوگیا۔ اِسی حالت میں گھر واپس آیا تو اہل گھرانہ نے اسود بن عبد یغوث کو پہنچاننے سے ہی انکار کر دیا۔ چند لمحوں میں وہ اُسی لو کے اثر سے مر کر جہنّم رسید ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کو اپنی پیشین گوئی کے عین مطابق لوگوں کے سامنے عبرت ناک موت سے دوچار کیا۔

(دلائل النبوت از حافظ ابونعیم)

Marfat.com

غیب کی خبر (12)

سورۃ الفتح آیت 16

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦﴾

ترجمہ:۔''ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔''

غیب کی خبر (13)

اس آیہ کریمہ میں اُن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مال کثیر دے تو ہم اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے مگر جب مال کثیر مل گیا تو وعدہ سے پھر گئے۔ سورۃ توبہ آیت 75، 76، 77

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾

ترجمہ:۔ ''اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ عہد کیا اللہ سے کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے مال دے تو ہم البتہ خیرات دینگے۔ اور صالحین میں سے ہو جائیں گے پھر جب اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کیا انہوں نے اور پھر گئے وعدہ سے پھر اللہ نے انکے دلوں میں نفاق ڈال دیا اس دن تک جب وہ اس سے ملیں گے (قیامت کے روز) ان لوگوں نے اس کے خلاف کیا جو انہوں نے وعدہ کر رکھا تھا۔ اس سبب سے وہ لوگ جھوٹ بولتے تھے۔''

ثعلبہ بن حاطب مدینہ منورہ کے منافقین میں سے تھا۔ اُس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دُعا فرمائیں اللہ مجھے مال کثیر عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''وہ تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جائے اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے غافل کردے''۔ ثعلبہ نے پھر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں عہد کرتا ہوں کہ اگر مجھے مال کثیر عطا ہو تو میں بہت خیرات کروں گا اور کبھی غفلت میں نہیں پڑوں گا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کی دلی کیفیت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مگر ثعلبہ کے بار بار عرض کرنے پر آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ دُعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کی بکریوں کے ریوڑ میں برکت کثیر عطا فرمائی۔

ثعلبہ کی بکریاں اس حد تک بڑھ گئیں کہ مدینہ منورہ کے باہر چراگاہیں انکے لئے کم ہوگئیں چنانچہ ثعلبہ مدینہ منورہ سے باہر ایک گاؤں میں جا کر آباد ہوگیا تاکہ بکریوں کے لئے کھلی چراگاہ میسر آسکے۔ ثعلبہ پہلے باجماعت نماز ادا کرتا تھا مال میں کثرت ہوئی تو نماز میں غفلت برتنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ کیفیت یہ ہوگئی کہ بکریوں کی دیکھ بھال اور کثیر مال اکٹھا کرنے میں جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دی یعنی کبھی پڑھ لیتا اور کبھی چھوڑ دیتا پھر حالت یہ ہوگئی کہ جمعہ کی نماز ہی پڑھنا چھوڑ دی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے دریافت فرمایا ''ثعلبہ کہاں گیا؟'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کثرت مال کی وجہ سے ثعلبہ گاؤں میں رہنے لگا ہے اور اُس نے نماز اور جمعہ بھی پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ یہ سُن کر تاجدار مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''ثعلبہ خراب ہوا۔''

پھر زکوٰۃ کا مہینہ آیا سب اہل حق نے اپنی اپنی طاقت کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جب ثعلبہ سے زکوٰۃ کے بارے میں کہا گیا تو کہنے لگا زکوٰۃ ادا کرنا تو گویا جزیہ دینا ہے۔ یہ بہانہ کیا اور زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ پھر کچھ دیر بعد زکوٰۃ کا مال لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے زکوٰۃ لینے سے انکار فرمادیا۔ حضور علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زکوٰۃ لے کر آیا انہوں نے بھی زکوٰۃ لینے سے انکار فرمادیا۔ پھر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جب سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر۔ عدی کے دوسرے بھائی مرہ تھے اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے جا کر مل جاتا ہے۔ عہد خلافت 13 تا 23ھ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 170 احادیث مروی ہیں) امیر المومنین ہوئے تو انکی خدمت میں بھی زکوٰۃ لے کر آیا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی۔ اب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو ثعلبہ پھر زکوٰۃ لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تمہاری زکوٰۃ قبول نہ فرمائی پھر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ لینے سے انکار کردیا تو میں کس طرح تمہاری زکوٰۃ لے سکتا ہوں۔ آخر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

(عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی۔ حضرت عثمان غنیؓ کی نانی بیضاء (اُم الحکیم) حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب کی سگی بہن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے عہد خلافت 23 تا 35ھ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 146 احادیث مروی ہیں) کے دورِ خلافت میں ثعلبہ مذکورہ آیت مبارکہ کی پیشین گوئی کے مطابق منافقت کی حالت میں ہی مرگیا اور یوں اُسے توبہ بھی نصیب نہ ہوئی۔

(موضح القرآن)

غیب کی خبر (14)

اس سورت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار باتوں کی پیشین گوئی ارشاد فرمائی ہے۔ سورۃ کوثر آیات 1 تا 3

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

ترجمہ:۔ ''اے محبوب بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا فرمائی۔ سونماز پڑھ اپنے رب کی اور قربانی دے بے شک تیرا دشمن ہی خیر سے محروم ہوگا۔''

اس مبارک سورت کی پہلی آیت میں کوثر دینے کا بیان ہے جس سے مراد کثرت (فضائل اور بے شمار نعمتیں) ہے۔ دوسری خبر میں فرمایا ''وانحر'' یہ امر کا صیغہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ علیہ السلام کی اُمت کو تونگری (مال و دولت) عطا فرمائے گا اور یوں یہ قربانی کیا کریں گے۔ تیسری آیت مبارکہ میں دو پیشین گوئیاں فرمائیں۔ واقعہ یوں ہے کہ عاص بن عائل ہمیشہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو طعن کیا کرتا تھا کہ آپ علیہ السلام کا پیچھا کٹا ہوا ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اولاد نرینہ کوئی نہیں۔ جس سے آپ علیہ السلام کی نسل چل سکے۔ اہل عرب جسکی اولاد نرینہ نہ ہوتی اُسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ اُن لوگوں کے نزدیک یہ عیب اور نقص کی بات تھی۔ اس سورہ مبارکہ کے نزول سے پہلے آپ علیہ السلام کی اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے عاص بن وائل یہ طعن دیتا تھا۔)

یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ غیب کی خبر دیتے ہوئے خوشخبری فرمائی کہ اے محبوب آپ علیہ السلام بے اولاد نہیں ہوں گے بلکہ آپ علیہ السلام کا دشمن یعنی عاص بن وائل ہی بے اولاد مرے گا اور یوں اسکے پیچھے اسکا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ پھر چشم فلک نے بھی دیکھا کہ عاص بن وائل ہی بے اولاد مرا۔ جبکہ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اولاد نرینہ بھی عطا فرمائی اور پھر آپ علیہ السلام کو کثیر ذریت بھی دی جو قیامت تک چلتی رہے گی اور یوں آپ علیہ السلام کا اسم مبارک قیامت تک روشن رہے گا۔ اس کے علاوہ تمام مومنین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اولاد ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ایسی تونگری عطا فرمائی جو

Marfat.com

نہ پہلے کسی کو ملی اور نہ ہی قیامت تک کسی کو ملے گی۔ آپ علیہ السلام اللہ کی راہ میں کثرت سے خیرات فرمایا کرتے تھے۔

(تفسیر روح المعانی)

غیب کی خبر (15)

یہ آیتیں مکہ شریف میں نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کو خبر دی گئی کہ تمہارے دشمن مشرکین قریش ہی ذلیل و رسوا ہو کر ہزیمت اٹھائیں گے اور مسلمان تلوار و نیزے سے انکا تعاقب کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ القمر آیت 44،45

أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾

ترجمہ۔ ''کیا کہتے ہیں ہم سب مل کر بدلہ لینے والے ہیں۔ اب شکست دی جائے گی وہ جماعت اور (وہ) پیٹھ دے کر بھاگیں گے۔''

سورۃ قمر کی یہ آیتیں مکہ معظّمہ میں نازل ہوئیں جب مسلمان مشرکین مکہ کے سخت ظلم وستم برداشت کر رہے تھے۔ پھر ہجرت کے بعد غزوہ بدر کا دن آیا اور یہ غیب کی خبر یوں پوری ہوئی کہ مشرکین مکہ جنگ میں ہزیمت اٹھا کر بھاگ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم زرہ پہنے، تلوار کھینچے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ہمراہ انکا تعاقب فرما رہے تھے۔ اُس وقت سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے آج سورہ قمر کی ان آیتوں میں دی جانے والی غیب کی خبر کا مطلب سمجھ آیا جب میں نے دیکھا کہ مشرکین ہزیمت اٹھا کر بھاگ رہے تھے اور ہم نیزوں اور تلواروں سے انکا تعاقب کر رہے تھے۔

غیب کی خبر (16)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک غیب کی خبر یوں ارشاد فرمائی جو حرف بحرف سچ ثابت ہوئی۔ سورۃ طور آیت 42

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾

ترجمہ ''کیا چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا۔ سو جو کافر ہیں وہی داؤ میں آنے والے ہیں۔''

جو مشرکین مکہ دارالندوہ (اہل قریش کا اسمبلی ہال) میں بیٹھ کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نعوذ باللہ قتل پر متفق ہوئے تھے اس آیت میں اُنکے متعلق غیب کی خبر دی جاری ہے کہ وہ اپنے مقصد یا داؤ میں کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ خود مارے جائیں گے۔ چنانچہ غزوہ بدر میں وہ سب مارے گئے۔

Marfat.com

غیب کی خبر (17)

قریش مکہ نے صلح حدیبیہ میں تحریر معاہدہ کی ایک شرط کی خلاف ورزی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ہمیشہ کے لئے ذلیل ورسوا ہو گئے اللہ تعالیٰ نے قریش کی حرکت کے نتیجہ کا پہلے ہی ارشاد فرما دیا اور اہل حق کو جو وقتی غم وغصہ تھا اسکو تسلی میں تبدیل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ سورۃ التوبہ آیت 14،15

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

ترجمہ:۔ ''تم ان سے لڑو۔ اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہی ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا دل ٹھنڈا کرے گا اور انکے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔''

صلح حدیبیہ کی تحریر کی جانے والی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ عرب قبائل دونوں فریقوں یعنی مسلمانوں اور قریش میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر سکتے ہیں مگر یہ دونوں فریق کسی دوسرے حلیف کو نہ تو نقصان پہنچائیں گے اور نہ ہی کسی دوسرے کی مدد کریں گے حلیف اگر آپس میں جنگ کریں تو مسلمان یا قریش مکہ کسی حلیف کی مدد نہیں کریں گے۔ صلح نامہ کے بعد بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے جبکہ بنوبکر نے قریش کے ساتھ حلف کر لیا۔

بنوخزاعہ میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے اور مکہ میں ہی بحالت اسلام رہائش پذیر رہے۔ کسی وجہ سے بنوبکر جو مکہ مکرمہ میں ہی رہتے بنوخزاعہ کے ساتھ لڑ پڑے چاہیے تو یہ تھا کہ صلح نامہ کی شرط کے مطابق دونوں فریق خاموش رہتے مگر قریش نے بنوبکر کی ہتھیار وغیرہ دے کر مدد کی جس وجہ سے بنوخزاعہ کو سخت جانی نقصان پہنچا۔ بنوخزاعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بنوبکر اور قریش کی شکایت کی کہ انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ یہ پورا واقعہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ اُسی وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کی فتح ونصرت اور بعض کفار کے تائب ہونے کی خبر دی گئی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ خبر غیب فتح مکہ میں پوری ہوئی۔ مسلمان کفار مکہ پر پوری طرح غالب آ گئے اور کفار میں سے چیدہ چیدہ سردار حلقہ بگوش اسلام ہوئے جن میں ابوسفیان۔ عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین جیسی شخصیات شامل تھیں۔ یہ قرآن کریم کا اعجاز ہی ہے کہ اس میں جو بھی غیب کی خبر دی گئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

Marfat.com

غیب کی خبر (18)

اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے جانتا تھا کہ مسلمانوں میں سے بھی بعض سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال مبارک کے بعد دین سے پھر جائیں گے مگر اہل حق اُن لوگوں سے ڈرنے کی بجائے اُنکی سرکوبی کریں گے یہاں تک کہ وہ توبہ کے بعد دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں گے اس سلسلے میں خالق کائنات نے سورہ مائدہ میں یوں ارشاد فرمایا۔ سورۃ المائدہ آیت 54

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ
يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ
يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

ترجمہ ''اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھریگا۔ تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایک ایسی قوم کو لائے گا جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اُسکے دوست ہیں وہ نرم دل ہیں مسلمانوں پر جبکہ کافروں کے لئے سخت ہیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہے فرمائے۔ خبردار اللہ تعالیٰ کشائش والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی اس خبر کے مطابق جو وہ پہلے ہی ارشاد فرما چکا تھا عرب کے کچھ قبائل دین سے پھر گئے۔ ان لوگوں نے یہ کام سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال شریف کے بعد کیا۔ اس وقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ تھے۔ چند قبائل نے مکمل اسلام تو نہ چھوڑا البتہ اسلام کے ایک بنیادی اصول یعنی زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ اس وقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان قبائل کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔ چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی کہ یہ نہایت نازک وقت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال شریف کو چند یوم ہی گزرے ہیں حالات خراب ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں مبتلا آپ علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے جو تاریخی جواب ارشاد فرمایا وہ باب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتد اور منکرین زکوٰۃ قبائل کے ساتھ جہاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی وہ قبائل شرمندہ

Marfat.com

ہوئے اور دوبارہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ مذکورہ آیت کریمہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حق کی واضح دلیل ہے۔

(از مشکوٰۃ: کتاب الزکوٰۃ فصل ثالث)

غیب کی خبر (19)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حج کے دوران بروز جمعہ شام کے وقت عرفہ کے میدان میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی کثیر موجود تعداد سے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دین مبارک کو مکمل ہونے کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی آپ علیہ السلام کے وصال شریف کی خبر بھی دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سورۃ المائدہ آیت 3

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ:۔ ''آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے 10 ہجری میں فریضہ حج ادا فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ یاد رہے اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور علیہ السلام نے اور بھی حج فرمائے تھے۔ اور یہ آخری حج تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صرف ایک ہی حج کیا ہے۔ ایسا کرنے میں جو حکمتیں پوشیدہ ہیں انکا تفصیلی ذکر گزر چکا یہاں تو اس غیب کی خبر کو بطور اعجاز قرآن بتانا مقصود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جمعہ کے روز 10 ھ کو میدان عرفات میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جمہور کے نزدیک قریباً سوا لاکھ (125000) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پوری توجہ سے فرمان رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سُن رہے تھے۔ خطبہ کے دوران ہی وحی نازل ہوئی۔ جس میں مذکورہ آیت کا نزول ہوا۔ جسے آپ علیہ السلام نے حاضرین کو سُنایا۔ اس حج کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اکاسی (81) بعض کے نزدیک بیاسی (82) روز تک دنیا میں جلوہ افروز رہے۔ ان ایام میں شریعت مبارکہ میں کسی قسم کی زیادتی یا نسخ وتبدیلی واقع نہ ہوئی کیونکہ دین فرمان الٰہی کے مطابق مکمل ہو چکا تھا۔ اس آیت مبارکہ میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال شریف کی خبر موجود تھی جسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ رمز شناش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تھے فوراً سمجھ گئے اور انکی آنکھوں سے محبوب کی جدائی کے تصور سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ سیدنا حضرت صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وحضور علیہ السلام کے فیضان کا ثبوت ہے کہ محبوب کی ایک ایک ادا اور ایک ایک عمل ولفظ کو جانتے تھے۔

غیب کی خبر (20)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن مجید فرقان حمید کی حفاظت خود فرمانے کا فرمایا ہے اسی طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا جس میں کہا گیا ''میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حفاظت خود کروں گا۔ آپ علیہ السلام کو دنیا کی کوئی طاقت ان کی مبارک زندگی اور دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گی''۔ سورہ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورہ المائدہ آیت 67

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ: (اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچا)۔ ''اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے''

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن سلیمہ۔ قبیلہ خزرج۔ عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ المتوفی 74ھ مدینہ منورہ بعمر 94 سال۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 540 احادیث مروی ہیں) ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ ذات الرقاع 4ھ میں نازل ہوئی۔ اس آیت مبارکہ کے نزول سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پاسبانی کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی طرف سے حفاظت کرنا موقوف کردی گئی۔ کیونکہ خالق کائنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حفاظت کا خود وعدہ فرمادیا تھا۔ حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہود۔ نصاریٰ اور سب سے بڑھ کر مشرکین نے سخت دشمنی کی وجہ سے کئی بار حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شہید کرنے کی سازشیں کیں۔ مگر ہمیشہ ہی ذلیل ورسوا ہوئے۔ ان تمام سازشوں پر ہم تفصیل کے ساتھ پہلے ہی روشنی ڈال چکے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عظمت اور حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ نہ صرف آپ علیہ السلام کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی سچ ثابت ہوا بلکہ آپ علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد بھی اور قیامت تک سچ ثابت ہوگا۔ یہاں ایک بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ نبی علیہ السلام ظاہری طور پر تو دنیا سے پردہ فرما جاتے ہیں مگر اپنے مبارک اجسام اطہار کے ساتھ اپنی اپنی قبور شریفہ میں حقیقتاً زندہ ہیں۔

Marfat.com

غیب کی خبر (21)

حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے گزرے ان کا پیچھا کرنے والا فرعون سمندر میں غرق ہو کر بظاہر ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا لیکن ساتویں صدی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا (سورۃ یونس آیت 92) ''آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے عبرت بن جائے'' انیسویں صدی کے آخر میں جب مصر میں کھدائی کی گئی تو فرعونوں کے مقبرے ملے ان ہی مقبروں میں اس فرعون کی حنوط شدہ لاش یعنی ممی برآمد ہوئی جو قاہرہ (مصر) کے میوزیم میں نشان عبرت کے طور پر آج بھی موجود ہے۔

میں نے یہاں قرآن مجید فرقان حمید میں سے چند مذکورہ اخبار غیب تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے کیونکہ اگر تمام خبروں کو بیان کیا جاتا تو موضوع بہت ہی طویل ہو جاتا۔ ورنہ اللہ کے اس پاک کلام میں اتنی غیب کی خبریں پائی جاتی ہیں کہ اگر ان کو تحریر کیا جائے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ قرآن کریم کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں اللہ تعالیٰ کی فرمائی ہوئی غیب کی خبر پوری نہ ہوئی ہو۔

قرآن مجید فرقان حمید میں بہت سی ایسی پیشین گوئیاں اور غیب کی خبریں موجود ہیں جو قیامت کے قریب اور قیامت قائم ہو جانے پر پوری ہوں گی مگر انکا ذکر پہلے ہی فرما دیا گیا ہے۔ مثلاً یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا۔ یاجوج ماجوج ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔ اِسی طرح قیامت سے پہلے دجال ظاہر ہوگا جو خوب قتال کرے گا اُسے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر قتل کریں گے۔ آسمان کا پھٹ جانا پہاڑوں کا روئی کے گالوں کی طرح فضاء میں اڑنا۔ زمین کا نیست و نابو ہو جانا۔ صور کا پھونکا جانا جس کی آواز سے تمام جاندار مر جائیں گے۔ پھر ابتداء انسانیت سے لے کر قیامت تک فوت ہو جانے والے انسانوں کا دوبارہ زندہ ہو جانا۔ انسان نے دنیا میں جو جو کام سرانجام دیئے ہیں۔ انسانی اعضاء کا ان کے بارے میں گواہی دینا۔ میزان عدل کا قائم ہونا۔ جزاء و سزا کا سُنایا جانا۔ جنتیوں کا جنت میں جانا اور دوزخیوں کا دوزخ میں جانا۔ یہ سب وہ اُمور ہیں جن کا ذکر پہلے ہی فرما دیا گیا ہے اور یہ سب کچھ بعد میں ہوگا۔ یہ اعجاز القرآن اور قرآن مجید فرقان حمید کا عظیم معجزہ ہے۔

اعجاز القرآن کی چوتھی وجہ

قرآن مجید فرقان حمید باعتبار علوم بھی ایک عظیم معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کی فصاحت و بلاغت میں وہ رموز و اسرار پوشیدہ ہیں جنکا احاطہ عقل انسانی کر ہی نہیں سکتی۔ جیسے جیسے اس میں غور کرتے جائیں وہ وہ عجائب کھلتے جاتے ہیں جن کا بیان کرنا شاید ممکن ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (سورۃ محمد آیت 24)۔

Marfat.com

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾

ترجمہ:۔ ''لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑھے ہوئے ہیں''
جبکہ غور کرنے سے یہ قفل کھل جاتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1176ھ) فرماتے ہیں۔ کہ معانی منظومہ قرآن مجید پانچ علوم سے خارج نہیں جو کہ یہ ہیں۔

1۔ علم احکام: اس میں واجب۔ مباح۔ مکروہ۔ حرام شامل ہیں۔ یہ عبادت کی قسم سے ہوں معاملات یا تدبیر یا پھر سیاست مدن وغیرہ کی قسم ہے۔

2۔ دوسرے شمار پر چاروں گمراہ فرقوں یعنی یہود۔ نصاریٰ مشرکین ومنافقین کے ساتھ مخاصمہ کا علم۔

3۔ تیسرے شمار پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں یعنی آسمان وزمین کی پیدائش کا ذکر بندوں کی ضروریات کا الہام اور اللہ کی صفات کاملہ کے بیان کے ساتھ نصیحت کرنے کا علم۔

4۔ چوتھے ایام اللہ یعنی گزشتہ اُمتوں میں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وقائع بیان کرنے کے ساتھ نصیحت کرنے کا علم۔

5۔ پانچواں موت اور پھر موت کے بعد حشر ونشر۔ حساب کتاب۔ میزان۔ جنت اور دوزخ وغیرہ کے بارے میں نصیحت کرنے کا علم

مفسرین ومحققین نے حکمت الٰہی کے اسرار ورموز بیان کرتے ہوئے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کے چند عجیب حقائق رقم کیے ہیں جن میں سے چند ایک تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

1. قرآن کریم میں 2700 سے زیادہ مرتبہ اللہ (تعالیٰ) اسم مبارک استعمال ہوا ہے۔
2. قرآن مجید میں رسولوں (علیہم السلام) کا ذکر 50 مرتبہ اور انسانوں کا ذکر بھی 50 مرتبہ۔
3. قرآن کریم میں زندگی کا ذکر 145 بار آیا ہے اور موت کا ذکر بھی 145 بار۔
4. قرآن کریم میں دنیا کا ذکر 115 مرتبہ اور آخرت کا ذکر بھی 115 مرتبہ۔
5. قرآن کریم میں فرشتوں کا ذکر 88 دفعہ آیا ہے اور شیاطین کا 88 دفعہ۔
6. قرآن کریم میں مرد کا ذکر 24 مرتبہ آیا ہے اور عورت کا بھی 24 مرتبہ۔
7. قرآن کریم میں مسلمان کا ذکر 41 مرتبہ آیا ہے اور جہاد کا ذکر بھی 41 مرتبہ۔
8. قرآن کریم فرقان حمید میں صبر کا ذکر 114 مرتبہ آیا ہے اور سختی ودشواری کا بھی 114 دفعہ۔
9. قرآن کریم میں مصیبت کا ذکر 75 مرتبہ آیا ہے اور شکر کا ذکر بھی 75 مرتبہ۔

10. قرآن کریم میں مہینے کا لفظ 12 دفعہ آیا ہے اور دن کا ذکر 365 دفعہ۔
11. قرآن کریم میں زکوٰۃ کا ذکر بھی 32 مرتبہ آیا ہے اور برکت کا بھی 32 مرتبہ۔
12. قرآن کریم میں سمندر کا ذکر 32 مرتبہ اور زمین کا ذکر 13 مرتبہ۔
جدید تحقیق کے مطابق زمین کی سطح 32 اور 13 کی نسبت سے ہی پانی اور خشکی میں بٹی ہوئی ہے یعنی 71 فیصد زمین پر سمندر ہے اور 29 فیصد پر خشکی۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ان پانچ علوم کا بیان اس بات کی عیاں دلیل ہے کہ یہ عظیم کتاب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت وراہنمائی کے لئے نازل فرمائی ہے۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی طبیب طبابت کی کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہے کہ یہ کتاب علوم طب میں کمال درجہ رکھتی ہے۔ یا کوئی قانون کا طالب علم قانون کی کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد کہے کہ یہ کتاب قانون کے علم میں غایت درجہ کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس طرح کسی شک وشبہ کے بغیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ طب اور قانون کا یہ طالب علم اپنے فن میں کمال درجہ رکھتا ہے اور ماہر ہے۔

خشیت وہیبت الٰہی

تزکیہ نفس کے لئے قرآن مجید ایک معجزہ کتاب ہے۔ قرآن کریم کا یہ عظیم اعجاز ہے کہ اسکی تلاوت کرنے والے اور سننے والے کے دل پر اسکی خشیت وہیبت بیٹھ جاتی ہے۔ انسان کے دل میں اسکی عظمت وشان پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔ سورۃ الزمر آیت 23

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾

ترجمہ:۔ ''اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھی کتاب اُتاری۔ کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے۔ یہ کتاب آپس میں دوہرائی ہوئی ہے (یعنی ملتی جلتی ہے خوبیوں میں اسکی آیات مقدسہ۔ کوئی آیت کسی دوسری آیت سے کم نہیں۔ پھر ایک مقصد کو کئی بار مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔) جو لوگ ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ان کے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر نرم ہو جاتے ہیں انکے چمڑے اور انکے دل اللہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔''

قرآن مجید میں دوسری جگہ سورہ حشر میں یوں ارشاد فرمایا۔ سورۃ الحشر آیت 21

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ "اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اُسے دیکھتا کہ پہاڑ اللہ کے خوف سے پاش پاش ہو جاتا (ریزہ ریزہ ہو جاتا) ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے اس واسطے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں"۔

قرآن کریم کے اس اعجاز کی بے شمار مثالیں ہیں تو تمام بیان کرنا تو موضوع کی طوالت کا باعث ہوں گی اس لئے چند مثالیں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مثال نمبر 1

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ دیکھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے کیا ارادہ لے کر نکلے راستے میں حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت نعیم النحّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ بن اسید بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی 15ھ جنگ یرموک میں شہادت پائی) ملے انہوں نے پوچھا اے عمر ننگی تلوار ہاتھ میں پکڑے کدھر جا رہے ہو؟ جواب دیا (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم نے کہا وہاں بعد میں جانا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری ہمشیرہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور بہنوئی حضرت سعید بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی المتوفی 51ھ مدینہ منورہ) دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر سُن کر سخت برہم ہوئے اور اپنی ہمشیرہ کے گھر تشریف لے گئے وہاں حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکی ہمشیرہ اور بہنوئی کو سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن کر کوٹھڑی میں چھپ گئے جبکہ آپکی ہمشیرہ نے وہ صحیفہ قرآن اپنی ران کے نیچے چھپا لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اندر داخل ہوئے تو فرمایا یہ میں نے جو آواز سنی تھی وہ کیسی تھی؟

ہمشیرہ اور بہنوئی نے جواب دیا تو نے کچھ نہیں سنا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے ہیں میں نے سُنا ہے اور مجھے یہ بھی علم ہوا ہے کہ تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا آپ نے سچ سُنا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب سُنا تو حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنا شروع کر دیا ہمشیرہ خاوند کو چھڑانے کے لئے آگے بڑھیں تو انکو بھی اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہو گئیں۔ مگر برابر فرماتی رہیں تیرے دل میں جو کچھ ہے کر لے ہم اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لا چکے ہیں اُسے نہیں چھوڑیں گے۔ چاہے تو ہمیں جان سے مار ڈال۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمشیرہ اور بہنوئی کا پختہ ایمان دیکھا

Marfat.com

تو فرمایا۔

''وہ صحیفہ کہاں ہے جو تم پڑھ رہی تھیں مجھے دکھاؤ۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ تم وہ صحیفہ واپس نہیں کرو گے۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جواب دیا ''ڈرو نہیں میں وعدہ کرتا ہوں اُسے پڑھ کر واپس کر دوں گا''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اے بھائی اس پاک کلام کو وہی چھوسکتا ہے جو پاک ہو تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو پہلے غسل کرو پھر اسے چھو سکتے ہو۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے غسل کیا اور پھر سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ اللہ کے کلام نے دل پر اس قدر اثر کیا کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہیبت الٰہی سے کانپ گئے فرمایا ''کیا ہی اچھا اور اعلیٰ کلام ہے''

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوٹھڑی سے باہر تشریف لائے اور فرمایا اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے اُمید ہے تم مسلمان ہو جاؤ گے کیونکہ میں نے کل سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یوں دُعا فرما رہے تھے۔

''یا اللہ تو ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو تقویت دے'' میرا ایمان ہے کہ جو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے وہی ہوگا۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ''مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے چلو تا کہ میں مسلمان ہو جاؤں''۔ اس طرح حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی الارقم بن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المتوفی 53ھ مدینہ منورہ بعمر 83 سال) کے مکان پر جو کہ کوہِ صفا پر تھا پہنچ گئے اُس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ہمراہ وہاں تشریف فرما تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے جب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تلوار حمائل کیے ہوئے دیکھا تو آپ علیہ السلام کو خبر دی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دروازہ کھول دو اگر عمر اچھی نیت سے آیا ہے تو خیر اور اگر وہ شرارت کا ارادہ لے کر آیا ہے تو میں اُسے اُسی کی تلوار سے قتل کر دوں گا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''اسے اندر آنے دو۔''

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رخ انور دیکھتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ علیہ السلام پر ایمان لانے آیا ہوں پھر کلمہ شریف پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا جس میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین شامل ہو گئے اور یوں اس نعرہ سے مکہ مکرمہ کے در و دیوار ہل گئے یوں قریش مکہ کو علم ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں

Marfat.com

یہاں غور کا مقام ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے تو حضور علیہ السلام کے (نعوذ باللہ) قتل کا ارادہ لے کر چلے تھے مگر خدمت اقدس میں پہنچ کر مسلمان ہو گئے اسکی کیا وجہ تھی؟ معلوم ہوا کہ ایک تو قرآن مجید فرقان حمید کی سورہ طٰہٰ کی مذکورہ ابتدائی آیات نے دل پر ایسا اثر کیا کہ خشیت الٰہی اور ہیبت خداوندی کی وجہ سے دلی و دماغی کیفیت ہی بدل گئی۔ دوسرا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مبارک زبان سے جو کلمات ادا ہوئے اللہ تعالیٰ نے انکو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور یوں اسلام قبول کرنے کی سعادت عظمیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصّہ میں آئی جبکہ ابوالحکم ابو جہل کی حیثیت سے دین و دنیا میں رسوا ہو کر واصل جہنم ہوا۔

سیرت ابن ہشام۔ ذکر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مثال نمبر 2

قرآن مجید کے کلام کی خشیت اور ہیبت کا اندازہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا جری۔ بردبار۔ بہادر اور حق گو انسان بھی جب اللہ تعالیٰ کے کلام کو سُنتا ہے اس پر غور کرتا ہے تو اسکی دلی اور جسمانی کیفیت کیا ہو جاتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1034ھ) مکتوبات کے دفتر اوّل خط نمبر 302 میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

ایک روز سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر سوار مدینہ منورہ کے ایک کوچے میں سے گزر رہتے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ طور کی آیت مبارکہ سنی جسے کوئی قاری تلاوت کر رہا تھا۔ سورۃ طور آیت 8،7

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ۝

ترجمہ ''بے شک تیرے رب کا عذاب ہونا ہے۔ اسکو ٹالنے والا کوئی نہیں''

جوں ہی اس آیت مبارکہ کے الفاظ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک کے کانوں میں پہنچے خشیت الٰہی اور ہیبت خداوندی سے مغلوب ہو کر سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو کر اونٹ سے نیچے گر پڑے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے ہوشی کی حالت میں گھر لایا گیا۔ کافی مدت تک اس درد کی وجہ سے بیمار رہے۔ یہاں تک کہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آتے رہے۔

مثال نمبر 3

اللہ تعالیٰ کے اس عظیم کلام کی وہ تاثیر ہے کہ مسلمانوں پر تو اسکی خشیت اور ہیبت کا اثر ہوتا ہی ہے دشمنان اسلام جو شب و روز اس دین حق کو مٹا دینے کی کوششوں میں مصروف رہتے انہوں نے اپنے تمام وسائل اسی کام کے

Marfat.com

لئے وقف کر رکھے تھے قرآن مجید کی تلاوت سُن کر اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔قریش مکہ نے جب مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی تو اہل حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تا کہ مشرکین کے شر سے محفوظ رہ سکیں 6ھ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں برک الغماد کے مقام پر ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی وہ بھی مشرک ہی تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا ہی احترام کرتا اور انکی شرافت۔ بردباری، عقل ودانش کا مداح تھا۔ابن الدغنہ نے سفر کرنے کا مقصد پوچھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے حالات بتائے تو وہ کہنے لگا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جوار میں لیتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن الدغنہ کے ہمراہ مکہ واپس تشریف لائے۔ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے یوں خطاب کیا۔"تم لوگ اچھی طرح جان لو کہ میں نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنی جوار میں لے لیا ہے اس لئے اگر کسی نے انکو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ میرے ساتھ کھلی جنگ ہوگی۔یاد رکھو پھر میں اور میرا قبیلہ پیچھے نہیں ہٹے گا"۔ قریش نے کہا اے ابن الدغنہ ہم اس جوار کو قبول کرتے ہیں مگر تم ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہہ دو کہ یہ اپنے رب کی عبادت چپکے سے کریں اور بلند آواز میں قرآن مجید نہ پڑھا کریں کیونکہ ہمیں شدید خطرہ ہے کہ اس کلام کی آواز سن کر ہماری عورتیں اور بچے اس کلام کے زیرِ اثر آ جائیں گے۔ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ درخواست کی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر عمل فرماتے رہے۔کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد بنالی جہاں نماز ادا فرماتے اور بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے کیونکہ نہایت ہی رقیق القلب تھے اس لئے تلاوت کے وقت آپ پر رقت طاری ہو جاتی۔سرداران قریش حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کیفیت اور قرأت قرآن مجید سے ڈر گئے۔انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا کر کہا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شرط کے خلاف اپنے گھر کے قریب مسجد بنالی ہے جس میں وہ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اس کلام کے زیر اثر آ جائیں گے تم انہیں روکو ہاں اگر یہ عبادت گھر کے اندر ہی رہ کر کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔اگر یہ بلند آواز میں ہی قرآن کریم کی تلاوت کرنے پر اصرار کریں تو تم انکی حفاظت کی ذمہ داری واپس لو پھر ہم جانیں اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

ابن الدغنہ نے قریش کی یہ گفتگو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا۔آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس شرط کا معلوم ہے جس کے مطابق میں نے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جوار میں لیا تھا۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس عہد پر عمل کریں یا پھر میری ذمہ داری واپس کر دیں۔کیونکہ میں نہیں چاہتا اہل عرب یہ سُنیں کہ ابن الدغنہ نے ایک شخص کی حفاظت کا جو عہد کیا تھا وہ توڑ ڈالا ہے۔سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ نے ابن الدغنہ کی یہ گفتگو سُن کر ارشاد فرمایا "میں تمہارے جوار کو واپس کرتا ہوں تم میری ذمہ داری سے بری ہو میں اپنے خالق حقیقی کے جوار کو اختیار کرتا ہوں"

مذکورہ واقعہ کو پڑھ کر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پاک کلام میں وہ تاثیر و ہیبت ہے کہ مشرکین مکہ بھی اس کے اثر سے باہر نہیں رہ سکتے تھے وہ الگ بات ہے کہ اُن لوگوں نے اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے حقائق کو جانتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ مشرکین کی سخت کوششوں کے باوجود مذہب اسلام کی حقانیت لوگوں پر عیاں ہوتی جارہی تھی اور لوگ آہستہ آہستہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے جارہے تھے۔

مثال نمبر 4

عتبہ بن ربیعہ سرداران قریش میں سے ایک تھا۔ مشرکین اسکی عقل و دانش کو تسلیم کرتے تھے۔ ایک روز قریش نے عتبہ بن ربیعہ سے کہا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی خدمت میں جا کر اُن سے بات چیت کرو تا کہ وہ ہماری مخالفت چھوڑ دیں۔ عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف روانہ ہوا۔ حضور علیہ السلام مسجد الحرام میں اکیلے ہی تشریف فرما تھے۔ عتبہ بن ربیعہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) ہم آپ (علیہ السلام) کو وہ ہر چیز دینے کو تیار ہیں جو آپ (علیہ السلام) چاہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بتوں کی مخالفت چھوڑ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ سُن کر سورہ حٰم السجدہ کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ عتبہ بن ربیعہ نے آیات سنیں اس پر اس قدر رہبیت الٰہی طاری ہوئی کہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا اور سرداران قریش سے جا کر یوں کہا۔

"اے سرداران قریش اللہ کی قسم میں نے ایسا کلام سُنا ہے جسکی مثل پہلے کوئی کلام نہیں سُنا۔ اللہ کی قسم وہ نہ تو شعر ہے نہ کہانت اور نہ ہی جادو۔ اے قریش اگر میرا کہنا مانو تو اس شخص (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو جو کچھ وہ کرنا چاہتے ہیں کرنے دو اور تم لوگ بالکل الگ ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم میں نے جو کلام اُن سے سُنا ہے اسکی بڑی عظمت و شان ہے۔ اگر اہل عرب نے اس کو مغلوب کر لیا تو تم لوگ غیر کے ذریعے اس سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اُسکی عزت تمہاری عزت ہے۔ اور تم اس کے سبب سے خوش قسمت و خوش نصیب ہو جاؤ گے۔"

سرداران قریش عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو سنتے رہے جب وہ اپنی بات مکمل کر چکا تو سب بول پڑے کہ اس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے اپنی زبان سے تجھ پر بھی جادو کر دیا ہے۔ عتبہ بن ربیعہ سرداروں کی یہ بات سُن کر کہنے لگا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے بارے میں میری یہی رائے ہے اب تم جو چاہو کرو۔

مثال نمبر 5

غزوہ بدر میں مشرکین مکہ بڑی شان و شوکت اور غرور کے ساتھ مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے آئے تھے۔ مگر

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانوں کو عظیم فتح عطا فرمائی اور مشرکین مکہ ذلیل و رسوا ہوئے۔ اس جنگ میں مشرکین کے سپاہی گرفتار ہوئے جنہیں مدینہ منورہ قیدی بنا کر لے جایا گیا۔ جبیر بن مطعم مشرکین مکہ کی طرف سے اسیران بدر کے بارے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا۔

جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام مغرب کی نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ آپ علیہ السلام سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت مبارکہ پر پہنچے۔ سورۃ الطّور آیت 35،36،37

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾

ترجمہ:۔ ''کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں۔ یا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے بلکہ یقین نہیں کرتے۔ کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہی داروغے ہیں۔''

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ قرآن مجید فرقان حمید کی ان مبارک آیات نے میرے دل و دماغ پر ایسا اثر کیا خشیت الٰہی و ہیبت خداوندی مجھ پر یوں طاری ہوئی قریب تھا کہ میرا دل ہی پھٹ جاتا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جبیر بن مطعم نے کہا یہ پہلی دفعہ تھی کہ ایمان نے میرے دل میں قرار پکڑا۔ یاد رہے بعد میں یہی جبیر بن مطعم (بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی المتوفی 57ھ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 60 احادیث مروی ہیں) اسلام لے آئے اور انہوں نے دین حق کیلئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

صحیح بخاری و مسلم شریف

مثال نمبر 6

قرآن مجید کی خشیت اور ہیبت کے سلسلے میں حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ نہایت ہی دلچسپ اور اعجاز القرآن کی انتہائی اعلیٰ مثال ہے۔ حضرت طفیل عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن طریف بن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن حارث بن نصر بن ازد۔ قبیلہ دوس۔ 11ھ میں جنگ یمامہ میں شہادت پائی) بڑے بلند پایہ شاعر اور عاقل انسان تھے خود فرماتے ہیں کہ میں مکہ شریف آیا اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں ہی تھے۔ مدینہ منورہ رہتے ہوئے بھی میرے قریش مکہ کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ مکہ مکرمہ میں قبیلہ قریش کے سرداروں نے مجھے کہا۔ اے طفیل۔ تم ہمارے شہر میں آئے ہو۔ اس شخص محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ہمیں بڑا تنگ کر دیا ہے۔

Marfat.com

ان کی زبان میں جادو ہے جسکی وجہ سے باپ بیٹے ۔ بھائی بھائی اور میاں بیوی میں جدائی ڈال دیتے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری طرح تجھے اور تیرے اہل قبیلہ کو اسی جادو کے زور سے اپنے زیر اثر نہ کرے اس لئے تمہیں نصیحت کرتے ہیں اس کے ساتھ کلام نہ کرنا۔ اور نہ ہی انکی بات سننا۔ قریش نے مجھے بار بار اس بات کی تاکید کی۔ میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ساتھ نہ تو کلام کروں گا اور نہ ہی انکی بات سنوں گا۔ میری حالت یہ ہوگئی کہ جب مسجد الحرام کی طرف جاتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا تاکہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سامنا ہو جائے تو اُنکی بات میرے کان میں نہ پڑ سکے۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد الحرام کی طرف گیا کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کعبہ شریف کے پاس کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں۔ میں آپ علیہ السلام کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اس طرح اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض حصّہ میرے کانوں میں پڑا کیا ہی عمدہ کلام تھا۔ یہ کلام مبارک سُن کر میں نے اپنے دل میں کہا افسوس۔ تو اتنا دانا شاعر ہے کیا بُرے اور بھلے میں تمیز نہیں کرسکتا جو کانوں میں روئی ٹھونس کر اِدھر آتا ہے۔ پھر مجھے یہ کلام مبارک ضرور سُننا چاہیے اگر اچھا کلام ہوا تو اسے قبول کرلوں گا۔ اور اگر بُرا ہوا تو اسے رد کردوں گا۔ یہ سوچ کر میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے دولت خانے کی طرف تشریف لے جانے لگے میں بھی آپ علیہ السلام کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب آپ علیہ السلام اپنے دولت خانے میں داخل ہونے لگے تو میں نے عرض کی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اہل قریش نے مجھے آپ کا کلام سُننے سے منع کیا تھا اور یہ یہ باتیں کہیں۔ اس وجہ سے میں اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا تھا تاکہ آپ علیہ السلام کا کلام نہ سُن سکوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کلام سُنا ہی دیا ہے۔ کیا ہی اچھا کلام ہے۔ میری درخواست ہے کہ مجھے دین اسلام کے بارے میں بتائیں۔ میری درخواست پر حضور علیہ السلام نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآن مجید کی تلاوت بھی فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب مجھے کلام پاک سُنایا تو میں نے اس کلام سے بہتر نہ پہلے کوئی کلام سُنا تھا اور نہ ہی اس سے پہلے ایسی اچھی گفتگو۔ میں اُسی وقت مسلمان ہو گیا۔ پھر بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی اے میرے آقا و مولا میری قوم میرے زیر اثر ہے میری شدید تمنا ہے کہ قوم کو دعوت اسلام دوں آپ علیہ السلام کرم نوازی فرماتے ہوئے مجھے کوئی ایسی نشانی عطا فرمائیں جو مجھے دعوت اسلام دینے میں مددگار ہو۔ میری یہ عرض سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یوں دُعا فرمائی۔ ''اے اللہ اسے ایک نشانی عطا فرما''۔ اس دُعا کے بعد اجازت لے کر اپنے قبیلے کی طرف مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ چلتے چلتے جب اس گھاٹی میں پہنچا جہاں سے میرا قبیلہ مجھے آسانی سے آتا ہوا دیکھ سکتا تھا تو اچانک میری آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند ایک نور پیدا ہوا۔ میں نے اُسی وقت دُعا کی اے اللہ میری پیشانی کی بجائے کسی اور جگہ نور پیدا فرما دے کیونکہ مجھے ڈر ہے میرے قبیلے والے مجھے دیکھ کر یہ خیال کریں گے

کہ یہ مجھے اپنا دین چھوڑنے کی عبرتناک سزا ملی ہے جو کہ میری پیشانی سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت میری دُعا قبول فرمائی اور وہ نور میری پیشانی سے غائب ہو کر میرے کوڑے کے سرے پر نمودار رہوا۔

حضرت طفیل بن عمر والدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ میں گھاٹی سے گزر کر اپنے قبیلے میں داخل ہوا تو اہل قبیلہ کوڑے کے سرے پر چمکنے والا نور دیکھ کر حیران رہ گئے اس نور نے اندھیری رات میں اُجالا کر رکھا تھا۔ صبح کے وقت میرا باپ جو کہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس نے پوچھا اس نور کا کیا قصہ ہے میں نے جواب دیا۔ ابّا جان میں مسلمان ہو چکا ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دین حنیف کا سچا پیروکار بن گیا ہوں۔ باپ نے میری یہ بات سُنی تو فوراً کہا تیرا دین میرا دین ہے۔ میرے والد گرامی یہ کہنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھے غسل کیا کپڑے تبدیل کئے اور میرے پاس تشریف لے آئے میں نے ان کے سامنے اسلام کی حقانیت پیش کی وہ اُسی وقت کلمہ شریف پڑھنے کے بعد مسلمان ہو گئے۔

والد گرامی کے مسلمان ہو جانے کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی میں نے اُس سے کہا مجھ سے دور رہو کیوں کہ اس حالت میں نہ تو میری کچھ ہے اور نہ ہی میں تیرا کچھ لگتا ہوں۔ بیوی بولی میرے ماں باپ قربان ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا اسلام اور کفر میرے اور تیرے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور یوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دین کا حقیقی پیروکار بن گیا ہوں۔ بیوی نے میری بات سُن کر کہا جو آپ کا دین ہے وہی میرا دین ہے۔ اس کے بعد میری بیوی نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔ کچھ دنوں تک میں اپنی قوم دوس کو دعوت حق دیتا رہا مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں دوبارہ مکہ مکرمہ آیا اور خدمت اقدس میں گزارش کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے قبیلہ دوس کو بہت سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں مگر وہ ایسا کرنے پر رضامند نہیں ہو رہے بلکہ الٹا مجھے تنگ کر رہے ہیں آپ علیہ السلام اُنکے لئے بددُعا فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میری بات سُن کر یوں دُعا فرمائی۔ ''یا اللہ دوس کو ہدایت دے'' پھر مجھے حکم فرمایا ''میں نے دُعا کر دی ہے اب تم واپس مدینہ چلے جاؤ اور اپنے قبیلہ والوں کو نرمی سے دعوت حق دو اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی سُن کر میں مدینہ منورہ واپس آ گیا اور اہل قبیلہ کو نرمی کے ساتھ دعوت اسلام دینے لگا۔ یہاں تک کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے پھر غزوہ بدر اور غزوہ اُحد و غزوہ خندق بھی لڑے جا چکے تو میں اپنی قوم دوس کو ہمراہ لے کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خیبر کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ میری قوم کے ستر (70) یا اسّی (80) خاندان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

Marfat.com

دلائل النبوت۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 78۔ 79

اعجاز القرآن کی پانچویں وجہ

اکثر کتب سیر میں اعجاز القرآن کی چار وجوہات بیان کی ہیں جن کے بارے میں کسی قسم کا اختلاف یا نزاع نہیں ہے ہم نے وہ چار وجوہات تحریر کر دی ہیں۔ حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اعجاز قرآن کے سلسلے میں چند اور وجوہات بھی بیان کی ہیں جنہیں یہاں تحریر کر رہا ہوں تاکہ اعجاز القرآن کے سلسلے میں کوئی پہلو بھی تشنہ تکمیل نہ رہے۔ الشفا شریف میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

''قرآن مجید کا یہ بھی اعجاز ہے کہ اس میں کسی خاص کام میں کسی مخصوص قوم کے عجز کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ یعنی بعض آیات ایسی ہیں جن میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ وہ لوگ یہ کام نہیں کر سکیں گے۔ اس اعلان کے بعد واقعی وہ لوگ ارشاد باری تعالیٰ کی روشنی میں وہ کام نہ کر سکے جس کی پہلے خبر دی گئی تھی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ البقرآیات 94،95

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٤﴾

وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٩٥﴾

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو اوروں کے لئے نہیں تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔ اور ہرگز کبھی اسکی آرزو نہ کریں گے۔ ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے (پہلے) کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو''۔

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت حق کی روشن دلیل ہے۔ کیونکہ جہاں اللہ تعالیٰ نے یہود کو موت کی آرزو کرنے کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ وہ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی یہودی نے کبھی موت کی تمنا نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اگر کوئی یہودی موت کی تمنا کرے بھی تو اسکا یہ تمنا کرنا اُسکے لئے پھانسی کا پھندا ثابت ہوگا اور وہ فوراً ہی مر جائے گا''۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں موت کا ایسا خوف ڈال دیا ہے کہ وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کرتے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صداقت اور وحی کی صحت کا بہت ہی بڑا اور عیاں ثبوت ہے۔

حضرت ابو محمد اصیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس روز سے اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر یہ حکم نازل فرمایا اس روز سے یہود کی کسی جماعت یا فرد نے موت کی آرزو کی طرف قدم نہیں بڑھایا۔ اور نہ ہی کوئی یہودی اس بات کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اگر کسی غیر مسلم کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم مبارک کے بارے میں شک ہو تو وہ آج بھی اس بات کو آزما سکتا ہے۔

اس دعویٰ کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت مباہلہ بھی نازل فرمائی تھی جب نجران کے عیسائیوں کا سردار خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اُس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 61

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَ
نِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ
عَلَى الْكَٰذِبِينَ ﴿٦١﴾

ترجمہ ''پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں اسکے بعد کہ تمہیں علم ہو چکا تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں۔ پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں'' (سورۃ آل عمران آیت 61)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب عیسائیوں کو مذکورہ چیلنج (مقابلے کے لئے طلب) دیا تو نصرانیوں کے سردار عاقب نے اُن سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مباہلہ نہ کرنا کیونکہ جب بھی کسی نبی نے ایسا مباہلہ (چیلنج) کیا تو قوم کی تباہی و بربادی ضرور ہو کر رہی۔ تاریخ شاہد ہے کہ عیسائیوں کا وہ وفد مباہلہ کے لئے میدان میں نہ آیا۔ مذکورہ دو باتیں اعجاز القرآن کا عیاں ثبوت ہیں۔ جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہر حال میں سچ ہو کر رہتا ہے۔

الشفا۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 425،426

اعجاز القرآن کی چھٹی وجہ

جمہور آئمہ سلف اور ان کے مقلدین واصحاب سیر نے قرآن مجید فرقان حمید کے اعجاز کی کئی وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر ہم گزشتہ صفحات پر کر چکے ہیں۔ انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس پاک کلام کی تلاوت کرنے والا کبھی اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ قاری جتنی مرتبہ اسکی تلاوت کرتا ہے اُتنی مرتبہ ہی اسکی حلاوت کا شوق

Marfat.com

بڑھتا چلا جاتا ہے۔اور قاری جتنی مرتبہ کلام پاک کی تلاوت کو دہرائے اسکا اشتیاق دو چند ہو کر ذوق وشوق میں مزید اضافہ کا سبب بنتا ہے۔قرآن مجید کے علاوہ دنیا کی کوئی بھی دوسری کتاب چاہے کتنی ہی فصیح و بلیغ کیوں نہ ہو اسکو دو تین بار پڑھنے کے بعد انسانی طبیعت اُکتاہٹ کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ اعجاز قرآن مجید کو ہی حاصل ہے کہ اسے خلوت میں تلاوت کیا جائے تو عظیم لذت حاصل ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی مشکل میں اسکی تلاوت انسان کو سکون بہم پہنچاتی ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ازل سے لے کر ابد تک اس پاک کلام کے مقابلے میں دنیا کی کسی دوسری کتاب کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔بعض کتابیں تو ایسی بھی ہیں جن کو نغمے کے ساتھ خاص طریقے سے پڑھا جاتا ہے تاکہ اسکی کیفیت کے ساتھ سرور حاصل کیا جاسکے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسی لئے قرآن کریم کی کی توصیف میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''اس پاک کلام کو بار بار پڑھنے سے یہ نہ تو پرانا ہی ہوتا ہے اور نہ ہی اسکے پند و نصائح ختم ہونے والے ہیں''۔ اس کے عجائب اس قدر ہیں جنکو فنا ہے ہی نہیں۔ یہ پاک کلام حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی چیز ہے یہ کوئی دل لگی یا ہنسی مذاق نہیں ہے۔ اہل علم اسکی تلاوت سے کبھی سیر نہیں ہوں گے۔کوئی بڑے سے بڑا عالم۔فاضل۔محقق اس کلام کو اپنی نفسانی اغراض کے تابع نہیں کر سکتا۔قرآن مجید کی زبان جیسی کوئی اور زبان ہو ہی نہیں سکتی۔یہ اللہ تعالیٰ کا وہ پاک کلام ہے جسکو جنات نے بھی سُنا تو بے ساختہ پکار اٹھے۔''ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا ہے کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے''

بعض لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ دنیا میں اور بھی ایسی کتابیں ہیں جنکی فصاحت و بلاغت کمال درجہ رکھتی ہے۔مثلاً جیسے شاہنامہ فردوسی، گلستانِ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) انگریزی میں ہملٹن سنسکرت میں کالی داس اور اردو میں مولانا الطاف حسین حالی کی مسدس اور محمد حسین آزاد کے افسانے کلام اقبال حفیظ جالندھری کا شاہنامہ اسلام وغیرہ۔مذکورہ صاحب قلم لوگ سالہا سال علم حاصل کرنے کے لئے اساتذہ کے جوتے سیدھے کرتے رہے۔ برسوں شب و روز کی سخت محنت و مشقت کے بعد اس قابل ہوئے کہ انکا کلام دوسرے ہم عصر لوگوں کے کلام سے فائق ہوا۔یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ ہی معجزہ ہے۔کیونکہ اگر یہ لوگ اپنی تصنیف کے بارے میں دعویٰ کرتے کہ ایسی تحریر کوئی اور نہیں لکھ سکتا تو خدا جانے کتنے لوگ انکے جواب میں اس سے بھی بہتر کتب تحریر کر دیتے۔یہ اعجاز قرآن مجید کو ہی حاصل ہے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی اس کے دعویٰ (چیلنج) کا کوئی جواب نہ تو دے سکا ہے اور نہ ہی دے سکے گا۔

اسی سلسلے میں بعض خوش فہم لوگ مبارک کے بیٹے فیضی جو کہ اکبر بادشاہ کے نورتن میں شامل تھا اسکی قرآن مجید کی بے نقطہ تفسیر کا نام بھی لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج تک کوئی اس تفسیر کا جواب نہیں دے سکا۔ہم یہ کہتے ہیں کہ فیضی نے کبھی بھی یہ چیلنج نہیں کیا تھا کہ میری اس تفسیر کے مقابلے میں کوئی اور تفسیر لکھ ہی نہیں سکتا پھر فیضی خود اقرار کرتا ہے کہ:

ترجمہ:۔ ''علم قرآنی کے علاوہ تمام علوم دردِ سر ہیں۔ کلام الٰہی کے مناقب کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا۔ اور اسکے محاسن کی کوئی انتہا ہی نہیں اور اسکی صداقت کے نشان غیر محصور ہیں اور قرآن کے علوم اس قدر زیادہ ہیں کہ انکا احاطہ ممکن ہی نہیں۔ جو علوم قرآن مجید میں ہیں اُنکے یہ تمام وکمال اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے سوا اور کوئی جان ہی نہیں سکتا۔ تمام اہل علم کو مل کر جو قرآن مجید کا علم ہاتھ آیا ہے وہ اسکے غیر محدود علم کا ایک محدود حصّہ ہے۔'' (دیباچہ تفسیر فیضی)

مختصراً قرآن مجید کا یہ اعجاز عظیم ہے کہ اسکو جتنی بار پڑھا جائے انسانی ذوق وشوق پیار ومحبت میں اتنا ہی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور یوں مسلمان دین ودنیا کی دولت لازوال سے اپنا دامن بھرتا رہتا ہے۔ دعا ہے اللہ کریم ہر مسلمان کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعجاز القرآن کی ساتویں وجہ

قرآن مجید علوم وعرفان کا مجموعہ ہے جو اس کے اعجاز کی ایک اور اہم وجہ ہے تمام اہل عرب جن میں بڑے بڑے دانش ور۔ بلند پایہ شاعر اور حفظ ویادداشت کے ماہر موجود تھے اس پاک کلام کے علوم وعرفان سے ناواقف تھے۔ سابقہ اُمتوں کے علماء فضلاء اور صاحب عقل ودانش بھی قرآن مجید کے علوم ومعارف کا احاطہ نہ کر سکے اور نہ ہی کوئی ایسی تصانیف تحریر کر سکے جو قرآن کریم کے مضامین جیسی ہو یا ایسے چند مضامین ہی ان کُتب میں ہوں۔ یہ صرف اور صرف قرآن مجید کا ہی اعجاز ہے کہ اس میں تمام شرائع کے علوم موجود ہیں۔ ان علوم میں عقلی دلائل کے ساتھ گمراہ اُمتوں کے باطل خیالات کو روشن حجتوں کے ساتھ ردّ کیا گیا ہے۔ یہ تمام روشن دلائل نہایت آسان اور واضح ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پاک کلام میں حقوق العباد اور حقوق نفس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دنیا کے کسی مذہب کے عالم میں اتنی ہمت نہیں اور نہ ہی ہوگی کہ وہ دلائل قرآنی کا جواب دے سکے۔ یہ بات اس امر کا عیاں ثبوت ہے کہ قرآن مجید بے شک اللہ تعالیٰ کا کلام اور عظیم معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم ہے۔ دنیا کے بہت سے ماہرین علوم وفنون ایسے تھے جنہوں نے اپنے دلائل کو قرآن مجید کا رنگ دینا چاہا مگر سب ناکام رہے ارشاد خداوندی ہے۔ سورۃ جن آیت 1،2

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ یَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿۲﴾

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنّوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔''

سورہ جن۔ آیت۔2-1

Marfat.com

قرآن مجید میں ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ یٰسین آیت 79

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ۔ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار بنایا۔ اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کو سورہ الانبیاء میں یوں بیان فرمایا۔ سورۃ الانبیاء آیت 22

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾

ترجمہ:۔ ''اگر آسمانوں وزمین میں اللہ کے سوا اور خالق ہوتے تو ضرور تباہ ہو جاتے۔ تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن، مجید فرقان حمید میں فرمایا: سورۃ النحل آیت 51

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾

ترجمہ:۔ ''اور اللہ نے فرمادیا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو۔ (اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی فرمان برداری لازم ہے۔ تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے)''

مذکورہ آیات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام مبارک میں وہ چاشنی ہے جس کی مٹھاس سے انسانی روح علم وعرفان کے لاتعداد موتی حاصل کرتی ہے۔ جو اُسکی زندگی کا سرمایہ ہیں۔ یہ وہ پاک کلام ہے جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ اس میں پند ونصائح کا وہ سمندر بے کراں موجزن ہے کہ عقل انسانی عش عش کر اٹھی ہے۔ خالق ارض سماوات نے اس کتاب میں ہر چیز کو کھول کر بیان فرما دیا ہے اس سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ الانعام آیت 38

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم ۚ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾

ترجمہ:۔ ''اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔''

سورۃ یٰسین آیت 81

اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾

ترجمہ:۔''اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا۔ کیوں نہیں اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا۔''

سورۃ بنی اسرائیل آیت 99

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾

ترجمہ:۔''اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان لوگوں کی مثل بنا سکتا ہے اور اُس نے ان کے لئے ایک معیاد ٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالم نہیں مانتے بے شکری کیے۔''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔ سورۃ النمل آیت 1

طٰسۗ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿١﴾

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے تجھ پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے''۔

قرآن مجید کے علوم و معارف کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ حدیث پاک:۔''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسا نازل فرمایا ہے کہ یہ نصیحت کرتا ہے۔ ہدایت دیتا ہے۔ گزشتہ اُمتوں کے حالات بتاتا ہے ماضی و مستقبل کی خبروں کی اطلاع دیتا ہے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ بار بار کا پڑھنا بھی اسکو پُرانا نہیں کرتا اور نہ ہی اسکے عجائب ختم ہوتے ہیں۔ قرآن کریم صداقت ہے کوئی ہنسی یا دل لگی کا کھیل نہیں۔ جس نے بھی اسکے موافق کہا وہ سچ کہتا ہے اور جس نے اسکے مطابق حکم دیا وہ انصاف کرتا ہے۔ جس نے اسکے ذریعے جھگڑا کیا وہ کامیاب ہوا۔ جس نے اسکے ساتھ تقسیم کی اُس نے انصاف کیا۔ جس نے اس پر عمل کیا اجر پایا اور جس نے اسکو اختیار کیا اُس نے صراط مستقیم کی جانب راہ پائی۔ جو اس کے سوا کسی اور چیز کا طالب ہوا اس نے گمراہی اختیار کی۔ جس نے اس کے سوا کسی اور کو حکم بنایا یہ اس کی گردن مروڑے گا۔ یہ نصیحت دینے والی اور حکمت والی کتاب ہے۔ یہ نور مبین ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مضبوط ترین عہد ہے۔ یہ شفا دینے کا ذریعہ ہے۔ یہ ہر اُس شخص کے لئے پناہ گاہ ہے جو اسکے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ ہر اُس شخص کیلئے ذریعہ نجات ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ اس پاک کتاب میں کچھ کج نہیں کہ اسے سیدھا کیا جائے۔ اس کتاب میں کسی کی طرف جھکاؤ نہیں کہ کوئی اس پر ناراض ہو۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے اور تلاوت کی کثرت اسکو پرانا نہیں کرتی۔''

Marfat.com

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر التوفی 32ھ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 848 احادیث مروی ہیں) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''قرآن مجید نہ تو کبھی مختلف ہوتا ہے نہ اس پر کوئی عیب لگایا جا سکتا ہے اور اس میں اگلی پچھلی سب خبریں ہیں۔''

الشفاء۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 441

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فرمایا۔ ''میں تم پر نئی توریت نازل کر رہا ہوں جس کے ذریعے اندھی آنکھیں۔ بہرے کان اور بند دل کھولے جائیں گے۔ اس میں علم وحکمت کے ایسے چشمے ہیں جو قیامت تک انسانی دلوں کو منور کرتے رہیں گے اور یوں مخلوق دین ودنیاوی فلاح پائے گی۔''

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید کو مضبوطی سے تھام لو کیونکہ اس میں عقل وفہم اور حکمت کا نور بھرا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ سورۃ النمل آیت 76

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾

ترجمہ: ''بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس سے وہ اختلاف کرتے ہیں''۔ (سورۃ النمل آیت 76)

قرآن کریم گزشتہ آسمانی کتابوں کی نسبت عبارت اور الفاظ کے اعتبار سے مختصر ہے مگر اسکی عبارت میں ایسی جامع حکمتیں اور کثیر مطالب بھرے ہوئے ہیں جن کو بیان کرنا عقل انسانی کے بس میں نہیں۔ یہ پاک کلام اپنی مختصر عبارت کے باوجود دنیا کی تمام کتب پر حاوی ہے۔ قرآن مجید علوم ہدایت کا جامع ہے۔

الشفا۔ صفحہ۔ 442

اعجاز القرآن کی آٹھویں وجہ

قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جس میں دلیل اور مدلول دونوں کو جمع کر دیا گیا ہے وہ یوں کہ یہ پاک کلام اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے انتہائی اختصار کی حامل ہے۔ دیگر کتب میں کسی بات کو بیان کرتے ہوئے یا کسی اصول وقواعد کے بارے میں بتاتے ہوئے تحریر تفصیل کے ساتھ لکھی جاتی ہے جبکہ قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ بڑے سے بڑے واقعہ اور احکام کو بہت مختصر مگر نہایت مدلل اور انتہائی اختصار سے یوں بیان فرما دیتا ہے کہ واقعہ یا حکم کا کوئی بھی پہلو تشنہ تکمیل نہیں رہتا۔ اس اختصار کے ساتھ ساتھ امر و نہی اور وعدہ و وعید بھی موجود ہیں۔ اسکا عظیم فائدہ یہ ہے کہ قاری تلاوت کرتے وقت ایک سورۃ کے ذریعے دونوں چیزوں کا علم نہایت آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔ یہ اعجاز

Marfat.com

صرف اور صرف قرآن کریم کو ہی حاصل ہے۔

اعجاز القرآن کی نویں وجہ

قرآن کریم کے اعجاز کی وجوہات میں سے ایک اہم ترین وجہ یہ بھی ہے کہ اس پاک کلام کو حفظ یعنی زبانی یاد کرنا اور اسکے علوم کو سیکھنا بہت آسان ہے اور یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے اس اعجاز کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ القمر آیت 17

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

ترجمہ:۔ ''اور بے شک ہم نے آسان فرمادیا قرآن مجید کو یاد کرنے کے لئے تو کوئی ہے اسکو یاد کرنے والا۔''

سورہ القمر آیت۔ 17

قرآن کریم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ پر نازل ہوا اور اس نزول کو چودہ سو پچیس سال (1425) کے قریب عرصہ گزر چکا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہزاروں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جنہیں یہ پاک کلام حفظ (زبانی یاد) ہے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اس کا حافظ اسے زیر۔ زبر۔ شد۔ مد۔ غرض تمام اعراب کے ساتھ لفظ بہ لفظ یاد کر لیتا ہے۔ ہر سال رمضان کے مہینے میں دنیا بھر کی مساجد میں لاکھوں قاری اور حفاظ رات کو اس پاک کلام کی تراویح میں تلاوت کرتے ہیں۔ امت محمدیہ کے کروڑوں افراد اسے سنتے اور لامحدود ثواب حاصل کرتے ہیں۔ امت محمدیہ کے علاوہ دوسری تمام اُمتوں کے افراد میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں ملے گا جسکو اسکی اپنی نازل شدہ کتاب زبانی یاد ہو۔ صرف یہی نہیں بلکہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی دنیاوی کتاب بھی ایسی نہیں جو کسی کو حرف بحرف اعراب کے ساتھ یاد ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وہ برکت رکھی ہے کہ بہت چھوٹی عمر کے بچے اس پاک کلام کو چند سالوں میں ہی حفظ (زبانی یاد) کر لیتے ہیں۔ اس پاک کلام کے حرف کی تلاوت کرنا یا اُسے زبانی یاد کر لینا دس نیکیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اب حساب کیجیے پورے قرآن پاک میں کتنے الفاظ ہیں اور پھر ان تمام الفاظ کے حروف کو دس سے ضرب دیں تو اس قدر ثواب حاصل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک بچہ جو قرآن کا حافظ ہے اپنے والدین کی نجات کا ذریعہ ہوگا۔

الشفا۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 443

اعجاز القرآن کی دسویں وجہ

علماء محققین اور محدثین ارشاد فرماتے ہیں کہ اعجاز القرآن کی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسکے بعض حصے دوسرے سے لفظی مشابہت رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود قرآن کے حُسن تالیف۔ ترکیب اور ارتباط (ربط) میں مکمل یکسانیت پائی جاتی ہے۔ یوں ایک واقعے سے دوسرے واقعے کی جانب اور ایک باب سے

Marfat.com

دوسرے کی طرف بڑی خوبی کے ساتھ بڑھتا ہے۔ حالانکہ معانی میں اختلاف ہوتا ہے ایک ہی سورۃ اگر چہ امر۔ نہی۔ خبر۔ وعدہ۔ وعید۔ اثبات نبوت۔ توحید۔ ترغیب وترہیب پر مشتمل ہوتی ہے لیکن یہ تمام چیزیں اسطرح بیان کی گئی ہیں کہ کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا۔ حالانکہ فصیح کلام کے اندر جب ایسا ہوتا ہے تو کلام کی قوت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اسکی رونق ماند پڑ جاتی ہے اور یوں الفاظ میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔

یہاں ہم قرآن مجید سے ایک مثال پیش کرتے ہیں جسکی روشنی میں اعجاز القرآن کی مذکورہ وجہ کھل کر سامنے آجائے گی۔ اس مثال میں لفظی مشابہت موجود ہے مگر کلام کا حُسن تالیف اور ترکیب نہایت مستحسن ہے یہاں بیان کیا جانے والا واقعہ دوسرے واقعے کی جانب بڑی خوبی کے ساتھ بڑھتا ہے۔ سورہ ''ص'' کا گہری نظر سے مطالعہ کیجئے اس میں کفار کی خبریں انکی شقاوت اور سابقہ اُمتوں کی ہلاکت کے واقعات بیان کرنے کے بعد اُنکی سرزنش کی گئی ہے۔ اسکے بعد ان لوگوں کو ڈرایا گیا ہے جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تکذیب کرتے تھے اور جو کلام الٰہی آپ علیہ السلام پر نازل ہو رہا تھا اس پر حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ایسی حرکتیں کرنے پر ڈانٹا ہے۔ پھر کفار کے سرداروں کا کفر پر جمع ہونے اور اُن کی باتوں سے حسد۔ کینہ اور تعصب کی بو آنے کا ذکر فرما کر اُن لوگوں کو عاجز وذلیل کیا اور انہیں آخرت ودنیا کی رسوائی سے ڈرایا ہے تاکہ وہ سبق حاصل کریں کیونکہ پہلی اُمتوں نے جب گزشتہ انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے اُن اُمتوں کو تباہ وبرباد کر دیا۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ڈرا رہا ہے کہ اگر تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آئے اور سابقہ اُمتوں کے نقش قدم پر چلتے رہے تو تم بھی ہلاک کر دیئے جاؤ گے تمہارا حشر بھی سابقہ اُمتوں جیسا ہی ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کو کفار مکہ کی طرف سے جو تکالیف اور اذیتیں پہنچ رہی ہیں اُن پر صبر فرمائیں کیونکہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا''۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنے مختلف واقعات کا جس خوبی سے کم از کم الفاظ میں ذکر فرمایا ہے یہ قرآن مجید کا ہی اعجاز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان واقعات کو اس حسین انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ تمام مختلف واقعات بیان کرنے کے باوجود نہ تو عبارت کے حُسن میں فرق آیا نہ ہی کلام کی فصاحت متاثر ہوئی نہ کلام کی قوت میں کمی واقع ہوئی اور نہ ہی الفاظ میں کسی قسم کا اضطراب واقع ہوا۔

اعجاز القرآن کی مذکورہ وجوہات کے علاوہ اور بھی بعض وجوہات ہیں لیکن اُن میں سے اکثر کا تعلق فن بلاغت سے ہے۔ جمہور ائمہ۔ محدثین اور مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ فن بلاغت کو اعجاز القرآن کے تحت لکھنے کی بجائے انکو فن بلاغت کے تحت بیان کرنا چاہیے یہی وجہ ہے کہ جمہور نے ان کا ذکر خواص وفضائل قرآن میں کیا ہے جسے ہم آئندہ بیان کریں گے یہاں ان مذکورہ وجوہات بسلسلہ اعجاز القرآن پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اللہ کریم اپنے حبیب علیہ السلام

کے صدقے میری اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

کتاب الشفا۔ جلد۔1۔ صفحہ۔344،343

دوسرا معجزہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

قرآن مجید کے بعد حدیث مقدسہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دوسرا معجزہ ہے۔ اس معجزہ کا تعلق حدیث مبارکہ کی روایت اور اسکی بے مثال حفاظت سے ہے۔ اسکی جامعیت اور کاملیت دیکھ کر ایک عام عقل و دانش رکھنے والا بھی اس یقین پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایسا مکمل و کامل دستور حیات اور ضابطہ اخلاق جو مافوق العقل اور مافوق الفطرت ہو جسکا ایک ایسی عظیم ہستی کی زبان درفشاں سے اظہار ہونا جس ہستی نے بظاہر کسی سے علم حاصل نہ کیا ہو کسی مدرسے یا علمی درس گاہ میں نہ گئے ہوں اس بات کا عیاں ثبوت ہے کہ انکے پیچھے اصل میں لسان غیب کارفرما تھی خالق کائنات بول رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان دُرفشاں سے جو لفظ بھی نکلتا اصل میں وحیٔ ربانی اور آواز یزدانی تھی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ الاعراف آیت 203

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَیْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ۚ هٰذَا بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو کہتے ہیں تم نے دل سے کیوں نہ بنائی تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے لئے''

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو مثنوی شریف میں نہایت ہی جامع اور پُر مغز طریقے سے یوں بیان فرمایا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسقدر انبیاء علیہم السلام۔ حکما۔ علماء۔ محدثین۔ سلاطین یا دیگر بڑے بڑے لوگ ہو گزرے ہیں ہزار احتیاط کے باوجود اُنکی زندگیوں کے حالات اسقدر تفصیل اور حیرت انگیز احتیاط کے ساتھ قلم بند نہیں کیے گئے۔ جس قدر احتیاط سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات مبارکہ کے حالات تحریر کیے گئے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی 63 سالہ مبارک زندگی کا ہر لمحہ۔ لفظ اور کلمات محفوظ ہیں۔ یہ اعجاز صرف اور صرف آپ علیہ السلام کی ذات مقدسہ کو ہی حاصل ہے۔ پھر غور کا مقام ہے کہ علم اسما الرجال، علم الاستاد اور علم

Marfat.com

اُصول الحدیث صرف اِسی خاطر ایجاد ہوئے تا کہ تاجدار عرب وعجم۔ بے کسوں کے کس حضور پرنور شافع یوم نشور فخر کونین۔ سردار انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اقوال وافعال اور اعمال اس انداز میں محفوظ ہو جائیں کہ ان کا سلسلہ سند اور طرز تحریر دیکھ کر پڑھ کر ایسا علم یقینی اور قطعی حاصل ہو جو عینی مشاہدہ کی حیثیت رکھتا ہو۔

کُتب احادیث پر نظر ڈالیں تو انسانی عقل حیران وپریشان اور ششدر رہ جاتی ہے کہ کس حیرت انگیز انتظام و اہتمام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی احادیث مبارکہ کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ اس ذخیرہ کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کیلئے محدثین اور علماء کرام نے احادیث کی صحت کے بارے میں کسقدر احتیاط۔ جانچ پڑتال اور سخت ترین قواعد وضوابط مرتب کئے ہیں اور کن کن مشکلات سے شب وروز سخت محنت کے بعد یہ ذخیرہ مرتب کیا ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ملحد۔ زندیق۔ غیر مذاہب اور منکرین احادیث، شب وروز محنت کے باوجود، موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری ومسلم شریف۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ سنن نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں بیان شدہ اقوال و افعال مصطفےٰ علیہ السلام میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہیں کر سکے۔ کیونکہ ان احادیث مبارکہ کو تحقیق اور تدقیق کی کسوٹی پر کس کر ہر ایک حدیث کے تمام راویوں کا حال بتلا دیا اور ہر حدیث کا درجہ قائم کر دیا ہے کہ یہ صحیح ہے۔ حسن ہے غریب ہے یا ضعیف ومنکر۔ یہ سب اقسام احادیث ہیں یہاں انکی تشریح بیان کرنا ممکن نہیں اس لئے انہی الفاظ پر اکتفا کر رہا ہوں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مبارک احادیث کا اعجاز روایت حدیث سے ہے جنکا مختصر بیان تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں تا کہ کوئی پہلو بھی تشنہ تکمیل نہ رہ جائے اللہ توفیق عطا فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مبارک اقوال وافعال کو روایت کرنے والا پہلا طبقہ ان جلیل القدر ہستیوں کا ہے جنکی شرافت۔ صداقت۔ عمل اور افعال ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا یہ گروہ ایسا بے مثال ہے جسکی صداقت اظہر من الشّمس ہے۔ اس گروہ کا ایک شخص بھی قسم اٹھانے کی حد تک کذب بیانی کا مرتکب نہیں ہوا اور نہ ہی دنیا کا کوئی شخص انکی دروغ گوئی ثابت کر سکتا ہے قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار کی اس پاک تعداد میں سے کسی ایک کی نسبت آج تک یہ ثابت نہیں کیا جا سکا کہ کسی نے جھوٹ بولا ہو۔ یہ سب کچھ فیضان سرور کونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اعجاز ہے۔ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تربیت یافتہ تھے۔ پھر دوسرے درجے کے راویوں اور انکے بعد تیسرے درجے کے راویوں کی زندگیاں بھی عام طور پر کذب سے محفوظ تھیں۔ ان تمام ہستیوں کا اس بات پر محکم یقین تھا کہ اپنی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ کی نسبت کوئی بات کہنا یا منسوب کرنا گناہ کبیرہ اور نا قابل معافی جرم عظیم ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی احادیث مبارکہ کے معجزہ ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ یہ اقوال تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب مثلاً مذہب عیسائیت یا یہودیت کے علماء وفقہا اپنی کتب یا انبیا علیہم

Marfat.com

السلام کے اقوال کو بیان کرتے ہوئے اس سلسلہ میں کوئی سند پیش نہیں کر سکتے کہ ان کی بیان کردہ روایت کا راوی کون ہے۔ اگر ہے تو کیا وہ معتبر اور ثقہ ہے۔ ہم یہ بات نہایت اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ واقعہ تو درکنار ایک کلمہ بھی سند کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے جبکہ دوسری طرف محدثین اسلام کا حال یہ ہے کہ ایک لفظ بھی سند کے بغیر ان کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ احادیث مبارکہ کی کتب انہی محفوظ ہاتھوں سے اُن لوگوں کے عہد میں ہی مرتب ہوئیں پھر ان کُتب کے مصنفین ہی کے زمانے میں لوگوں نے احادیث مبارکہ کی یہ کتب پڑھنا اور حفظ کرنا شروع کر دیں۔ یوں آج تک صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ کتب مکمل اسناد کے ساتھ متواتر چلی آ رہی ہیں لاکھوں کروڑوں مسلمان ان کتب کے پاک کلام کو پڑھ رہے ہیں یاد کرتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔

یہاں ایک بات نہایت ہی غور طلب ہے کہ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ مبارک کلام جوں کا توں تحریر کیا جانا کیا انسانی محنت ۔تدبیر یا جدو جہد کا نتیجہ ہے؟ ہرگز نہیں انسانی عقل یا محنت و جدو جہد ایسا کام سرانجام دے ہی نہیں سکتی یہ صرف اور صرف خالق کائنات کے کرمِ خاص کا ہی کرشمہ ہے جو اُس نے پردہ غیب سے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث مبارکہ کی حفاظت کیلئے نمودار فرمایا۔ خالق کائنات نے بلاشبہ اس ذات مقدسہ کے تمام اقوال وافعال کو قیامت تک کے لیے محفوظ فرمانے کا انتظام کیا جو عظیم ذات، پوری کائنات انسانی۔ شجر۔ حجر۔ نباتات و جمادات ۔جن و ملائکہ غرض ہر ایک کیلئے روز آخرت تک ہادی اور رہبر بن کر دنیا میں تشریف فرما ہوئی۔ پورے عالم ہست و بود میں جو کوئی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات مبارکہ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنا چاہے وہ حضور علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کے پردہ سے اُسے دیکھ سکتا ہے۔ احادیث مبارکہ کا گہری نظروں سے مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ آپ علیہ السلام کی ذات مقدسہ نے قوانین شریعت کی ایسی عملی مثالیں پیش فرمائی ہیں جو پوری کائنات کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جن پر چلتے ہوئے پوری انسانیت دین و دنیا کی فلاح و ترقی حاصل کر سکتی ہے۔ مختصراً محدثین حضرات کا وجود اصل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ایک معجزہ ہے جسے ہم روایت کا معجزہ کہہ سکتے ہیں۔ ان محدثین کرام نے روایات کی ناقابل فراموش مثالیں قائم فرمائی ہیں۔

اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی معجزہ ہیں

زرقانی شرح مواہب لدنیہ باب خصائص اُمت محمدیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ دیگر معجزات میں سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمت کے علماء و صلحاء اور مشائخ بھی نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ایک معجزہ ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ارشاد خالق کائنات ہے کہ ''میری اُمت (محمدیہ) خیر الامم ہے اور اس کے علماء و صلحاء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمت

Marfat.com

کے علماء کوایسا بے مثال حافظہ اور لازوال علم وفہم عطا فرمایا جسکی نظیر اولین وآخرین میں کہیں نہیں ملتی۔

محدثین حضرات کی پاکیزہ زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اُن لوگوں کوسرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی احادیث مبارکہ لاکھوں کی تعداد میں اسناد کے ساتھ زبانی یاد تھیں۔ان محققین نے احادیث مبارکہ تحریر کرنے میں احتیاط کی انتہا کردی یہاں تک کہ بعض اوقات ایک حدیث شریف حاصل کرنے کے لئے کوسوں دور کا سفر کیا اور جب یقین کامل ہوگیا کہ یہ حدیث اصول وضوابط اور یقین کی حد تک صحیح ہے تب اُسے تحریر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کوکمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا یوں یہ حضرات کراماً کاتبین کا زندہ نمونہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمت کے فقہا کرام کوحضور علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے ایسی قوت اجتہاد واستنباط عطا فرمائی جسکی نظیر نہیں ملتی یہ حضرات فہم وادراک، نکتہ سنجی ودقیقہ رسی میں بے مثال تھے۔ اُمت محمدیہ کوپیش آنے والے مسائل جو اوروں کے نزدیک ناقابل حل ہوتے ایسی عمدگی اور تدبر سے حل فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ یہ حضرات علمی وعملی میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ تھے۔تاریخ عالم کا مطالعہ کرلیجئے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب۔ یہودی ہوں یا نصاریٰ۔ ہندو ہوں یا سکھ، بدھ مت ہوں یا دہریئے غرض کوئی مذہب یا مت بھی ہواُن کے ہاں ابتدا سے لے کرآخرت تک حضرت امام ابوحنیفہ۔امام شافعی۔امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہما اللہ علیہ جیسا ایک مجتہد نہ تو نظر آتا ہے اور نہ ہی نظر آئے گا۔ان حضرات نے دین ودنیا کے تمام مسائل کا قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں حل نکال کر اُمت محمدیہ کوصراط مستقیم پر قائم رہنے میں مدد اور راہنمائی فرمائی۔جس طرح ان برگزیدہ ہستیوں نے اعتقادات اور عبادات، معاملات اور معاشرت وسیاست، ملکی و مدنیت کے تمام مسائل قرآن مجید کی نصوص کی روشنی میں حل فرمائے اس طرح یہود ونصاریٰ کے بڑے سے بڑے عالم کی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ اُس نے کوئی مسئلہ تورات یا انجیل کی نصوص کی روشنی میں حل کیا ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صدقے اُمت محمدیہ میں امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔امام مسلم بن حجاج۔ امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل۔امام ابوداؤد۔امام محمد بن عیسیٰ ترمذی۔امام ابو عبدالرحمٰن احمد نسائی۔امام ابن ماجہ قزوینی۔امام ابومحمد عبداللہ دارمی سمرقندی۔حضرت ابان بن عثمان بن عفان۔حضرت عروہ بن زبیر۔محمد بن شہاب زہری۔محمد بن اسحاق۔عبدالملک بن ہشام حمیری۔محمد بن سعد زہری۔حضرت امام فخر الدین رازی۔حضرت امام غزالی۔حضرت ابوالحسن اشعری۔حضرت ابومنصور ماتریدی، حضرت قاضی عیاض مالکی۔ حضرت امام عبدالرحمان ابن جوزی علامہ جلال الدین سیوطی۔علامہ حافظ عمادالدین ابن کثیر۔حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی۔امام الحافظ ابونعیم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔علامہ عبدالرحمٰن جامی اور امام ابن برہان الدین حلبی رحمہما اللہ علیہم وغیرہ جیسی شخصیات پیدا فرمائیں ان حضرات جیسا متکلم کسی اُمت میں نظر نہیں آتا ہے۔ یہ حضرات جب مباحثہ ومناظرہ کے میدان میں نکلے تو اعتقادات وعقائد اسلامیہ کی تحقیق کے لئے عقلی ونقلی دلائل کا

Marfat.com

لشکرانکے ہمراہ ہوا جس نے بڑے سے بڑے باطل مذاہب کے عالم مفکر اور دانش مند کو اس میدان میں ایسا چت کیا کہ دنیا ان حضرات کی عقل و دانائی دیکھ کر محو حیرت رہ گئی۔ یوں عالم اسلام کی سرفرازی۔ عظمت اور سربلندی کفر و ضلالت اور مذاہب باطل پر عیاں ہوگئی اور دنیا نے کفر و باطل کو زندگی کے ہر میدان میں سرنگوں ہوتے دیکھا۔ اکثر تو ایسا ہوا کہ مذاہب باطل کے علماء ان شخصیات کے علمی کمال دیکھ کر نہ صرف لاجواب ہی ہوئے بلکہ اپنی گمراہیوں سے توبہ کرنے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ ہم یہ بات نہایت ہی وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ احباب جیسا علم کا سمندر بے کراں کسی اور مذہب میں شاید ہی نظر آئے۔

زُہد۔ تقویٰ۔ طریقت۔ ریاضت، اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عشق و محبت کے میدان میں حضور علیہ السلام کی اُمت میں ایسے ایسے عشاق پیدا ہوئے ہیں جنکا نام سُن کر ہی انسان محبت و معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری (21ھ۔110ھ)، حضرت جنید بغدادی (متوفی 297ھ)۔ حضرت بایزید بسطامی (متوفی 234ھ)۔ حضرت معروف کرخی (متوفی 200ھ)۔ حضرت غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی (470ھ۔561ھ)۔ حضرت خواجہ ہند معین الدین چشتی (537ھ۔633ھ)۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری (متوفی 456ھ)۔ حضرت شہاب الدین نقشبند۔ حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی (متوفی 1034ھ)۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء المتوفی 725ھ رحمہما اللہ علیہ اس قافلے کے سُرخیل ہیں۔ اِن حضرات نے عشق و محبت اور علم و معرفت کے میدان میں ایسی مثالیں چھوڑی ہیں جنکی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ اُمت محمدیہ کے علاوہ ایسے عظیم انسان کسی دوسری اُمت میں نہیں ملتے۔ یہ شخصیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمت میں ایسے گوہر نایاب پیدا ہوئے جنکی مثال ملنا ناممکن ہے زندگی کا کوئی بھی شعبہ لے لیں مسلمان آپ کو اُسی شعبے میں نہ صرف سرفہرست ہی نظر آئیں گے بلکہ ان کا مثل ملنا ناممکن ہے۔ علم اعراب کے میدان میں خلیل بن احمد اور سیبویہ امام ہیں انکی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ دلائل اعجاز اور اسرار بلاغت کی امامت کا سہرا عبادالقاہر جرجانی اور سعد الدین تفتازانی کے سر ہے۔ ان جیسا امام کسی دوسری اُمت میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ سائنس کی دنیا میں آجائیں جس کے بل بوتے پر غیر مذاہب خود کو دنیا کی ترقی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں تو معلوم ہوگا کہ اس علم کے اصل بانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غلام ہی ہیں۔ کیمسٹری (علم کیمیا) کا بانی کون تھا حضور علیہ السلام کا غلام جابر بن حیان جسے کیمسٹری کا باپ (Father of the Chemistry) کہا جاتا ہے۔ بیالوجی (علم الحیات) کا علم ہو تو اسکا سہرا بھی حضور علیہ السلام کے غلام امام جاحظ کے سر ہے جس نے الحیوان جیسی لازوال کتاب تحریر کی۔ علم جراحی (سرجری) کا امام کون تھا بوعلی سینا حضور علیہ السلام کا اُمتی۔ علم الجبرا کے موجد غلامان رسول کریم محمد مصطفےٰ علیہ السلام ہیں۔ علم جغرافیہ (طبعی حالات) کے میدان میں نظر

Marfat.com

دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ ابوریحان البیرونی اس علم کے امام تھے۔ابوریحان البیرونی (973-1051ء) سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آیا اور پھر 1017ء سے 1031ء تک یہاں مقیم رہا اور کتاب الہند تصنیف کی۔البیرونی نے نندنہ (ضلع جہلم) کے مقام پر تحقیقاتی رسد گاہ قائم کی اور دنیا کے محیط کا اندازہ 24739 میل لگایا جس میں کہ اب جدید ترین تحقیق کے مطابق صرف 200 میل کا فرق ہے۔یہود و نصاریٰ عبرانی، سریانی یا انگریزی زبان میں ہندو و دیگر مذاہب عالم ہندی یا کسی بھی زبان میں لغت کی دنیا میں لسان العرب۔قاموس یا تاج العروس جیسی کوئی کتاب دکھائیں۔ہمارا دعویٰ ہے ہرگز نہیں دکھا سکتے یہ اعجاز صرف اور صرف حضور علیہ السلام کے غلاموں کو ہی حاصل ہے۔مسلمانوں کے علاوہ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب قوم یا ملت میزان منشعب اپنی زبان میں نہیں دکھا سکتا۔حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ) و جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر تو کیا کروں صرف میر اور نحو میر جو کہ علم صرف ونحو کی ابتدائی کتب ہیں پوری کائنات میں کوئی دوسرا مذہب۔قوم یا ملت ایسی فنی کتب نہیں دکھا سکتا۔
اس کے علاوہ دیگر بے شمار علوم وفنون ایسے ہیں جنکے موجد مسلمان ہیں ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ان تمام میدانوں میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جو احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ اُمت محمدیہ نے اس میدان سے اپنی نظریں ہٹالیں اور اغیار انہی بنیادوں پر شب و روز محنت کرنے کے بعد دنیا کی ترقی میں آگے بڑھ گئے ورنہ تحریک احیاء علوم سے کون اہل علم واقف نہیں۔یورپ کا تاریک دور کن کی بدولت دنیا کا روشن دور بن گیا ہر ایک اچھی طرح جانتا ہے۔اس موضوع کو لکھتا جاؤں تو دفتر کے دفتر درکار ہوں گے اور پھر ہمارا اصل موضوع بہت ہی طویل ہو جائے گا اس لئے انہی الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔مذکورہ علوم اور اہل علم کا ذکر محض نمونہ کی غرض سے تحریر کیا ہے آگے صاحب علم حضرات خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے علماء فضلاء اور محققین جو آپ علیہ السلام کا معجزہ تھے انکا ذکر خیر اس لئے کر دیا ہے کہ ہماری موجودہ نسل اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں سے واقف ہو سکے اور انکے ذہنوں میں نقش یہ خیالات صاف ہو جائیں کہ اغیار ہی ترقی یافتہ اور صاحب علم ہیں۔اس طرح حقیقت کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نسل نہ صرف اپنے اسلاف پر فخر ہی کر سکے بلکہ ان کے علوم وفنون پر عمل کرتے ہوئے زمانے کی اس تیز دوڑ میں سب کو پیچھے چھوڑ دیں۔مسلمانوں کی موجودہ نسل سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ یہود و نصاریٰ و دیگر مذاہب عالم کے علماء فضلاء اور دانشوروں سے علماء اسلام اور شریعت اسلامیہ کا موازنہ کر لیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ اسلام کی حقانیت اور علماء حق کے علوم وفنون کے سامنے دیگر مذاہب کے علوم وفنون آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں۔قاری کے ذہن میں یقیناً یہ سوال پیدا ہوگا کہ اگر تمام علوم وفنون کا سہرا مسلمانوں کے سر ہی ہے تو پھر اغیار کی صنعتی وحرفتی ترقی کا راز کیا ہے ان لوگوں نے تو اتنی ترقی کر لی ہے کہ دنیا انکے اشاروں پر ناچ رہی ہے ہر ایک ان کا ہی مرہونِ منت ہے مسلمان کہاں گئے اُنکے علوم وفنون کا کیا رہا؟ اس سوال کے جواب میں عرض کروں گا کہ اہل یورپ اور دیگر اقوام کی یہ

Marfat.com

علمی یا اخلاقی ترقی نہیں ہے بلکہ یہ تو محض کاری گری ہے جسکی بدولت یہ لوگ شب و روز ترقی کی منازل نہایت تیزی سے عبور کررہے ہیں جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عملی فنی اور اخلاقی ترقی سب رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی شریعت کی اتباع کی ہی برکت سے ہے جو اسلام کا عظیم معجزہ ہے جو قیامت تک قائم رہے گا جبکہ دنیا کی ترقی تو فانی ہے۔ آج ایک ملک دنیاوی ترقی میں اوّل ہے تو کل دوسرا ملک اسکی جگہ لے لیتا ہے اور یوں یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جبکہ اسلام جن اُصول وضوابط، اخلاقی ۔ علمی اور فنی ترقی کا درس دیتا ہے اصل میں وہ ہی ابدی اور دائمی ہے۔ جنکی مثال مذہب اسلام کے علماء فضلاء اور اولیاء کرام رحمہما اللہ علیہ کی مبارک تعلیمات اور عملی زندگیاں ہیں۔

معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم قبل از ولادتِ مبارکہ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے معجزات مبارکہ کو اصحاب سیر نے اپنے اپنے انداز میں تحریر کیا ہے۔ معجزات مقدسہ کی تعداد بے حساب ہے قاری کی سہولت کیلئے میں نے معجزات مبارکہ کے تین الگ الگ باب ترتیب دیئے ہیں۔ اسطرح ہر باب میں معجزات تفصیل کے ساتھ تحریر کرنا آسان ہوگیا ہے۔ اور قاری کیلئے مزید دلچسپی کا باعث بھی۔ معجزات مبارکہ کی ترتیب بہ حروف تہجی انشاء اللہ اسطرح سے بیان کروں گا۔

(1) معجزات رسول کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم قبل از ولادت مبارکہ

(2) معجزات رسول کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم بعد از ولادت مبارکہ تا ہجرت مدینہ منورہ یعنی مکی حیات مبارک کے معجزات

(3) معجزات رسول کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم بعد از ہجرت تا وصال شریف یعنی مدنی معجزات مبارکہ

باب نمبر 1

معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قبل از ولادت مبارکہ

ابرہہ کا مکہ مکرمہ پرحملہ

ابرہہ جوکہ شاہ حبشہ نجاشی کی طرف سے یمن کا حکمران تھا اس نے خانہ کعبہ کومسمار کرنے کی غرض سے ایک جری لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کردی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نورنبوت کے معجزہ کے صدقے اصحاب فیل کوتباہ وبرباد کردیا۔ خودابرہہ نہایت ذلت کی موت مارا گیا۔ ابرہہ کوشاہ حبشہ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا مگراس چالاک اورسرکش انسان نے یمن میں خودمختاری حاصل کرلی تھی۔ ابرہہ شب وروزاس جستجو میں رہتا تھا کہ لوگ ہروقت اسکی تعریف کرتے رہیں ہرایک کے دل میں اسکی عقیدت واحترام ہو۔ ذاتی نمودونمائش کا خیال ہروقت اس کے سرپرسوار رہتا۔ ابرہہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا اُس نے سوچا مکہ مکرمہ میں کعبہ کی عمارت موجود ہے جسکی زیارت کیلئے لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہرسال دوردراز کا سفرکرنے کے بعدنہایت جوش۔ جذبے اورعقیدت سے آتے ہیں حالانکہ وہاں ایک سادہ سی عمارت ہے اگرمیں یمن میں انتہائی خوبصورت دیدہ زیب عمارت بناؤں تولوگ دُوردُور سے اس عمارت کی زیارت اورحج کے لئے آناشروع کردیں گے اس طرح میری عزت احترام اوروقار میں بے پناہ اضافہ ہوجائے گا۔

ابرہہ کے دل میں جوں ہی یہ خیال آیا اُس نے صنعاء میں ایک معبد کی تعمیر کا کام شروع کرادیا جسکا نام قلیس رکھا۔ اطراف سے کاریگر۔ ہنرمنداورتجربہ کارمعمارمنگواکرنہایت شانداراوردیدہ زیب عمارت تعمیر کرائی۔ اس عمارت میں ملکہ بلقیس کے محل کے کھنڈرات سے سنگ مرمر۔ سنگ یشب رخام، یاقوت۔ چاندی، آبنوس اوردیگرسامان منگواکراستعمال کیا گیا۔ جب عمارت بن کرہراعتبار سے تیارہوگئی توابرہہ نے اہل عرب کودعوت دی کہ وہ مکہ مکرمہ میں موجودکعبہ کی سادہ عمارت کی زیارت اورحج کرنے کی بجائے آئندہ میری تعمیرشدہ مثالی عمارت یعنی قلیس کی زیارت و حج کیلئے یمن آیا کریں۔ اہل عرب نے جب ابرہہ کی دعوت کا اعلان سُنا توسخت برہم ہوئے۔ عرب کے طول وعرض میں نہایت اشتعال پیدا ہوا۔ بنوکنانہ کے ایک شخص زہیرابن عمرومکی کوابرہہ کے اس اعلان سے اس قدرغصہ آیا کہ اُس نے ایک روزموقعہ پاکرابرہہ کے تعمیرشدہ قلیس میں جاکربول وبراز سے غلاظت اورگندگی پھیلادی۔ قلیس کے اندر موجودقیمتی سازوسامان توڑپھوڑدیا۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعدوہ شخص خاموشی سے باہرآیااوراپنے قبیلے میں واپس پہنچ گیا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ قلیس کی عمارت صندل کی لکڑی سے بنائی گئی تھی جسے بنوکنانہ کے اس شخص نے آگ لگادی یوں قلیس کی عمارت جل کرتباہ ہوگئی۔

Marfat.com

ابرہہ کو جب صورتِ حال کا معلوم ہوا تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے غضب ناک ہو کر قسم کھائی کہ وہ خانہ کعبہ کو اسی طرح تباہ کر دے گا جس طرح اسکے معبد (قلیس) کو تباہ کیا گیا ہے۔ ابرہہ نے ساٹھ ہزار (60000) کا لشکر ہمراہ لیا اور مکہ پر حملے کی غرض سے چل کھڑا ہوا اس لشکر میں ہاتھی بھی تھے جب حضرت عبدالمطلب کو ابرہہ کی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کا علم ہوا تو وہ کچھ دیر کے لئے فکر مند ہوئے مگر ان کی یہ فکر بہت جلد جاتی رہی انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ وہ گرد و نواح سے عربوں کے جانور پکڑ لائیں فوجیوں نے حکم کی تعمیل کی اور بہت سے جانور پکڑ لائے اُن میں حضرت عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی شامل تھے۔ حضرت عبدالمطلب کو جب علم ہوا تو آپ ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے تا کہ اپنے اونٹ واپس لاسکیں۔ ابرہہ جو کہ اپنی طاقت کے نشہ میں مست نہایت متکبرانہ شان سے اپنے تخت پر بیٹھا تھا جیسے ہی اُس کی نظر عرب کے سردار کے حسن و جمال پر پڑی اور عظمت و جلالِ عبدالمطلب کو دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہو گئی۔ فوراً تخت سے نیچے اُترا اور حضرت عبدالمطلب کا استقبال کرتے ہوئے انہیں نہایت عزت و احترام سے بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ ابرہہ حضرت عبدالمطلب کی شخصیت سے اس لئے مرعوب ہوا کہ انکی پیشانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ مبارک چمک رہا تھا۔ دوسری طرف اُسی نورِ مبارک کی برکت سے ابرہہ کی فوج کے سب سے بڑے ہاتھی جسکا نام محمود تھا وہ حضرت عبدالمطلب کو دیکھتے ہی فوراً سجدہ ریز ہو گیا۔ اللہ جل شانہٗ نے اُس ہاتھی کو زبان عطا فرمائی اور یوں اُس نے نورِ محمدی علیہ السلام کے صدقے حضرت عبدالمطلب کو سلام عرض کیا سیرت کی کتب میں ایسے ہی تحریر ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ سے کہا تمہارے فوجی میرے اونٹ پکڑ لائے ہیں تم وہ اونٹ مجھے واپس کر دو۔ ابرہہ سُن کر کہنے لگا کس قدر حیرت کی بات ہے کہ میں تمہارے عزت و تکریم والے گھر کو تباہ کرنے آیا ہوں جس کا آپکو علم بھی ہے۔ آپ کو اس گھر کو بچانے کی فکر ہونی چاہیے تھی مگر آپ اس چیز سے بے فکر اپنے اونٹوں کا تقاضا کر رہے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اونٹ میرے ہیں اس لئے مجھے اُنکی فکر ہے کعبہ کا مالک اللہ ہے جو سب سے زیادہ طاقت والا ہے وہ اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔

حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر مکہ مکرمہ واپس تشریف لے آئے اور قریش سے فرمایا سب لوگ گھر بار چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ جائیں جب حسب حکم سب لوگ پہاڑ پر پہنچ گئے تو آپ نے یوں دُعا فرمائی۔

دُعا کا اردو ترجمہ

''اے اللہ ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ کل یہ صلیب کے پجاری تیری قوت و طاقت پر ہرگز غالب نہ آئیں۔ اِن صلیب کے پجاریوں اور اُن کے ماننے والوں پر اپنے بندوں کی مدد فرما''۔

''اس وقت حضرت عبدالمطلب کی پیشانی سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ مبارک ایک دائرے کی شکل

Marfat.com

میں چاند کی طرح گھوما اس میں زبردست روشنی پیدا ہوئی جو دیکھتے ہی دیکھتے کعبۃ اللہ تک پھیل گئی۔"

از: زرقانی۔جلد۔1۔صفحہ۔85

جیسے ہی حضرت عبد المطلب دُعا سے فارغ ہوئے تو انہوں نے سمندر کی طرف سے فضاء میں لا تعداد چھوٹے چھوٹے پرندوں کے غول دیکھے جنکے رنگ زرد۔ سر کالے اور پاؤں و چونچیں سرخ تھیں۔ ہر پرندے کی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک مونگ کی دال کے برابر پتھر تھا۔ ہر پتھر پر اُس کافر کا نام لکھا ہوا تھا جس کے سر پر اُس پتھر نے گرنا تھا۔ پرندوں نے کافروں کی فوج کے اُوپر پہنچ کر وہ پتھر نیچے گرائے۔ پتھر جس کافر کے سر پر گرتا اُسے چیرتا ہوا نکل جاتا تھوڑی دیر میں ہی کفار کی فوج اُنکے گھوڑے اور دیگر جاندار اس طرح ہلاک ہوگئے گویا جیسے کھایا ہوا بھوسا ہوتا ہے۔ ابرہہ میدان سے بھاگ کھڑا ہوا جب اپنے گھر پہنچا تو اسکا سینہ پھٹ گیا اور دل باہر آ گیا۔ ابرہہ کا وزیر ابو یکسوم حبشہ کی طرف بھاگا اس کے سر پر پرندوں کا ایک غول منڈلاتا رہا جب وہ نجاشی کے سامنے پہنچا تو پرندوں نے اس پر کنکریاں پھینکی دیکھتے ہی دیکھتے نجاشی کے سامنے وہ وزیر چبائے ہوئے بھوسے کی مانند ہوگیا۔ اسطرح نجاشی نے اپنی آنکھوں سے اس عذاب کو دیکھ لیا جس نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

از: المواہب لدنیہ۔صفحہ۔89، طبقات الکبریٰ۔جلد۔1۔صفحہ۔93

تاریخ ابن ہشام۔جلد۔1۔صفحہ۔54، شواھد النبوۃ۔صفحہ۔53

اصحاب الفیل کے اس واقعہ کو اللہ کریم نے سورۃ الفیل میں بیان فرما کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس معجزہ مبارک قبل از ولادت کو دنیا پر یوں عیاں فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ الفیل آیت 1

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ ﴿١﴾

ترجمہ:۔ "اے حبیب کیا تو نے دیکھا نہیں تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ (الخ)"

قرآن مجید کی اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یوں خطاب فرمایا ہے۔ "کیا تو نے دیکھا نہیں" بتانا یہ مقصود تھا کہ بظاہر میرے محبوب علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اقدس میں جلوہ گر تھے مگر حقیقت میں آپ علیہ السلام کے نور مبارک کا یہ معجزہ تھا کہ ہاتھی والوں کے لشکر کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا اور یہ سب کچھ حضور علیہ السلام اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے۔ لفظ "کیا تو نے دیکھا نہیں" ہمارے اس قول کا ثبوت ہے۔ قربان جائیں خالق کائنات کی قدرت پر کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ سے پہلے ہی معجزات کا ظہور فرمانا شروع کر دیا۔

Marfat.com

معجزات سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

از ولادت مبارکہ تا ہجرت یعنی مکی معجزات

باب

معجزات رسول اللہ خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

بوقت ولادت مقدسہ

اس باب میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ان معجزات مبارکہ کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو آپ علیہ السلام کی ولادت مقدسہ کے وقت رونما ہوئے۔

(1) وقت ولادت بہشتی خواتین کا ظہور

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس شان سے دنیا میں تشریف لائے اس طرح نہ پہلے کسی کی ولادت ہوئی نہ ہی کوئی اس شان سے دنیا میں آیا اور نہ ہی قیامت تک کوئی دنیا میں اس شان سے آئے گا۔ اللہ کریم نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کو ایک عظیم اور نرالی شان عطا فرمائی جو حضور علیہ السلام کا معجزہ تھی۔ سیدہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ وضع حمل کے وقت میرا گھر نور سے بھر گیا نہایت حسین وجمیل بہشتی خواتین جن کے ہمراہ سیدہ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جشن ولادت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں شرکت کے لئے میرے پاس تشریف لائیں فرماتی ہیں۔

اردو ترجمہ کلام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

"میں نے کھجور کی طرح بلند وبالا اور آفتاب کی مانند چمک دار رنگت والی عورتیں دیکھیں جو دختران عبد مناف کی طرح تھیں۔ انہوں نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا اور میری دیکھ بھال کرنے لگیں۔ اُن میں سے ایک آگے بڑھی میں نے اسکے ساتھ ٹیک لگالی۔ پھر دوسری نے آگے بڑھ کر پینے کے لئے مجھے ایک پاکیزہ مشروب پیش کیا جو شہد سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا اس خاتون نے مجھ سے کہا اِسے پی لو میں نے وہ مشروب پی لیا۔ میں نے اُن خواتین سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا وہ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور انکے ساتھ باقی جنت کی حوریں ہیں۔"

Marfat.com

از: معارج النبوت۔جلد۔2۔صفحہ۔93
شواہد النبوت۔جلد۔1۔صفحہ۔55
الانوار المحمدیہ۔صفحہ۔33
زرقانی۔1۔صفحہ۔112
طبرانی، الخصائص الکبریٰ۔جلد۔1۔صفحہ۔118، وغیرہ

(2) وقت ولادت نور کا ظہور

سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت ہوئی تو میرا سارا گھر نور ہی نور ہو گیا۔ انوار وتجلیات نے نہ صرف میرے مکان کو ہی اپنے گھیرے میں لے لیا بلکہ پوری کائنات ہی انوار وتجلیات کا مرکز بن گئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ہر طرف سفید چاندنی پھیلی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور سے مشرق ومغرب کے درمیان موجود ہر چیز روشن ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے مبارک ہاتھ زمین پر ٹیکے اور ایک مٹھی میں مٹی لے کر سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا۔ یہ وہ نور مقدس تھا جس نے کائنات کی تمام تاریکیوں کو روشنیوں میں بدل دینا تھا۔ دلوں کو انوار اور نگاہوں کو بصیرت عطا فرمانی تھی۔ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے وضع حمل کے وقت ایک باعظمت اور رُعب والی آواز سُنی جس کو سُن کر میں بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ سفید پرندے اپنے پر میرے پیٹ پر مَلنے لگے ان پروں کے چھونے سے میرا تمام خوف جاتا رہا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں ”جب مجھے میری والدہ نے جنم دیا تو میرے نور کی وجہ سے انہوں نے بصرہ کے محلات تک دیکھ لئے“ ابونعیم عطا بن یسار اور وہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں پھر ام سلمہ کہتی ہیں کہ مجھے سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی شب ولادت میں نے ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات میرے لئے روشن ہو گئے اور میں نے وہ محلات اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھے۔

سرکارِ دوعالم سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

”میں اُس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری والدہ نے زمانہ حمل میں دیکھا۔ پھر میری ولادت کے وقت اِسی خواب کو والدہ نے حالت بیداری میں دیکھا جس میں انہوں نے شام کے محلات کا عینی مشاہدہ کیا۔“

(3) حضرت اُم عثمان فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان

حضرت اُم عثمان فاطمہ بنت عبداللہ الثقیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت مبارکہ کے وقت سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر تھیں وہ اپنے ذاتی مشاہدہ کو یوں بیان فرماتی ہیں۔

Marfat.com

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھی میں نے دیکھا کہ ہر چیز نور میں ڈوب گئی یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کائنات میں نور کا سیلاب آ گیا ہے اجرام فلکی زمین کی طرف جھک رہے تھے گویا جیسے زمین کو بوسہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ کوئی خواب نہیں تھا بلکہ حقیقت تھی اور میں یہ سب کچھ حالت بیداری میں دیکھ رہی تھی۔''

سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد

سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

''میں نے وقت ولادت حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک نور کا شعلہ مجھ سے جدا ہوا اس سے پوری زمین روشن ہوگئی۔''

(4) حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا بیان

امام بیہقی۔ امام طبرانی۔ امام ابونعیم اور امام ابن عساکر نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں جس رات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ ہوئی اس وقت میں سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھی۔ میں نے دیکھا کہ گھر میں ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے ستارے بالکل قریب آ گئے ہیں اور آہستہ آہستہ قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں یہاں تک کہ مجھے شدید خطرہ محسوس ہوا کہ یہ ستارے میرے اُوپر گرنے والے ہیں۔ پھر جب سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وضع حمل فرمایا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے ہر چیز روشن ہوگئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا اور کچھ نہیں دیکھ رہی تھی۔

(5) اسحاق بن عبداللہ کی روایت

ابن سعد، عمرو بن عاصم کلابی کی روایت بیان کرتے ہیں جو اُن سے ہمام بن یحییٰ از اسحاق بن عبداللہ نے بیان کی کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مقدسہ کے وقت میرے بطن سے ایسے نور کا ظہور ہوا جس سے ملک شام کے محلات مجھ پر روشن ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پاک وصاف پیدا ہوئے یعنی آپ علیہ السلام کے ساتھ کوئی آلودگی نہ تھی اور جب آپ علیہ السلام کو زمین پر رکھا تو آپ علیہ السلام اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے''

Marfat.com

(6) موسیٰ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کی روایت

طبقات ابن سعد میں موسیٰ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تحریر ہے جو اُنہوں نے اپنے بھائی سے سُن کر بیان کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ علیہ السلام نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ نیچے ٹیکے اور سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھایا پھر دست حق پرست میں مٹی لی۔ جب یہ خبر بنی لہب کے ایک شخص کو سنائی گئی تو اُس نے کہا اگر یہ خبر سچی ہے تو یہ نومولود روئے زمین پر بہت جلد غالب ہوگا''

(7) سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

ابن عساکر اور ابن سعد سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

''جب میں حاملہ ہوگئی تو اُس روز سے لے کر وضع حمل تک میں نے کسی قسم کا بوجھ یا مشقت محسوس نہ کی۔ جب محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا تولد مبارک ہوا تو ساتھ ہی ایک نور بھی پیدا ہوا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ساری فضاء روشن ہوگئی۔ آپ علیہ السلام زمین پر اس طرح جلوہ فرما ہوئے جیسے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے سہارا لئے ہوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے زمین کی مٹی سے مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سرِ اقدس اٹھایا''

(8) سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:۔

''حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے بطن اقدس میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے نور مبارک کا اس وقت علم ہوا جب قریش کے تمام جانوروں نے کلام کیا۔ اللہ کریم نے انکو بولنے کی طاقت عطا فرمائی وہ سب بولنے لگے کہ رب کعبہ کی قسم اللہ کے رسول برحق صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اقدس میں جلوہ گر ہو چکے ہیں۔ وہ دنیا کے لئے امن وامان اور کائنات کے لئے سراج منیر ہیں۔ قبائل عرب کی جتنی کاھن (جادوگر) عورتیں تھیں اُنکے وہ تمام جن جنکو اُن عورتوں نے جادو کے زور پر اپنے تابع کر رکھا تھا اُن کاھنوں کے پاس نہ آسکے۔ کاہنوں کا علم چھین لیا گیا۔ دنیا بھر کے شہنشاہوں کے تخت الٹ دیئے گئے اور وہ سب وقتی طور پر گونگے ہوگئے اور اُس روز کوشش کے باوجود بات نہ کرسکے۔ مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کو مبارک دینے کے لئے دوڑ پڑے۔ اسی طرح سمندر کی تمام مخلوق نے ایکدوسرے کو خوشخبری سنائی۔ زمین وآسمان میں منادی ہوئی کہ خوش ہو جاؤ رحمتوں اور

Marfat.com

برکتوں والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا وقت قریب آچکا ہے"

(9) حضرت الشفار رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت

امام ابونعیمؒ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبد جوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری المتوفی 31ھ مدینہ منورہ) سے اور انہوں نے اپنی والدہ حضرت شفار رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمرو (عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ) سے روایت کی کہ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ علیہ السلام سب سے پہلے میرے ہاتھوں میں تشریف لائے اور آواز مبارکہ بلند فرمائی اس وقت میں نے آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا۔

"رحمک اللہ ورحمک ربک" "آپ علیہ السلام پر اللہ رحمت نازل فرمائے"۔ حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مشرق ومغرب کے درمیان جو کچھ تھا سب مجھ پر روشن ہوگیا یہاں تک کہ میں نے روم کے کچھ محلات بھی دیکھ لئے۔ اس کے بعد میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لباس پہنا کر لٹا دیا۔ کچھ دیر گزری کہ میرے جسم کے دائیں حصے پر ایک لرزش طاری ہوگئی اور وہ حصہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اُس وقت میں نے سُنا کوئی کہہ رہا تھا تم حضور علیہ السلام کو کہاں لے گئے تھے کسی نے جواب دیا مغرب کی سمت اس کے بعد میری حالت دُرست ہوگئی۔ چاروں طرف روشنی پھیل گئی۔ اس کے بعد تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ میرے جسم کے بائیں حصے پر ویسی ہی کیفیت طاری ہوگئی جیسے پہلے دائیں حصے پر طاری ہوئی تھی پھر ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ مجھ پر عجیب رُعب طاری ہو گیا۔ میں نے کسی کو کہتے ہوئے سُنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں لے گئے ہیں؟ کسی نے جواب دیا مشرق کی طرف لے گئے ہیں۔ حضرت شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یہ عجیب وغریب صورت حال میرے ذہن پر نقش ہوگئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو میں سب سے پہلے اسلام لائی۔

ابن سعد نے کہا ہمیں معاذ عنبری نے خبر دی کہ ہم سے ابن عون ابن قبطیہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی حدیث پہنچی کہ آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ "میں نے محسوس کیا کہ گویا میرے بدن سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی"

(10) عمرو بن قیتبہ کے والد کی روایت

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن قیتبہ سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میرے والد گرامی جو نہایت سخی اور علم کا خزانہ تھے انہوں نے فرمایا کہ۔

"جب سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

Marfat.com

آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو حکم کے مطابق عمل کیا گیا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا سب حاضر ہوں۔ تمام فرشتے حسب حکم بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تمام فرشتے ایک دوسرے کو مژدہ ولادت حضور علیہ السلام سُناتے ہوئے حسب حکم خالق کائنات اترے۔ دنیا کے تمام پہاڑ فخر سے بلند ہو گئے سمندروں اور دریاؤں کے پانی میں روانی اور تیزی پیدا ہو گئی۔ اہل زمین میں مبارکوں، سلامتوں اور بشارتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ شیطان کو ستر زنجیروں میں جکڑ کر بحر اخضر کے تند و تیز پانی میں الٹا لٹکا دیا گیا۔ دیگر تمام شیاطین کو جن میں سرکش جنّ بھی شامل تھے پابند سلاسل کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نور کی عظیم چادر اوڑھا دی گئی اور ستر ہزار (70000) حوریں ہوا میں کھڑی کر دی گئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کا انتظار کرنے لگیں۔ اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صدقے اولاد نرینہ عطا فرمائی گئی۔ کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر پھل نہ آیا ہو۔ دور دراز علاقوں۔ راستوں اور ہر جگہ پر امن ہی امن تھا کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ تھا۔ ساری کائنات نور سے بھر گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ ہوئی تو ہر طرف نزہت و نور کی بارش ہونے لگی۔ فرشتے ایک دُوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ ہر آسمان میں زبرجد اور یاقوت کا ایک ایک ستون قائم کیا گیا۔ جس سے ہر شے روشن ہو گئی''

آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب آسمانی معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں آپ علیہ السلام نے یہ ستون دیکھے اور ارشاد فرمایا کہ ''یہ وہی ستون ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے میری ولادت کی خوشی میں قائم فرمایا تھا''۔ ''سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت شریفہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کناروں پر مشک اور مہکتی کستوری کے ستر ہزار (70000) درخت اُگائے جن کی خوشبو سے اہل جنت کے لئے بخور یعنی خوشبودار دھونی کا انتظام کیا گیا۔''

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کی رات تمام آسمانوں والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دُعا مانگ رہے تھے۔ تمام بت اوندھے منہ گر گئے۔ لات اور عزیٰ کے شیطان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے اپنے مقامات سے باہر نکل آئے وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ قریش کو کچھ علم نہیں کہ وہ کس حال کو پہنچ گئے ہیں ان میں صدیق و امین تشریف لے آئے ہیں۔''

''بیت اللہ شریف کا یہ حال تھا کہ بہت روز تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سُنی اب اللہ تعالیٰ میرا نور مجھے واپس کر دے گا اور لوگ جوق در جوق از سرِ نو پھر میری زیارت کو آنے لگیں گے۔ اللہ کریم مجھے نجاست سے پاک فرما دے گا۔ اے عزیٰ اب تیری موت کا وقت آ گیا ہے۔ بیت اللہ شریف متواتر تین روز تک زلزلے کے اثر سے لرزتا رہا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کی یہ پہلی نشانی تھی جسے اہل قریش نے دیکھا۔''

Marfat.com

(11) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

''سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس میں پورے نو ماہ جلوہ گر رہے نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم۔ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس دوران نہ تو کوئی گرانی محسوس کی نہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہی اُنکو متلی ہوئی اور نہ بے چینی جو اکثر عورتوں کو اس حالت میں ہو جاتی ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی قسم کی مشکل محسوس نہ فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے والد گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ سے پہلے ہی وفات فرما چکے تھے۔ اس صورت حال کے پیش نظر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کی۔''

''اے ہمارے معبود انبیاء علیہم السلام کا سردار تیرا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یتیم پیدا ہو گا؟''

خالق کائنات نے فرشتوں کے سوال کا یوں جواب ارشاد فرمایا۔

''میں اپنے محبوب کا محافظ و نگہبان، والی اور مددگار ہوں گا تم اے فرشتو حضور (علیہ السلام) پر صلوٰۃ اور سلام پڑھو اور ان کے لئے برکتیں طلب کرو اور انکے لئے دعائیں مانگو۔''

وَصَلٰوۃُ اللہِ تَعَالٰی وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَالنَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللہِ بِنْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بَرَکَاتُہٗ وَ سَلَامُہٗ.

اللہ تعالیٰ نے میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرمایا کرتی تھیں کہ:۔

''جب حمل مبارک کو چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا تو خواب میں ایک ہستی میرے پاس تشریف لائی اور اس نے اپنے پاؤں کے ساتھ مجھے چھوا اور کہا اے آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کائنات کی افضل ترین ہستی تیرے بطن میں جلوہ گر ہے۔ جب یہ دنیا میں تشریف لائیں تو انکا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رکھنا۔''

سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ''جب وضع حمل کا وقت نزدیک آیا اور مجھ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو ایسے موقعہ پر عورتوں پر طاری ہوتی ہے اسوقت میرے پاس کوئی موجود نہیں تھا اچانک میں نے ایک ہیبت ناک آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا۔ اس کے فوراً بعد ایک عجیب سی چیز جسے میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہہ دے سکتی ہوں نمودار ہوئی اُس نے میرے سینے کو مل دیا اُسی وقت میرا خوف اور تکلیف ختم ہو گئی۔ پھر اچانک ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا (بعض جگہ لکھا ہے) دودھ جیسا سفید مشروب مجھے پیش کیا گیا جسے میں نے نوش کر لیا۔ پھر مجھ سے ایک بلند نور پھوٹا اس کے بعد میں نے چند دراز قد عورتیں دیکھیں جیسے کھجور کے درخت ہوں۔ وہ

عبد مناف کی بیٹیاں لگ رہی تھیں یا انکے ساتھ مشابہت رکھتی تھیں۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا جب انہوں نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اچانک دیکھا کہ آسمان وزمین کے درمیان سفید فرش بچھایا گیا اور کسی نے کہا: اِس نومولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔ پھر میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا وہ چاندی کی صراحیاں لے کر ہوا میں کھڑے ہو گئے۔ پرندوں کی ایک ڈار بھی دیکھی انہوں نے میرے مکان کو ڈھانپ لیا (بعض روایات میں آتا ہے کہ پرندوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا)۔ اُن پرندوں کی چونچیں زبرجد (زمرد قیمتی پتھر) اور پر یاقوت کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات کے تمام پردے ہٹا دیئے میں نے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے ایک مشرق اور دوسرا مغرب جبکہ تیسرا کعبہ شریف کی چھت پر نصب کیا۔ اُس وقت مجھے دردِزہ ہوا اور سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیدائش مبارک ہوئی۔ اُس وقت ایک بے مثل نور نکلا میں نے جب نومولود (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ سجدے کی حالت میں تھے اور اپنی اُنگلیاں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے جیسے کوئی نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دُعا کر رہا ہو۔ پھر میں نے سفید بادل دیکھا جو آسمانوں کی طرف سے آ رہا تھا اُس بادل نے نومولود کو چھپا لیا اور غائب ہو گیا۔ میں نے کسی کی آواز سُنی وہ ندا دے رہا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو مشرق ومغرب کی سیر کراؤ اور سمندروں میں بھی لے جاؤ تا کہ ہر ایک کو انکی پہچان ہو سکے سب جان لیں کہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی نام نامی پانیوں میں ماحی بھی ہے یعنی مٹانے والا یہ اپنے زمانہ مبارکہ میں شرک کی تمام نشانیوں کو مٹا دیں گے۔"

"کچھ دیر کے بعد وہ ابر آپ علیہ السلام سے ہٹ گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور (علیہ السلام) سفید اُون کے لباس میں ملبوس ہیں۔ نیچے سبز ریشم بچھا ہوا ہے۔ آپ (علیہ السلام) کے مبارک ہاتھوں میں آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہیں۔ اُس وقت کوئی کہہ رہا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے نصرت۔ غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دستِ مبارک میں لے رکھی ہیں۔"

"پھر دوسرا بادل نمودار ہوا اس میں سے گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے پروں کی آوازیں آ رہی تھیں اس بادل نے بھی آپ (علیہ السلام) کو ڈھانپ لیا اور یوں آپ (علیہ السلام) میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو مشرق ومغرب اور انبیاء علیہم السلام کی پیدائش کی جگہوں پر لے جاؤ اور آپکے حضور جن وانس، درندوں اور پرندوں وہر قسم کی روحانی مخلوق سے تعارف کراؤ۔ آپ (علیہ السلام) کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفوت۔ حضرت نوح علیہ السلام کی رقت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور دوستی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت وحضرت یوسف کا حُسن اور حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم وسخاوت عطا کر و تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آپ (علیہ السلام) کو آراستہ کر دو۔"

Marfat.com

''یہ بادل بھی چھٹ گیا یوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نگاہوں کے سامنے ظاہر ہوئے اس وقت آپ (علیہ السلام) ایک سبز حریر اپنی مٹھی مبارکہ میں پکڑے ہوئے تھے۔ کسی نے ندا کی مبارک ہو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پوری دنیا کو اپنے قبضہ میں کرلیا ہے اور اہل دنیا میں سے کوئی مخلوق ایسی نہیں جو اس کے قبضہ تسخیر میں برضا ورغبت نہ آئی ہو باذن اللّٰہ تعالیٰ مَاشآءَ اللّٰہ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔''

''پھر میں نے تین اشخاص دیکھے جن کے چہرے اس قدر حسین وجمیل تھے کہ آفتاب کی طرح درخشاں تھے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت جبکہ تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا ٹکڑا تھا اُس نے ٹکڑے کو کھولا تو ایک مہر نکالی اسکی چمک دمک سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ پھر آفتابے سے آپ (علیہ السلام) کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان وہ مہر لگائی اور یوں آپ (علیہ السلام) کو حریر میں لپیٹ دیا گیا۔ آخر میں آپ (علیہ السلام) کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے پروں کے نیچے رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ شخص رضوان اور خازن جنت تھے۔

از خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 27, 26, 25, 24, 23, 22, 21،120

معارج النبوت۔ جلد۔ دوم۔ صفحہ۔ 96, 95, 94, 93

شواھد النبوۃ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 56, 55 وغیرہ

(12) یہودی تاجر اور قریش مکہ

ابن سعد۔ امام حاکم۔ امام بیہقی اور امام ابو نعیم سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ جس روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی اُس رات وہ یہودی تاجر اہل قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے حاضرین سے دریافت کیا! اے گروہ قریش کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟ قریش نے جواب دیا ہمیں معلوم نہیں۔ یہودی نے کہا تم لوگ یہ معلوم کرو کہ آج کسی کے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہوا تو جو بات میں تمہیں بتاؤں گا اُسے بڑے غور وفکر سے سُننا اور یاد رکھنا۔ اہل قریش کی یہ مجلس کچھ دیر تک جاری رہی پھر وہ سب لوگ مجلس برخاست ہونے کے بعد اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

اہل مجلس جب اپنے گھروں میں چلے گئے تو قریباً ہر ایک نے یہودی کے سوال کا اہل گھرانہ سے تذکرہ کیا۔ سب لوگ یہودی کے اس سوال کو بڑی حیرانی اور تعجب سے سُن رہے تھے۔ اس بات کا ہر سو چرچا ہونے لگا کسی نے آکر بتایا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا گیا ہے۔ اہل قریش نے اُس یہودی تاجر کو بلایا اور اُسے بتایا کہ فلاں گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ یہودی نے قریش کو بتایا کہ آج رات

Marfat.com

پیدا ہونے والا لڑکا آخری اُمت کا نبی ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا وہ گھوڑے کا ایال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہیں پیئے گا۔ میرے ساتھ چلو تا کہ میں اُس بچہ کو دیکھ کر شناخت کروں۔ قریش کا گروہ اس یہودی کو ہمراہ لے کر سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در پر پہنچا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی کہ نومولود کی زیارت کرائیں۔ سیدہ نے حضور علیہ السلام کو اُن لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اُٹھا کر اُس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اسکی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہمیں تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم لوگ پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟ یہودی تاجر نے کہا بنی اسرائیل سے نبوّت جاتی رہی۔ پھر کہنے لگا اے گروہ قریش کیا تم اِس بچے کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ دنیا میں تمہارا نہیں بلکہ ہمیشہ اِسی بچے کا چرچا اور شہرہ ہو گا۔

از: خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 128۔ 127۔

شواہد النبوت۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 55۔ 54

(13) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبد المطلب کی روایت

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت عبد المطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حقیقی پھوپھی صاحبہ تھیں فرماتی ہیں کہ:۔

"سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت کے وقت میں حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی مدد کے لئے ان کے پاس موجود تھی۔ جب آپ علیہ السلام دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو آپ علیہ السلام کا نور چراغ کی روشنی کو مات کر رہا تھا۔ میں نے ولادت کی رات چھ علامات کا مشاہدہ کیا۔

(1) اوّل یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پیدا ہوئے تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے۔

(2) دوسری علامت یہ دیکھی کہ جب آپ علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں یوں ارشاد فرما رہے تھے۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وآلہ وَسلّم"۔

(3) تیسری علامت یہ دیکھی کہ آپ علیہ السلام کے چہرہ اقدس کے نور سے تمام گھر روشن و منور ہو گیا۔

(4) چوتھی علامت یہ تھی کہ میں نے حضور علیہ السلام کو نہلانے کا ارادہ کیا تا کہ پاک صاف ہو جائیں۔ اُس وقت ہاتف غیب نے آواز دی اے صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو پاک و صاف پیدا فرمایا ہے۔

(5) جب میں نے معلوم کرنا چاہا کہ نومولود لڑکا ہے یا لڑکی تو میں نے دیکھا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے ہیں۔

Marfat.com

(6) میں نے چاہا کہ حضور علیہ السلام کو کسی کپڑے میں لپیٹوں تو میں نے دیکھا آپ علیہ السلام کی پشت پر مہر نبوت تھی۔ یہ مہر کندھوں کے درمیان تھی اس پر لکھا تھا۔
"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰهِ "

شواہد النبوت۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 57۔

(14) قصر کسریٰ کے مینار گر گئے اور آتش کدہ بجھ گیا

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جس رات اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے اُس رات کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے (مینار) زمین بوس ہو گئے۔ ہزار سال سے متواتر جلنے والی آگ جو کہ ایران کے آتش کدہ میں فروزاں رہتی تھی بجھ گئی یوں آتشکدہ ٹھنڈا ہو گیا۔ "دریائے سادہ" جو ہر وقت موجزن رہتا تھا اُسکا پانی خشک ہو گیا۔ مجوسیوں کے بڑے عالم نے خواب میں دیکھا کہ:۔

"کچھ بے مہار اونٹ جو کہ نہایت سرکش تھے وہ عربی النسل گھوڑوں کو مار رہے تھے اس طرح مارتے مارتے دریائے دجلہ تک چلے گئے اس کے بعد وہ اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ کسریٰ محل کانپنے لگا اور اُس کے چودہ کنگرے زمین پر گر گئے۔ مجوسیوں کا عالم یہ سب کچھ دیکھ کر سہم گیا۔ صبح کے وقت اُس پر کرب اور بے قراری کی حالت طاری تھی۔ ایسا ہی خواب بادشاہ نے بھی دیکھا۔ صبح جب تخت پر بیٹھا تمام وزراء اور دانا اہل دربار وہاں موجود تھے بادشاہ نے اُنکو اپنا خواب سُنایا۔ ابھی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ بادشاہ کو آتشکدہ کے بجھ جانے کی خبر مل گئی بادشاہ مزید ڈر گیا۔ اس وقت بڑے عالم نے بادشاہ کو اپنا خواب سُنایا۔ بادشاہ نے موبد موبدان (بڑا عالم) سے پوچھا اس خواب کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا اے بادشاہ یہ ایک عظیم حادثہ ہے جو عرب کے نواح میں پیش آیا ہے۔

شاہِ فارس (ایران) نے نعمان بن منذر حاکم کو لکھا کہ کسی عاقل و نہایت دانا آدمی سے اسکے متعلق دریافت کرو اور ہمیں جلد خبر دو۔ نعمان بن منذر نے اپنے سب سے عقل مند آدمی عبدالمسیح غسّانی کو شاہ ایران کی خدمت میں بھیجا۔ بادشاہ نے اُس سے رُونما ہونے والے واقعہ کے بارے میں پوچھا اُس نے جواب دیا اے بادشاہ اس بات کا مجھے کچھ علم نہیں البتہ میرا چچا سطیح غسّانی اس سوال کا ضرور جواب دے سکتا ہے۔ شاہ ایران نے عبدالمسیح غسّانی کو حکم دیا کہ فوراً اپنے چچا کے پاس جاؤ اور میرے اس مسئلے کا حل پوچھ کر آؤ۔ عبدالمسیح غسّانی حسب حکم اپنے چچا کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچا تو دیکھا اُس کا چچا بستر مرگ پر پڑا تھا۔ عبدالمسیح غسّانی نے چچا کو اُسی حالت میں سلام کیا مگر چچا نے جواب نہ دیا۔ عبدالمسیح غسّانی نے یہ صورتِ حال دیکھ کر شعر کہنے شروع کر دیئے۔ جب سطیح نے شعر سُنے تو آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ تمہیں شاہ فارس (ایران) نے بھیجا ہے؟ بھتیجے نے جواب دیا جی ہاں۔ سطیح غسّانی نے کہا کسریٰ کے محل کا جنبش کرنا۔ محل کے کنگروں کا گر جانا۔ موبد موبدان کا خواب دیکھنا۔ آتشکدہ فارس (ایران) کا بجھ جانا اور

دریائے سادہ کا خشک ہو جانا یہ تمام نشانات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آمد کی علامات ہیں وہ اس ساری زمین پر قبضہ کر لیں گے۔ایران میں چودہ بادشاہ حکومت کریں گے محل کے چودہ کنگروں کا گرنا اسی طرف اشارہ ہے۔چنانچہ تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ ایران کے بادشاہ نوشیرواں سے لے کر سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک ایران کی حکومت چودہ بادشاہوں کے پاس رہی پھر ایران پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔

از: خصائص الکبریٰ۔جلد۔1۔صفحہ۔132 ,131و

شواہد النبوۃ۔جلد۔1۔صفحہ۔58۔

(15) کعبہ میں بت سرنگوں ہو گئے

حضرت عبدالمطلب ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حطیم کعبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا۔میں نے دیکھا کہ میری پشت پر ایک عجیب وغریب بلند درخت اُگا ہے جس نے آسمان کی چوٹی کو چھو لیا ہے اسکی شاخیں مشرق ومغرب تک پھیل گئی ہیں۔اُس درخت سے نور چھن چھن کر فضاؤں کو منور کر رہا ہے۔اُس نور کی اس قدر چمک تھی کہ اُسکے سامنے سورج کی تابانی بھی ماند پڑ گئی۔پھر میں نے دیکھا کہ قریش کے لوگ اس درخت کے پاس جمع ہو گئے اُن میں سے کچھ لوگ آگے بڑھے اور ذوق وشوق ووارفتگی کے عالم میں اس درخت کی شاخوں کے ساتھ لٹک گئے جبکہ کچھ لوگ نہایت غصے کی حالت میں ہاتھوں میں کلہاڑے لئے اُس درخت کو کاٹنے کے لئے آگے بڑھے۔اتنے میں ایک نہایت وجیہہ اور پُر وقار نوجوان نمودار ہوا اور اُس نورانی درخت کے آگے سینہ سپر ہو گیا۔اُس نوجوان کے جسم سے نہایت شاندار خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں جس سے ساری فضاء اور ماحول معطر ہو گیا۔دل چاہتا تھا کہ اُس نوجوان کو دیکھتا ہی رہوں۔دیکھتے ہی دیکھتے اس پر وقار نوجوان نے درخت کاٹنے کی کوشش کرنے والوں میں سے کسی کی آنکھ پھوڑ دی کسی کی کمر توڑ دی اور کسی کی ٹانگیں۔میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا پھر گھبرا کر نیند سے بیدار ہو گیا۔ایک کاہنہ کے پاس گیا اور اُسے اپنا خواب سُنایا۔وہ کاہنہ کہنے لگی اے عبدالمطلب اگر تو نے واقعی ہی یہ سچا خواب دیکھا ہے تو سُن۔تیرے سلب سے ایک مرد پیدا ہو گا جو مشرق ومغرب کا مالک ہو گا۔مخلوق اُسکی مطیع وفرمانبردار ہو گی۔اسکی جلالت، جاہ وجلال اور عظمت وکمال کے پرچم ہر سو لہرائیں گے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے ارشاد فرمایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کے وقت میں طوافِ کعبہ میں مصروف تھا۔جب آدھی رات گزر گئی تو میں نے خانہ کعبہ کو مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کرتے اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرتے دیکھا اور سُنا۔خانہ کعبہ سے آنے والی اس صدا کو بھی سُنا کہ مجھے مشرکوں کی نجاستوں اور زمانہ جہالت کی ناپاکیوں سے پاک وصاف کر دیا گیا ہے۔پھر کعبہ میں رکھے ہوئے تمام بت جھک گئے۔میں نے ھُبل کی طرف دیکھا جو سب سے بڑا بت تھا وہ بھی اوندھے منہ زمین پر پڑا تھا۔مُنادی نے صدا

Marfat.com

دی حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن سے بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) پیدا ہو چکے ہیں۔
حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کوہ صفا پر چلا گیا وہاں جا کر دیکھا کہ لاتعداد پرندے اور بادل مکہ مکرمہ پر سایہ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کی طرف چل پڑا۔ گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا دروازہ بند تھا میں نے آواز دی دروازہ کھول۔ حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے جواب دیا ابا جان بیٹا (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے کہا دروازہ کھولو تا کہ میں اپنے بیٹے کو دیکھ سکوں۔ حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے جواب دیا ابھی اجازت نہیں ہے۔ پھر میں نے کہا اے آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیٹے کو تین دن تک کسی کو مت دکھانا۔ یہ کہہ کر میں واپس پلٹا تا کہ قوم کو خوشخبری سُنا سکوں اچانک میں نے ایک نقاب پوش دیکھا جو ننگی تلوار ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا اُس نے مجھ سے کہا اے عبدالمطلب واپس چلے جاؤ تا کہ ملائکہ مقربین اور تمام علیین کے بسنے والے تیرے اس بچے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی زیارت سے فارغ ہوں۔ نقاب پوش کی یہ بات سُن کر میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ میں اِسی حالت میں وہاں سے چلا اور دل میں خیال کیا کہ قریش کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیدائش کی خبر دوں لیکن میں ایسا نہ کر سکا کیونکہ میری زبان نے ہی کام کرنا چھوڑ دیا اسطرح میری یہ کیفیت ایک ہفتہ تک جاری رہی پھر ٹھیک ہو گئی۔

از: خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 128 و
سیرت نبوی زینی دحلان۔ صفحہ۔ 32، شواھد النبوۃ۔ صفحہ۔ 57

(16) عیصٰی راہب کی حضرت عبدالمطلب کو مبارک

امام ابونعیم اور ابن عساکر مسیّب بن شریک سے روایت بیان کرتے ہیں کہ شام کے ملک میں عیصٰی نامی ایک راہب رہتا تھا جو انجیل کا زبردست عالم تھا اس نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف حمیدہ پڑھے تو آپ علیہ السلام کی ولادت مبارک کے انتظار میں مرّ الظہران کے علاقے میں آ کر آباد ہو گیا۔ یہ راہب مکہ مکرمہ آیا اور لوگوں سے ملاقات کی اُنہیں بتایا عنقریب تمہاری قوم میں ایک فرزند ارجمند پیدا ہوں گے عرب وعجم اُنکی پیروی کریں گے۔ جو لوگ اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی دعوت پر اُنکی پیروی کریں گے وہ لوگ ھدایت پائیں گے اور دین و دنیا میں فلاح یاب ہوں گے اور جن لوگوں نے انکی پیروی نہ کی وہ دین و دنیا میں ناکام ورسوا ہوں گے۔
اے لوگو سُن لو میں اس قدر دور دراز کا سفر کرتے ہوئے مشکلات برداشت کرتا ہوا اپنے ماحول کو چھوڑ کر بھوک پیاس اور ایسی ہی طرح طرح کی تکالیف اُٹھا کر اس اجنبی ماحول میں اس لئے آیا ہوں کہ اس عظیم ہستی کی زیارت کر سکوں۔
عیصٰی راہب کا یہ معمول تھا کہ وہ قریش کے ہاں پیدا ہونے والے ہر نومولود بچے کے بارے میں معلومات حاصل کرتا جب نومولود میں مخصوص نشانیاں نہ پاتا تو کہتا وہ جلیل القدر فرزند ابھی پیدا نہیں ہوئے۔

Marfat.com

حضرت عبدالمطلب اس راہب کی باتوں سے بہت متاثر تھے۔ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس دنیا میں تشریف لائے اور اُسی روز غیر معمولی واقعات رُونما ہوئے تو حضرت عبدالمطلب فوراً عیصٰی راہب کے صومعہ (عبادت گاہ یا رہائش گاہ) پر تشریف لے گئے۔ عبدالمطلب نے عیصٰی کو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کے بارے میں بتایا۔ راہب خود ہی بول اُٹھا اے عبدالمطلب جس جلیل القدر فرزند کے بارے میں تذکرہ کیا کرتا تھا آج رات پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ گزشتہ رات انکی پیدائش کی اطلاع دینے والا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ جسے دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ وہ عظیم ہستی دنیا میں جلوہ گر ہو چکی ہے۔ آج دوشنبہ یعنی پیر کا دن ہے وہ عظیم ہستی پیر کے روز ہی ہجرت کرے گی اور پیر کے روز ہی اُنکا وصال شریف ہوگا۔ اے عبدالمطلب تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور ان باتوں کا کسی سے ذکر مت کرنا۔ اُسے حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھنا کیونکہ اُسکے بڑے حاسد اور دشمن ہوں گے جو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اس عظیم فرزند کی اس قدر مخالفت ہوگی جسکی مثال نہ پہلے موجود ہے اور نہ ہی قیامت تک ملے گی۔

عیصٰی راہب کی گفتگو سن کر بشری تقاضے کے مطابق حضرت عبدالمطلب پریشان ہو گئے۔ کسی انجانے خطرہ کے پیش نظر انہوں نے راہب سے پوچھا کہ نومولود کی عمر کتنی ہوگی؟

راہب نے جواب دیا اے عبدالمطلب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں نومولود کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ اور ستر سے کم ہوگی۔ اسکی عمر کی گنتی سالوں کے اعتبار سے طاق ہوگی۔ یعنی 61 یا 63 سال۔

یہودی راہب کی یہ تمام پیشگوئیاں حرف بحرف درست ثابت ہوئیں؛ جو اُس نے انجیل کی بشارتوں کے مطابق حضرت عبدالمطلب کو بتائی تھیں۔

از: خصائص الکبریٰ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔130،129

السیرۃ النبویہ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔41

(17) ولادت مبارکہ کی خبر سُن کر یہودی بُوکھلا اُٹھے

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری کے وقت سے آگاہ فرما دیا تھا اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتا دیا تھا کہ جب تم فلاں ستارہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا ہوا دیکھو تو وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ظہور ولادت کا وقت ہوگا۔ بنی اسرائیل کے علماء اس پیشین گوئی کا علم نسل در نسل حاصل کرتے چلے آرہے تھے۔"

جس سہانی گھڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت مبارکہ ہوئی تو علماء یہود اُس سے باخبر ہو گئے انکی صفوں میں ہلچل مچ گئی اور سب بے قرار ہو کر گلی کوچوں میں گھومنے لگے ہر ایک سے پوچھ رہے تھے کہ آج کس کے

Marfat.com

ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ سب شور مچا رہے تھے کہ آج رات وہ نجم طلوع ہو گیا ہے جسکی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صدیوں پہلے خبر دی تھی۔

امام ابونعیم اور امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری عمر سات یا آٹھ سال کے قریب تھی۔ میں کہی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کی ولادت مبارکہ ہوئی۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج۔ قبیلہ خزرج مدینہ منورہ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت میں وفات پائی) فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کی ولادت مبارکہ کے وقت میری عمر گیارہ بارہ سال تھی میں ہر چیز کا شعور رکھتا تھا۔ ولادت مبارکہ کی صُبح میں نے دیکھا کہ ایک یہودی ٹیلے پر کھڑا زور زور سے چیخ رہا تھا اے یہود نہایت ہی اہم خبر ہے میرے نزدیک اکٹھے ہو جاؤ تاکہ میں وہ خبر تم لوگوں کو سناؤں۔ لوگ اُس کے گرد اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے تم پر افسوس ہے کیا چیخ چیخ کر آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے بتاؤ کیا خبر ہے۔ وہ یہودی بولا۔ ستارہ ''احمد'' (صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم) طلوع ہو چکا ہے اور وہ نبی (علیہ السلام) آج رات پیدا ہو چکے ہیں جن کی پیدائش کا ہمیں صدیوں سے انتظار تھا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کے اعلان نبوت کے بعد آپ علیہ السلام سے ملاقات کی مگر اپنی بدبختی کی وجہ سے ایمان نہ لایا اور حالت کفر میں ہی مرا۔

امام بیہقی وابن عساکر نے ابوالحکم تنوخی سے روایت بیان کی ہے کہ:۔

''اہل قریش کے ہاں دستور تھا جب لڑکا پیدا ہوتا تو صُبح کے وقت عورتیں نومولود بچے کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق قریش کی عورتوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کی پیدائش مبارکہ کی صُبح آپ علیہ السلام کے سر پر ہانڈی رکھی۔ جیسے ہی سر مبارک پر ہانڈی رکھی تو وہ اُسی وقت دو ٹکڑے ہو گئی۔ عورتوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم نے اپنا چہرہ اقدس آسمان کی طرف اُٹھا رکھا ہے اور مبارک نگاہیں اُوپر کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ عورتوں نے آکر حضرت عبدالمطلب سے عرض کیا ہم نے ایسا بچہ پہلے کبھی نہیں دیکھا جس کے ساتھ ایسے واقعہ کا ظہور ہوا ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا یاد رکھو مجھے اُمید قوی ہے کہ یہ بیٹا یقیناً خیر و فلاح کو پہنچے گا اور پوری کائنات اسکی برکت سے فائدہ اٹھائے گی۔''

از: خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 128-118

السیرۃ النبویہ۔ دحلان۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 40 و

شواھد النبوۃ۔ صفحہ۔ 60 و

معارج النبوت۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 102، وغیرہ

Marfat.com

(18) حضور علیہ السلام کی ہیبت سے ہر بت تھرتھرا کے گر گیا

ابن عساکر نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ (23 ھ تا 94 ھ) سے روایت کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا مشترکہ بت تھا۔ یہ جماعت ہر سال مل کر اُس بت کا طواف کرتے تھے اس پر بھاری نذرانے چڑھاتے اور اس روز کو عید شمار کرتے تھے۔ قریش کی یہ جماعت اپنے اُس بت کے پاس مقررہ رات کو بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک وہ بت منہ کے بل اوندھا زمین پر گر گیا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ کو کوئی خاص اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا اسکی جگہ پر دوبارہ رکھ دیا۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ وہ بت دوبارہ منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اُن لوگوں نے دوبارہ بت کو سیدھا کرنے کے بعد اسکی سابقہ جگہ پر رکھ دیا۔ پھر چند لمحے ہی گزرے تھے کہ بت تیسری مرتبہ زمین پر آ رہا۔ یہ دیکھ کر بت کے پجاریوں میں سے ایک نے کہا آج کوئی خاص بات ظہور میں آئی ہے جو ہمارا یہ بت بار بار زمین پر اوندھے منہ گر رہا ہے ہم اسے اُٹھا کر اسکی جگہ پر واپس رکھتے ہیں مگر یہ پھر گر جاتا ہے۔ بُت کے گرنے کا واقعہ اُسی رات کا ہے جس سہانی گھڑی سرکار دو عالم نور مجسم کی ولادت مبارکہ ہوئی۔ پجاریوں میں سے ایک پجاری کا نام عثمان تھا اس نے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے چند اشعار پڑھے یہاں اُن اشعار کا ترجمہ تحریر کر رہا ہوں۔

''اے خوشی اور راحت دینے والے بُت تیری زیارت وطواف کو دُور نزدیک سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اُوندھا ہوا ہے ہمیں اسکی وجہ بتا۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے یا یوں ہی ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہو کر اُوندھے ہوا ہے تو ہم اپنے قصور کا اقرار کرتے ہوئے اس معصیت سے اجتناب کرتے ہیں اور آئندہ نہ کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور اگر تو مغلوب ہو گیا ہے ذلت ورسوائی نے تجھے مُنہ کے بل گرایا ہے تو پھر تُو بُتوں کی سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں ہے۔''

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ (بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی الاسدی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حقیقی بھتیجے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد تھے) مزید فرماتے ہیں کہ اُن پجاریوں نے تیسری مرتبہ پھر اُس بت کو اُٹھا کر اسکی جگہ پر رکھ دیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بُت نے یوں بات کی۔ ترجمہ رقم کیا جا رہا ہے۔

''میرا مُنہ کے بل زمین پر اُوندھے گرنا اس مولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے صدقے زمین کے مشرق و مغرب کے تمام راستے منور و درخشاں ہو گئے ہیں۔ اُسی مولود کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے تمام بت گر پڑے ہیں اور ساری دنیا کے بادشاہوں کے دل اسکے رُعب کی وجہ سے لرزہ براندام ہو گئے ہیں۔ فارس کے صدیوں سے جلنے والے آتش کدے بجھ کر تاریک ہو گئے ہیں۔ شاہ فارس جو بڑے دبدبے والا بادشاہ ہے اُسے شدید درد و تکلیف کا سامنا

ہے۔جادوگروں کے پاس غیب کی خبریں لانے والے جنّات کو روک دیا گیا ہے اس طرح کاہنوں جادوگروں کے پاس نہ تو کوئی سچی خبر ہے اور نہ ہی جھوٹی۔تم اے قصی کی اولاد اپنی ضلالت اور کج روی کی عادت چھوڑ کر اسلام کا سچا اور کشادہ راستہ اختیار کرو۔"

کتب سیر میں حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یوں نقل کی گئی ہے ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی دادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ:۔

"زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے کہ اصحاب فیل کے واقعہ کے بعد ہم دونوں شاہ حبشہ نجاشی کے پاس گئے تو اُس نے ہم سے پوچھا۔

"اے قریشی بزرگو مجھے بتاؤ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جسکے والد کو اللہ کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر قرعہ کے بعد ان کی جگہ بہت سے اونٹ ذبح کیے گئے جو انکی دیت قربان قرار دی گئی؟"

ہم دونوں نے جواب دیا اے شاہِ حبشہ ہاں ایسا ہوا ہے۔

شاہِ حبشہ نے پھر ہم سے پوچھا اب یہ بتاؤ اس بچے کے والد کہاں ہیں؟

ہم بولے اُس بچے کے والد نے زُہری قبیلہ کی ایک نہایت ہی نیک و پارسا خاتون آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے نکاح کیا اور پھر کچھ ہی دنوں بعد وہ اِس دنیا سے کوچ فرما گئے۔اُنکی وفات کے وقت بچے کی والدہ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اُمید سے تھیں۔

شاہِ حبشہ نے پھر سوال کیا تم لوگوں کو علم ہے کہ وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے یا نہیں؟

ورقہ بن نوفل: اے بادشاہ میں ایک رات کا واقعہ عرض کرتا ہوں جب ہم اپنے ایک مخصوص بت کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اچانک بت سے آواز آئی "نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت ہو چکی ہے اب سب گمراہیاں اور شرک فنا ہو جائے گا۔"

زید بن عمر: اے بادشاہ اِسی طرح کا واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا۔میں اُس رات اپنے گھر سے باہر نکل کر کوہ ابوقبیس پر چڑھ گیا۔وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے اُتر رہا ہے جس کے دو سبز بازو ہیں وہ شخص کوہ ابوقبیس پر اُترا اُس نے مکہ کی طرف رُخ کیا اور کہا شیطان رُسوا ہوا۔بت پرستی کا وقت جاتا رہا کیونکہ آج صادق والامین پیدا ہو چکے ہیں۔پھر اُس شخص نے اپنے کپڑے کو پھیلایا جو اُسکے ساتھ ہی تھا وہ کپڑا مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔پھر میں نے ایسا نور دیکھا جو پہلے کبھی میرے مشاہدہ میں نہیں آیا تھا۔اس نور کی تیزی ایسی تھی کہ مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں اپنی بصارت ہی نہ کھو بیٹھوں یہ سب کچھ دیکھ کر میں نہایت ہی خوف زدہ ہو گیا۔اس کے بعد وہ

Marfat.com

شخص اپنے بازو پھیلا کر اُڑا اور خانہ کعبہ کی چھت پہ پہنچ گیا وہاں بھی اُس نے نور اور روشنی پھیلائی جس سے تہامہ کا وسیع علاقہ مکمل منور ہو گیا پھر اُس نے بلند آواز سے کہا "کرہ ارض پاک ہو گیا یہاں کی تمام ظلمت اور تاریکی دُور ہو گئی" اور کعبہ میں جس قدر بت رکھے تھے اُنکی طرف اشارہ کیا فوراً ہی تمام بت منہ کے بل زمین پر گر گئے۔

شاہِ حبشہ: زید کی بات سُن کر شاہ حبشہ نجاشی نے کہا تمہارا بھلا ہو جنہوں نے میری پریشانی دور کی اب میں تم لوگوں کو وہ سُناتا ہوں جو میں نے دیکھا ہے۔ اُسی رات جس کا تم ذکر کر رہے ہو میں اپنے محل کے ایک کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے سامنے زمین کی طرف سے ایک سر گردن تک بلند نمودار ہوا اور اُس نے کہا۔ اصحاف فیل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ اُن کو ابابیل نے کھائے ہوئے بھُس کی طرح کر دیا ہے۔ اشرم جو نہایت متکبر اور سرکش تھا مر گیا اور وہ نبی امّی (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) مکہ مکرمہ میں پیدا ہو چکے ہیں۔ پس جس نے اُنکی دعوت کو قبول کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو وہ نجات یافتہ ہو گیا اور جس کسی نے اُنکی دعوت کا انکار کیا وہ سراسر نقصان میں رہا یہ کہہ کر وہ سر غائب ہو گیا۔ پھر دُوسرے دن صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ میری قوت گویائی (بولنے کی طاقت) ہی ختم ہو گئی ہے۔ میں نے جب کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اُس میں بھی ناکام رہا اور کھڑا نہ ہو سکا۔

نجاشی نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جب میرے گھر والے میرے قریب آئے تو میں نے اُنہیں اشاروں سے بتایا کہ حبشہ کے لوگوں کو میرے قریب مت آنے دینا کیونکہ میری یہ حالت دیکھ کر قوم مجھ سے کہیں باغی نہ ہو جائے۔ چنانچہ میرے حکم کے مطابق لوگوں کو میرے پاس آنے سے رُوک دیا گیا۔ اس کے بعد میری قوت گویائی اور چلنے پھرنے کی حالت از خود ہی بحال ہو گئی۔

خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ 134, 135, 136

(19) اہل مکہ پر نزول باراں المشہو رسال فتح ومسرت

طبقات ابن سعد میں تحریر ہے کہ رقیقہ بنت صیفی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے دادا حضرت عبد المطلب کی ہم عمر تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ:۔

"مکّہ میں اس قدر سخت قحط سالی تھی کہ لوگوں کے گوشت پوست تک خشک ہو گئے ہر جاندار موت کے دروازے پر پہنچ چکا تھا ایک رات جبکہ میں سو رہی تھی ہاتف غیب نے بڑی رُعب دار آواز میں پکار کر یوں کہا۔"

''اے اہل قریش تم میں سے جس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو بھیجا جانا تھا وہ تشریف لے آئے ہیں تم لوگ اس مبارک ترین وقت میں دُعا کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ باران رحمت عطا فرمائے۔ تم لوگ قریش میں سے ہی ایسے آدمی کو تلاش کرو جو نسب اور قوم میں متوسط ہے جبکہ مرتبے میں تم سب سے بڑا۔ وہ سفید رنگ کا عظیم جسیم اور مضبوط جسامت والا ہے۔ اُسکی جلد باریک اور نازک ہے۔ اسکی پلکیں گھنی اور رخسار کشیدہ ہیں۔ اُسکی ناک اونچی ہے۔ وہ لوگوں کی حاجت روائی کرتا ہے اُس کا ایک راستہ ہے جسکی طرف وہ راہ نمائی کرتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اُس کے بیٹے اس کام کیلئے کھڑے ہو جائیں اور اُنکے ساتھ عرب کے ہر خاندان کا ایک فرد بھی کھڑا ہو۔ یہ تمام لوگ غسل کریں عمدہ خوشبو لگائیں پھر رُکن کو بوسہ دیں اور بیت اللہ کا سات سات بار طواف کریں پھر تمام لوگ ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ جائیں اور مذکورہ نشانیوں والا شخص اللہ تعالیٰ سے بارش کی دُعا مانگے دوسرے موجود سب لوگ آمین کہیں اُسکی دُعا فوراً قبول کی جائے گی''۔ رقیقہ کہتی ہیں کہ میں جب صُبح کو بیدار ہوئی تو اس حد تک خوف زدہ تھی کہ بیان نہیں کر سکتی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ گویا میری عقل ہی زائل ہو چکی ہے۔ جسم کا رُواں رُواں خوف کی وجہ سے کھڑا تھا۔ میں نے سوچا اپنا یہ خواب کس سے بیان کروں کچھ دیر سوچ بچار کے بعد گھر سے نکلی اور سیدھی رؤساءِ قریش کی محفل میں جا کر اپنا خواب یوں بیان کیا میں نے کہا''

''اے اہل قریش رات مجھے یہ خواب نظر آیا ہے۔ رؤسا قریش نے میرا خواب سُن کر کہا اے رقیقہ تمہیں خواب میں جس آدمی کی نشانیاں دکھائی گئی ہیں وہ سب سردار عبدالمطلب میں موجود ہیں۔ چلو ہم سب مل کر اُن سے باران رحمت کی دُعا کے لئے درخواست کرتے ہیں اسکے بعد سب مل کر عبدالمطلب کے پاس گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے خواب سُنا فوراً گھر تشریف لے جا کر غسل فرمایا باقی لوگوں نے بھی غسل کیا پھر سب نے مل کر طواف کیا اور کوہ ابو قبیس پر چڑھ گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی''۔ راوی کہتی ہیں کہ ''لوگ ابھی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اُترنے نہیں پائے تھے کہ چاروں طرف سے سیاہ بادل اُمنڈ کر آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ باران رحمت دیکھ کر قریش کے تمام بڑے بوڑھوں نے عبدالمطلب کا شکریہ ادا کیا'' اور جو اشعار پڑھے۔ انکا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ترجمہ اشعار

''شیبۃ الحمد (حضرت عبدالمطلب کا لقب تھا) کے صدقے اللہ نے ہمارے شہر کو بارش سے سیراب کیا اس حالت میں جبکہ ہم نے امید کو گم کیا اور بارش نے اپنا دامن کھینچ لیا۔ شیبۃ الحمد کے سبب سے اس سیاہ بادل نے پانی کے ساتھ بخشش کی کہ اس کے لئے بارش از روئے بہنے کے ہے۔ اس ابر سے حیوانات اور درخت زندہ ہو گئے۔ سیاہ بادلوں سے برسنے والی بارش کی وجہ سے حیوانات اور اشجار کا زندہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ اور یہ احسان اُس

Marfat.com

شخص کی وجہ سے ہے جس کا ظاہر طاہر و مبارک ہے۔ وہ اُن لوگوں سے اچھا ہے جسکی بشارت ایک دن مضر نے دی تھی۔ وہ ایسا مبارک نام ہے جسکی مدد اور وسیلے سے بادلوں سے پانی مانگا جاتا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ مخلوق میں اسکی مثال اور اُس جیسی قدر و منزلت والا اور کوئی نہیں۔"

نہایت شدید ترین قحط سالی کے دوران سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت مبارکہ کا معجزہ تھا کہ اہل عرب فوری باران رحمت سے نوازے گئے۔ اس حیرت انگیز تبدیلی نے پورے عرب میں دھوم مچادی۔ اہل عرب سخت قحط اور افلاس کے ہاتھوں مجبور ہو کر زندگی کی اُمید ہی کھو چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس دنیا میں پیدا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت کے ساتھ ہی اہل عرب ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کی تقدیر ہی بدل گئی۔ ہر قسم کی سختیاں۔ پریشانیاں فوری دور ہو گئیں۔ بنجر زمین اللہ کی رحمت سے سیراب ہوگئی وہ جگہ جہاں دُور دُور تک سبزے کا نام و نشان تک نہ تھا سرسبز و شاداب ہو گیا مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف خوشی و کامرانی کی لہر دوڑ گئی۔ چھوٹے بڑے۔ جوان بوڑھے، تمام مرد و زن۔ چرند پرند، حیوانات غرض شجر و حجر سب کے سب نئی زندگی ملنے سے خوش و خرم نظر آرہے تھے۔ سیرت حلبیہ میں اس کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت کے سال کا نام ہی فتح و کامرانی و مسرت کا سال پڑ گیا کیونکہ اس سے پہلے بنو قریش شدید ترین قحط سے دوچار تھے۔ ایسا شدید قحط جس سے قریش کے ہوش و حواس ہی اڑ گئے۔ ہر جاندار اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ پھر عالم نے دیکھا کہ زمین باران رحمت کے بعد سرسبز ہوگئی درخت پھلوں سے لد گئے اور ہر طرف آسودگی اور خوشحالی کا دور دورا ہو گیا۔ یہ سب کچھ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت کا معجزہ تھا۔"

از: طبقات ابن سعد، فتح الباری، سیرت حلبیہ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 48
خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 136 ,135
شواھد النبوۃ۔ صفحہ۔ 71 ,70 وغیرہ

(20) حضور علیہ السلام ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہونا بھی معجزات میں سے ایک ہے چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے جسے امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ "سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے"

طبقات ابن سعد میں ہے کہ یونس بن عطا نے حکم بن ابان اور انہوں نے حضرت عکرمہ سے جبکہ حضرت

Marfat.com

عکرمہ نے سیدنا حضرت ابن عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت عبد المطلب سے روایت بیان کی کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ آپ علیہ السلام کی اس حالت پر حضرت عبد المطلب نے تعجب کیا اور فرمایا یقیناً میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہوگا۔''

امام طبرانی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب اوسط میں ابونعیم نے اپنی تصنیف میں جبکہ حضرت خطیب بغدادی و ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی فرماتے ہیں ''سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے رب کریم نے جو مجھ پر انعامات فرمائے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور یوں میرے ستر کو کسی نے نہ دیکھا۔''

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت مبارکہ اس طرح ہوئی کہ آپ علیہ السلام ختنہ شدہ تھے۔''

ابن درید نے ''الوشاح'' میں لکھا ہے کہ ابن الکلبی نے فرمایا ہمیں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ہم نے اپنی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام ختنہ شدہ پیدا ہوئے پھر اُنکی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام علیہم السلام ختنہ شدہ پیدا ہوئے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(1)	حضرت شیث علیہ السلام	(2)	حضرت ادریس علیہ السلام
(3)	حضرت نوح علیہ السلام	(4)	حضرت سام علیہ السلام
(5)	حضرت لوط علیہ السلام	(6)	حضرت یوسف علیہ السلام
(7)	حضرت موسیٰ علیہ السلام	(8)	حضرت سلیمان علیہ السلام
(9)	حضرت شعیب علیہ السلام	(10)	حضرت یحییٰ علیہ السلام
(11)	حضرت ہود علیہ السلام	(12)	حضرت صالح علیہ السلام

سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مذکورہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

امام ابن عساکر نے سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناف بریدہ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف المستدرک میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مختون (ختنہ شدہ) پیدا ہونا احادیث متواتر سے ثابت ہے۔

از امام طبرانی و ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ و امام ابن عساکر و امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ المستدرک و ابن درید الوشاح میں و طبقات ابن سعد و الخصائص الکبریٰ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔137 ,136 وغیرہ۔

Marfat.com

(21) حضور علیہ السلام کا گہوارہ میں چاند سے باتیں کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا گہوارہ (جھولا) میں چاند کے ساتھ گفتگو فرمانا آپ علیہ السلام کا معجزہ مبارک ہے جو حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے نبی کو عطا نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس معجزہ مبارک کو امام بیہقی اور صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المائتین'' میں جبکہ حضرت امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور حضرت امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخی کتاب میں سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں ''میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے تو آپ علیہ السلام کی نبوت کی نشانیوں نے دین اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے اُسکی طرف اشارہ فرماتے۔ آپ علیہ السلام جس طرف اُنگلی مبارکہ پھیرتے چاند اُدھر ہی جھک جاتا۔ یہ سُن کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''میں چاند سے باتیں کیا کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا یہاں تک کہ جب چاند عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا تو اُس وقت چاند کی تسبیح کرنے کی آواز کو سُنا کرتا تھا۔''

خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 139

(22) اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عظیم معجزہ ہے

سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عظیم معجزہ ہے۔ یہ نام مبارک ہر پریشانی۔ غم، دکھ درد اور ہر مصیبت میں کافی وشافی ہے۔ یہ اسم گرامی کائنات کی قسمت بدلنے والا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے 99 ننانوے اور بعض روایات کے مطابق ہزار نام ہیں ان سب ناموں میں سے صرف اللہ خالق کائنات کا ذاتی اسم گرامی ہے باقی سب کے سب نام صفاتی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ذاتی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم (بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ عدنان حضرت اسماعیل بن ابراھیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں) ہے جبکہ حضور علیہ السلام کے صفاتی ناموں کی تعداد ننانوے (99) بعض کے نزدیک تین سو جبکہ الساری شرح صحیح بخاری میں ایک ہزار نام مبارک مذکور ہیں جو سب کے سب صفاتی ہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں کی طرح سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس عطا سے نوازا جیسے اس کا ذاتی نام اللہ باقی تمام نام مبارک صفاتی ہیں اسی طرح حضور علیہ السلام کا بھی ذاتی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے باقی تمام نام صفاتی ہیں۔ اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ پاک نام پہلے کسی کو عطا ہی نہیں ہوا جب یہ اسم گرامی لیا جائے تو کہنے والے اور سننے والے پر فرطِ ادب طاری ہو جاتا

Marfat.com

ہے نظریں جھک جاتی ہیں سر خم ہو جاتے ہیں اور زبان پر درُود و سلام جاری ہو جاتا ہے۔ اس مبارک، حسین اور پیارے اسم گرامی کی تعریف کرنا انسانی عقل و شعور اور طاقت سے باہر ہے۔

خالق کائنات نے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے مگر کسی اور نبی کو یہ شرف۔ مقام اور رتبہ محبوبیت عطا نہیں فرمایا جو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو عطا فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم پر ہر وقت درُود پڑھتے رہتے ہیں یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے اور ہمیشہ ہی جاری رہے گا۔ یہ اعجاز صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ کو ہی حاصل ہے جو ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

(23) اسم محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے لفظ کا معنٰی و مفہوم معجزہ ہے

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو جو ذاتی و صفاتی خوبیاں۔ مرتبہ و مقام عطا فرمایا ہے کائنات ارض و سماء میں یہ خوبیاں نہ پہلے کسی کو عطا ہوئیں اور نہ ہی بعد میں کسی کو ملیں گی۔ حضور علیہ السلام کا نہ تو کوئی ظاہری حسن میں شریک ہے اور نہ ہی کوئی باطنی حسن و کمال و جمال میں ہم سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم رکھا گیا۔

یہاں میں حضور علیہ السلام کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے معنٰی و مفہوم جو کہ معجزہ ہیں کی مختصراً تشریح تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں دُعا ہے اللہ کریم میری اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرماتے ہوئے ہم سب کی دنیا اور آخرت اچھی فرمائے آمین۔ لفظ ''محمد'' صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم ''حمد'' سے مشتق ہے جس کے معانی تعریف اور ثنا بیان کرنے کے ہیں۔ چاہے یہ تعریف کسی باطنی وصف کی وجہ سے ہو یا پھر کسی ظاہری خوبی و کمال کی وجہ سے۔ لغت کے اعتبار سے شکر کا لفظ تعریف کا مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظ ''شکر'' اور ''حمد'' میں بڑا فرق ہے۔ شکر سے مراد وہ تعریف ہے جو کسی کے احسان کے بدلے میں بولا جائے جبکہ حمد سے مراد خالصتاً و مطلق تعریف و توصیف کرنا ہے۔ یہ سب کچھ ممدوح کی عظمت و کبریائی کو سامنے رکھتے ہوئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسم محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم اسم مفعول کا صیغہ ہے اس سے مراد وہ ذات مقدسہ ہے جسکی کثرت سے بار بار تعریف کی جائے۔

امام راغب الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اسم محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا مفہوم یہ ہے جسکی تعریف کے قابل عادات حد و حساب سے بڑھ جائیں۔''

قرآن کریم فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو متعدد مقامات پر یوں ارشاد فرمایا ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 144

Marfat.com

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ

ترجمہ:۔ ''اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تو (اللہ کے) رسول ہی ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔''

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 40

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ:۔ ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں وہ تو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اور آخری نبی ہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ محمد آیت 2

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور اس سب پر ایمان لائے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔''

قرآن مجید میں ایک جگہ یوں فرمایا۔ سورۃ الفتح آیت 29

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''محمد (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں اوران کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت (تورات) میں ہے اوران کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔''

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا یہ اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) وہ مبارک نام ہے جو کائنات میں پہلے کسی کا نہ تھا اِسی نام مبارک نے دنیا سے ظلم۔کفر۔شرک اور ہر قسم کی برائی کو ختم کرنے میں مدد دی۔یہ اسم مبارک رکھ لینے کے بعد جب حضرت عبدالمطلب نے قریش کے سرداروں کو دعوت پر بلایا تو اُن لوگوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عبدالمطلب سے دریافت کیا۔اے سردار قریش یہ کیسا نام ہے جو ہم نے آج سے پہلے کبھی نہیں سُنا اور نہ ہی عرب میں کسی کا یہ نام گزرا ہے۔حضرت عبدالمطلب نے قریش کے سرداروں کو بتایا کہ ''محمد'' (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) کا معانی ہے جسکی بہت زیادہ تعریف کی جائے مجھے اُمید قوی ہے کہ میرے اس بیٹے کی بہت ہی زیادہ تعریف کی جائے گی۔حضرت عبدالمطلب کی بات حرف بحرف درست ثابت ہوئی اور پوری دنیا اس اسم پاک سے گونج اُٹھی۔گونج رہی ہے اور ہمیشہ گونجتی رہے گی۔پھر قرآن مجید میں اسم محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا متعدد بار ذکر کیا جانا اس کے معجزہ اور عظمت ہونے کی عیاں دلیل ہے۔

المفردات۔صفحہ۔131

قرآن مجید۔سورہ آل عمران۔الاحزاب۔محمد۔الفتح

(24) اسم محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے معجزہ ہونے کے مزید اور ثبوت

دنیا کی کسی بھی زبان کو لے لیجئے یہ ایک مسلمہ اُصول ہے کہ الفاظ حروف کا مجموعہ ہوتے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک حرف کو بھی ہٹا لیا جائے تو باقی حروف اپنے معنٰی ہی کھو بیٹھتے ہیں۔یعنی وہ لفظ بے معنٰی ہو کر رہ جاتا ہے۔اس اُصول کو یہاں ایک مثال سے واضح کر رہا ہوں۔مثلاً رشید ایک بامعنٰی لفظ ہے اگر ہم اس لفظ میں ''ر'' کو حذف کر دیں تو باقی الفاظ رہ جائیں گے۔ش۔ی۔اور د یعنی شید جو کہ بے معنٰی حرف ہے۔اِسی طرح لفظ ''ظاہر'' بامعنٰی ہے اگر اس لفظ کے پہلے حرف یعنی ''ظ'' کو حذف کر دیا جائے تو باقی حروف اہر رہ جائیں گے جو بے معنٰی ہیں۔

قربان جائیں خالق کائنات کی قدرت کاملہ کے اُس نے اپنا اور اپنے محبوب پاک صاحب لولاک کے ذاتی نام کے لئے لفظ بھی وہ ارشاد فرمایا ہے جس کے تمام حروف میں سے کوئی ایک حرف یا اس سے زائد حذف کر دیں تو یہ نام مبارک پھر بھی اپنے مبارک معنٰی برقرار رکھتا ہے۔لفظ ''اللہ'' خالق حقیقی کا ذاتی اسم گرامی ہے۔اس لفظ کا پہلا حرف

Marfat.com

یعنی (الف) حذف کردیں تو باقی رہ جاتا ہے ''للہ'' جس کا مطلب ہے ''اللہ کے لئے'' دوسرا حرف اگر لام کو بھی ہٹا دیا جائے تو باقی رہ جاتا ہے ''الہ'' جس کا مطلب ہے ''معبود'' اور اگر تیسرا حرف یعنی (الف۔لام) دونوں کو ہٹا دیا جائے تو باقی رہ جاتا ہے۔ ''لہ'' جس کا مطلب ہے ''اللہ کے لئے'' اگر ''لام'' کو بھی ہٹا دیا جائے تو باقی رہ جاتا ہے ''ہ'' (ہو) جس کا مطلب ''وہی'' یعنی وہ اللہ ہی ہے۔

اسی طرح خالق کائنات نے اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے اسم گرامی ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں بھی یہی خوبیاں رکھی ہیں جو یقیناً آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ دیکھیئے لفظ ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہر حرف بامعنٰی اور بامقصد ہے۔ اگر لفظ ''محمد'' کا پہلا حرف (م) ہٹا دیا جائے تو باقی رہ جاتا ہے ''حمد'' جس کا مفہوم و معنٰی تعریف وتوصیف ہے۔ اگر حرف ''ح'' کو ہٹا دیا جائے تو باقی رہ جائے گا ''مد'' جس کا مطلب مدد کرنے والا ہے۔ اگر ''میم اور حا'' دونوں کو اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے حذف کر دیا جائے تو باقی ''مد'' رہ جاتا ہے جسکا مطلب و مفہوم ہے دراز اور بلند۔ یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عظمت وشان کی طرف اشارہ ہے۔

اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لفظ میں سے ''دوسری میم'' کو ہٹا دیا جائے تو باقی ''د'' (دال) رہ جاتا ہے جس کا مطلب و مفہوم ہے دلالت کرنے والا۔ یعنی یہ اسم پاک اللہ کے وجود (اسکی ہستی اور واحدانیت) پر دال ہے یعنی دلالت ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اسماء گرامی میں مادہ ''حمد'' بڑی اہم خصوصیت رکھتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے چار نام مبارک اس مادے سے مشتق ہیں یعنی محمد۔ احمد۔ حامد اور محمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ ان مبارک ناموں میں محمد۔ احمد اور محمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مفہوم ہے تعریف کیا گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسم مفہوم اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسم تفصیل کا صیغہ ہے ان دونوں مبارک ناموں میں معنٰی کی وسعت اور کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے یہ تینوں اسمائے گرامی آپ علیہ السلام کی تعریف وتوصیف کی کثرت کے مظہر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ کی تعریف صرف مخلوق یعنی جن وانس اور ملائکہ مقربین ہی نہیں کرتے بلکہ خود خالق کائنات بھی ہر وقت فرماتا رہتا ہے۔ مختصراً اللہ تعالیٰ کا پاک کلام قرآن مجید فرقان حمید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعریف وتوصیف اور نعت پاک ہے۔

یہ بات خاص طور پر ذہن میں رہنی چاہیے کہ تعریف ہمیشہ خوبی اور کمال اوصاف کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اگر تعریف کرنے والا جسکی تعریف کر رہا ہے اسمیں خوبی و کمال نہ ہوں تو تعریف بے معنٰی ہوگی بلکہ اسکو تعریف کہا ہی نہیں جاسکتا۔ کسی قسم کا عیب یا نقص قابل تعریف نہیں بلکہ قابل مذمت ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رکھنے کی وجہ خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ دنیا کے پہلے نعت گو شاعر جن کو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نعت گو شاعر ہونے کا عظیم ترین اعزاز حاصل ہے یعنی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آپ علیہ السلام کی تعریف کیا کرتے تھے جس کو سُن کر فخر کونین صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرمایا کرتے تھے ''اے حسان تو جنتی ہے۔'' انکے نعتیہ اشعار میں سے چند یہاں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اشعار

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ

وَ اَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءٗ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءٗ

ترجمہ:۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام سے زیادہ حسین تر چہرہ آج تک کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت صاحب جمال بیٹا (شخص) کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہر قسم کے عیب سے کلی طور پر پاک اور مبراء پیدا کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اُسی طرح تخلیق فرمایا جس طرح اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حسن ظاہری کا بھی مرقع تھے آپ علیہ السلام حسن باطنی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اس میدان میں یکتائے روزگار تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حُسن ظاہری ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے مگر ہمارے آقا ومولا تاجدار عرب وعجم کا حسن ظاہری کمال ترین درجہ کا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حُسن ظاہری اور باطنی میں آپ علیہ السلام کا کوئی شریک نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام کی اِن خصوصیات اور کمالات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بعد زمین وآسمان میں سب سے زیادہ تعریف و توصیف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہی حصّے میں آئی ہے۔ کلمہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محمدیت کو اپنی واحدانیت کی دلیل ٹھہرایا اور ارشاد فرمایا ''جس طرح میں واحد و یکتا ہوں میرا محبوب اپنے حسن و جمال اور سیرت و کردار میں یکتا ہے۔ جس کو میرے واحد ہونے کی دلیل درکار ہو وہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھ لے۔ یقین رکھو میرے محبوب علیہ السلام کی کوئی مثل ہے ہی نہیں جب اِنکی کوئی مثل نہیں تو پھر میری مثل کہاں ہوگی''

(25) اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکات

کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو مکرم مخلوق بنایا ارشاد الٰہی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 70

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝۷۰

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔''

بنی آدم کی کرامت یہ ہے کہ وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذاتی اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شکل پر پیدا ہوا ہے یعنی

(1) انسان کا گول سر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ''میم'' ہے۔

(2) انسان کے ہاتھ ''حا'' کی مانند ہیں۔

(3) انسان کا جوف دار شکم (پیٹ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دوسری ''میم'' کی طرح ہے۔

(4) انسان کے پاؤں دال کی مانند ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ ''جس کافر کو بھی دوزخ میں ڈالا جائیگا اُسکی انسانی شکل مسخ کر دی جائے گی تبدیل کر دی جائے گی اور اُسے شیطانی ہیئت یعنی شکل پر پھیر دیا جائے گا''۔ یاد رہے شیطانی شکل نہایت مکروہ اور خوفناک ہوتی ہے اس کا انسانی شکل سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ کافر کی شکل کو انسان کی بجائے شیطان کی صورت میں اس لئے بدل دیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز پسند نہیں فرمائے گا کہ انسانی شکل جو اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذاتی اسم گرامی کی شکل ہے جہنم میں جائے اور عذاب سے دوچار ہو۔ سوچنے کا مقام ہے کہ جب اللہ کریم اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اسم گرامی کی مانند انسانی شکل کو جہنم میں داخل کرے چاہے وہ کافر و مشرک ہی کیوں نہ ہو تو پھر جو انسان اسکے محبوب علیہ السلام کا فرمانبردار۔ اُمتی اور محبِّ صادق ہو اُسے کیسے عذاب دے گا ہرگز نہیں بلکہ وہ مومن صالح تو بلند مقام کا حامل ہوگا۔

ایامِ رضاعت میں واقع ہونے والے معجزات

رسول کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رضاعت کی مختصراً تشریح

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رضاعت کے دوران واقع ہونے والے معجزات بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظ رضاعت کی مختصراً تشریح بیان کر دی جائے تاکہ لفظ رضاعت کی تعریف اور تشریح ہو جائے اور یہ کہ اہل عرب کے ہاں رضاعت کا کیوں رواج تھا اور اہل عرب اسے کیوں اتنی اہمیت دیتے تھے۔

زمانہ قدیم سے اہل عرب کے ہاں کچھ روایات تھیں جنکی وہ سختی سے پابندی کرتے تھے اور ان روایات کو کسی حال میں نہیں چھوڑتے تھے۔ رضاعت بھی انہی روایات میں سے ایک روایت تھی۔ اہل عرب اور خاص طور پر سرداران قریش کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچوں کو اپنے گھروں میں پالنے کی بجائے اُنہیں رضاعت و پرورش کے لئے دور دیہاتوں کی کھلی فضاء میں شہروں کی گھٹن اور گرمی سے دور بھیج دیتے تھے۔ یوں بچے صحراؤں اور

Marfat.com

جنگلوں کے کھلے پر امن بے تکلف قدرتی فطری ماحول میں صحت مندانہ پرورش پاتے۔ اس طرز پرورش سے بچے جفاکش، حوصلہ منداور مضبوط جسمانی خوبیوں کے مالک بن جاتے۔ اُن میں ہر قسم کی برداشت، مشکل حالات کا سامنہ کرنے اور ہر حال میں صبر واستقلال کا دامن تھامے رہنے کی صلاحیتیں پیدا ہو جاتیں۔

اہل عرب بچوں کو شہری ماحول سے دور دیہاتوں میں اس وجہ سے پرورش کے لئے بھی بھیجتے کہ وہ خیال کرتے تھے اگر بچے کی پرورش گھر میں ہی ہوئی تو ہماری بیویاں ہر وقت بچوں کی دیکھ بھال میں لگی رہیں گی اور ہماری خدمت میں کمی آجائے گی۔ اہل قریش کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی شان وشوکت برقرار رکھنے کے لئے اپنی نرینہ اولاد کو جسمانی۔ دماغی، غرض ہر اعتبار سے مضبوط اور تیز تر دیکھنا چاہتے تھے تا کہ لوگ اُن کے وارث پر کسی قسم کا اعتراض اور انگلی نہ اُٹھا سکیں۔ اہل عرب اپنی زبان اور فصاحت و بلاغت پر بڑے نازاں تھے یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ خود کو عرب اور پوری دنیا کو عجم قرار دیتے تھے۔ یعنی انکے علاوہ دیگر اقوام عالم اپنی اپنی زبانیں رکھنے کے باوجود گونگے تھے۔ ایسا کہنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ زبان کوئی بھی ہو اس میں فصاحت و بلاغت وسلاست ہونی چاہیے دیگر زبانوں کی نسبت عربی زبان فصاحت و بلاغت وسلاست میں اپنا جواب آپ ہے۔ اس زبان میں ایک چیز کے ہی درجنوں نام ہیں جیسے تلوار۔ شیر اور گھوڑا وغیرہ پھر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم یا ملک میں بولی جانے والی اصل زبان شہروں میں استعمال نہیں ہوتی بلکہ یہ دور دراز دیہاتوں میں ہی بولی جاتی ہے۔ جیسے ہمارے ہاں گاؤں میں اصل زبان بولی جاتی ہے جبکہ اِسی طرح شہروں سے دور آباد قبائل عرب ہی اصل عربی زبان بولتے تھے۔

اہل عرب بچوں کو شہری ماحول سے دور دیہاتوں اور آباد قبائل میں پرورش کے لئے اِسی وجہ سے بھیجتے تھے کہ وہاں رہ کر فطری خالص اور بے تکلف اپنی زبان سیکھ سکیں۔ اس کے علاوہ شہروں میں بولی جانے والی زبان تصنع اور بناوٹ کا شکار ہوتی ہے جبکہ دیہی وقبائلی علاقوں میں بولی جانے والی زبان ہر قسم کی بناوٹ اور مصنوعی رنگ آمیزی سے پاک ہوتی ہے۔ ان علاقوں کے لوگ اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے سادہ۔ آسان اور بے تکلف زبان استعمال کرتے تھے۔ اس سلسلے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے فرمایا کرتے تھے۔'' میری عربی تم سب سے بہتر ہے۔ میں قریشی ہوں اور میں نے بنی سعد میں پرورش پائی ہے۔''

سیرت حلبیہ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 89

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے آپ علیہ السلام سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سُن کر ارشاد فرمایا:۔

''زبان دانی میں میرا کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ میں قریشی ہوں اور میں نے بنوسعد میں پرورش پائی ہے۔''

مختصراً اہل عرب مذکورہ وجوہات کی بنا پر اپنے بچوں کو دیہاتوں اور قبائل میں پرورش کے لئے بھیجا کرتے تھے ایسا نہ کرنے والوں کو اُن کے ہاں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ دوسری طرف دیہی اور قبائلی علاقوں کی عورتیں اسی روایت و رسم کے پیش نظر اکثر شہروں سے بچے لے جا کر انکی خاص انداز میں پرورش کیا کرتی تھیں۔ یہ اُن کا باقاعدہ کاروبار تھا یوں وہ اچھی خاصی آمدنی حاصل کر لیتیں۔

عرب میں ہر سال دو مرتبہ یعنی موسم ربیع اور موسم خریف میں مکہ کے اطراف میں آباد قبائل کی عورتیں جنکی اپنی اولاد دودھ پیتی ہوتی مکہ مکرمہ آ کر یہاں سے نوزائیدہ بچوں کو پرورش کے لئے اپنے ہمراہ لے جاتیں اور انکی خاص عرصہ تک مخصوص انداز میں پرورش کرنے کا فریضہ سرانجام دیتی تھیں۔

(26) ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزادی معجزہ مصطفٰے علیہ السلام تھا

حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابولہب کی زر خرید لونڈی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو ولادت پاک کے بعد چند یوم انہوں نے دودھ پلایا جسکی برکت اور انعام میں اُنکو ابولہب سے آزادی حاصل ہوئی۔ جمہور اہل سیر رحمہما اللہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اس بات پر متفق ہیں کہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو دودھ پلانے کی سعادت عظمٰی حاصل ہوئی وہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنا ایک بیٹا اُس وقت شیر خواری کی حالت میں تھا جب اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو دودھ پلانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اُنکے بیٹے کا نام مسروح تھا۔ اصحاب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو سات یوم تک دودھ پلایا۔ اُس سے پہلے حضور علیہ السلام سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرماتے رہے۔ بعض سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ سعادت دو روز تک حاصل رہی پھر یہ عظیم سعادت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصے میں آئی (واللہ اعلم) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابوسلمہ مخزومی۔ عبداللہ بن جحش اسدی، مسروح اور رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے درمیان اخوت رضاعیہ اسی وجہ سے تھی کہ ان سب نے حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایامِ رضاعیت میں دودھ پیا تھا۔

جس رات فخر کونین صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھیں۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کی ولادت مبارک کی خوش خبری ابولہب کو سنائی تو اُس نے فوراً اپنی دائیں ہاتھ کی شہادت والی اُنگلی سے اشارہ کرتے ہوئے حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا جاؤ تم آزاد ہو۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غلامی سے آزادی مل جانا حضور علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

Marfat.com

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں ابولہب نے اپنی لونڈی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (متوفی 7ھ) کو آزاد کر دیا تھا اس واقعہ کو ایک زمانہ بیت گیا یہاں تک کہ ابولہب لعین مر گیا۔ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ابولہب کے حقیقی بھائی تھے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ابولہب کی وفات کے بعد ایک رات اُسے خواب میں دیکھا اسکی حالت سخت خراب تھی وہ جہنم کا ایندھن بنا جل رہا تھا۔ میں نے اُس سے سوال کیا سناؤ کس حال میں ہو؟

ابولہب نے جواب دیا جس روز سے میری کشتی حیات گرداب ممات میں پھنسی ہے۔ اس وقت سے سخت عذاب کے سمندر میں گرفتار ہوں البتہ ہر دوشنبہ کی رات (پیر کی رات) کو میرے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ "جس اُنگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی ثویبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ سُن کر آزاد کیا تھا اس انگلی سے کچھ پینے کو مل جاتا ہے (جسکی وجہ سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے)

صحیح بخاری۔ جلد۔ 2۔ صفحہ۔ 764

یہ نبی کریم رؤف الرحیم علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کا معجزہ ہے کہ ابولہب جیسے کمینہ صفت دشمن اسلام کے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔

اہم نکتہ

یہاں ایک نہایت ہی قابل غور اہم نکتہ کی وضاحت کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں وہ یہ کہ ائمہ و محدثین کرام رحمہما اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک کافر وہ بھی ایسا جسکی مذمت میں خالق کائنات نے قرآن مجید فرقان حمید میں بڑے سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے اسے ایندھن جہنم قرار دیا ہے ہمارے آقا سید انس و جان فخر کونین تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کر دیتا ہے تو بدلے میں اللہ تعالیٰ اسکے شدید عذاب جہنم میں تخفیف فرما دیتا ہے۔ تو اس مومن عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خوش بختی۔ درجات کی بلندی اور مقام محبوبیت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جو ہر روز اپنے آقا و مولا پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ صدقہ خیرات کرتا ہے اور حضور علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کی خوشی کا دن بڑے احترام سے مناتے ہوئے اپنی ہر چیز اس بے کسوں کے کس غریبوں کے والی یتیموں کے مولا علیہ السلام کے اسم پاک پر قربان کر دیتا ہے۔

(27) حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صحت مند ہو جانا معجزہ مصطفٰے علیہ السلام تھا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بنت ابو ذویب عبداللہ بن حارث اور حارث بن عبدالعزیٰ بن

رفاعہ کی اہلیہ تھیں۔ قبیلہ سعد سے تھیں جو قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ تھا۔ ''روض الانف'' میں صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ''حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالعزیٰ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے بعد مکہ مکرمہ آئے اور مشرکین کے بہکانے کے باوجود انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس پر خوب ثابت قدم رہے''۔ ظاہر ہے کہ اپنے شوہر کے قبول اسلام کے ساتھ ہی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یقیناً اسلام قبول کرلیا اس طرح ان کے شرف صحابیت میں کوئی شک نہیں۔ سال وفات کے بارے میں کتب میں صراحت نہیں ملتی) کے حالات میں اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنی سعد سخت ترین قحط کا شکار تھا چرند۔ پرند۔ انسان اور گھاس وغیرہ تک کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ گویا سب نیم مردہ ہیں۔ پستانوں میں دودھ، جنگل میں درخت اور گھاس سب خشک ہو چکے تھے۔ چوپائے اس حد تک لاغر ہو چکے تھے کہ اُنکا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ جسموں پر گوشت تک سوکھ چکا تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اہل قبیلہ جنگلوں میں مارے مارے پھرتے درختوں کی چھال اور گھاس کی جڑیں وغیرہ جو میسر آتیں اُنہیں کھا کر پیٹ کی آگ بجھاتے میں اس حال میں بھی اللہ کا شکر ادا کرتی تھی۔ حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ کبھی تین روز اور کبھی اس سے بھی زیادہ فاقوں میں گزر جاتے۔ ایک مرتبہ تین روز تک کھانے کو کوئی چیز نہ مل سکی اُن دنوں میں اُمید سے تھی سخت بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو گئی عین اُسی وقت مجھ پر وضع حمل کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس طرح ایک ہی وقت میں شدید بھوک اور وضع حمل کی کیفیت نے مجھے اس حد تک نڈھال کر دیا کہ میں زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میری یہ کیفیت بھوک کی وجہ سے ہو رہی ہے یا دردِ زہ کی وجہ سے میرے ہوش وحواس اس حد تک گم ہو گئے کہ نظروں میں زمین وآسمان کا فرق کرنا ہی محال ہو گیا۔ دن رات میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا اُس رات میں صحرا میں تھی شدید کرب کے باوجود میری آنکھ لگ گئی۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے مجھے اُٹھا کر ایسے پانی میں غوطہ دیا جو دودھ کی مانند سفید تھا اور مجھے کہا اس پانی کو خوب جی بھر کر پیو تا کہ تیری چھاتیوں میں کافی دودھ بھر جائے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ کائنات ارض وسماء کی سرمدی اور ابدی دولت تیری گود میں آنے والی ہے۔ میں نے جی بھر کر وہ دودھ سے زیادہ شیریں اور سفید پانی پیا۔ وہ پانی اسقدر خوش ذائقہ تھا جسکا مزہ میں ساری عمر محسوس کرتی رہی۔ پھر اُس شخص نے مجھ سے پوچھا اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جانتی ہو میں کون ہوں؟ میں نے جواب دیا نہیں۔ وہ بولا میں تیرا صبر وشکر ہوں جسے تو نے کسی بھی حال میں نہیں چھوڑا۔ اس شخص نے کہا اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو عنقریب وادی بطحا مکہ میں جا کر رزق اور دین ودنیا کی وسعت حاصل کرو گی۔ وہاں سے باعث ارض وسماء روشنی اور نور ضیاء کو ہمراہ لے کر آؤ گی۔ مگر یاد رکھو اس واقعہ کو اُس وقت تک پوشیدہ رکھنا جب تک تجھے میری بتائی ہوئی تمام نعمتیں میسر نہ آ جائیں۔ اِسکے بعد اُس شخص نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور یہ کہا۔

Marfat.com

"زاد الله لک الرزق و اجهر اللبن".

"اللہ تعالیٰ تیرے دودھ کو زیادہ کرے اور تجھے کشادہ رزق عطا فرمائے۔"

حضرت حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں میں جب بیدار ہوئی تو وضع حمل ہوا میری دونوں چھاتیاں دودھ سے بھری ہوئی تھیں ہر قسم کی تکلیف دور ہو چکی تھی جبکہ قبیلے کے دوسرے لوگ بدستور پہلی حالت میں ہی تھے۔ دوسرے روز جب مجھے اہل قبیلہ نے دیکھا خاص طور پر عورتوں نے تو مجھ سے کہا اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ایک دم یہ تیری جسمانی حالت کیسے بدل گئی تو ہماری طرح نہایت کمزور اور لاغر تھی مگر اب تیری حالت یہ ہے جیسے تو کسی ملک کے حاکم وسلطان کی بیٹی ہے جو نہایت صحت منداور خوش وخرم ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی سوال کا جواب نہ دیا کیونکہ مجھے نعمت عظمیٰ حاصل ہو جانے سے پہلے اس راز کو افشاں کرنے کی اجازت نہیں تھی میں ہر ایک کا سوال سنتی اور خاموش رہتی اسی اثنا میں میرے قبیلہ والوں نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تا کہ وہاں سے قریش کے بچے رضاعت کیلئے ہمراہ لا کر حاصل شدہ اُجرت سے گزر اوقات کر سکیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے خاندان کے ہمراہ اہل قبیلہ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہونے کو تیار ہو گئیں۔ اس قدر شدید ترین قحط سالی میں جبکہ ہر جاندار اور شجر وگھاس تک نیم مردہ حالت کو پہنچ چکے تھے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جسمانی کیفیت کا پہلے سے بھی اچھی حالت میں آ جانا حضور علیہ السلام کی نسبت سے آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

(28) حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مکہ مکرمہ میں آمد اور واپسی کے دوران معجزات کا ظہور

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبیلہ بنو سعد جہاں عرب بھر میں اپنی شجاعت، دلیری اور ناموری کے سبب مشہور تھا وہاں اہل قبیلہ کی شرافت، نجابت اور انسانی اوصاف اپنی مثال آپ تھے۔ یہ قبیلہ اہل عرب میں موجود قبائلی نظام کی خرابیوں سے بہت حد تک محفوظ پہاڑی اور صحرائی بود وباش کی وجہ سے اپنا خاص مزاج رکھتا تھا۔ مختصراً سعادت اس قبیلے پر غالب تھی۔ دستور کے مطابق موسم بہار میں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہل قبیلے کی دیگر عورتوں کے ہمراہ جنکی تعداد بعض روایات کے مطابق دس تھی مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئیں تا کہ وہاں سے نوزائیدہ بچوں کو پرورش کے لئے ہمراہ لا کر اُنکی اجرت سے حاصل شدہ رقم سے سال بھر کا خرچہ حاصل کر سکیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ دیگر عورتیں کسی حد تک خوش حال تھیں۔

قبیلہ بنی سعد کے اس مختصر قافلے میں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ غریب تھیں انکے پاس سواری کیلئے ایک گدھا اور ایک اونٹنی تھی وہ دونوں جانور سخت قحط سالی کی وجہ سے ہڈیوں کا ڈھانچہ تھے انکے جسم پر گوشت برائے نام ہی رہ گیا تھا۔ جب یہ مختصر قافلہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا تو دوسرے ساتھی اپنی تیز رفتار سواریوں کی بدولت

Marfat.com

دیکھتے ہی دیکھتے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آگے نکل گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاوند اور بچے کے ہمراہ نہایت اداس کیفیت میں سفر جاری رکھے ہوئے تھیں کمزور اور لاغر گدھے اور اونٹنی کے ساتھ دوسری عورتوں کی طرح جن کے پاس تیز رفتار سواریاں تھیں ساتھ دینا ممکن نہیں تھا۔ دِل میں بار بار خیال آ رہا تھا کہ قبیلے کی دیگر عورتیں پہلے شہر پہنچ کر امیر گھرانوں کے بچے حاصل کرلیں گی میرے حصّے میں جو بچہ آئے گا وہ یقیناً غریب گھر کا ہوگا اس لئے مزید پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مجبوری کے تحت انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا اور یہ سوچ کر چلتی رہیں کہ دیکھیں پردہ غیب سے ہماری قسمت میں کیا آتا ہے۔ دوسری طرف قبیلے کی دیگر عورتیں پہلے شہر میں پہنچ کر امیر گھرانوں کے بچے حاصل کر چکی تھیں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب شہر میں پہنچی تو کافی دیر ہو چکی تھی انہوں نے کسی نومولود بچے کی تلاش شروع کر دی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معجزانہ دیدارِ مصطفٰے علیہ السلام

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب میں مکہ شہر میں داخل ہوئی تو سخت جدوجہد کے باوجود کسی امیر گھرانے سے کوئی نوزائیدہ بچہ حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ میرے قبیلے کی دوسری عورتیں جو تیز رفتار سواریوں پر مجھ سے پہلے شہر پہنچ چکی تھیں سب بچے حاصل کرنے کے بعد واپسی کی تیاری کر رہی تھیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مایوسی کے عالم میں اپنے شوہر کے پاس واپس آئیں اور ساری صورتِ حال سے اسے آگاہ کیا۔ حارث نے یہ سُن کر کہا اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) خالی ہاتھ واپس جانے سے بہتر ہے کہ اُسی یتیم بچے کو لے آؤ جسے دوسری عورتیں یتیم خیال کرتے ہوئے چھوڑ گئی ہیں مجھے اُمید ہے اللہ اس بچے کے صدقے ہماری غربت کے ایام خوشحالی میں بدل دے گا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شوہر سے مشورہ کرنے کے بعد محلّہ بنو ہاشم میں پہنچی تو دیکھا حضرت عبدالمطلب گھر کے دروازے کے باہر کھڑے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پہلے سے ہی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتظار کر رہے ہیں۔ السیرۃ النبویہ میں ہے کہ قدرت نے پہلے ہی حضرت عبدالمطلب کو اشاروں اور پھر ان الفاظ میں بتا دیا تھا کہ آپ علیہ السلام کی آیا حلیمہ ہی ہوگی۔ وہ الفاظ یہ تھے

ترجمہ:۔ ''بے شک آمنہ کے لال امین و کریم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) برگزیدہ خلائق ہیں اور کائنات میں سب اچھوں سے اچھے ہیں۔ حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے علاوہ کوئی انکی آیا'' نہیں ہے۔ وہ ایک ایمان دار بہترین خاتون ہے جو ہمارے ابرار (محبوب) کی نگہداشت اور پرورش کرے گی۔ وہ (حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہر فحش عیب اور غلط کاری سے پاک ہے۔ وہ پاک دامن ہے اور اسکا کردار نہایت مضبوط ہے۔ اسکا تعلق قبیلہ بنی سعد سے ہے۔ ہمارے اس محبوب (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) کو اس کے علاوہ کسی اور کے سپرد نہ کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے

Marfat.com

خاص حکم ہے۔''۔

سیرۃ النبویہ۔جلد۔1۔صفحہ۔47

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان ربانی ارشادات کے بعد حضرت عبد المطلب مطمئن ہو گئے اور اُن کے دل پر بنی سعد کی دیگر عورتوں کی طرف سے یتیم بچے کو چھوڑ کر چلے جانے کا ملال جاتا رہا۔ ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ بے چاری عورتیں میرے بیٹے کو چھوڑ کر نہیں جا رہیں بلکہ یہ تو قدرت کی طرف سے ہو رہا ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسے ہی حضرت عبد المطلب کے قریب پہنچی اور درِ یتیم کو حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت عبد المطلب نے فرمایا۔ تمہارا کیا نام ہے اور کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہو؟ حلیمہ نے جواب دیا میرا نام حلیمہ ہے اور میں قبیلہ بنوسعد سے تعلق رکھتی ہوں۔ حضرت عبد المطلب یہ جواب سُن کر مسکرائے اور فرمایا۔

''دونوں نام مبارک ہیں جو حلم اور سعادت پر دلالت کرتے ہیں۔''

اے خوش قسمت خاتون گھر کے اندر جاؤ اور دنیا بھر کی رحمتیں اور سعادتیں اپنے دامن میں بھر لو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت احتیاط سے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کائنات کے مالک تاجدارِ عرب وعجم بے کسوں کے کس بے سہاروں کے سہارا نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دولت کدہ میں داخل ہوئی تو فرماتی ہیں کہ ''سب سے پہلے ایسی مسحور کن خوشبو نے میرا استقبال کیا جس کا بیان انسانی زبان سے باہر ہے۔ اس خوشبو نے مجھ پر بے خودی کی کیفیت طاری کر دی۔ میں نے دل کو سنبھالا اور آگے بڑھی دیکھا کائنات کے دولہا صاحب لولاک محبوب کبریا تاجدار کائنات ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سبز ریشمی بستر پر سفید شفاف روئی کا لباس زیبِ تن فرمائے معجزانہ شان سے محو استراحت تھے۔ جسم اطہر سے اٹھنے والی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ چہرہ اقدس پر نظر پڑی تو دم بخود رہ گئی عقیدت۔ پیار ومحبت اور جلال مبارک نے پاؤں پکڑ لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور دیدہ ودل میں اُتر گیا۔ اپنے ہوش وحواس پر قابو نہ رکھ سکی کیونکہ ایسی نورانی صورت مبارک نہ پہلے کبھی دیکھی اور نہ ہی فہم وادراک میں تھی۔ یہ سب کچھ معجزانہ دیدار مصطفٰے علیہ السلام کا کمال تھا۔ محبت نے جوش مارا اور پاس ادب سے کہ کہیں کائنات کے مالک جاگ نہ پڑیں بڑی آہستگی سے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مبارک آنکھیں کھولیں اچانک نور کا ایک شعلہ نکلا جو پرواز کرتا ہوا آسمان کی طرف بلند ہو کر غائب ہو گیا''۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''اب مزید برداشت کی طاقت نہ رہی میں نے فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گود میں اٹھا لیا چہرہ اقدس پر بوسہ دیا اور فرحت ومحبت کے تحت آپ علیہ السلام کو دودھ پلانا شروع کر دیا۔ یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ مبارک تھا کہ میری چھاتیوں میں جو بھوک پیاس سے سوکھ چکی تھیں دودھ ایسے موجزن ہو گیا جیسے گویا دودھ کے سوتے پھوٹ رہے ہوں۔'' حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی یہ کیفیت دیکھ کر قدرت کی اس نعمت عظمٰی عطا ہونے پر سرتاپا تشکر بن گئی۔ خوشی کے مارے اُسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تم میرے یتیم شہزادے کو پالنا پسند کرو گی؟" حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی جی ہاں میری سردار میں ہر حال میں کائنات کے اس مالک کی پرورش کرنا اپنے لئے صد افتخار خیال کرتے ہوئے ضرور کروں گی۔ پھر سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "میرے پاس اس خدمت کی اجرت ادا کرنے کیلئے بہت زیادہ مال نہیں ہے بس اللہ تعالیٰ ہی تجھے اس خدمت کا اجر عطا فرمائے گا" حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اللہ کی قسم میں اس بچے کو کسی اجرت کی لالچ میں نہیں لے جا رہی بلکہ اسے دین و دنیا کی بھلائی سمجھتے ہوئے لے جا رہی ہوں۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جواب سُن کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطمئن ہو گئیں اور حضور علیہ السلام کو نہایت محبت کے ساتھ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد فرما دیا۔

الخصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 138 ,137
سیرۃ النبویہ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 47 و
معارج النبوت۔ جلد۔ 2۔ صفحہ۔ 113 ,112 ,111
شواھد النبوۃ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 61 ,60

(29) حجرِ اسود کا آپ علیہ السلام کے مبارک لبوں کو چومنا حضور علیہ السلام کا معجزہ تھا

حضرت حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اجازت لے کر اپنی جھولی کونین کی تمام دولت سے بھرے نہایت خوش وخرم اپنے خاوند کے پاس آ گئی۔ کائنات کے مالک و مختار کو اپنے سینے سے لگائے اپنے خاوند حارث سے یوں مخاطب ہوئی۔ "اے حارث ہماری قسمت جاگ اٹھی اللہ نے مجھے وہ عظیم دولت عطا فرمائی ہے جس کے سامنے کائنات کی ہر چیز کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔ مجھے جو برکت و نعمت عطا ہوئی ہے آج تک کسی آیا کو نصیب نہیں ہوئی۔ اب جلدی سامان اٹھاؤ اور واپسی کی تیاری کرو"۔ حارث نے اپنی اونٹنی کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس کے پستان دودھ سے یوں بھرے ہوئے تھے گویا کہ ابھی پھٹ جائیں گے۔ حارث نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور سب نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اُدھر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے کو اپنا دودھ پلایا جس سے وہ بھی سیر ہو گیا۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حارث نے کہا اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم بہت ہی خوش قسمت ہیں تو ایسے فرزند ارجمند کو لائی ہے جو دنیا کی تمام برکتوں کا منبع ہے۔ حضرت حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں واپس جانے سے پہلے اس شہزادہ کو ساتھ لے کر بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہتی

Marfat.com

ہوں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو گود میں لئے صحن کعبہ میں داخل ہوئیں تو تمام بت زمین بوس ہوگئے جب بیت اللہ کے سامنے پہنچی تو یہ دیکھ کرانکی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو حجرِ اسود کا بوسہ دلوا دوں اس مقصد کیلئے وہ حجرِ اسود کے قریب پہنچی مگر حجرِ اسود خود بخود اپنی جگہ سے باہر نکل آیا اور یوں آگے بڑھ کر حضور علیہ السلام کے لب مبارک چُوم لئے اور پھر خود بخود اپنی جگہ واپس دیوار بیت اللہ شریف میں چلا گیا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا یہ معجزہ مبارک دیکھ کر دم بخود رہ گئیں۔ یہ میرے آقا و مولا فخرِ کونین تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی ذات اقدس کا وہ معجزہ تھا جو ابتداءِ عمر میں پیش آیا جبکہ آپ علیہ السلام ابھی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تھے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کلام کا اردو ترجمہ تحریر کر رہا ہوں۔

ترجمہ:۔ ''روایت ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو اپنی گود میں لے کر بیت اللہ شریف میں بتوں کے قریب تشریف لے گئیں تو ھُبل اور دوسرے بُت رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی تعظیم میں سرنگوں ہوگئے۔ پھر جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو لے کر حجرِ اسود کے قریب پہنچی تا کہ حضور علیہ السلام سے حجرِ اسود کو بوسہ دلوا سکیں تو حجرِ اسود اپنی جگہ سے نکل کر آپ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے چہرہ اقدس کے ساتھ چمٹ گیا۔ گویا حجرِ اسود نے یوں خود بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے چہرہ انور کا بوسہ لے لیا۔''

تفسیر مظہری۔ جلد۔6۔ صفحہ۔528
الخصائص الکبریٰ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔138

(30) اونٹنی کا فربہی اور تیز رفتار ہونا معجزہ مصطفےٰ علیہ السلام تھا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو ہمراہ لئے بیت اللہ کی زیارت سے فارغ ہوئیں اور وہاں پیش آنے والے معجزات دیکھ کر محوِ حیرت واپس اپنی ٹھہرنے کی جگہ پر آئیں اپنے خاوند حارث کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔ حارث نے بیوی سے کہا یہ فرزند ارجمند نہایت ہی اعلیٰ اور بلند شان والا ہے جنکی بدولت یہ تمام حیرت میں ڈالنے والے واقعات رونما ہو رہے ہیں اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جلدی کرو اور قبیلے کی طرف واپسی کا سفر شروع کریں تمام پیش آنے والے واقعات کا کسی سے ذکر مت کرنا ورنہ لوگ حسد کی وجہ سے اس عظیم ہستی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے مجھے اُمید قوی ہے اس عظیم المرتبت شخصیت کی وجہ سے ہمیں دونوں

Marfat.com

جہانوں کی راحتیں نصیب ہوں گی۔

دُوسری طرف بنو سعد کی خواتین جو مکہ مکرمہ کے امیر لوگوں کے بچے حاصل کر چکی تھیں انہوں نے واپسی پر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتظار کی زحمت گوارا نہ کی اور واپسی کے لئے روانہ ہوگئیں انکا خیال تھا کہ حلیمہ کی سواری اسقدر کمزور ہے کہ ہماری سواریوں کا ساتھ نہیں دے سکتی اسلئے انتظار کرنا بے کار ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند حارث نے اونٹنی پر کجاوہ کسا اپنے گدھے کو تیار کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچہ سوار ہو کر اپنے قبیلے کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ جیسے ہی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اونٹنی پر اپنی گود میں لیا اونٹنی نے فوراً بیت اللہ کی طرف رخ کر کے شکرانے کے طور پر تین سجدے کئے پھر اپنا منہ آسمان کی طرف اُٹھایا اور چل پڑی۔ ابھی تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اونٹنی نے یوں فراٹے بھرنا شروع کر دیئے کہ گویا جیسے زمین اُس کے سامنے سمٹتی جا رہی ہو اور وہ ہوا سے باتیں کر رہی ہے۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محسوس کیا کہ اونٹنی کا جسم فربہ ہو گیا ہے۔ ہر قسم کی کمزوری جاتی رہی ہے اور یوں اونٹنی گوشت پوست سے آراستہ ہوگئی ہے۔ اس طرح وہ نہایت خوبصورت اور خوش نما ہوگئی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور انکے شوہر حارث حیرت اور مسرت سے شادمان ہوگئے انکی آنکھوں سے خوشی کے آنسوؤں کی جھڑی جاری ہوگئی فوراً سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ کا معجزہ ہے کہ ہمیں یہ نعمتیں حاصل ہو رہی ہیں۔ ورنہ کہاں ہماری یہ مریل اونٹنی اور گدھا اور کہاں اس کی تیز رفتاری، جسم کی خوبصورتی اور صحرا کے سینہ کو یوں چیرتے جانا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری نے تھوڑی ہی دیر میں قافلے کی ان عورتوں کو "وادی سرر" میں جا لیا جو اُس سے بہت پہلے اپنی صحت مند سواریوں پر مکہ مکرمہ کے امیر لوگوں کے بچے لئے روانہ ہو چکی تھیں۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری ان کے قریب سے گزری تو وہ تمام عورتیں سواری کی تیز رفتاری کو دیکھ کر سخت پریشان ہوئیں۔ انکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آیا یہ وہی سواری ہے جو بھوک اور کمزوری کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتی تھی اور اب اسکی کیفیت یہ ہے کہ ہوا سے باتیں کر رہی ہے۔ سب عورتوں نے یک زبان پُکار کر کہا اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی سواری کی باگ کھینچو تا کہ ہم تیرا ساتھ دے سکیں ہمیں بتاؤ کہ یہ وہی سواری ہے جو مکہ مکرمہ جاتے وقت کمزوری کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتی تھی۔ اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو نے سواری بدل لی ہے؟ حضرت حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عورتوں کی بات سن کر جواب دیا۔

"سواری تو وہی ہے البتہ سوار بدل گیا ہے۔ اس عظیم بچے کی برکت سے مجھے یہ تمام نعمتیں ملی ہیں یہ وہی بچہ ہے جسے تم یتیم سمجھ کر چھوڑ آئی تھیں جبکہ میں نے انہیں اپنا مقدر اور سب کچھ سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔ میں اپنی قسمت پر نازاں ہوں میرے ہاتھ دین و دنیا کی تمام دولت آ گئی ہے۔ یہ سب کچھ اس وجود مسعود (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا معجزہ ہے"۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری دیگر ہم سفر ساتھی عورتوں کی سواریوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی قبیلہ

Marfat.com

سعد میں بہت پہلے پہنچ گئی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو گود میں اٹھایا اونٹنی کو اسکی جگہ باندھا اور اندر چلی گئیں۔ اُنکی خواہش تھی کہ اس عظیم نعمت کو جس قدر ممکن ہو سکے لوگوں کی نظروں سے بچا کر پرورش کروں تا کہ کسی دشمن سے کوئی خطرہ یا نقصان کا اندیشہ جاتا رہے۔

(31) حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر برکات کا گہوارہ بن گیا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جس دن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہوئی اُسی روز سے میرا گھر کائنات کی برکات کا گہوارہ بن گیا۔ اہل خانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے شب وروز ایسے ایسے معجزات دیکھے جو احاطہ قلم سے باہر ہیں۔ فرماتی ہیں ''جس روز ہم مکہ مکرمہ سے واپسی پر پہلے ہی روز اپنے گھر داخل ہوئے میں دولہا کائنات کو لے کر کمرے میں بیٹھ گئی تا کہ دودھ پلاسکوں میں نے اپنا ایک پستان حضور علیہ السلام کے مبارک منہ میں دیا آپ علیہ السلام نے حسب ضرورت دودھ نوش فرمایا اور پھر پستان کو چھوڑ دیا۔ میری چھاتیوں میں دودھ ایسے موجزن تھا گویا جیسے چشمے ابل رہے ہوں میں نے فوراً دوسرا پستان آپ علیہ السلام کی طرف بڑھایا تا کہ اگر آپ علیہ السلام کچھ اور بھوک محسوس کر رہے ہوں تو اُس سے دودھ نوش فرمائیں یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضور علیہ السلام نے اس پستان کی طرف توجہ ہی نہ فرمائی میں سمجھ گئی کہ آپ علیہ السلام نے اُسے اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ میرا بیٹا یعنی آپ علیہ السلام کا رضاعی بھائی دودھ پیئے اتنی سی عمر میں ہی کمال مساوات کا یہ عظیم مظاہرہ تھا جو کسی نبی کا معجزہ ہی ہوسکتا ہے ورنہ شیر خواری کی عمر کیا اور مساوات کا یہ عمل۔ اُس روز سے لے کر جب تک حضور علیہ السلام میرا دودھ نوش فرماتے رہے یہی عادت کریمہ برقرار رہی''۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کائنات کی سب سے عظیم، حسین ترین اور جمال کی بے مثال شخصیت کی محبت اور الفت میں یوں گرفتار ہوگئیں کہ انکے علاوہ کسی دوسری چیز کا ہوش ہی نہ رہا یہاں تک کہ اپنے حقیقی بیٹے کو بھی بھول گئی۔ خاوند حارث نے شام تک حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حالت کا مشاہدہ کیا پھر حیرت کی اسی حالت میں حسب معمول ایک چھوٹا سا برتن اٹھایا اور اونٹنی کے پاس گیا تا کہ اُس کا دودھ حاصل کر سکے چند ہی لمحوں میں حارث کو اندازہ ہوگیا کہ آج تو اونٹنی کے تھنوں میں دودھ کے چشمے رواں ہیں۔ وہ برتن دودھ سے بھر گیا تو حارث دوسرا برتن اُٹھا لایا مگر وہ بھی فوراً دودھ سے بھر گیا۔ تیسرا برتن لایا تو وہ بھی دودھ سے بھر گیا۔ حارث نے آہستہ آہستہ گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر لیئے مگر اونٹنی کے دودھ میں کوئی کمی نہ آئی۔ قربان جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رحمت کے وہ لوگ جو دودھ کی بوند بوند کو ترسا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے صدقے اور معجزہ مبارک کے طفیل دودھ کے اس اُبلتے چشمے کو دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ مسرت وشادمانی صرف اہل گھرانہ کے چہروں سے ہی نمایاں نہ تھی بلکہ انکے جسم کا ہر ہر بال اُس میں شامل تھا۔ حضرت حلیمہ اور انکے شوہر ابھی اس کیفیت سرور کی حالت میں ہی تھے کہ انہوں نے دیکھا ریوڑ

Marfat.com

میں سے ایک بکری الگ ہو کر سیدھی دُرِّ یتیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نزدیک آئی اور اپنا سر تاجدار عرب بے کسوں کے کس فخر کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قدموں میں رکھ کر سجدہ ریز ہوگئی اور کافی دیر تک عقیدت واحترام کی اِسی حالت میں رہی۔ دونوں میاں بیوی یہ منظر دیکھ کر خود بھی محبت وعقیدت کے سمندر میں یوں مستغرق ہو گئے کہ انکو دنیا جہاں کا ہوش ہی نہ رہا۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند حارث نے کہا۔

''اللہ کی قسم اے حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو نے بڑی ہی برکت والی روح حاصل کر لی ہے۔''

اُدھر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حالت محویت سے نکل کر اپنے شوہر سے کہا تم بالکل ٹھیک کہتے ہو مجھے سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس عظیم فرزند کی جوشان ولادت مبارکہ سے پہلے اور بعد میں بتائی تھی اسکی روشنی اور موجودہ ظاہری مشاہدات کو دیکھتے ہوئے میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ آپ علیہ السلام جیسا بچہ کائنات میں نہ پہلے کبھی ہوا ہے نہ کسی عورت نے جنا ہے اور نہ ہی قیامت تک کسی کو نصیب ہوگا یعنی پیدا نہیں ہو گا۔ یہ تمام برکتیں۔ نعمتیں اور سعادتیں اس عظیم بچے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات ہیں۔

خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ 137-136،

السیرۃ النبویہ، دحلان۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 49،

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 30،

شواھد النبوۃ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 62،

معارج النبوت۔ جلد۔ 2۔ صفحہ۔ 120, 119۔

(32) قبیلہ بنو سعد کے پورے علاقے پر برکات کا ظہور

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبیلہ بنی سعد میں آمد مبارک سے صرف حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر ہی برکات کا گہوارہ نہ بنا بلکہ اس گھر سے اٹھنے والی برکات اور سعادتوں نے پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بنی سعد کا پورا علاقہ کشت زعفران بن گیا ہر سمت بہار۔ رونقیں اور خوشیاں ہی خوشیاں پھیل گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حُسن مبارک نے قبیلے کے ہر چھوٹے بڑے کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ جو بھی اس حسن عالم کو ایک نظر دیکھتا محو ہو کر رہ جاتا۔ لوگوں کے دلوں میں حضور علیہ السلام کی محبت اور الفت نے گھر کر لیا۔ ہر ایک آپ علیہ السلام کا عقیدت مند نظر آتا۔ سبحان اللہ۔ معجزات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکات کا یہ عالم تھا کہ قبیلے میں سے جو کوئی بیمار ہو جاتا یا کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا تو وہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دست حق پرست اپنے جسم پر پھیرتا تو فوراً اللہ تعالیٰ اُسے شفاء بخش دیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسی عمر میں مرجع خلائق بن گئے۔ آپ علیہ السلام کی ذات مقدسہ سے چھو

Marfat.com

جانے والا دنیا کی تمام برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہر قسم کی بیماری و پریشانی سے نجات حاصل کر لیتا۔ حضرت امام احمد ذینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے اپنی مشہور زمانہ کتاب السیرۃ النبویہ میں یوں لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں حضور علیہ السلام کا پیار اور برکت کا اعتقاد اس حد تک ڈال دیا کہ جب کوئی قبیلہ بنو سعد میں سے بیمار ہوتا یا کسی دوسری تکلیف یا مشکل میں گرفتار ہو جاتا تو وہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جبکہ آپ علیہ السلام دودھ نوش فرمانے کی عمر مبارکہ میں تھے۔ آپ علیہ السلام کا مبارک ہاتھ پکڑ کر تکلیف کی جگہ پھیرتا یا اللہ سے دُعا کرتا تو خالق کائنات اُسی وقت اُسے شفاء عطا فرما دیتا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تھا اِسی لئے آپ علیہ السلام کے معجزات کا اِسی چھوٹی سی عمر میں ظہور ہونا شروع ہو گیا۔

(33) بنو سعد کی چراگاہوں کا معجزانہ سرسبز ہونا

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں قبیلہ بنو سعد سخت قحط سالی کا شکار تھا۔ قحط کی وجہ سے دُور دُور سبزے کا نام و نشان نہ تھا یہاں تک کہ مال مویشیوں کا دودھ تک خشک ہو چکا تھا ہر طرف ویرانی کا راج تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلے کی دوسری عورتوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئی تا کہ وہاں سے پرورش کے لئے بچے لا سکے قسمت نے حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فخر کائنات صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی دائی بننے کا شرف عظیم عطا فرمایا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال کو لے کر واپس بنی سعد پہنچی تو اسکی تقدیر ہی بدل گئی کائنات کی ہر خوشی و مسرت نے اسکے گھر کو مالا مال کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے صدقے دوسری نعمتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھیڑ بکریوں میں بڑی برکت عطا فرمائی۔ صُبح کو جانور چراگاہ میں جاتے اور شام کو جب واپس آتے تو بھیڑ بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے تھے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسب ضرورت بھیڑ بکریوں سے دودھ نکال لیتی۔ قبیلے کے دوسرے لوگ یہ دیکھ کر اپنے چرواہوں کو حکم دیتے کہ تم بھی ریوڑ اس جگہ لے جایا کرو جہاں حلیمہ کا ریوڑ جاتا ہے وہ حسب حکم ایسا ہی کرتے مگر جب شام کو واپس آتے تو بھیڑ بکریوں کی کیفیت پہلے جیسی ہوتی یہ دیکھ کر اہل قبیلہ اپنے چرواہوں پر ناراض ہوتے اور اُنکو سخت سُست کہتے۔ بار بار اُن چرواہوں سے پوچھتے کہ ابو ذویب یعنی حلیمہ کی بھیڑ بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے ہیں جبکہ ہماری بھیڑ بکریوں کے تھن اُسی طرح خشک ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ہمارے ریوڑ کہیں اور لے جاتے ہو۔ تمام چرواہے جواب دیتے ہم یقین سے کہتے ہیں کہ تمام جانور ایک ہی جگہ چرتے ہیں مگر ایسا ہونے کی وجہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتی۔ اہل قبیلہ کے دلوں

میں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف حسد پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے صدقے قبیلہ کے تمام جانوروں میں برکت پیدا فرما دی اور یوں وہ لوگ خوش ہو گئے۔ یہ سب کچھ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ تھا کہ بنوسعد کی چراگاہیں سبز ہو گئیں اور مویشیوں نے خوب دودھ دینا شروع کر دیا۔

خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 139۔

معارج النبوت۔ جلد۔ 2۔ صفحہ۔ 120، شواہد النبوۃ صفحہ۔ 63۔

(34) حضور علیہ السلام کا معجزانہ نشوونما پانا

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نشوونما اور بڑھنے پھولنے کی رفتار حیرت انگیز تھی۔ جو یقیناً آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے گھر میں بڑے احسن طریقے اور عمدگی سے نشوونما پا رہے تھے۔ آپ علیہ السلام کی بڑھنے کی رفتار نہایت ہی حیرت انگیز تھی۔ نشوونما کے سلسلے میں حضرت امام عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عمر مبارکہ دو ماہ ہوئی تو آپ علیہ السلام ہاتھوں اور قدموں کے بل چلنے لگے۔ تیسرے ماہ حضور علیہ السلام نے کھڑے ہونا شروع فرما دیا۔ چوتھے ماہ آپ علیہ السلام دیوار کو پکڑ کر چلنے لگے۔ پانچویں ماہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تیز چلنے لگے۔ جب عمر مبارکہ چھ ماہ ہوئی تو آپ علیہ السلام نہایت اعتماد سے پوری قوت کے ساتھ چلنے لگے۔ عمر مبارکہ کے آٹھ ماہ پورے ہونے پر حضور علیہ السلام نے گفتگو فرمانا شروع کر دیا جبکہ نو ماہ کی عمر مبارکہ میں فصیح کلام فرمانے لگے۔ دس ماہ کی عمر مبارکہ میں بچوں کے ہمراہ تیراندازی میں حصّہ لینا شروع فرما دیا۔''

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب کلام فرمانے کی ابتداء کی تو سب سے پہلے جو الفاظ زبان دُرفشاں سے نکلے وہ یہ تھے۔

''اَللّٰہُ اَکبَر کَبِیْرًا و اَلْحَمْدُ اللہ کَثِیْرًا و سُبْحَانَ اللہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً۔''

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بولنا شروع کیا تو آپ علیہ السلام کی زبان دُرفشاں سے جو الفاظ مبارک میں نے سُنے وہ یہ تھے۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

(آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی) (سورۃ النجم آیت 17)

آپ علیہ السلام نے نرگسی مبارک آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھا رکھی تھیں اور یوں کلام فرما رہے تھے۔

''لَا اِلٰہَ اِلا اللہ قُدُّ و سَانَامَتِ الْعُیُوْنُ وَ الرَّحْمٰنُ لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَ لَانَوم''۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب گفتگو فرمانے کا آغاز کیا اس کے بعد جس چیز کو پکڑتے ہمیشہ پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل مبارک سے ثابت ہوجاتا ہے کہ خالق کائنات نے حضور علیہ السلام کی پرورش خود اپنی نگرانی اور حفاظت میں فرمائی اور یوں زمانہ طفولیت سے ہی تربیت کا آغاز کر دیا یہ صرف آپ علیہ السلام کی زندگی مبارکہ کا اعجاز ہے کہ اللہ کریم کی عنایات آپ علیہ السلام کی مربی و دستگیر تھیں اور زندگی کے ہر لمحہ میں آپ علیہ السلام کی راہ نما۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کو پکڑنے کے لئے کبھی بایاں ہاتھ مبارک استعمال نہیں کیا۔ جتنا عرصہ آپ علیہ السلام میرے پاس رہے مجھے پرورش کے دوران کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے کبھی بھی کسی ایسی جگہ پیشاب نہ فرمایا جسے دھونا پڑے دن رات میں ایک ہی مقررہ وقت پر پیشاب فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دوسرے بچوں کو کھیل کود میں مشغول دیکھتے تو ہمیشہ اُن سے دور رہتے بچوں کو کھیل کود سے منع کرتے اور فرماتے ہمیں اللہ تعالیٰ نے کھیل کود میں وقت برباد کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے بچوں کی طرح نہ کبھی روئے اور نہ ہی غصّے اور ضد کا اظہار فرمایا۔''

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتدائی زندگی سے ہی ایسی نشو ونما کا انتظام فرمایا تھا کہ دیکھنے والے آپ علیہ السلام کی عظمت۔ برکت۔ اور رحمت کے قائل ہوگئے۔ اس رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشو ونما پانا آپ علیہ السلام کا معجزہ مبارک تھا۔

(35) بادلوں کا آپ علیہ السلام پر سایہ کرنا

خالق کائنات اپنے بندوں کو جس بے نیازی اور کریمانہ شان سے نوازتا ہے اس کی کوئی حد نہیں مگر یہ نوازشیں اور عطائیں اسکی اپنی شان کریمی اور بندے کے اس رتبہ کے مطابق ہوتی ہیں جو وہ بندے کو عطا کرتا ہے۔ وہ جب چاہے قطرے کو گوہر اور ذرے کو مہتاب بنادے۔ اُس نے اپنے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء علیہم السلام کو لا تعداد اعزاز واکرام سے نوازا کسی کو خلیل اللہ بنایا تو کسی کو ید بیضا اور شان کلیمی عطا فرمائی کسی کے دست حق میں شفا رکھ دی تو کسی کو آدم ثانی بنا دیا اسی طرح اپنے مقرب بندوں کو اعزازات سے نوازتا رہا مگر جب اپنے پیارے محبوب فخر کونین تاجدار عرب وعجم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئی تو ایسا انداز اختیار فرمایا جس کا بیان عقل انسانی سے باہر ہے۔ اپنے اس حبیب کو محبوبیت کا درجہ عطا فرما کر اپنی نوازشوں کا آغاز رضاعت و پیدائش کے ایام سے کر دیا ''سبحان اللہ۔''

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک عمر تین سال کی ہوئی تو آپ علیہ السلام اپنی رضاعی بہن شیما اور رضاعی بھائیوں کے ہمراہ چراگاہ میں جانے لگے۔ ہر روز عصا ہاتھ

Marfat.com

مبارک میں لے کر نہایت شادمان اور خوشی کے ساتھ چراگاہ تشریف لے جاتے پھر شام کو تروتازہ چہرہ اقدس کے ساتھ واپس تشریف لاتے۔ ایک دن سخت گرمی تھی جھلسا دینے والی ہوا چل رہی تھی میں نے سوچا آج آپ علیہ السلام کو چراگاہ نہ جانے کی درخواست کروں گی تا کہ شدید گرمی میں باہر تشریف نہ لے جائیں اور گھر میں ہی آرام فرمائیں۔ اس خیال کا اظہار بیٹی شیما سے کیا تو وہ کہنے لگی ماں یہ کونسی نئی بات ہے گرمی تو ہر روز ہی پڑتی ہے۔ آج قدرے اضافہ ہو گیا ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہم جب ہر روز چراگاہ جاتے ہیں تو تیز دھوپ میں بادل کا ایک ٹکڑا ہر وقت بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سر اقدس پر سایہ فگن رہتا ہے۔ آپ علیہ السلام جس طرف تشریف لے جاتے ہیں بادل کا وہ ٹکڑا ساتھ ساتھ اُسی طرف چلتا رہتا ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹی کی یہ بات سُن کر بڑی خوش ہوئی۔ بادل کا آپ علیہ السلام کے سر پر سایہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ مبارک تھا جس کا ظہور ایام رضاعت سے ہی ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بادل سایہ کرتے تھے۔ اس معجزہ میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبریٰ میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

ابن سعد۔ ابونعیم۔ ابن طراح اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن ابی رباح کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں روایت کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:۔

''حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نظر رکھتی تھیں کہ کہیں آپ علیہ السلام دُور تشریف نہ لے جائیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی اس ذمہ داری سے غافل ہو گئیں اُدھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی رضاعی ہمشیرہ شیما کے ہمراہ چراگاہ میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لمحات غفلت سے باہر آئیں تو دیکھا حضور علیہ السلام گھر میں موجود نہیں ہیں۔ سخت گھبرا گئیں فوراً آپ علیہ السلام کی تلاش شروع کر دی چراگاہ پہنچیں تو دیکھا فخر کونین تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی رضاعی ہمشیرہ شیما کے ہمراہ وہاں موجود ہیں۔ والدہ نے شیما سے کہا ایسی شدید گرمی میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو لے کر یہاں کیوں آئی ہے؟ شیما نے جواب دیا والدہ محترمہ بھائی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو گرمی نہیں لگتی۔ میں دیکھتی ہوں کہ بادل کا ٹکڑا آپ علیہ السلام پر سایہ کئے رہتا ہے۔ جب آپ علیہ السلام چلتے ہیں تو وہ بادل کا ٹکڑا چلنا شروع کر دیتا ہے جب آپ علیہ السلام بیٹھ جاتے ہیں تو بادل کا وہ ٹکڑا سر مبارک کے اُوپر ٹھہر جاتا ہے۔ اس طرح آپ علیہ السلام گرمی اور دھوپ سے محفوظ ہیں۔ یہ سُن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شیما سے کہا بیٹی کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟ بیٹی شیما نے جواب دیا ہاں ماں میں سچ کہہ رہی ہوں۔''

خصائص الکبریٰ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔149و

طبقات ابن سعد۔ جلد۔1۔ صفحہ۔112و

Marfat.com

معارج النبوت۔جلد۔2۔صفحہ۔122و
شواھد النبوت۔صفحہ۔64۔

(36) حضور علیہ السلام کی معجزانہ پہچان

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صاحب لولاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی اپنی سابقہ کتب آسمانی اور انبیاء علیہم السلام کی زبانی آمد مبارکہ کے اعلان کا سلسلہ شروع فرما دیا تھا یہی وجہ ہے کہ جو بھی باشعور اور عقل مندان نشانیوں وعلامات کا علم رکھتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پہلی نظر میں ہی دیکھ کر فوراً پہچان لیتا تھا کہ آپ علیہ السلام ہی اللہ کے آخری نبی اور ھادی برحق ہیں اور کتب سماوی کے امین پھر اُسی وقت ایمان لاکر دائرہ امن میں داخل ہو جاتا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض بدقسمت۔ضدی۔ہٹ دھرم اور متعصب سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنی بدبختی کی وجہ سے کائنات کی اس نعمت عظمیٰ سے محروم تھے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو سال کے عرصہ میں حضور علیہ السلام کی بے مثل وبے مثال شخصیت کو پہچان چکی تھیں۔انہی ایام میں رونما ہونے والے معجزات انکے سامنے تھے جنکی وجہ سے انہیں یقین کامل ہو چکا تھا کہ یہ ہستی اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ برگزیدہ اور افضل مخلوق ہے۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بشری تقاضا (تقاضہ) کے مطابق حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اپنے اس عظیم بچے کو دنیا سے متعارف کرائے اور بتائے کہ آپ علیہ السلام ہی سربراہ کون ومکاں ہیں۔انہی دنوں عربوں کا مشہور ومقبول میلہ جسے سوق عکاظ کہا جاتا تھا شروع ہو گیا اس میلے میں لوگ دور دراز سے آکر شرکت کرتے تھے۔اس میلے کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں ہر طبقہ کے صلاحیت رکھنے والے لوگ شریک ہوتے اور اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے تھے خاص طور پر جادوگر اور کاہنوں کے گرد لوگوں کا جم غفیر نظر آتا تھا۔اکثر لوگ اپنے بچوں کو کاہنوں کے پاس لے کر جاتے اور مستقبل کے بارے میں دریافت کرتے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لے کر اس میلے میں تشریف لے گئیں۔ کاہنوں میں سے ایک کی نظر جیسے ہی فخر کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رُخ زیبا پر پڑی اس پر تو گویا سکتہ طاری ہو گیا۔ کاہن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مبارک آنکھوں میں تیرتے ہوئے سُرخ ڈورے دیکھے تو اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا فوراً آگے بڑھا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مبارک کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھ کر اُسکی چیخ نکل گئی۔اس نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا اے بنو ہذیل۔اے اہل قریش۔اس بچے کو ابھی قتل کر دو یہ تمہارے دین اور خداؤں کا دشمن ہے۔یہ تمہارے دین کو ختم اور تمہارے خداؤں کو برباد کر دے گا۔

کاہن کی اس بکواس سے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت پریشان ہو گئیں۔انہوں نے کاہن کی بدحواسی

Marfat.com

اور لوگوں کی حیرت سے فائدہ اٹھایا اور یوں آپ علیہ السلام کو وہاں سے لے کر خاموشی کے ساتھ نکل گئی۔ اُدھر کاہن کی چیخ پکار سن کر لوگ اُس کے گرد اکٹھے ہو گئے اور پوچھنے لگے وہ بچہ کہاں ہے جس کے بارے میں تم اس قدر زور زور سے چلا رہے ہو کہ اِسے قتل کر دو۔ سب نے بچے کو تلاش کرنے کی بڑی کوشش کی مگر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کو وہاں سے بہت دور لے جا چکی تھیں۔ یہ تمام حالات و واقعات دیکھ کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فیصلہ کر لیا کہ حضور علیہ السلام کو واپس اُن کی والدہ محترمہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا جائے۔

آپ علیہ السلام کی عمر مبارکہ دو سال ہو چکی تھی حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ علیہ السلام کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب مکہ پہنچیں تو دلی خواہش یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کو مزید چند سال اپنے پاس رکھے تاکہ کائنات کی برکتیں اور نعمتوں سے اپنا دامن بھر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی اس آرزو کو قبول کر لیا ہوا یوں کہ مکہ مکرمہ میں ایک مرض پھیل گئی جو خاص طور پر بچوں کے لئے باعث نقصان تھی۔ حضرت حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی کہ ''اے سیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مکہ کی شدید گرمی اور موزی وبا بچے کے لئے اچھی نہیں مہربانی فرمائیں اور انہیں چند سالوں کے لئے پھر ہمارے ساتھ روانہ فرما دیں تاکہ پرورش کا مرحلہ بھی پورا ہو جائے اور اس وبا سے بھی بچ سکیں''۔ ''حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ السلام کو ہمارے ساتھ دوبارہ جانے کی اجازت عطا فرما دی''

(37) نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو لے کر واپس اپنے قبیلے کی طرف آ رہی تھیں کہ راستے میں حبشہ کے ایک نصاریٰ کے گروہ کے پاس سے اُن کا گزر ہوا۔ اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا تو اپنا کام کاج چھوڑ کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب آ گئے۔ حضور علیہ السلام کی مبارک آنکھوں میں دوڑنے والے سرخ ڈوروں کو بڑے غور سے دیکھنے لگے پھر مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا تمہارے بیٹے کی آنکھوں میں درد ہے؟ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ قدرتی سرخ ہیں اور یہ سرخی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ان لوگوں نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا ہم اس بچے کے دونوں کندھے دیکھنا چاہتے ہیں اجازت مل جانے کے بعد مبارک کندھوں کو دیکھا مہر نبوت عیاں تھی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر نصاریٰ کا گروہ کہنے لگا اے محترم خاتون جس قدر مال و دولت آپ چاہتی ہیں ہم سے لے لیں اور یہ بچہ ہمیں دے دیں تاکہ ہم اسے حبشہ لے جا کر اسکی پرورش کریں کیونکہ یہ بچہ بڑا ہی عظمت والا ہے اسکی شان ہماری کتابوں میں درج ہے کہ اسی نشانیوں والا بچہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا جو نبی آخری الزماں ہوگا ہمارا خیال ہے کہ یہ وہی بچہ ہے یا شاید پھر وہ پیدا ہونے والا ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان لوگوں کی باتیں اور ان کا ارادہ سُن کر سخت خوف زدہ ہو گئی بڑی

Marfat.com

بے چینی سے رات کا انتظار کرنے لگی جیسے ہی رات ہوئی ہم حضور علیہ السلام کو اس جگہ سے لے کر دور چلے گئے اور یوں سفر کرتے ہوئے دوبارہ کائنات کی سب سے عظیم ہستی کو ہمراہ لئے قبیلہ میں واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے صدقے ہمارے مال میں اس قدر اضافہ فرما دیا کہ ہم قبیلے کے سب سے امیر ترین لوگ ہو گئے قوم ہماری محتاج تھی ہمارے ہاں دودھ کی وہ فراوانی تھی کہ لوگوں میں تقسیم کرتے کرتے تھک جاتی۔

خصائص الکبریٰ۔ جلد۔ اوّل۔ صفحہ۔139و

معارج النبوت۔ جلد۔2۔ صفحہ۔125 ,124

شواہد النبوۃ۔ صفحہ۔64و

طبقات ابن سعد۔ جلد۔1۔ صفحہ۔113 و

سیرۃ حلبیہ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔96

(38) ایامِ شیر خواری میں معجزانہ شرم وحیا وطہارت

شرم حیا وہ انسانی وصف ہے جو اُسے معرفت خداوندی کی انتہا تک لے جاتا ہے۔ انسان اس وصف کی بدولت ہر قسم کی برائی اور غلط کاموں سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان کا یہی وصف اسکی تعریف کے لئے ضرب المثل بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں میں یہ وصف خاص طور پر شدت سے رکھ دیتا ہے۔ اسی اُصول کے مطابق خالق کائنات نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ میں یہ وصف کائنات میں سب سے زیادہ رکھا۔ آپ علیہ السلام ایام شیر خواری سے ہی شرم وحیا کے پیکر تھے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ کوئی بھی صاحب حیا یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی دوسرا شخص اُسے برہنہ حالت میں دیکھے یہ کیفیت انسان میں اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ سن شعور کو پہنچ جاتا ہے۔ بچپن میں تو ہر کوئی، ماں۔ بھائی، بہن یا دیکھ بھال کرنے والوں کے رحم وکرم پر ہوتا ہے وہ جس طرح چاہیں اُسے رکھیں جس حالت میں چاہیں رہنے دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کو شیر خواری میں ہی شرم وحیا کا معجزہ عطا فرما دیا تھا۔ اسکا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ حضور علیہ السلام ختنہ شدہ پیدا ہوئے تا کہ کسی کے سامنے برہنہ نہ ہونا پڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ حدیث شریف۔

"یہ میرے رب کی مجھے عطا کردہ عزت ہے کہ اُس نے مجھے ختنہ شدہ پیدا کیا اور یوں کسی نے بھی مجھے عریاں حالت میں نہ دیکھا۔"

از خصائص الکبریٰ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔53۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم ایامِ شیرخواری میں ہی ہمیشہ لباس میں رہتے تھے کسی نے آپ علیہ السلام کو برہنہ یا عریاں نہیں دیکھا۔ طہارت کا یہ حال تھا کہ شیرخواری کے ایام میں بھی کبھی بستر پر پیشاب مبارک نہیں کیا تا کہ بستر کے گیلا ہونے سے دائی صاحبہ کو تکلیف نہ ہو۔ مقررہ وقت پر معمولات سے فارغ ہوتے تھے۔ یہ معجزانہ شان تھی۔

(39) ایامِ شیرخواری میں معجزانہ عدل وانصاف

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو ایامِ شیرخواری میں ہی معجزانہ عدل وانصاف عطا فرما دیا تھا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر شیرخوار بچہ یہ شعور نہیں رکھتا کہ اُسے کیا کھانا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے۔ ہم اکثر دیکھتے رہتے ہیں کہ ایک شیرخوار بچے کے منہ میں کوئی چیز بھی ڈال دی جائے تو وہ اسے چوسنا شروع کر دیتا ہے اگر تو منہ میں ڈالی جانے والی چیز سے بچہ کوئی فائدہ یا ذائقہ حاصل کرے تو ٹھیک اور اگر اُسے کوئی فائدہ یا ذائقہ میسر نہ آئے تو وہ یقیناً رونا شروع کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے ایامِ شیرخواری میں اس سے بالکل مختلف تھے۔ اتنی چھوٹی سی عمر میں آپ علیہ السلام کا اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ عدل وانصاف فرمانا اور اُس پر قائم رہنا یقیناً حضور علیہ السلام کا معجزہ ہی تھا۔ آپ علیہ السلام کا یہ عمل مبارک اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ آپ علیہ السلام اللہ کے حبیب اور پیدائشی نبی تھے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلے روز جب حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا تو آپ علیہ السلام نے صرف ایک پستان سے ہی دودھ نوش فرمایا دوسرا پستان اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لاکھ کوشش کی کہ آپ علیہ السلام بائیں پستان سے بھی دودھ نوش فرمائیں مگر حضور علیہ السلام نے اُدھر توجہ ہی نہ فرمائی اور پھر پورے زمانہ رضاعت میں اپنے اسی عمل پر قائم رہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:۔

''میں حضور علیہ السلام کو دائیں طرف سے دودھ پلاتی تو نوش فرما لیتے جب بائیں جانب کے پستان سے دودھ پلانے کی کوشش کرتی تو انکار فرما دیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کا یہ عمل مبارک عدل وانصاف پر مبنی تھا کیونکہ آپ علیہ السلام علم رکھتے تھے کہ دوسری طرف انکے رضاعی بھائی کا حصّہ ہے۔''

خصائص الکبریٰ۔ جلد۔1۔ صفحہ۔59

(40) شقِ صدر کا معجزہ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی عمر مبارکہ تین سال ہوئی تو قبیلہ بنی سعد میں رہتے ہوئے آپ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے شقِ صدر کیا گیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے معجزات میں سے ایک اہم معجزہ ہے۔ کُتب سیرت وتاریخ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم میں آتا ہے حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی عمر مبارکہ تین سال کو پہنچی تو ایک روز آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا ''امی جان کیا بات ہے کہ دن کے وقت بھائی دکھائی نہیں دیتے؟'' میں نے عرض کیا وہ بکریوں کو لے کر چراگاہ چلے جاتے ہیں پھر شام کو

واپس آتے ہیں۔ میری یہ بات سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''امی جان کل سے میں بھی بھائیوں کے ہمراہ بکریاں چرانے جایا کروں گا''۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے بڑی دفعہ معذرت کی کہ آپ علیہ السلام آرام فرمایا کریں آپ کے بھائی یہ کام کر لیتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم برابر ارشاد فرماتے رہے کہ ''میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ بھائی تو ہر روز بکریاں چرانے جائیں اور میں گھر میں آرام کرتا رہوں''۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز صُبح کے وقت جب خورشید تاباں مشرق سے بلند ہوا تو میں نے کونین کے آفتاب کے سر مبارک میں کنگھی کی آنکھوں میں سرمہ لگایا اجلے کپڑے تنِ اقدس پر پہنائے اور بیٹوں کے ہمراہ بکریاں چرانے کے لئے چراگاہ کی طرف روانہ کیا۔ چلتے وقت حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں میں ایک لکڑی پکڑ رکھی تھی سارا دن بکریاں چرا کر شام کو گھر واپس تشریف لے آئے۔ اس طرح حضور علیہ السلام ہر روز اپنے مبارک ہاتھوں میں لاٹھی پکڑے بے نیازی کے ساتھ نہایت ذوق وشوق سے چراگاہ تشریف لے جایا کرتے اور شام کو ہشاش بشاش تر وتازہ چہرہ اقدس کے ساتھ واپس تشریف لاتے جسم مُبارک پر کسی قسم کی تھکاوٹ یا کمزوری کا نام ونشان تک نظر نہیں آتا تھا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کو چراگاہ میں بکریوں کے ساتھ تشریف لے جاتے دو تین ماہ کا عرصہ گزر گیا تو ایک دن دوپہر کے وقت میرا بیٹا عبداللہ جس کا لقب ضمرہ بعض روایات میں اُس بیٹے کا نام حمزہ اور کچھ کے نزدیک عبداللہ تھا پسینے سے شرابور ہانپتا کانپتا میرے پاس آیا اور کہنے لگا امی جان امی جان! میرے قریشی بھائی (صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم) کی خبر لو مجھے اب انکا ملنا مشکل نظر آرہا ہے۔ میں نے چیخ کر کہا قریشی بھائی کو کیا ہوا ہے۔ میرا بیٹا کہنے لگا ہم بکریاں چرا رہے تھے کہ اچانک دو سبز پوش آسمان سے اُترے اور ہمارے قریشی بھائی کو پکڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے وہاں انہیں لٹا دیا اور چھری سے انکا سینہ مبارک چاک کر دیا میں یہ سب کچھ دیکھ کر خوف کے مارے وہاں سے بھاگ آیا۔ تا کہ آپکو اطلاع کر سکوں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سب کچھ سن کر میں اور میرا خاوند نہایت پریشانی کے عالم میں چراگاہ کی طرف بھاگ پڑے وہاں جا کر دیکھا تو تاجدارِ عرب وعجم بے کسوں کے کس فخر کونین صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم شان بے نیازی سے پہاڑ کی چوٹی پر تشریف فرما آسمان کی طرف چہرہ اقدس کئے تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے حضور علیہ السلام کی مبارک آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور حال دریافت کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''امی جان میں خیریت سے ہوں''۔ پھر پورا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''ہم سب بہن بھائی اپنے کام میں مصروف تھے کہ اچانک تین آدمی نمودار ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا دُوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا جبکہ تیسرا آدمی خالی ہاتھ تھا۔ وہ تینوں مجھے پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے اور نہایت شفقت سے مجھے لٹا دیا۔ ایک آدمی نے نہایت آرام سے میرا سینہ

Marfat.com

ناف تک چاک کیا میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اس عمل سے مجھے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ اُس شخص نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور میری آنتوں کو باہر نکال کر برف سے اُنہیں غسل دیا اور پھر آنتوں کو دوبارہ پیٹ میں اُسی جگہ رکھ دیا۔ پہلا شخص اپنا کام ختم کر چکا تو دوسرے شخص نے اُس سے کہا تم حکم خداوندی کے مطابق اپنا کام کر چکے ہو اب پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ میں اپنا کام کر سکوں پہلا شخص پیچھے ہٹ گیا دوسرا شخص آگے بڑھا اُس نے اپنا ہاتھ ڈال کر میرا دِل باہر نکالا اور اُسے چیرا یوں ایک خون کی پھٹکی نکلی جسے اُس نے باہر پھینک دیا اور کہا ''اے حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ علیہ السلام کے مبارک دل میں جو شیطان کا وسوسہ تھا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ میں نے باہر نکال کر پھینک دیا ہے''۔ پھر اس شخص نے میرے دِل (مبارک) میں کوئی چیز بھری اور اُس پر نور کی انگوٹھی سے مہر لگا دی اور یوں میرا سینہ دوبارہ بند کر دیا میں اس انگشتری کی ٹھنڈک اور طراوت کو اپنے جسم میں محسوس کر رہا ہوں۔ دوسرا شخص جب اپنا کام مکمل کر چکا تو تیسرے شخص نے کہا اب تم پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے اُس حکم کو پورا کر سکوں جو میرے ذمے ہے۔ دُوسرا شخص پیچھے ہٹ گیا تو تیسرے نے میرے قریب آ کر اپنا ہاتھ میرے سینہ کے جوڑ سے ناف تک پھیرا اور کہا حضور علیہ السلام کا آپ علیہ السلام کی اُمت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ وزن کیا گیا تو میرا وزن دس آدمیوں سے زیادہ تھا۔ اُس شخص نے کہا اگر تم حضور علیہ السلام کا وزن ساری اُمت سے بھی کرو تو آپ علیہ السلام کا وزن ہی بھاری ہو گا۔ اس کے بعد ان تینوں نے باری باری میرے سر مبارک اور پیشانی کا بوسہ لیا اور یوں کہا:۔

''اے اللہ تعالیٰ کے حبیب (علیہ السلام) آپ علیہ السلام کسی قسم کا خوف نہ فرمائیں اگر آپ علیہ السلام کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام پر کس درجہ مہربان ہے تو بلا شک آپ علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں''۔ وہ لوگ یہ کہہ کر مجھے اِسی جگہ بیٹھا چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کرتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے''

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے پورا واقعہ سُن لینے کے بعد آپ علیہ السلام کو ہمراہ لیا اور گھر آ گئی۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام جس جگہ تشریف فرما ہوتے وہاں سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی جس سے گھر کے در و دیوار مہک جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب ایام رضاعت کے بعد مکہ مکرمہ واپس تشریف لے گئے تو پھر بھی میرے گھر سے وہ خوشبو برابر آتی رہتی تھی۔

حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عتبہ بن عبد السلمی اور حضرت انس بن مالک رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین فرماتے ہیں کہ ان تین اشخاص میں سے ایک حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔ ہم نے حضور علیہ السلام کے مبارک سینہ اقدس پر شق صدر کے اُس نشان کی زیارت بھی کی۔ مستدرک، امام حاکم اور دارمی میں شق صدر کا واقعہ مذکور ہے۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر رہے تھے۔ صحابہ کرام کی اس جماعت میں سے ایک صحابی نے رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمیں اپنی ذات مبارکہ کے بارے میں کچھ بتائیے؟ گو یہ سوال ایک شخص نے کیا مگر وہ ترجمانی تمام غلاموں کی کر رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس سوال کے جواب میں اپنی مبارک زندگی کا شق صدر تک ذکر کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا۔ ارشاد مبارک کا اردو ترجمہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ترجمہ:۔

''میں اپنے جدامجد حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دُعا اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ جب میری ذات امانت کے طور پر میری والدہ ماجدہ کے بطن اقدس میں منتقل ہوئی تو انہوں نے دیکھا اُن سے ایک نور خارج ہوا جس کی روشنی میں انہوں نے ملک شام کے محلات دیکھ لئے۔ میری پرورش قبیلہ بنوسعد بن بکر میں ہوئی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اپنے رضاعی بھائی کے ہمراہ گھر کے پچھواڑے بکریاں چرا رہا تھا کہ دو آدمی سفید کپڑے پہنے میرے پاس آئے اُن کے پاس ایک سونے کا طشت تھا جس میں برف بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے پکڑ کر میرا پیٹ چاک کیا۔ پھر میرا دل نکال کر اُسے چیرا اور اُس میں سے سودائے قلب نکال کر پرے پھینکا۔ پھر اس طشت میں سے برف لے کر میرے دل اور پیٹ کو دھویا۔ اُن دونوں میں سے ایک نے کہا میرا میری اُمت کے دس بندوں کے ساتھ وزنی کیا جائے۔ جب میرا وزن کیا گیا تو میں دس بندوں سے بھاری نکلا۔ پھر اس آدمی نے کہا ان کو اُمت کے سو آدمیوں کے ساتھ وزن کریں جب وزن کیا گیا تو میرا ہی پلڑا بھاری نکلا۔ پھر ایک نے کہا اب انکو اُمت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کریں وزن کیا گیا تو اس وقت بھی میرا ہی پلڑا بھاری نکلا۔ یہ دیکھتے ہوئے پہلے شخص نے کہا اب رہنے دو کیونکہ اگر تم ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو پوری اُمت کے ساتھ وزن کرو گے تو پلڑا انہی کا بھاری نکلے گا''

الخصائص الکبریٰ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 140 اور 141

سیرۃ ابنِ ہشام۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 166 و

شواہد النبوۃ۔ صفحہ۔ 65

(41) شقِ صدر میں جو اسرار و معارف تھے ان کا بیان

حکمِ الٰہی کے مطابق سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سینہ مبارک چاک کیا ایسا کرنے میں جو اسرار و معارف ظاہر کرنا منشا الٰہی تھا یہاں مختصراً تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ہر صاحب شعور یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ انسانی جسم میں دل وہ حساس چیز ہے جسے ذرا سی ٹھوکر لگے یا کسی قسم کا صدمہ پہنچے تو انسانی زندگی کا وجود ہی خطرے میں پڑ جاتا ہے اور یوں حیات انسانی کا چراغ گل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

شق صدر کے موقعہ پر حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس کو چیرا گیا پھر دل مبارک کو بھی چیر کر صاف کیا اُس میں کائنات بھر کے انوار اور حکمتیں بھر دی گئیں یہ سارا عمل فخر کونین تاجدار عرب وعجم مولائے کل حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی مبارک آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے رہے۔ اس سارے عمل میں نہ تو حضور علیہ السلام بے ہوش اور نہ ہی آپ علیہ السلام کی مبارک زندگی کو کسی قسم کا خطرہ لاحق ہوا۔ اس سارے عمل کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہ مافوق الفطرت ومافوق الطبیعی بات تھی جو یقیناً رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا معجزہ مبارک تھا جسے خالق کائنات نے ابتدائی زندگی مبارکہ میں ہی ظاہر فرمادیا۔ انسانی عقل فہم وادراک ان کیفیات کو سمجھنے سے نہ صرف قاصر ہی ہے بلکہ اُسکے بس کی بات ہی نہیں۔ یہ وہ عمل تھا جو حضور علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے یہ صرف اور صرف آپ علیہ السلام کو ہی عطا کئے گئے ہیں۔ محققین علماء و محدثین رحمہما اللہ علیہ نے شقِ صدر کے اس واقعہ کے اسرار ورموز ومعارف کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بہت حد تک حقیقت کے قریب ضرور ہے مگر اصل صورت حال اللہ ذوالجلال والاکرام ہی بہتر جانتا ہے۔ علماء وعشاق معرفت اس واقعہ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

''شق صدر کے واقعہ سے یہ بات ثابت کرنا مقصود تھا کہ سرکارِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جسمانی بلوغت کے بعد بھی شیطان اس پاک ہستی کے قریب نہیں جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ علیہ السلام کے وجود مبارک کو اُس شیطانی وسوسے سے پاک کردیا گیا تھا جو عام انسانی اجسام میں موجود ہوتا ہے اور یہی دل کا خاص مقام شیطان کے وسوسوں اور اسکی حرکات کا مقام ہوتا ہے۔ جہاں سے وہ انسانی زندگی کو گمراہ کرتا اور طرح طرح کی بداعمالیوں میں مبتلا کرتا ہے۔''

شقِ صدر کا یہ واقعہ پڑھ کر قاری کے ذھن میں ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ کو شیطان سے تحفظ کے لئے اتنے طویل عمل کی کیا ضرورت تھی کہ فرشتے بھیجے گئے جنہوں نے شقِ صدر کا پورا عمل سرانجام دیا اللہ تعالیٰ شیطان کی آماج گاہ یعنی اُس پھٹکی کو ابتداء سے ہی پیدا نہ فرماتا تاکہ قلب مبارک کو چیر کر پھٹکی نکالنے کے بعد دوبارہ بند کرنے کی نوبت ہی نہ آتی؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خالق کائنات نے اپنی تخلیق کردہ تمام اشیاء میں سے انسان کو نہایت ہی انوکھے اور نرالے انداز میں پیدا فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ اُسے افضل المخلوق کہا جاتا ہے۔ انسانی جسم میں دماغ بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ دل وزیر اعظم ہے پھر دل میں ایک خاص مقام پیدا فرمایا ہے جسے ''سودائے قلب'' کہتے ہیں۔ اسکی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ جس طرح انسان کی ناک سونگھتی ہے۔ زبان ذائقہ محسوس کرتی ہے کان سُنتے ہیں آنکھیں دیکھتی ہیں اور ہاتھوں کے لمس سے چیزوں کو محسوس کیا جاتا ہے اسی طرح انسانی جسم کے دیگر اعضاء اپنی اپنی جگہ اپنے افعال کو سرانجام دیتے ہیں اور یوں یہ تمام اعضاء الگ الگ قوتوں اور صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ بالکل اِسی طرح سودائے قلب بھی انسانی جسم میں ایک خاص صلاحیت کا حامل ہوتا ہے اور یہی مقام شیطانی وسوسوں کو

قبول کرنے والا ہے۔ اگر کوئی شخص نیکی سے دور رہنے والا اور گناہوں کو نزدیک رکھنے والا یعنی فاسق و فاجر ہو تو وہ شیطان کے اثرات کو بڑی تیزی سے قبول کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا متقی و پرہیز گار ہو وہ ان شیطانی وسوسوں اور اثرات سے اتنا ہی دور رہتے ہوئے خود کو محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الشفاء شریف کی شرح کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''انسانی جسم میں کچھ اعضاء اور اجزاء ایسے ہوتے ہیں کہ جنکو خلقت یعنی مخلوق کی تکمیل کے لئے پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بعد میں جسم کی طہارت پاکیزگی اور ستھرا پن پیدا کرنے کے لئے ان اجزاء اور اعضاء کو الگ کر دیا جاتا ہے مثلاً جیسے ناخن اور غیر ضروری بال وغیرہ ہیں۔ یہ انسانی جسم میں قدرت الٰہی کے حکم کے مطابق بڑھتے رہتے ہیں اور ہم جسم کو پاک رکھنے کے لئے انہیں کاٹتے رہتے ہیں۔ اس طرح زندگی کے ساتھ ساتھ یہ بڑھنے اور کاٹنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ ناخن اور بالوں کا جسم انسانی کے ساتھ پیدا ہونا تکمیل خلقت کے لئے ضروری ہے اگر ایسا نہ ہو تو خلقت کی تکمیل مکمل نہ ہوگی اور یوں انسانی جسم میں نقص تصور کیا جائے گا۔ اِسی طرح ''سودائے قلب'' بھی انسانی جسم کا ایک حصّہ ہے اگر انسانی زندگی کی ابتداء سے ہی اسے پیدا نہ کیا جاتا تو خلقت کا عمل مکمل نہ ہوتا جو کہ نقص کی علامت ہے۔ خالق کائنات نے سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مبارک ہستی کو اکمل و مکمل پیدا فرمایا اس لئے ابتداء میں سودائے قلب بھی پیدا کیا۔ پھر اپنے لطف وکرم اور عنایت خاص سے جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات مقدسہ کا حصّہ ہے اس سودائے قلب کو آپ علیہ السلام سے دور کر دیا تاکہ بنی نوع انسان کو بتایا جا سکے کہ سرکار دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عالم بشریت میں وہ عظیم ترین ہستی ہیں وہ فرد کامل ہیں جنکی آنکھیں بند کر کے اتباع وفرمانبرداری کرنی چاہیے کیونکہ شیطان کو آپ علیہ السلام کے قریب آنے کی نہ تو طاقت ہے اور نہ ہی وہ ایسا کرنے پر قادر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسم اطہر سے وہ مادہ ہی دور فرما دیا ہے جو شیطان کے وسوسوں کو قبول کرتا ہے''۔ قربان جائیں خالق ارض وسماء کی قدرت پر جس نے حضور علیہ السلام کو شیطانی رسائی سے مکمل محفوظ فرما دیا ہے۔ آپ علیہ السلام کی مکمل ذات مقدسہ کائنات کی رُشد و ہدایت کے لئے نمونہ ہے۔

شرح الشفا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔ جلد۔ 1۔ صفحہ۔ 374۔

علامہ حضرت خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نسیم الریاض'' میں شق صدر کی حکمت کو واضح کرنے کے لئے ایک نہایت ہی عمدہ نقطہ بیان کیا ہے ارشاد فرماتے ہیں:۔

''شق صدر کی مثال ایسے ہے جیسے ہر پھل اور میوے میں گٹھلی ہوتی ہے اور یہی گٹھلی پھل کی پیدائش اسکی رنگت اور معیار کی علامت ہوتی ہے۔ پھل کا عمدہ اور ذائقہ دار ہونا اسی گٹھلی پر منحصر ہے۔ پھر جب وہ پھل پک کر تیار ہو جاتا ہے تو اُس گٹھلی کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے اور باقی پھل سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اسی طرح ''سودائے قلب''

بھی انسانی بدن کا ایک جزو ہے جیسے پھل میں گٹھلی تھی۔اب حصول تکمیل کے بعد اسے الگ کر کے اُسکی جگہ حکمت و عرفان کے لاتعداد خزانے بھر دیئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے یہ اس لئے کیا تا کہ مخلوق کو یہ بتایا جا سکے کہ یہ عظیم ہستی وہ ہے جس کا ہمسر نہ پیدا ہوا نہ ہے اور نہ ہی ہوگا۔خالق کائنات نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام خصوصی اختیارات عطا فرما کر آپ علیہ السلام کی انفرادی شان کریم کو دنیا پر آشکار فرما دیا"

— نسیم الریاض مصنفہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ۔صفحہ۔239۔

Marfat.com

معجزاتِ رسول کریم علیہ السلام
بہ ترتیب حروف تہجی

Marfat.com

ا

افضلیت عظام خاتم النبیین علیہ السلام

افضلیت عظام جن کے ساتھ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی اور وہ خصائص آپ علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو عطا نہ ہوئے۔

ابوسعید نیشا پوری نے ''شرف المصطفٰے'' میں ان فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔ایسے مخصوص فضائل ساٹھ ہیں۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ان علماء سے واقف نہ ہوا جنہوں نے اس کا شمار کیا ہے۔البتہ میں نے خود احادیث وآثار میں اس کی جستجو کی ہے اور میں نے مذکورہ تعداد کو پایا ہے۔اور تین فضیلتیں اس کی مانند اس کے ساتھ پائی ہیں۔اور ان فضائل کو میں نے چار قسموں میں دیکھا ہے۔ایک قسم تو وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات اقدس میں دنیا کے اندر مختص فرمائے گئے ہیں اور ایک قسم فضائل کی وہ ہیں جو آخرت میں آپ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہیں اور ایک قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص کیے گئے ہیں اور ایک قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص کی گئی ہے۔ان چار قسموں کو تفصیل کے ساتھ ابواب میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

رسول اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے۔ جو میثاق اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے لیا ان میں آپ علیہ السلام مقدم تھے۔اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔اور یہ کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاعراف آیت 172

اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ

ترجمہ:۔ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' تو سب سے پہلے ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی نے بلٰی فرمایا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور تمام مخلوقات کی تخلیق آپ علیہ السلام ہی کی وجہ سے ہوئی۔اور یہ کہ آپ علیہ السلام کا اسم شریف، عرش، آسمانوں، جنّتوں اور تمام ان چیزوں پر لکھا ہوا تھا جو ملکوت سمٰوات میں ہیں۔اور یہ کہ

Marfat.com

فرشتے ہر گھڑی آپ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ آپ علیہ السلام کا اسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں اذانوں میں لیا جاتا رہا اور ملکوت اعلیٰ میں ذکر ہوتا رہا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اور حضرت آدم علیہ السلام سے یہ عہد لیا کہ جو لوگ ان کے بعد ہوں وہ سب حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لائیں اور آپ علیہ السلام کی نصرت کریں اور یہ کہ کتب سابقہ میں آپ علیہ السلام کی تشریف آوری کی بشارتیں دی گئیں اور ان کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نعت اور آپ علیہ السلام کے اصحاب وخلفاء اور آپ علیہ السلام کی امت کی نعت بیان کی گئی۔ اور یہ کہ ابلیس لعین کو آپ علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے آسمانوں سے روک دیا گیا اور یہ کہ ایک قول کے بموجب (بوقت ولادت) آپ علیہ السلام کا شق صدر ہوا۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پُشت مبارک میں آپ علیہ السلام کے قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان (انسانوں میں) داخل ہوتا ہے مہرِ نبوّت قائم کی گئی اور یہ کہ آپ علیہ السلام کے ایک ہزار نام ظاہر ہوئے۔ جو کہ اسماء الٰہی سے مشتق و ماخوذ ہیں اور یہ کہ اسماء الٰہی میں سے تقریباً ستّر اسماء کے ساتھ آپ علیہ السلام کا اسم شریف رکھا گیا۔ اور یہ کہ فرشتے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سایہ کرتے تھے اور یہ کہ عقل میں تمام انسانوں سے فائق تھے۔ اور یہ کہ آپ علیہ السلام کو تمام حسن و جمال دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو صرف نصف حسن دیا گیا تھا۔ اور یہ کہ ابتدائے وحی میں آپ علیہ السلام کو ڈھانپ لیا جاتا تھا اور یہ کہ آپ علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اس صورت میں جس پر ان کو پیدا کیا گیا تھا دیکھا یہ تمام فضائل وہ ہیں جن کو بیہقی نے احادیث میں ذکر کیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی بعثت کے سبب کہانت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور شہاب کی رمی کے ذریعہ خبریں سننے سے آسمانوں کی حفاظت کی گئی اور یہ وہ فضائل ہیں جن کو ابن سبع نے احادیث میں ذکر کیا۔

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے آپ علیہ السلام کے والدین کو زندہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اور یہ کہ (بعض) کافروں کے لئے تخفیف عذاب کے لئے آپ علیہ السلام کی شفاعت قبول کی گئی جیسے کہ ابوطالب کے قصے میں اور دو قبروں کے قصے میں مذکور ہے اور یہ کہ لوگوں کو آپ علیہ السلام پر غالب نہ آنے دینے کا وعدہ کیا گیا اور آپ علیہ السلام کی عصمت وحفاظت فرمائی گئی۔ اور یہ کہ آپ کو معراج ہوئی۔ اور وہ خصوصیت جو اس کے ضمن میں ہیں جیسے ساتوں آسمانوں کا فرق اور اس بلندی تک جانا کہ آپ علیہ السلام (سورۃ النجم آیت 9) "قَابَ قَوْسَيْنِ" تک پہنچے اور آپ علیہ السلام کی رفعت اس مقام تک ہوئی جہاں نہ کوئی نبی و مرسل گیا اور نہ کوئی فرشتۂ مقرب۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے انبیاء علیہم السلام کا احیاء فرمایا گیا اور یہ کہ آپ علیہ السلام نے ان کے امام بن کران کو نماز پڑھائی اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جنّت کی سیر کی اور دوزخ کا معائنہ فرمایا یہ وہ فضائل ہیں جن کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

اور یہ کہ آپ علیہ السلام نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور آپ علیہ السلام ایسے محفوظ رہے کہ

Marfat.com

(سورۃ النجم آیت 17) ''مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰی''

ترجمہ:۔ ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی''

آپ علیہ السلام کی شان رہی۔

اور حق تبارک وتعالیٰ کی رویت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دومرتبہ مشرف ہوئے اور یہ کہ آپ علیہ السلام کے ساتھ فرشتوں نے قتال کیا۔۔یہ سب تقریباًوہ فضائل وخصائص ہیں جن کی حدیثیں ابواب متعلقہ میں بیان کی گئی ہیں۔

خصائص اعجاز قرآن

اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس خصوصیت کا بیان ہے جوقرآن کریم کے معجزہ ہونے کے اظہار میں ہے زمانہ گزر جائے قرآن کریم تبدیل وتحریف سے محفوظ رہے گا۔ یہ کہ یہ قرآن ہرشے کا جامع ہے۔اور وہ اپنے غیر سے بے نیاز ہے۔اور یہ کہ تمام کتب سابقہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ یہ قرآن عظمت کے ساتھ اس سب پر مشتمل ہے۔ اور یہ کہ قرآن حفظ کرنے والوں کے لئے آسان ہے اور یہ کہ قرآن تھوڑا تھوڑا ہوکر نازل ہوااور یہ کہ اس کا نزول سات حرفوں پر ہے۔اور اسکے سات ابواب ہیں۔(زجر،امر،حلال،حرام،محکم،متشابہ اور مثال)اور یہ کہ ہرلغت کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 88

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔''

اور حق تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الحجر آیت 9

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک ہم نے اُتارا ہے قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔''

اور فرمایا سورۃ حم السجدہ آیت 41،42

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا
جَآءَهُمْ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾
لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ
وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''بے شک جو ذکر سے منکر ہوئے جب وہ ان کے پاس آیا ان کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ اور بے شک وہ عزت والی کتاب ہے باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اسکے آگے سے اور نہ اسکے پیچھے سے اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا''۔

نیز فرمایا سورۃ النحل آیت 89

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾

ترجمہ:۔ ''اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گروہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔''

اور فرمایا سورۃ النمل آیت 76

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں''۔

اور فرمایا سورۃ القمر آیت 22

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾

ترجمہ:۔ ''اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا ہے تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟''

اور فرمایا سورۃ بنی اسرائیل آیت 106

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا ﴿١٠٦﴾

ترجمہ:۔ ''اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اُتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔''

اور فرمایا سورۃ الفرقان آیت 32

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اُتارا۔ ہم نے یوں ہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔ اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالرحمٰن (عمیر) بن عامر بن عبد ذی الشریٰ بن طریف بن غیاث بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس المتوفی 57ھ مدینہ منورہ بعمر 78 سال۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 5374 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس نبی کو اسکی مانند معجزہ دیا گیا۔ جس پر بشر ایمان لائے بلاشبہ جو چیز مجھے عطا فرمائی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں متبعین کے اعتبار سے تمام نبیوں سے ممتاز ہوں گا یعنی میری امت سب سے زیادہ ہوگی۔''

بیہقی نے حسن سے آیہ کریمہ سورۃ حم سجدہ آیت 42 کی تفسیر میں روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شیطان کے دخل سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا نہ کوئی اس میں باطل کا اضافہ کرسکتا ہے اور نہ کوئی اس میں سے حق کو نکال سکتا ہے۔

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾

ترجمہ:۔ ''باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا''۔

بیہقی نے یحییٰ بن اکثم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عباسی خلیفہ مامون (198ھ تا 218ھ) کے پاس ایک یہودی آیا اور یہودی نے بہت اچھی گفتگو کی۔ پھر مامون نے اس یہودی کو اسلام کی دعوت دی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ جب ایک سال گذر گیا تو وہ یہودی ہمارے پاس مسلمان ہو کر آیا اور اس نے فقہ پر بہت اچھی گفتگو کی۔ مامون نے اس سے پوچھا تیرے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟ اس یہودی نے کہا جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے چاہا کہ میں تمام دینوں کا امتحان لوں۔ چنانچہ میں نے پہلے توریت کو شروع کیا۔ اور اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں کمی وزیادتی کی۔ پھر میں ان نسخوں کو لے کر کنیسہ (گرجا) میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لئے۔ اس کے بعد میں نے انجیل کی طرف توجہ دی اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے جس میں میں نے کمی و زیادتی کی اور ان کو لے کر گرجا میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لئے۔ پھر میں نے قرآن کی طرف قصد کیا۔ اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے۔ اور میں نے اس میں بھی کمی وزیادتی کی اور ان اوراق کو لے کر مسلمانوں کے پاس گیا۔ تو مسلمانوں نے اسے بغور پڑھا جب انہوں نے اس میں کمی وزیادتی پائی تو انہوں نے ان ورقوں کو میرے منہ پر مار دیا اور نہیں خریدا اس وقت میں نے جان لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے۔ تو یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا ہے۔ یحییٰ بن

Marfat.com

اکثم نے بیان کیا کہ میں اسی سال حج کو گیا تو میں حضرت سفیان بن عیینہ سے ملا اوران سے یہ واقعہ بیان کیا اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا اس واقعہ کی صداقت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا وہ کس جگہ ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کہ سورۃ المائدہ آیت 44

إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟ عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ وَٱخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت اورنور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرماں بردار نبی اور عالم اور فقیہہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی۔ اور وہ اس پر گواہ تھے تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ نے توریت (تورات) وانجیل کی حفاظت اُن امتوں کے ذمہ رکھی مگر انہوں نے اسے ضائع کردیا لیکن قرآن کریم کے بارے میں فرمایا سورۃ الحجر آیت 9

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ ﴿٩﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ومحافظ ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت ہمارے ذمہ نہیں کی بلکہ اپنے ذمے رکھی اس لئے وہ ضائع نہیں ہوا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اوران کتابوں کے علوم چار کتابوں میں جمع فرمائے وہ چار کتابیں توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید فرقاں حمید ہے۔ اس کے بعد توریت وانجیل وزبور کے علوم کو قرآن مجید فرقاں حمید میں جمع فرمادیا۔

سعید بن منصور نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ قرآن کریم پڑھے کیونکہ اس میں اوّلین وآخرین کا علم ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل فرمائے ہیں اور اس میں ہمارے لئے ہر چیز کو بیان کیا ہے۔ لیکن ہمارے علوم جو کچھ

کہ قرآن کریم میں ہمارے لئے بیان کئے گئے اس سے قاصر ہیں۔

ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل ہوتا تو وہ ذرّہ، رائی اور مچھرّ سے ضرور غافل ہوتا۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے)۔"

حاکم نے اور بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "پہلے کتابیں جو نازل ہوئی تھیں وہ ایک ہی باب اور ایک ہی حرف یعنی مضمون پر نازل ہوتی تھیں۔ اور قرآن سات ابواب اور سات حرفوں پر نازل ہوا۔ اسمیں زجر، امر، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال ہیں"

محدثین کرام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجھے پڑھایا اور میں اسے دُہراتا رہا اور میں برابر زیادہ چاہتا رہا۔ وہ میرے لئے زیادہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سات حرفوں تک منتہی ہوگیا"

مسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن کو پڑھوں تو میں نے اس فرشتہ کو واپس بھیجا کہ میں دو حرفوں پر پڑھوں مگر میں نے پھر اپنی امت کی سہولت کے لئے اسے واپس بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اسے میری طرف بھیجا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں۔"

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن جریر نے ابومیسرہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ قرآن ہر زبان (لغتِ عرب) کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی جُز قرآن میں نہ ہو۔ کسی نے ان سے پوچھا رومی لغت کا کون سا جُز قرآن میں ہے؟ فرمایا قصرھن ہے جو قطعھن کے معنی میں ہے۔

علامہ رازی نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتابوں پر قرآن کریم کی فضیلت تیس ایسی خصلتوں کے ساتھ ہے جو قرآن کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی ومستمر (ہمیشہ رہنے والا) ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر رہے گا وہ قرآن کریم ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اپنے وقت کے ساتھ تھے۔ یہ خصوصیت شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے خصائص میں شمار کی ہے

Marfat.com

اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات تمام انبیاء سے زیادہ ہیں چنانچہ ایک قول کے بموجب ایک ہزار معجزات اور ایک قول کے بموجب تین ہزار معجزات تک ان کی گنتی پہنچتی ہے۔ اسے بیہقی نے ذکر کیا۔

حلیمی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات باوجود کثرت کے دوسرے معنی بھی رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی کے معجزات میں وہ معنی نہیں ہیں جو اختراعِ اجسام کی طرف راہ پاتے ہوں۔ بلاشک وشبہ یہ خصوصیات ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات میں ہی ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا جو بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں شمار کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام معجزات وفضائل جو جدا جدا ہر نبی کو دیئے گئے وہ سب کے سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوئے اور آپ علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی میں وہ مجتمع نہیں ہیں بلکہ آپ علیہ السلام ہر نوع کے معجزات کے ساتھ مختص ہوئے۔

ابن عبد السلام نے حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے پتھروں کا سلام کرنا اور ستونِ چوب کا رونا بھی شمار کیا ہے اور فرمایا اس کی مانند معجزہ کسی دوسرے نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور انہوں نے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی جاری ہونے کو بھی خصائص میں شمار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب کلام فرمایا

شیخ عز الدین ابن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور اور وادیٔ مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کلام فرمایا اور آپ علیہ السلام کو کلام۔ دیت، محبّت اور خلت کے درمیان جمع فرمایا۔

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "مجھ سے میرے رب عزوجل نے فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے نوازا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا۔ اور اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے آپ (علیہ السلام) کو اپنی خلت اور محبت عطا فرمائی۔ اور میں نے آپ (علیہ السلام) سے بالمواجہ کلام کیا۔"

ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سلمان فارسی الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن بودخشان بن مورسلان بن بہیودان بن فیروز بن سہرک۔ اصفہان کے آب الملک خاندان سے تعلق تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 60 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کسی نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے فراز کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا اور

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اصطفاء سے نوازا تو آپ علیہ السلام کو کون سی فضیلت عطا کی گئی؟ اسی وقت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ آپ (علیہ السلام) کا رب فرماتا ہے ”اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا اور اگر میں نے موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا تو میں نے آپ سے آسمان پر کلام کیا اور اگر میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا تو میں نے آپ کے نام کو تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور آپ آسمان میں وہاں تک پہنچے کہ آپ سے پہلے کوئی مخلوق وہاں تک نہ پہنچی۔ اور نہ کوئی آپ کے بعد پہنچے گی اور اگر میں نے آدم علیہ السلام کو صفی کیا تو میں نے آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم کیا اور کوئی مخلوق ساری کائنات کی آپ سے زیادہ مکرم میں نے پیدا نہیں کی اور میں نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، فاقہ، شمشیر، تاج، عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان المبارک عطا فرمایا اور تمام شفاعت آپ ہی کی ہے۔ حتیٰ کہ روز قیامت میرے عرش کا سایہ آپ پر دراز ہوگا۔ اور حمد کا تاج آپ کے سر پر بندھا ہوگا۔ اور آپ کا نام میں نے اپنے ساتھ ملایا تو جس جگہ بھی میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ کا ذکر ضرور ہوگا۔ اور میں نے دنیا اور اسکے رہنے والوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک جو آپ کی قدر و منزلت ہے سب اس کو پہچانیں۔ اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔“

ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف عطا فرمایا اور مجھے رویت عطا فرمائی اور مجھے مقام محمود اور حوض مورود سے بھی فضیلت بخشی۔“

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”مجھے شب معراج لے جایا گیا تو رب کریم کے اتنے قریب ہوا گویا میرے اور اس کے درمیان (سورۃ النجم آیت 9) ”قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى“ کی مانند فاصلہ تھا“۔ اور مجھ سے فرمایا ”اے محمد! کیا آپ کو یہ غم ہے کہ میں نے آپ کو آخر النبیین بنایا؟“ میں نے عرض کیا ”مجھے اس کا کچھ غم نہیں“۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ”کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ میں نے آپ کی امت کو آخر الامم بنایا؟“ میں نے عرض کیا ”نہیں“۔ رب العزّت نے فرمایا ”میں آپ کو آپ کی امّت کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں نے اس کو اس لئے آخر الامم بنایا ہے کہ میں ان کے سامنے تمام امتوں کی فضیحت کروں گا اور دوسری امتوں کے سامنے انہیں فضیحت نہ دوں گا۔“

شیخ عزالدین نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ہر قسم کی وحی کے ساتھ کلام فرمایا اور وحی کی تین قسمیں ہیں۔ ایک رویائے صادقہ دوم بغیر واسطہ کلام فرمانا۔ سوم جبریل کے واسطہ سے کلام کرنا۔

Marfat.com

خصائص متعدِّدہ

حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ سامنے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک اور پیچھے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک مشرکوں پر رعب ڈال کر نصرت فرمانا اور یہ کہ آپ علیہ السلام کو جوامع الکلم سے نوازا اور یہ کہ زمین کے خزانوں کی کُنجیاں دیں اور یہ کہ ہر شے کا علم دیا بجز پانچ چیزوں کے اور ایک قول کے بموجب ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا۔ اور یہ کہ رُوح کا علم دیا اور یہ کہ دجال کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ مطلع فرمایا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پہلے کسی نبی کے لئے اس کو واضح نہیں کیا۔ اور یہ کہ آپ علیہ السلام کا اسم شریف ''احمد'' رکھا اور یہ کہ آپ علیہ السلام پر اسرافیل علیہ السلام کو اُتارا۔ اس آخری خصوصیت کو ابن سبع نے شمار کرایا ہے اور نبوّت وسلطان کے درمیان آپ کو جمع فرمایا۔

امام احمد و ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھے وہ چیز دی گئی ہے جو انبیاء میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔ اور میرا نام ''احمد'' رکھا گیا۔ اور مٹی میرے لئے طہور قرار دی گئی اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔''

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''چھ خصوصیتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی۔ اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور سلسلۂ نبوت مجھ پر ختم کیا گیا''

بزار نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھے پانچ باتیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا'' اسے ابونعیم نے روایت کیا اور دونوں خصوصیتوں کو بیان کیا کہ ''مجھے سفید و سیاہ اور سرخ کی طرف بھیجا گیا اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا''

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آپ علیہ السلام کے دشمنوں پر ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈال کر مدد کی گئی۔

طبرانی نے سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''پانچ باتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی'' ''(1) مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور (2) میری شفاعت کو میری امت کے لئے ذخیرہ بنایا گیا اور (3) ایک ماہ کی مسافت تک آگے اور ایک ماہ کی

Marfat.com

مسافت تک پیچھے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور (4) میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور (5) میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔ جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھیں"

ابونعیم نے عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت (بن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج۔ قبیلہ خزرج المتوفی 34ھ بیت المقدس بعمر 72 سال 181 احادیث روایت کی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ "میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بشارت دی کی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی اور مجھے نصرت عطا کی اور مقابل کے دشمنوں کے اوپر رعب ڈالا گیا اور مجھے سطوت وغلبہ اور مُلک عطا فرمایا اور میرے لئے اور میری امت کیلئے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا جب کہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔

اور امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں فرمایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نبوّت، ملک اور غلبہ جمع ہونے کے سبب آپ علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے ذریعہ دین ودنیا کی اصلاح کو کامل تر فرمایا حالانکہ آپ علیہ السلام کے سوا کسی نبی کے لئے تلوار اور ملک نہ تھا۔

سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) آیت 80

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ
اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾

ترجمہ:۔ "اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مکہ مکرمہ سے جو مخرج صدق ہے ہجرت کے ذریعہ مدینہ منورہ میں جو مدخل صدق ہے داخل کیا۔ قتادہ نے کہا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو علم تھا کہ یہ امر بغیر غلبہ وقوت کے ناممکن ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے "سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا o" (سورۃ بنی اسرائیل آیت 80) آپ کو مخاطب فرمایا تا کہ کتاب اللہ اور اسکے حدود وفرائض کو غلبہ ونصرت کے ساتھ نافذ کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو کیونکہ سلطان یعنی غلبہ اللہ کی جانب سے ایسی عزّت ہے کہ اسے اپنے بندوں کے درمیان اس طرح قرار دیا ہے کہ اگر غلبہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو غارت کردے۔ اور قوی کمزور کو کھا جائے۔

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔ ایک دن میں محو استراحت تھا کہ اچانک زمین کے خزانوں کی کُنجیاں لائی گئیں اور میرے آگے رکھی گئیں"۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو دنیا سے تشریف لے گئے۔ مگر تم لوگ زمین کے خزانوں کو نکالتے ہو۔

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوامع الکلم یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ایسے امور کثیرہ کو جو آپ سے پہلے وحی میں لکھی جاتی تھیں عطا فرمائیں جو ایک امر یا دو امر یا اس کی مانند ہوتی تھیں''

طبرانی نے بسند حسن اور بیہقی نے الزھد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک دن کوہِ صفا پر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے جبریل! آج رات آلِ محمد کیلئے نہ تو ایک مٹھی آٹا ہے اور نہ ایک مٹھی ستو''۔ ابھی آپ علیہ السلام کی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ علیہ السلام نے آسمان سے دیوار گرنے کی مانند ایک آواز سُنی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس اسرافیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سُن لی ہے جو کچھ کہ آپ نے فرمایا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کُنجیاں عطا فرما کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرّد، یاقوت اور سونے چاندی کا بنا کر آپ کے ساتھ چلاؤں۔ اگر آپ ایسا چاہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بندہ رہیں۔ تو جبریل علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں چنانچہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' میں نبیٔ بندہ ہی رہنا چاہتا ہوں'' اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ نے فرمایا ''میرے پاس آسمان سے وہ فرشتہ اُترا جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اُترے گا اور وہ فرشتہ اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ اس نے کہا میں آپ کی جانب آپ کے ربّ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ اگر چاہیں تو نبی بندہ رہیں اور اگر آپ چاہیں تو نبیٔ بادشاہ ہوں۔ تو میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف نظر کی۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا۔ کہ میں تواضع کو اختیار کروں لہٰذا اگر میں نبیٔ بادشاہ کہتا تو یقیناً سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے''

امام احمد و ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ۔ قبیلہ خزرج عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے 74ھ میں 94 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 540 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے پاس ابلق گھوڑے پر دنیا کی کُنجیاں لائی گئیں اور اس گھوڑے کو جبریل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس کی زین تھی''

ابن سعد و ابو نعیم نے بروایت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی آپ

Marfat.com

نے فرمایا ''میرے ربّ نے مجھے پیش کش کی کہ بطحائے مکہ کو میرے لئے سونا کر دے۔ مگر میں نے عرض کیا اے رب! نہیں میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں تو جب میں بھوکا ہوں تو تیرے حضور عجز وانکساری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد کروں۔ اور تیرا شکر بجالاؤں''

ابن سعد و بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بستر کو دیکھا جو تہ کی ہوئی عباء تھی۔ یہ دیکھ کر وہ چلی گئی اور اس نے میرے پاس صوف کا بھرا ہوا بستر بھیج دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! یہ کیا ہے''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اور آپ علیہ السلام کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی۔ پھر اس نے یہ بستر میرے پاس بھیجا ہے۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس بستر کو واپس کر دو'' مگر میں نے اسے واپس نہ کیا چونکہ مجھے یہ پسند تھا کہ یہ بستر میرے گھر میں رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ حکم تین مرتبہ دیا اور فرمایا ''اسے واپس کر دو۔ اے (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلاتا''

ابن عساکر نے بطریق اسحٰق بن بشیر جو یبر سے انہوں نے ضحاک سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ترکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ناقہ کے ساتھ عار دلائی اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ملال ہوا۔ اسی لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ رسول کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے پاس خازنِ جنّت رضوان آئے اور ان کے ساتھ نور کی ایک تھیلی تھی جو چمک رہی تھی اور انہوں نے عرض کیا یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل کی طرف بغرض استشارہ نظر فرمائی اور جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زمین کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے رضوان! مجھے دنیا کے خزانوں کی کوئی حاجت نہیں ہے''۔ پھر ندا کی گئی کہ آپ علیہ السلام آسمان کی طرف اپنی نگاہیں اٹھائیں تو آپ علیہ السلام نے اوپر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ عرش تک تمام دروازے کھلے ہیں اور جنّت عدن سامنے ہے اور آپ علیہ السلام نے انبیاء (علیہم السلام) کے منازل اور ان کے بالاخانے ملاحظہ فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام کے منازل انبیاء علیہم السلام کے منازل سے بلند ہیں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں راضی ہو گیا''۔ مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی سورۃ الفرقان آیت 10

Marfat.com

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ⑩

ترجمہ:۔ ''بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لئے بہت بہتر اس سے کر دے جنتیں جن کے نیچے نہریں ہیں اور کرے گا تمہارے لئے اونچے اونچے محل۔''

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابو یعلی نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا مجھے فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم عطا فرمائے گئے۔

امام احمد اور طبرانی نے بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا مجھے پانچ چیزوں کے سوا ہر چیز کی کُنجیاں دی گئیں۔ سورۃ لقمٰن آیت 34۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ㉞

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے''

امام احمد و ابو یعلی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پانچ چیزوں کے سوا ہر چیز کی کنجیاں دی گئیں۔

امام احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ مگر میرا حال یہ ہے کہ مجھ سے دجال کے معاملہ میں وہ چیز بیان کی گئی ہے جو کسی سے بیان نہیں کی گئی۔ وہ یہ کہ دجّال کانا یعنی یک چشم ہے اور تمہارا رب جسم و جسمانیات اور عیوب سے منزہ و مبرّہ ہے''

بعض علماء اعلام کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پانچ چیزوں کا علم اور قیامت و روح کا علم بھی دیا گیا ہے۔ مگر یہ کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن سبع نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص کے سلسلے میں فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام فاقہ کے ساتھ شب گزارتے اور صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کھانا کھائے

Marfat.com

ہوئے اٹھتے تھے۔ اور یہ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ قوت میں آپ علیہ السلام پر غالب ہوتا۔ اور یہ کہ جب آپ علیہ السلام طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو آپ اپنی انگشتہائے مبارک پھیلا دیتے اور ان کے درمیان سے پانی پھوٹا کرتا۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام طہارت کر لیتے تھے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں محبت۔ خلت۔ اور کلام کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کلام فرمایا جہاں کسی مخلوق کا گذر نہ ہوا نہ مقرب فرشتہ کا نہ نبی مرسل کا۔ اور یہ کہ زمین آپ علیہ السلام کے لئے لپٹتی تھی۔

شرح صدر کے خصوصیات

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا شرح صدر ہوا اور یہ کہ آپ علیہ السلام کے بوجھ کو دُور کیا گیا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذکر کو رفعت دی گئی۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا گیا اور یہ کہ آپ علیہ السلام کو اس حال میں مغفرت کا وعدہ دیا گیا جب کہ آپ علیہ السلام زندہ چلتے پھرتے اور صحیح تھے۔ اور یہ کہ آپ علیہ السلام حبیب الرحمٰن، سید، وُلدِ آدم اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم خلق تھے۔ ان صفات سے آپ علیہ السلام تمام رُسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت آپ علیہ السلام کے روبرو بالمشافہ پیش کی گئی حتّٰی کہ آپ علیہ السلام نے ان سب کو ملاحظہ فرمایا اور یہ کہ آپ علیہ السلام کی امت میں قیامت تک جو کچھ حوادث و واقعات رونما ہونے والے ہیں آپ علیہ السلام کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور یہ کہ آپ علیہ السلام، بسم اللہ، سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی (بقرآیت 255)، سورۂ بقر کی آخری آیتیں، مفصل اور سبع طوال کے ساتھ مختص ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ سورۃ الم نشرح آیات 1 تا 4

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾
الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾

ترجمہ:۔ ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اُتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی او ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ فتح آیت 2

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ
مَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾

ترجمہ:۔ ''تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے''

Marfat.com

بزار نے بسند جید ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھ کو چھ باتوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی جو کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری وجہ سے گذشتہ و آئندہ کے گناہ بخشے گئے۔ اور میرے لئے غنیموں کو حلال کیا گیا۔ اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔ اور میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا اور مجھے کوثر عطا ہوا اور رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ تمہارا آقا روز قیامت صاحبِ لواء الحمد ہے اس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہیں سب ہوں گے''

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مغفرت کی خبر سے نوازا اور کسی نبی کے بارے میں ایسا منقول نہیں ہے کہ ان کو اس جیسی خبر دی گئی ہو۔ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کو خبر ہی نہیں دی گئی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ روز محشر میدانِ قیامت میں نفسی نفسی کہیں گے۔

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں آیہ فتح کے تحت فرمایا کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے کہ اس میں آپ علیہ السلام کے سوا کوئی شریک نہیں ہے اور طبرانی و بیہقی اور ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں ایک عرض کی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات اس سے عرض کروں۔ میں نے عرض کیا اے رب! مجھ سے پہلے بکثرت رسول ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جو مردے زندہ کرتے تھے اور کچھ وہ ہیں جن کے لئے ہوا مسخر کی گئی تھی''۔ رب تبارک تعالیٰ نے فرمایا ''اے محبوب! کیا ہم نے آپ (علیہ السلام) کو یتیم نہ پایا سو ہم نے آپ کو اپنی آغوش رحمت میں لیا۔ کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ نہ پایا۔ اور میں نے آپ کو اپنی راہ دکھائی۔ کیا میں نے آپ کو اپنا محتاج نہ پایا اور میں نے آپ (علیہ السلام) کو غنی کر دیا کیا میں نے آپ کا شرح صدر نہ فرمایا اور آپ (علیہ السلام) سے نبوت کا بوجھ میں نے نہ اُٹھایا اور کیا میں نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہ فرمائی''۔ میں نے عرض کیا ''اے رب! بیشک تو نے یہ سب کیا''۔

ابن سبع نے مجمع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جاریہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ہم مقام ضجنان میں تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگ سواریوں کو دوڑا رہے تھے اچانک میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مجتمع ہو جاؤ تو میں نے لوگوں کے ساتھ اپنی سواری کو ہانکا یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام سورۃ الفتح (آیت 1)

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿١﴾

کی تلاوت فرما رہے تھے تو جب جبریل علیہ السلام یہ سورت لے کر نازل ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو مبارک ہو۔ جب جبریل علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہنیت دی تو مسلمانوں

Marfat.com

نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تہنیت پیش کی۔

ابن جریر وابن ابی حاتم وابویعلی وابن حبان اور ابونعیم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابوسعید سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الجبر (خدرہ) بن عوف بن حارث بن خزرج۔ والدہ انیسہ بنت ابی حارثہ قبیلہ عدی بن نجار سے تھیں 74ھ میں جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 1170 احادیث مروی ہیں) سے انہوں نے آیۂ کریمہ سورۃ الم نشرح آیت 4

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾

کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا''

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس آیۂ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں آپ علیہ السلام کے ذکر کو بلند کیا ہے۔ تو کوئی خطیب اور کوئی گواہی دینے والا اور نماز پڑھنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً" الرَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جنب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ قبیلہ نجار سے ہیں۔ والدہ ماجدہ حضرت اُم سلیم سہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت لحان انصاریہ۔ رشتہ میں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خالہ ہوتی تھیں المتوفی 93ھ بعمر 103 سال مقام بصرہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 2286 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے ابر آسمانی سے جس کا مجھے حکم دیا تھا جب میں اس سے فارغ ہوگیا تو میں نے عرض کیا اے رب! مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب ہی کا تو نے اکرام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا۔ داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا۔ سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا اور شیاطین کو مسخر کیا عیسیٰ علیہ السلام کو مُردے زندہ کرنے کا اعزاز بخشا تو میرے لئے تو نے کیا کیا ہے؟ ''رب العزّت نے فرمایا'' کیا میں نے ان تمام سے افضل آپ کو مرتبہ عطا نہیں فرمایا وہ یہ کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ میرے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا اور میں نے تمہاری امت کے سینوں کو کتاب خانہ بنا دیا کہ وہ قرآن کو علانیہ پڑھیں گے اور یہ فضیلت میں نے کسی امت کو عطا نہیں کی۔ اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے وہ کلمہ تم پر نازل کیا جو ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے''

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے رب عزوجل کی ثنا کرتے ہوئے فرمایا ''تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کو جس نے رحمت اللعالمین اور سارے لوگوں کی طرف رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو تمام اُمتوں میں خیرامت بنا کر افتخار کیا اور میری امت کو درمیانی امت بنایا۔ اور

میری امت کو آخرین، امم اور اوّلین امم کیا اور میرے سینے کا شرح فرمایا۔ اور مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمایا اور میرے لئے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا" اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں فضائل کی وجہ سے آپ کو افضل کیا"۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے فرمایا "اے محبوب مانگیے۔ اس پر آپ نے عرض کیا "تو نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم دیا۔ اور تو نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور تو نے داؤد کو ملک عظیم دیا۔ اور ان کے لئے لوہے کو نرم کیا۔ اور ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا اور سلیمان کو ملک عظیم دیا اور ان کے لئے انس وجن وشیاطین وہوا کو مسخر کیا اور ان کو ایسا ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی اور کے لئے سزاوار نہیں اور تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو توریت وانجیل کی تعلیم دی۔ اور تو نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ مادرزاد اندھے اور برص والے کو اچھا کرتے تھے۔ اور ان کو اور ان کی والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی اور اس کے لئے ان دونوں پر کوئی راہ نہ ہوئی" اس پر خالقِ کائنات رب العزّت تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ "میں نے تمہیں بھی خلیل بنایا اور توریت میں وہ خلت حبیب الرحمٰن کے نام سے مکتوب ہے اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا اور میں نے تمہاری امت کو ایسا بنایا کہ وہی آخر ہیں اور وہی اوّل ہیں اور میں نے تمہاری امت کو ایسا کیا کہ ان کے لئے خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ اس کی شہادت نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے تم کو اول النبییّن تخلیق میں اور آخر النبییّن بعثت میں کیا۔ اور میں نے تم کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) عطا فرمائی۔ جسے آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطا نہیں کی۔ اور میں نے تم کو سورۂ بقر کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا فرمائیں جسے میں نے تم سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کیں اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا"۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے رب نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی ہے۔ میرے دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈالا۔ اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔ اور میرے لئے زمین کو سجدہ گاہ اور طہور بنایا اور مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام عطا فرمائے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی تو تابع اور متبوع میں سے کوئی بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رہا"

طبرانی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسید سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "آج رات اس حجرے کے قریب میرے سامنے میری امت کے اوّلین وآخرین پیش کئے گئے" اس پر راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام کے سامنے وہی لوگ پیش ہوئے ہوں گے جو پیدا ہو چکے اور وہ لوگ جو پیدا نہیں ہوئے وہ کیسے پیش ہوئے ہوں گے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "مٹی میں وہ تمام صورتیں میرے لئے بنائی گئیں۔ تم میں سے جو کوئی اپنے رفیق کو پہچانتا ہے اس سے زیادہ میں ہر ایک انسان کو پہچانتا ہوں"

دارقطنی وطبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلّم نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک آیت ایسی نازل فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر میرے سوا نازل نہ ہوئی وہ ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' ہے''

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کی ایک آیت سے غافل ہیں۔ وہ آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سوا کسی پر نازل نہ ہوئی مگر یہ کہ سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ آیت (سورۃ النمل آیت 30) ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' ہے۔

ابوعبیدہ اور ابن الضریس دونوں نے فضائل القرآن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عرش کے نیچے کے خزانے سے آیۃ الکرسی عطا فرمائی گئی۔ جو کہ تمہارے نبی علیہ السلام سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

ابوعبیدہ نے کعب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سید المرسلین ختم الرسل کو چار آیتیں ایسی دی گئی ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا نہ ہوئیں۔ وہ سورۃ البقرآیت 284،285،286 یعنی ''وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ '' آخر سورۃ بقرہ تک ہیں جو کہ تین آیتیں ہیں اور ایک آیۃ الکرسی (سورۃ البقر آیت 255) ہے۔

امام احمد وطبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' آخری سورہ بقرہ کی آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے عطا ہوئیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں''۔ امام احمد نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل مرفوعًا روایت کی ہے۔

طبرانی نے عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں (285،286) کو جو کہ آمَنَ الرَّسُوۡلُ سے آخر سورہ تک ہیں بار بار پڑھو اور غور وفکر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ان کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے۔

حاکم نے معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یسار سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فاتحہ الکتاب اور آخری آیات سورۂ بقرہ عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں۔

مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک فرشتہ آیا اس نے کہا آپ علیہ السلام کو دوایسے نور کی بشارت ہے۔ جن کو آپ علیہ السلام سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ وہ فاتحہ الکتاب اور آخری آیات سورۂ بقرہ ہیں۔

بیہقی نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسقع سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' مجھے توریت کی جگہ سبع طوال اور زبور کی جگہ کئی چھوٹی سورتیں اور انجیل کی جگہ سورۂ مثانی (فاتحہ) عطا کی گئیں اور مفصّل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی''

ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۂ کریمہ سورۃ الحجر آیت 87

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ﴿۸۷﴾

ترجمہ:۔ ''اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔''

کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ وہ سات طویل سورتیں ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں۔اور موسیٰ علیہ السلام کو اُن میں سے دو دی گئیں۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبع مثانی اور طوال دی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ ''سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِیْ'' (سورۃ الحجر آیت 87) کے تحت روایت کی۔انہوں نے کہا وہ سات طوال ہیں۔موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئیں۔جب انہوں نے الواح کو گرایا تو ان میں سے دو اٹھالی گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ۔''سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِی'' کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ ذخیرہ کی گئی ہیں آپ علیہ السلام کے سوا کسی نبی کے لئے یہ ذخیرہ نہ ہوئیں۔

بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔اس کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے میں اپنے خلیل وکلیم پر اپنے حبیب کو اختیار کروں گا''

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزھد میں اور ابونعیم نے ثابت البنانی سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں ان کے رب کا حبیب ہوں''

ابونعیم نے المعرفہ میں عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن غنم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک بدلی دیکھی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے پاس ایک فرشتہ نے آ کر سلام کیا۔اس نے کہا میں اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی برابر اجازت مانگتا رہا۔حتّٰی کہ جب مجھے اس وقت اجازت ملی تو حاضر ہوا۔میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے''

بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز قیامت بارگاہِ الٰہی میں اکرم الخلق ہوں گے۔

Marfat.com

بیہقی نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بارگاہِ الٰہی میں خدا کی قسم تمام مخلوق میں ابوالقاسم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اکرم الخلق ہیں۔

خطابِ باری تعالیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرق ہے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ خطاب میں آپ علیہ السلام کے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرق رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا سورۃ ص آیت 26

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ:۔ ''آپ خواہش کا اتباع نہ کریں وہ آپ کو اللہ کے راستے سے ہٹا دے گی''

اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے فرمایا کہ سورۃ نجم آیت 3

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾

سورۃ النجم آیت 3 ترجمہ:۔ ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اپنی خواہش سے کلام فرماتے ہی نہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر قسم یاد فرمانے کے بعد آپ علیہ السلام سے خواہش کی تنزیہہ ونفی فرمائی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی مدافعت میں فرمایا سورۃ الشعراء آیت 21

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

ترجمہ:۔ ''تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا''

اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدافعت میں فرمایا ''سورۃ الانفال آیت 30

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔''

بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ (سورۃ التوبہ

Marfat.com

آیت 40)۔

سورۃ محمد آیت 13۔ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ
قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:۔ ''اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے قوت میں زیادہ تھے جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انہیں ہلاک فرمایا تو ان کا کوئی مددگار نہیں''۔

اور آپ علیہ السلام کے چلے جانے کا ذکر نہیں فرمایا جس میں ایک گونہ سبکی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رُوبرو سرگوشی پر صدقہ کا حکم

ابونعیم نے فرمایا آپ علیہ السلام کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا یہ فرض کیا کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دے لے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے کسی نبی کے لئے یہ فرض نہیں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ المجادلہ آیت 12

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ
نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو جب تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے کوئی بات سرگوشی یعنی آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے صدقہ دے لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۂ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مسلمانوں نے بکثرت مسائل دریافت کئے۔ یہاں تک کہ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مشقت اٹھانی پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اسے کم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بخل کیا اور مسئلہ کے دریافت کرنے میں باز رہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے سورہ المجادلہ آیت 13 ''ءَاَشْفَقْتُمْ'' آخر آیت تک نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر وسعت رکھی اور ان پر تنگی نہیں فرمائی۔

سعید بن منصور نے مجاہد سے روایت کی انہوں نے کہا جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض یعنی سرگوشی کی اس نے ایک دینار کا صدقہ پیش کیا۔ اور جس نے سب سے پہلے اس حکم پر عمل کیا وہ حضرت علی بن ابی

Marfat.com

طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس کے بعد رخصت نازل فرمائی۔ سورۃ المجادلہ آیت 13

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:۔ ”کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنے رحم سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔“

ابونعیم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر آپ علیہ السلام کی اطاعت کو مطلق فرض کیا ہے اس فرضیت میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ النساء آیت 69

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

ترجمہ:۔ ”اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں“

اطیع اللہ واطیع الرسول۔ احکامات قرآن کریم

سورۃ النساء آیت 80

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾

ترجمہ:۔ ”جس نے رسول کا حکم مانا بلاشبہ اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا“

اللہ تعالیٰ نے مطلق آپ کے قول وفعل کی پیروی کو بغیر استثناء کے لوگوں پر واجب کیا ہے۔

سورۃ الاحزاب آیت 21 میں فرمایا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول کی اطاعت میں اسوۂ حسنہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اقتداء میں استثناء فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا سورۃ الممتحنہ آیت 4۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ

ترجمہ:۔ ''بے شک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراھیم اوراس کے ساتھ والوں میں''

ابونعیم نے نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے نام کو اپنی کتاب میں اپنی طاعت معصیت 'فرائض' احکام وعدو وعید اور تعظیم وتوقیر کے ذکر کے وقت شامل کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ آل عمران آیت 132

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

ترجمہ:۔ ''اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو۔''

قرآنِ کریم سورۃ التغابن آیت 12

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ
اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۲﴾

ترجمہ:۔ ''اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے۔''

اور فرمایا: سورۃ الاعراف آیت 158

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔''

سورۃ توبہ آیت 71

وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

ترجمہ:۔ ''اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانیں'' (اگر تم مومن ہو)

اور فرمایا سورۃ النور آیت 62

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ترجمہ:۔ ''وہی لوگ مومن ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ توبہ آیت 1

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے''

رب ذوالجلال نے فرمایا سورۃ توبہ آیت 3

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ

ترجمہ:۔ ''اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اجازت واعلان ہے۔ سب لوگوں میں''

فرمایا سورۃ الانفال آیت 24۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ''

فرمایا سورۃ الانفال آیت 13

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ترجمہ:۔ ''یہ اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی''

فرمایا سورۃ النور آیت 54

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا''

ارشاد باری تعالیٰ۔ سورۃ التوبہ آیت 63

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ترجمہ:۔ ''کیا انہیں خبر نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کرے۔''

فرمایا سورۃ التوبہ آیت 16۔

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ

ترجمہ:۔ ''اور ان لوگوں نے نہ تو اللہ کے سوا کسی کو محرم راز بنایا اور نہ اس کے رسول کے سوا''

فرمایا سورۃ المائدہ آیت 33

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ترجمہ:۔ ''وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں''

فرمایا سوۃ التوبہ آیت 29

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''جو چیز اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردی''

فرمایا سورۃ الانفال آیت 1

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

ترجمہ:۔ ''آپ (علیہ السلام) فرماؤ مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔''

فرمایا سورۃ الانفال آیت 41۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ

ترجمہ:۔ ''اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول کے لئے''

فرمایا سورۃ التوبہ آیت 59

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ:۔ ''اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا''

فرمایا سورۃ توبہ آیت 59۔

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ

ترجمہ:۔ ''دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔''

فرمایا سورۃ توبہ آیت 74۔

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

ترجمہ:۔ ''اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کردیا۔''

فرمایا سورۃ توبہ آیت 90

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ترجمہ:۔ ''جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا''

فرمایا سورۃ نور آیت 52

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی کامیاب لوگ ہیں۔''

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے ایک ایک عضوِ مُطّہر کا بیان اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا!

ابن سبع نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ علیہ السلام کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی۔ چنانچہ روئے تاباں کے بارے میں فرمایا سورۃ البقرہ آیت 144

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ

ترجمہ:۔ ''بیشک ہم آسمان کی طرف آپ کا بار بار منہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں''

اور آپ کی چشمانِ مبارک کے بارے میں فرمایا سورۃ الحجر آیت 88

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ:۔ ''اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے دی اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔''

اور آپ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا سورۃ مریم آیت 97

فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ

ترجمہ:۔ ''بلاشبہ ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا''

آپ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا سورۃ بنی اسرائیل آیت 29

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلٰى عُنُقِكَ

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب آپ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کی طرف باندھے نہ رکھیں''

اور آپ کے سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا سورۃ الم نشرح آیات 1،2،3

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے آپ کی کمر توڑ دی تھی۔''

آپ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا سورۃ البقرہ آیت 97

فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ

ترجمہ:۔ ''قرآن کو آپ کے قلب پر ہم نے نازل کیا''

اور آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا سورۃ القلم آیت 4

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٤﴾

ترجمہ:۔ ''بلاشبہ آپ کی خو بو (اخلاق) بڑی شان والی ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہیں جسے بزار و طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد چار وزیروں کے ساتھ فرمائی ہے۔ دو آسمان والوں میں سے ہیں جبریل و میکائیل علیہم السلام اور دو اہل زمین والوں میں سے وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں''۔ اور وہ بھی سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جسے ابن ماجہ اور ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو آپ علیہ السلام کے صحابہ آپ علیہ السلام کے آگے چلتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک فرشتوں کے لئے صحابہ چھوڑ دیتے تھے۔

حاکم و ابن عسا کر نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہر نبی کو سات رفیق دیئے گئے۔ اور مجھے چودہ رفقاء دیئے گئے''۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا وہ کون رفقاء ہیں؟ تو انہوں نے کہا میں، حمزہ، میرے دونوں بیٹے، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔

دار قطنی نے ''المولف'' میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (80ھ-148ھ مدینہ منورہ) بن محمد (بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب) سے روایت کی انہوں نے کہا کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے بعد اپنی اہل بیت میں ایک مستجاب دعا چھوڑی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم اہل بیت میں اپنے بعد دو مستجاب دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا تو ہمارے شدائد کیلئے ہے۔ اور دوسری دعا ہمارے حوائج و ضروریات کے لئے۔ وہ دعا جو ہمارے شدائد کے لئے ہے یہ ہے ''یا وانما لم یزل یا الٰھی فالہ و ابائی یا حیّ یا قیّوم'' اور وہ دعا جو ہمارے حوائج و ضروریات کے لئے ہے یہ ہے ''یامن یکفی من کلّ شئی ولا یکفی منہ شئی یا اللہ رب محمد اقض عنی الدین''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت کے مطابق کنیت رکھنا حرام ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی کنیت کے ساتھ اپنی کنیت رکھنا حرام

Marfat.com

ہے۔ یہ حرمت کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔ میری کنیت ابوالقاسم ہے۔ ''اللہ یعطی و انااقسم'' ترجمہ:۔''اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''

امام احمد نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری ہے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو''

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بقیع شریف میں تشریف فرماتھے۔ کسی آدمی نے آواز دی ''یا ابا القاسم'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا میں نے آپ علیہ السلام کو آواز نہیں دی ہے اس وقت آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے نام کے ساتھ نام رکھو۔ مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو''

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک انصاری شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا اس نے اپنے بچّے کا نام محمد رکھا اس پر انصار غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے حکم دریافت کریں گے۔ لہٰذا کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملہ رکھا آپ نے فرمایا ''انصار نے اچھا کیا''۔ اس کے بعد فرمایا ''میرے نام کے ساتھ نام رکھو۔ مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں''

امام شافعی نے فرمایا کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ابوالقاسم کنیت رکھے۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام بچّوں کو جمع کیا جن کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نام پر تھا۔ اور ان سب کو ایک گھر میں بند کر دیا تا کہ ان سب کے نام بدل دئے جائیں لیکن بچّوں کے والدین نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شہادت پیش کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عام طور پر بچوں کے نام اپنے نام پر رکھے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ان بچوں کو چھوڑ دیا۔ راویٔ حدیث ابوبکر نے کہا کہ میرے باپ بھی ان بچّوں میں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نام پر نام رکھنا افضل ہے

بزار، ابن عدی، ابویعلی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو اسکے بعد ان بچوں پر زبان درازی کرتے ہو۔''

Marfat.com

بزار نے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا ''جب تم بچّہ کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو۔ اور نہ محروم رکھو''

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جس کے تین بچّے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا بلاشبہ وہ جاہل ہے''۔ اور طبرانی نے اس کی مثل واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیک، جہم بن عثمان سے انہوں نے ابن جشیب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جس نے میرے نام پر نام رکھا اور مجھ سے برکت کی امید رکھی تو اس کو برکت حاصل ہوگی۔ اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی''

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے ''الدلائل والدعوات'' میں صحیح بتا کر اور ابو نعیم نے المعرفہ میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حنیف سے روایت کی کہ ایک نابینا شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دے دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''اگر تو چاہے تو اس بات کو آخرت پر چھوڑ دے اور یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں''۔ اس نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حکم دیا کہ ''خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا پڑھو'' اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ نَبِیِّکَ مُحَمَّد'' صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدِ اِنِّي اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّي فِيْ حَاجَتِيْ ھٰذِہٖ فَیَقْبَتُھُمَا لِي اللّٰھم شَفِعْہُ فِيْ''۔ چنانچہ اس نابینا نے ارشاد کے مطابق عمل کیا۔ اور وہ بینا ہو کر اُٹھا۔

بیہقی و ابو نعیم نے المعرفہ میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل بن حنیف سے روایت کی کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے پاس کسی حاجت سے آتا جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ اور اس کی حاجت کی طرف نظر نہ فرماتے تھے۔ تو وہ شخص عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حنیف (بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ قبیلہ اوس۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کوفہ میں وفات پائی) سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حنیف نے کہا آفتابہ لاؤ اور وضو کرو۔ اس کے بعد مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر یہ دعا مانگو۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ نَبِیِّکَ مُحَمَّد'' صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمُ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّد'' اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فَیَقْضِیْ لِی حَاجَتِی ''یہ دعا پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ اور اپنی ضرورت کی بات کرو تو وہ شخص گیا اور اس نے یہ عمل پڑھا۔ اس کے بعد وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے دروازے پر آیا اور دربان نے اس کا ہاتھ تھاما اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے پاس

لے گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنے پاس طنفہ پر بٹھایا اور فرمایا بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے۔ اس کے بعد وہ شخص ان کے پاس سے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور اُن سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے جو کہ آپ نے میری حاجت میں راہنمائی فرمائی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری حالت پر غور کیا اور اس سے پہلے وہ میری طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اب نوبت آئی کہ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حنیف نے کہا تم نے کیا بات کہی ہے میں نے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا ہے کہ آپ علیہ السلام کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے اپنی بصارت جانے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا "کیا تو صبر کرسکتا ہے؟" اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہیں مجھے کوئی لے کر چلنے والا نہیں ہے اور یہ بات مجھ پر بہت دشوار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "آفتابہ لاؤ اور وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّه اِلَیْکَ نَبِیِّکَ مُحَمَّد" صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّد" اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فَیَحُلَّ لِی بَصَرِیْ. اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَ شَفِّعْنِی فِی نَفْسِی"۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم ہم ابھی گئے نہ تھے کہ وہ شخص آیا اور اسے نابینائی کی شکایت نہ تھی۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ ممکن ہے یہ قسم دینا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ خاص ہو اس لئے کہ ختم الرسل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اولادِ آدم کے سردار ہیں اور یہ کہ آپ علیہ السلام کے سوا کسی نبی، فرشتہ اور ولی کی اللہ تعالیٰ پر قسم نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ کوئی مخلوق آپ علیہ السلام کے درجہ میں نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات حضور اکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ان خصائص میں سے ہے جن کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ علیہ السلام کے درجہ اور مرتبہ کی رفعت پر آگاہی ہو۔

سید المرسلین حضور رسالت مآب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دیگر خصائص شریفہ

ماوردی نے اپنی تفسیر میں کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ شان تھی کہ آپ پر خطا کا اطلاق جائز نہیں ہے اس لئے کہ آپ علیہ السلام خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو خطا سے معصوم و محفوظ رکھا۔

امام شافعی نے فرمایا حق الامر یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اجتہاد میں خطا تھی ہی نہیں۔

آپ علیہ السلام کی یہ خصوصیت کہ آپ علیہ السلام کی صاحبزادیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔ اور آپ کی ازواج کا ثواب وعتاب

دونا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ احزاب آیت 32

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

ترجمہ:۔ ''اے نبی کی بیبیو! تم دیگر عورتوں کی مانند نہیں ہو''

اور حق تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 33

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾

ترجمہ:۔ ''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے''۔

سورۃ الاحزاب آیت 30

يٰنِسَآءَ
النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ
لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

ترجمہ:۔ ''اے نبی کی بیبیو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دُونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے۔''

ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''عورتوں میں افضل مریم ہیں اور عورتوں میں افضل فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔''

حارث بن ابی اسامہ نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''سارے جہان کی عورتوں میں افضل مریم ہیں اور سارے جہاں کی عورتوں میں بہتر فاطمۃ الزہراء ہیں''

ابونعیم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنّت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ مگر مریم بنت عمران کے علاوہ''

ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کے سبب غضب کرتا ہے اور تمہاری رضا کے سبب خوش ہوتا ہے''

ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! پارسائی کی زندگی اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر جہنّم کو حرام کردیا ہے''

ابن حجر نے کہا کہ جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صاحبزادیوں کو آپ علیہ السلام کی ازواج پر فضیلت میں جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ وہ حدیث ہے جسے ابویعلی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ ''حفصہ (رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا) نے عثمان سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''چار گروہ ہیں جن کو دونا اجر دیا جائے گا۔ ان میں ایک گروہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں'' (آخر حدیث تک)

علماء نے فرمایا دونا اجر آخرت میں ہوگا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ایک اجر دُنیا اور دوسرا اجر آخرت میں ہوگا۔ اور علماء نے دونے عتاب کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک عتاب دنیا میں اور دوسرا عتاب آخرت میں ہوگا۔ اور ان کے سوا دوسری عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب دنیا میں عتاب ہو جائے گا۔ تو آخرت میں عتاب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ حدودِ کفارہ معصیت ہے اور مقاتل نے کہا کہ ''دنیا میں دو حدیں ہیں۔ سعید بن جبیر نے کہا یہی حکم ان لوگوں کے حدود کا ہے جنہوں نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن پر قذف رکھی کہ ان کو دنیا میں دونی سزا یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں گے''

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے الشفا میں بعض علماء سے نقل کیا یہ حد قذف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کے ساتھ خاص ہے۔ اگر کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قذف کی تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی کے ساتھ جو کوئی قذف کرے گا اسے قتل کیا جائے گا۔ صاحب تلخیص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الزمر آیت 65

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

ترجمہ:۔ ''اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل ضرور حبط (ضائع) ہو جائیں گے''
حالانکہ دوسروں کے عمل کفر پر مرنے کے سبب حبط ہوتے ہیں۔

آپ کے اصحاب انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام جہان پر فضیلت رکھتے ہیں

ابن جریر نے کتاب السنۃ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ۔ قبیلہ خزرج 74ھ میں 94 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 540 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر انبیاء ومرسلین کے سوا فضیلت دی ہے اور میرے اصحاب میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے۔ وہ حضرت ابوبکر و

Marfat.com

عمر وعثمان و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں۔ اوران چاروں کو میرے صحابہ میں افضل کیا۔ درآن حالیکہ میرے تمام صحابہ میں خیر رکھی ہے۔ اور میری امت کو تمام امتوں پر برگزیدگی دی ہے۔ اور میری امت کے چار قرنوں کو شرف عطا کیا۔ قرن اول، قرن دوم، اور قرن سوم مسلسل ہیں۔ اور قرن چہارم منفرد اکیلا ہے'' جمہور نے فرمایا کہ تمام صحابہ اپنے تمام بعد والوں سے افضل ہیں۔ اگرچہ علم وعمل میں بعد والوں نے ترقی کی ہو۔

آپ علیہ السلام کی یہ خصوصیت کہ آپ علیہ السلام کے دونوں شہر تمام شہروں سے افضل ہیں۔ اور یہ کہ دجّال و طاعون آپ علیہ السلام کے دونوں شہروں میں داخل نہ ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مسجد تمام مسجدوں میں افضل ہے۔

وہ بُقعۂ نور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آرام فرما ہیں افضل البُقاع ہے

امام احمد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی الاسدی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب قصی بن کلاب پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مل جاتا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پھوپھی تھیں۔ نیز حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حقیقی بھتیجے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد تھے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 73ھ میں مکہ مکرمہ میں حالت خلافت میں شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 33 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے سوا کی مساجد سے بجز مسجد الحرام کے ہزار درجہ افضل ہے۔ اور مسجد الحرام میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ایسا ہے گویا سو نمازیں پڑھیں''

ترمذی نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عدی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''خدا کی قسم یقیناً تو شہر مکہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام زمینوں سے اچھا ہے جو زمین خدا کو پیاری ہے تو خدا کو ان سب میں پیاری ہے''

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا! تو نے مجھے اپنی محبوب ترین سرزمین سے نکالا ہے اب تو مجھے ایسی سرزمین میں ٹھہرا جو تیرے نزدیک بہت ہی پیاری ہو''

امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

فرمایا کہ "مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ دونوں کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں۔ اور ان کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے جو ان میں نہ طاعون کو داخل ہونے دیتا ہے اور نہ دجال کو"۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ شہر مکہ و مدینہ کے درمیان افضلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قبر انور کے سوا اختلاف رکھتے ہیں لیکن حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا روضہ مبارکہ بالا جماع افضل البقاع ہے۔ بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابن عقیل حنبلی نے ذکر کیا کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے"

طبرانی نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ میں اور میری اُمّت نمازوں میں اس طرح صفیں باندھتی ہیں جس طرح فرشتے صفیں باندھتے ہیں اور پاک مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنی۔ اور میرے لئے تمام زمین سجدہ گاہ ہوئی۔ اور میرے لئے غنایم کو حلال کیا گیا"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا مجھے چھ چیزوں سے دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

(1) جامع گفتگو
(2) رعب
(3) غنیمت کا حلال ہونا
(4) ساری زمین کا مسجد بنا دیا جانا
(5) ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا جانا
(6) خاتم النبیین ہونا

حلیمی نے فرمایا استدلال کیا جاتا ہے کہ وضو کرنا اس امت کے خصائص میں سے ہے اس لئے کہ حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ "میری امت روز قیامت اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے آثار وضو یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن و تاباں ہوں گے" اس امت کے خصائص میں سے وضو کرنا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس احتمال کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو توریت وانجیل میں آپ کے ذکر ہونے کے باب میں گزر چکی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کی صفات میں سے ہے کہ وہ اطراف کا وضو کریں گے۔ اس روایت کو ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ طبرانی نے اوسط میں اس سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ ہے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آفتابہ طلب فرمایا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا۔ اور فرمایا "یہ وضو ان امتوں کا ہے جو تم سے پہلے گزری ہیں" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تین تین بار اعضا کو دھویا اور فرمایا "یہ میرا وضو ہے اور میرے اُمتیوں کا وضو ہے" اس روایت میں صراحت

Marfat.com

ہے کہ وضو کرنا گزشتہ امتوں کے لئے بھی تھا۔ پھر اس میں ان کے مقابلہ میں ہمارے لئے جو خصوصیت ہے وہ تین بار اعضاء کا دھونا ہے جب کہ دوسرے نبیوں کے لئے صرف ایک مرتبہ تھا۔

عشا کی نماز صرف آپ علیہ السلام ہی نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی

امام طحاوی نے عبید اللہ بن حمر عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول کی گئی تو وہ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی تو نماز فجر فرض ہوئی اور اسحاق علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ عزیر علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ کتنا عرصہ آرام کیا تو انہوں نے کہا ایک دن اور انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا یا کچھ زیادہ۔ اور انہوں چار رکعت نماز پڑھی اس طرح عصر کی نماز فرض ہوئی۔ اور داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی تو وہ اُٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری میں قعدہ کر لیا تو اس طرح مغرب کی نماز کی تین رکعتیں فرض ہوئیں اور سب سے پہلے جس نے عشاءِ اخیرہ کی نماز پڑھی وہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔

بخاری نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک دن نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ رات چھا گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا ''تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت یہ تم پر ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے سوا لوگوں میں سے کوئی نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھے'' یا یہ فرمایا کہ ''تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جس نے اس گھڑی میں نماز پڑھی ہو''

امام احمد و نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''سنو! تمہارے سوا ان اہلِ ادیان میں سے کوئی نہیں ہے جو اس وقت اللہ کا ذکر کرتا ہو''

ابوداؤد ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور بیہقی نے سنن میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن یزید بن جشم بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ القاب۔ عالم ربانی۔ امام الفقہا۔ اور کنز العلماء۔ المتوفی 18ھ بوجہ طاعون عمواس بیت المقدس اور دمشق کے درمیان مقام غور) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ آپ علیہ السلام نے نماز پڑھ لی ہے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا ''اس نماز میں تم تاخیر کیا کرو۔ کیونکہ تم اس نماز کے ساتھ تمام امتوں پر فضیلت

Marfat.com

دیئے گئے ہو۔ اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے''

رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چند دیگر مبارک خصوصیات

مسلم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے دُور رکھا۔ یہودیوں کے لئے سنیچر (ہفتہ) کا دن اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا تو ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار کو پیدا کیا۔ اسی طرح وہ لوگ روز قیامت ہمارے تابع یعنی پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں تو آخر ہیں مگر روز قیامت اول ہیں۔ ان کے لئے تمام خلائق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا''

ابن عساکر نے بطریق ربیع بن انس روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اصحاب نے جو باتیں علماء بنی اسرائیل سے سنیں ان کو انہوں نے ہم سے اس طرح بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام پانچ کلمات کیساتھ بھیجے گئے تھے۔ جو شخص ان پانچ کلمات پر عمل کرتا یہاں تک کہ وہ مرجاتا تو روز قیامت اس پر حساب نہ ہوتا۔ وہ پانچ کلمات یہ ہیں۔ (1) اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ (2) نماز پڑھیں، (3) صدقہ دیں، (4) روزہ رکھیں اور (5) اللہ کا ذکر کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ پانچ کلمات بھی عطا فرمائے۔ اور ان کے ساتھ پانچ مزید عطا فرمائے۔ (1) جمعہ، (2) سمع، (3) طاعت، (4) ہجرت، اور (5) جہاد۔

امام احمد و بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''اہلِ کتاب ہم سے کسی چیز پر حسد نہیں کرتے۔ جتنا جمعہ پر وہ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ جمعہ ایسا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور اہل کتاب اس سے گمراہ رہے اور ہم سے اس قبلہ پر حسد کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور وہ اس سے گم راہ رہے۔ اور وہ امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں''

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تم سے السلام علیکم کہنے اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں''

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھے تین چیزیں دی گئی ہیں ایک صفوں میں نماز دی گئی۔ دوسرے السلام علیکم دیا کیونکہ یہ اہل جنّت کی تحیت ہے اور آمین دیا گیا۔ تم سے پہلے کسی کو بھی آمین کہنا نہیں بتایا گیا۔ البتہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو آمین بتائی ہو۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جب دعا کررہے تھے تو ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے''

Marfat.com

ابن ابی شیبہ بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لوگوں پر مجھے تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔تمام زمین ہمارے لئے سجدہ گاہ بنائی گئی اور اس کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی۔اور ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند بنایا گیا۔اور وہ آیتیں جو سورۂ بقرۃ کی آخر میں ہیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے دی گئیں اور یہ چیزیں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔اور نہ میرے بعد کسی کو عطا ہوں گی''

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو امامت اور اذان عطا ہوئی

سعید بن منصور نے ابوعمیر بن انس سے روایت کی انہوں نے کہا مجھے میری پھوپھی نے جو کہ انصار میں سے تھیں خبر دی کہ لوگوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز کیلئے اہتمام فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے۔اس پر کسی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نماز کے وقت جھنڈا نصب کیا جائے مگر یہ بات رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پسند نہ آئی اور کسی نے بگل کا مشورہ دیا۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ بات بھی پسند نہ آئی اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے'' پھر عبداللہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن ثعلبہ بن عبدربہ بن ثعلبہ بن زید بن حارث بن خزرج۔قبیلہ خزرج المتوفی 32ھ بعمر 64 سال سات احادیث مروی ہیں) اس حال میں واپس آئے کہ وہ اس کا اہتمام کر رہے تھے جو انہیں خواب میں اذان کے بارے میں دکھایا گیا تھا۔

نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملّت کے ساتھ مختص ہے

مفسرین کی ایک جماعت نے آیہ کریمہ سورۃ البقرہ آیت 43 ''وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ'' (رکوع کرنے والو کے ساتھ رکوع کرو) کے تحت ذکر کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔اسلئے بنی اسرائیل کو امت محمدیہ کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رکوع کے سلسلے میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ ہے۔جسے بزار وطبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔فرمایا پہلی نماز جس میں ہم نے رکوع کیا وہ نماز عصر تھی۔یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ کیا ہے؟ فرمایا ''مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے''۔اور وجہ استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے قبل ظہر کی نماز پڑھی اور نماز پنجگانہ کی فرضیت سے قبل رات کی نمازیں وغیرہ رسول کریم علیہ السلام نے پڑھیں تو وہ پہلے کی تمام نمازیں بغیر رکوع کے تھیں۔یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ امم سابقہ کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں۔اور ابن فرشتہ نے ''شرح المجمع'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس قول کے تحت ذکر کیا کہ ''جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا وہ ہم میں سے ہے۔'' انہوں نے ''ہماری نماز'' کے ارشاد سے باجماعت نماز مرادلی ہے۔اس لئے کہ انفرادی نماز تو ہم سے پہلے لوگوں میں

Marfat.com

موجود ہی تھی۔

بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہود نے ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا ہماری ان تین چیزوں پر انہوں نے حسد کیا۔ ''ایک سلام کہنا دوسرا آمین کہنا تیسرا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ '' کہنا ہے۔

آپ علیہ السلام پسینہ کی خوشبو سے مخصوص ہیں اور دیگر خصائص محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِیْرًا وَّلاَ دِیْبَاجًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلاَ شَمِمْتُ رِیْحاًقَطُّ اَوْ عَرْفاً قَطُّ اَطْیَبُ مِنْ رِّیْحٍ اَوْ عَرْفِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: سلیمان بن حرب، حماد، ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے دیباج اور ریشم کے کسی کپڑے کو آپ علیہ السلام کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ میں نے کبھی کوئی خوشبو یا کوئی عطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے عمدہ پائی۔

لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کے بارے میں حدیث، شرح صدر، کے باب میں بیان کی گئی ہے۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی امت کو نہیں دی گئی۔ وہ مصیبت کے وقت کہنا ہے:۔ (سورۃ البقرہ آیت 156)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

عبدالرزاق وابن جریر نے اپنی تفسیروں میں سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اس امت کے سوا کسی کو استرجاع نہیں دیا گیا۔ کیا تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول نہیں سُنا کہ انہوں نے (سورۃ یوسف آیت 84) ''یَآ سَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ '' فرمایا تھا۔

عبدالرزاق نے المصنف میں روایت کی کہ ہم کو معمر نے ابان سے خبر دی انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو تکبیر یعنی (سورۃ العنکبوت آیت 45) ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ '' نہیں دی گئی۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ابوالعالیہ سے روایت کی۔ ان سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز سے نماز کا افتتاح کرتے تھے۔ فرمایا ''توحید، تسبیح اور تہلیل سے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خاتم النّبیین ہونے کے ساتھ اختصاص

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت تمام نبیوں کے آخر میں ہے اور آپ علیہ السلام کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ آپ علیہ السلام کی شریعت آپ علیہ السلام سے پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور یہ کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہد مبارک کو پائیں تو ان پر آپ علیہ السلام کا اتباع واجب ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 40

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝

ترجمہ:۔ ''نہیں ہیں محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

اور فرمایا سورۃ المائدہ آیت 48

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

ترجمہ:۔ ''ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ سچی کتاب نازل کی جو کہ تصدیق کرنے والی ہے ان کی جو ان پر محافظ و گواہ ہے۔''

اور فرمایا سورۃ توبہ آیت 33

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائیں پڑے برا مانیں مشرک۔''

ابن سبع نے ان دونوں آیتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت، آپ علیہ السلام سے پہلی تمام شریعتوں کے ناسخ ہونے پر استدلال کیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ ایک کتاب تھی۔ جو کسی اہل کتاب نے مجھے دی تھی اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ بجز اس کے کہ وہ میرا اتباع کرتے''۔

سرور کونین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ ہے

حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی کتاب میں ناسخ ومنسوخ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ البقرآیت 106

مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ:۔ ''ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے ہم بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں کیا تجھے خبر نہیں اللہ سب کچھ کر سکتا ہے''۔ اور اس کی مثل تمام کتابوں میں نہیں ہے۔ اسی بناء پر یہود نسخ کا انکار کرتے ہیں اور نسخ میں بھید یہ ہے کہ گزشتہ تمام کتابیں بیک وقت یعنی ایک دم ہی نازل ہوتی رہیں لہٰذا ان میں ناسخ ومنسوخ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ ناسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ نزول میں منسوخ سے متاخر ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عرش کے خزانے سے عطا کیا گیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو عرش کے خزانہ میں سے عطا فرمایا گیا اور اس میں سے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس موضوع پر حدیث دوسرے باب میں تحریر کی گئی ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی اور یہ کہ آپ علیہ السلام کے متبعین تمام نبیوں سے زیادہ ہوں گے۔ اور یہ کہ رسالت بالاجماع جنات کی طرف بھی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق فرشتوں کی طرف بھی۔ اور یہ کہ آپ علیہ السلام کتاب الٰہی کو اتقان سے پڑھتے تھے باوجود یکہ لکھتے نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ سبا آیت 28

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ:۔ ''اے محبوب ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر ایسی رسالت سے تمام لوگوں کی طرف خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔''

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الفرقان آیت 1۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۝۱

ترجمہ:۔ ''برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا تا کہ سارے جہان کو وہ ڈرائیں''۔

محدثین کرام نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں۔(1) ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی اور (2) ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ تو میری امت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اسے وہیں پڑھنی چاہئے۔(3) اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔ اور یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی۔(4) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔(5) اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے''

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بزار و بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔(1) میرے لئے ساری زمین مسجد و طہور بنائی گئی۔ حالانکہ کسی نبی کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اپنی محراب میں پہنچے بغیر نماز پڑھے اور (2) ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ مشرکین میرے سامنے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیتا ہے۔(3) اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف ہی مبعوث ہوتے تھے مگر مجھے جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔(4) اور انبیاء علیہم السلام پانچواں حصہ نکالا کرتے تھے اور آگ آ کر اسے کھا لیا کرتی تھی لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ میں اسے اپنی امت کے فقراء کے درمیان تقسیم کر دوں (5) اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک سوال دیا گیا مگر میں نے اپنی دعا کو امت کی شفاعت کیلئے اٹھا رکھا ہے''

ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید دارمی نے اپنی کتاب ''الرد علی الجہمیہ'' میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ پہلی دوسری اور تیسری بیعت میں شامل ہو کر اسلام کی قبولیت کا شرف حاصل کیا التوفی 34ھ بیت المقدس۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 181 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باہر تشریف لائے تو فرمایا ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا اظہار و بیان فرمایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائی ہے تو انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔(1) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا (2) اور یہ کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں جنّات کو ڈراؤں (3) اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القا فرمایا در آں حالیکہ میں اُمّی ہوں۔ بلا شبہ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی گی۔(4) اور چوتھے یہ کہ میرے لئے پچھلوں کے اور میرے اگلوں

Marfat.com

کے گناہ بخشے گئے (5) اور یہ کہ مجھے الکوثر عطا فرمایا۔ (6) اور یہ کہ میری مدد فرشتوں کے ساتھ کی گئی۔ اور مجھے نصرت عطا ہوئی۔ (7) اور میرے دشمنوں پر رعب ڈالا گیا (8) اور یہ کہ میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا۔ (9) اور یہ کہ میرے لئے میرے ذکر کو اذانوں میں بلند کیا گیا (10) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت مقام محمود پر فائز کرے گا۔ اس حال میں کہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے اور جب لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اُٹھائے گا۔ اور جنّت میں میری شفاعت سے میری امت کے ستّر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جنّات نعیم کے اعلیٰ غرفہ میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا۔ میرے اوپر بجز ان فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی نئی مخلوق نہ ہوگی۔ اور مجھے غلبہ عطا فرمایا اور میرے لئے اور میری امت کے لئے غنیمت کو حلال بنایا باوجودیکہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔''

ابو یعلیٰ وطبرانی نے اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آسمان والوں پر اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! وہ کون سی فضیلت ہے جو آسمان والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو عطا ہوئی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا سورۃ الانبیاء آیت 29

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ:۔ ''اور ان میں سے جو کوئی یہ کہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے تو ہم اس کہنے پر اسے جہنّم کی سزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو۔''

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں فرمایا سورۃ الفتح آیت 1، 2

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔''

گویا اس میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے برأت ہے۔ لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تمام نبیوں پر آپ علیہ السلام کی فضیلت کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

ترجمہ:۔اور بھیجا ہم نے ہر رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ''۔

مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حق میں فرمایا سورۃ سبا آیت 28

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے''

ابن سعد نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں ہر اس شخص کا رسول ہوں جن کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو میرے بعد پیدا ہوگا۔''

ابن سعد نے خالد بن معدان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔اب اگر تمام لوگ میری دعوت قبول نہ کریں گے تو میں عرب کی طرف ہوں اور اگر تمام عرب قبول نہ کریں گے تو میں قریش کی طرف ہوں اور اگر تمام قریش قبول نہ کریں گے تو بنی ہاشم کی طرف ہوں اور اگر بنی ہاشم بھی قبول نہ کریں گے تو میں اپنی ذات کی طرف رسول ہوں''

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں تمام نبیوں کے متبعین میں زیادہ ہوں''

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''روزِ قیامت میری امت میرے ساتھ سیل رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے اسی طرح میری امت لوگوں پر چھا جائے گی۔اس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی اُمتیں ہیں ان سب سے زیادہ امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے''

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی تصدیق میری کی گئی ہے بلاشبہ کون نبی ایسا ہے بجز ایک کے کہ اس کی امت میں سے کسی نے اس کی تصدیق نہ کی''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام جنّ وانس کی طرف مبعوث ہوئے

اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام انس و جنّ کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔البتہ فرشتوں کی جانب آپ کی بعثت میں اختلاف ہے اور وہ قول جسے امام سبکی نے ترجیح دی ہے یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں اس قول پر وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے عبدالرزاق نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اہل زمین کی صفیں، آسمان والوں کی صفوں پر ہیں۔جب زمین والوں کی آمین آسمان والوں کی آمین سے موافقت کر جاتی ہے تو بندے کے لئے مغفرت ہوتی ہے۔

Marfat.com

رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت رحمۃ اللعالمین ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ آپ علیہ السلام کی بعثت رحمۃ للعالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الانبیاء آیت 107

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ:۔ ''نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت سارے جہان کے لئے''۔

اور فرمایا سورۃ الانفال آیت 33

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ

ترجمہ:۔ ''اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا کام کہ کافروں پر عذاب کرے جب تک کہ اے محبوب تم ان میں ہو۔''

ابونعیم نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کیلئے رحمت اور متقین کیلئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا''

مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ مشرکوں پر عذاب کی دعا کیوں نہیں مانگتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے رحمت کر کے بھیجا گیا ہے''۔

ابن جریر وابن ابی حاتم اور طبرانی وبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیۂ کریمہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

(سورۃ الانبیاء آیت 107) کے تحت روایت کی انہوں نے فرمایا ''جو ایمان لے آیا اس کے لئے دنیا وآخرت میں رحمت تمام ہوگئی اور جو ایمان نہیں لایا وہ اس چیز سے محفوظ ہے جو دنیا میں جلد ہی خسف، مسخ اور قذف کی شکل میں نمودار۔ کیونکہ اس عذاب میں گزشتہ اُمتیں بھی مبتلا ہوئیں''

سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی حیات کی قسم یاد فرمائی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوۃ الحجر آیت 72

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمہ:۔ ''اے محبوب قسم آپ کی حیات کی یقیناً یہ کافر اپنے نشے میں بہک رہے ہیں۔''

Marfat.com

ابو یعلیٰ و ابن مردویہ اور بیہقی و ابونعیم اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور کوئی جان ایسی پیدا نہیں کی جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی حیات کی قسم یاد نہیں فرمائی مگر اس نے رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا سورۃ الحجر آیت 72

لَعَمۡرُكَ إِنَّهُمۡ لَفِي سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُونَ ۝

یعنی " وحیاتک یا محمدصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم " آپ کی حیات کی قسم اے محبوب!

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" دو باتوں میں مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ایک میرا ہمزاد کافر تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ ہمزاد مسلمان ہو گیا"۔ راوی نے کہا میں دوسری بات بھول گیا ہوں۔

بیہقی و ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں ے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" دو باتوں میں مجھے آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی۔ ایک یہ کہ میرا شیطان یعنی ہمزاد کافر تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا اور دوسری بات یہ کہ میری تمام ازواج میرے لئے مددگار بنیں۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا۔ اور ان کی زوجہ ان کی خطا پر مددگار تھیں۔"

مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن ضاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر المتوفی 32ھ مدینہ منورہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 848 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک جنّ اس کا ہمزاد ہو۔ اور ایک فرشتہ اس کا ہمزاد ہو"۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیا آپ کے ساتھ بھی فرمایا "ہاں میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ جنّ ہمزاد مسلمان ہو گیا۔ اب وہ بھلائی کے سوا مجھے کوئی حکم دیتا ہی نہیں"۔ طبرانی نے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن زید سے روایت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سیّد عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر مبارک کرتے ہوئے فرمایا کہ" جن فضائل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ میرا فرزند ان سے افضل ہے۔ وہ صاحبِ بعیر یعنی ناقہ سوار ہے ان کی زوجہ ان کے لئے ان کے دین پر مددگار ہوگی۔ جب کہ میری زوجہ میرے لئے خطا پر مددگار تھی"

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مخاطب کرنے میں آپ علیہ السلام کی بزرگی و احترام کی خاطر آپ علیہ السلام سے پہلے تمام نبیوں کو

Marfat.com

مخاطب کرنے سے بالکل مختلف رکھا۔ وہ یہ کہ گزشتہ امتیں اپنے نبیوں سے کہا کرتیں کہ "راعناسمعک"یعنی" اپنی بات سُنانے میں ہماری رعایت فرمایئے" مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح مخاطت کرنے سے منع فرمایا:

سورۃ البقرآیت 104۔ چنانچہ فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ:۔ "اے ایمان والوراعنانہ کہو بلکہ انظرنا کہو یعنی یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے سے ہی خوب غور سے بات سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اسم مبارک کے ساتھ کہیں مخاطب نہیں فرمایا

محدثین ومفسرین کرام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آپ علیہ السلام کے اسمائے مبارک کے ساتھ نہیں پکارا۔ بلکہ یا ایھا النبی، یا ایھا الرسول ، یا ایھا المدثر ، یا ایھا المزمل، فرمایا بخلاف تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے۔ کیونکہ ان کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ البقرآیت 35۔ سورۃ ھود آیت 48 سورۃ ھود آیت 76۔ سورۃ الاعراف آیت 144۔ سورۃ المائدہ آیت 110۔ سورۃ مریم آیت 12۔ سورۃ ص آیت 26۔ سورۃ مریم آیت 7۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت پر حرام ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نام سے پکارے

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ امت پر حرام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آپ علیہ السلام کے نام کے ساتھ پکارے بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے کہ ان کی اُمتیں ان کو ان کے ناموں سے پکارتی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان اُمتوں کی تمثیل میں فرمایا سورۃ الاعراف آیت 138

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ

Marfat.com

ترجمہ: ''لوگوں نے کہایا موسیٰ ہمارے لئے کوئی معبود بنادے جیسا کہ ان کیلئے اتنے خدا ہیں''

اورفرمایا سورۃ المائدہ آیت 112

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ

ترجمہ:۔ ''جب کہ حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم''

اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کوفرمایا سورۃ النور آیت 63

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

ترجمہ:۔ ''اے مسلمانو! اپنے درمیان رسول کے پکارنے کو ایسے نہ بناؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔''

ابونعیم نے بطریق ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ لوگ یا محمد! یا ابا القاسم کہہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے اپنے نبی کی عظمت واحترام میں منع فرمایا دیا۔ پھر لوگ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہنے لگے۔

بیہقی نے علقمہ اور اسود سے ایک آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ''یا محمد'' نہ کہو۔ بلکہ ''یارسول اللہ'' ''یا نبی اللہ'' کہو اور ابونعیم نے حسن اور سعید بن جبیر سے اس کی مثل روایت کی۔

بیہقی نے قتادہ سے آیۂ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ اس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں۔ اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں اور ان کو سردار جانیں۔

مُردے سے قبر میں آپ علیہ السلام کی بابت سوال ہوتا ہے

امام احمد وبیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سنو! قبر آزمائش کی جگہ ہے اور میری بابت تمہاری آزمائش ہوتی ہے اور میری بابت تم سے سوال ہوتا ہے۔ لہٰذا جب میّت مردِ صالح ہوتا ہے تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے۔ ''ماھذا الرجل الذی کان فیکم'' وہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا تھا تو وہ مردِ صالح جواب دیتا ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں'' (آخر حدیث تک)۔ حکیم ترمذی نے فرمایا مقبور سے جو سوال ہوتا ہے وہ اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ اور ابن عبدالبر محدث نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ کتاب البرزخ میں مبسوط ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ملک الموت آپ علیہ السلام سے اجازت لے کر حاضر ہوئے

اس موضوع پر حدیث بھی ابواب الوصال میں بیان کی گئی اور کتاب البرزخ میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو

Marfat.com

حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، اور حضرت داؤد علیہم السلام کے پاس بغیر اجازت لئے ملک الموت داخل ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 53

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

ترجمہ:۔ ''اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔''

یہ بات کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ کا قصہ ظالم وجابر بادشاہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس بادشاہ سے یہ فرمانا کہ یہ میری (دینی) بہن ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے یہ چاہا کہ انہیں طلاق دے دیں تاکہ وہ جابر ان سے نکاح کرلے۔ یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بات دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے نہ تھی۔

حاکم وبیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اگر تم اس میں خوش ہو کہ جنّت میں تم میری بیوی رہو تو میرے بعد دوسرے سے نکاح نہ کرنا۔ کیونکہ عورت اس شوہر کے ساتھ ہوگی جو دنیا میں اس کا آخری شوہر ہے۔

اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواج مطہرات پر حرام کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کریں۔ تاکہ وہ ازواج جنّت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زوجیت کے شرف میں باقی رہیں۔

اس حرمت کی وجہ میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں۔ اور یہ بھی وجہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے میں نقص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصب شریف کو نقص سے پاک ومنزہ فرمایا ہے۔ اور یہ بھی حرمت کی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی قبر انور میں حیی وزندہ ہیں۔ اسی لئے ماوردی نے حرمت کی وجوہات میں ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ ان ازواجِ مطہرات پر وفات کی عدت واجب نہیں ہے۔

اگر باندی وفات کی وجہ سے جدا ہوئی ہے تو اسے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

رسول کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک اور خصوصیت

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام سے پہلے

جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ اپنی مدافعت خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو خود ہی جواب دیتے تھے۔ جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا سورۃ الاعراف آیت 61

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦١﴾

ترجمہ:۔ ''کہا اے میری قوم میرے ساتھ گمراہی نہیں ہے۔ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔''

اور حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا سورۃ الاعراف آیت 67

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ:۔ ''کہا اے میری قوم میرے ساتھ سفاہت (بیوقوفی) نہیں ہے۔ میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں''

اس قسم کے اقوال ونظائر بہت ہیں مگر ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف دشمنوں نے جس بات کی نسبت کی تھی اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا سورۃ القلم آیت 2

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾

ترجمہ:۔ ''آپ اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں۔''

اور فرمایا سورۃ النجم آیت 2

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾

ترجمہ:۔ ''تمہارے آقا نہ بھٹکے اور نہ بے راہ چلے۔''

اور فرمایا سورۃ نجم آیت 3

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾

ترجمہ:۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں فرماتے۔''

اور فرمایا سورۃ یٰسین آیت 69

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾

ترجمہ:۔ ''ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شعر گوئی نہ سکھائی اور نہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔''

اس قسم کی بکثرت آیات کریمہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی رسالت کی قسم یاد فرمائی

ابونعیم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام

Marfat.com

کی رسالت پر قسم یاد فرمائی چنانچہ فرمایا: سورۃ یٰسین آیات 1، 2، 3

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''قسم ہے حکمت والے قرآن کی۔ بیشک آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔''

آپ علیہ السلام دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے درمیان جامع فرمایا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا گیا۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کے لئے یہ بات نہ تھی۔ سورۃ الکھف آیات 65، 66، 67، 68 میں حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

ترجمہ:۔ ''تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا اس سے موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔ کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اس بات پر کیوں کر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔''

بخاری شریف (کتاب الانبیاء جلد 2 صفحہ 363) میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مبارک ہے:۔

''قَالَ يَا مُوسىٰ اِنِّي عَلىٰ عِلْمٍ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا تَعْلَمُهُ وَ اَنْتَ عَلىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا اَعْلَمُهُ'

ترجمہ:۔ ''انہوں (حضرت خضر علیہ السلام) نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام مجھے کچھ خداداد علم ہے جو اللہ نے مجھے عطا کیا ہے تم اسے نہیں جانتے اور تمہیں کچھ خداداد علم ہے جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے میں اسے نہیں جانتا۔''

امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے یہ بات حدیث سے اخذ کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں کسی عالم کے کلام سے جو کہ اس بارے میں ہے واقف ہوتا۔ اس کے بعد میں نے بدر بن الصاحب کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جو اس چور کے بارے میں ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور دوسری حدیث اس نمازی کی ہے

Marfat.com

جس کے قتل کا حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دیا تھا۔

شریعت سے مراد ظاہری حکم ہے۔اور حقیقت سے مراد باطنی حکم اہل سیر نے اس کی صراحت کی ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس پر مبعوث ہوئے ہیں کہ وہ ظاہر کے ساتھ حکم کریں اور اس امر پر حکم نہ کریں جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اگر چہ وہ اس پر مطلع اور باخبر ہوں۔اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع وخبر ہے۔چونکہ انبیاء علیہم السلام اس کے ساتھ مبعوث نہیں کئے گئے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچّہ کے قتل پر اعتراض کیا۔جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا سورۃ الکہف آیت 74

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

ترجمہ:۔ ’’پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بری بات کی‘‘۔

’’لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا‘‘ اس لئے کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے تو اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادہ سے نہیں کیا ہے۔اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے۔جو کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ایسے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اس علم پر ہیں شیخ سراج الدین بلقینی نے شرح بخاری میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے۔اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام اس کا علم حاصل کریں تا کہ آپ اس پر حکم کو نافذ کریں۔اسلئے کہ اس کے ساتھ عمل کرنا مقتضائے شریعت کے خلاف ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں اور اسکے مقتضا پر عمل کروں اسلئے کہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔شیخ سراج الدین رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا اس قاعدہ کے بموجب اس ولی کے لئے جائز نہیں ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا تابع ہے کہ جب حقیقت پر وہ مطلع ہو جائے تو وہ بمقتضائے حقیقت اسے نافذ کرے۔بلا شک وشبہ اس پر یہی واجب ہے کہ حکم ظاہر کو نافذ کرے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں فرمایا کہ ابو حیان نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم ظاہر کے ساتھ حکم کرنا تھا۔حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد باطن اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا ہے اس کے سوا کوئی اور مفہوم مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے۔اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ابتدا میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر

Marfat.com

حکم فرمائیں۔ اوراس باطن وحقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ کو اطلاع ہے۔ جس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نحن نحکم بالظاھر '' ''تو ہم ظاہر پر حکم دیتے ہیں''۔ ایک روایت میں اسطرح ہے کہ ''انما اقضی بالظاھر واللہ یتولی السرائر '' ''میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا مالک ہے''۔ اور یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں تو جس نے اپنے لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ جہنم کا قطعہ ہے''۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ کے ذمہ ہے''۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اوران کی باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا ''اگر میں بغیر بینہ وشہادت کے کسی کو رجم (سنگسار) کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا'' اور یہ بھی فرمایا کہ ''اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا''۔ یہ تمام نظائر وشواہد اس بات کی مظہر ہیں کہ آپ علیہ السلام کو بینہ اور شہادت یا اعتراف واقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا۔ نہ کہ اُس پر جو باطنی اُمور پر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو باخبر فرمایا اوراس کی حقیقتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر آشکار فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شرف کو اور زیادہ فرمایا۔ اور آپ علیہ السلام کو اجازت فرمائی کہ آپ علیہ السلام باطن کے ساتھ حکم فرمائیں اور جن حقائق وامور کی آپ علیہ السلام کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ علیہ السلام ان تمام معمولات کے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے تھے اوراس خصوصیت کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص فرمائے جامع تھے۔ اور یہ امر آپ علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے۔ بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے۔ اس کی شاہد اس نمازی اور چور کی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم سید المرسلین ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دیا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باطنی حالات پر آپ علیہ السلام کو باخبر کر دیا تھا اوران دونوں کے بارے میں آپ علیہ السلام کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کاش کہ یہ علماء اعلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ کوئی مجنوں وپاگل۔

بعض اسلاف نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اچانک مرجاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس امت

میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے بطریق نیابت ہوگی اور وہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متبعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے۔ اور وہ آپ علیہ السلام کے متبعین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت میں سے ہوں گے۔

شرف وخصائص نبوی علیہ السلام، جمیع انبیاء علیہم السلام کے خصائص اور شرف آپ علیہ السلام کی ذات والاصفات میں موجود تھے

محدثین کرام ومفسرین عظام نے فرمایا کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور کوئی فضیلت نہیں دی گئی مگر یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس معجزے یا اس فضیلت کی نظیر عطا فرمائی گئی۔ بلکہ اس سے اعظم عطا فرمایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا فرمائے گئے

ان خصائص میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش اپنے دست قدرت سے فرمائی اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور انہیں ہر شئے کے اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔

بعض علماء نے کہا کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آدم علیہ السلام اس زمانہ میں نبی تھے۔ اور ان کو فرشتوں کی طرف بھیجا گیا اور ان کا معجزہ بھی انباء یعنی غیبی خبریں دینا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ البقرآیت 33

فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ

ترجمہ: ''تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو ان کے اسماء کی خبر دی''

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا فرمایا جیسا کہ طبرانی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا آدم نبی تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہاں وہ نبی ورسول تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے کلام فرمایا''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

''اٰدَمُ وَمَنۡ دُوۡنَهٗ تَحۡتَ لِوَائِیۡ''

ترجمہ:۔ ''آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے'' (حدیث شریف)

تو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ان خصائص ومعجزات کی نظیر ومثل عطا فرمائی گئی۔ آدم علیہ

Marfat.com

السلام سے کلام کرنے کی نظیر یہ ہے کہ شب معراج سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کلام فرمایا لیکن یہ معجزہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے اسماء کی تعلیم فرمائی تو اس کی نظیر وہ روایت ہے جسے دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میری امت کو آب و گل کے زمانے میں شبیہ بنا کر دکھائی اور مجھے ان سب کے نام بتائے گئے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیاء کے نام تعلیم فرمائے تھے"۔

لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کے معجزے کے بارے میں بعض علماء نے ارشاد باری تعالیٰ سورۃ الاحزاب آیت 56

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

ترجمہ:۔ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی (علیہ السلام) پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو"

اِس آیت کو نظیر میں پیش کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ اعزاز ہے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مشرف فرمایا ہے۔ اور اس اعزاز و اکرام سے مشرف فرمانا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے دو وجہوں کے ساتھ کامل ہے ایک وجہ تو یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدے سے مشرف فرمانا ایک واقعہ تھا جو ختم ہو گیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو صلوٰۃ سے مشرف فرمانا دائمی اور ابدی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ وہ شرف صرف فرشتوں سے ان کو حاصل ہوا تھا۔ ان کے سوا کسی اور سے نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جو صلوٰۃ کا شرف حاصل ہوا وہ اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور تمام مومنوں کی طرف سے ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا شرف
جو رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں موجود تھا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے فرمایا
سورۃ مریم آیت 57۔

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

ترجمہ: "اور ہم نے ان کو بلند مکان کی رفعت بخشی"۔
اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو

قَابَ قَوْسَيْنِ

Marfat.com

"قاب قوسین" سورۃ النجم آیت 9 :ترجمہ" تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔" قاب قوسین تک رفعت عطا فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کا شرف

ابونعیم نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی دعاء کو قبول کیا گیا۔ اور ان کی قوم کو طوفان سے غرق کیا گیا۔ لیکن ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایسی دعائیں بہت کثرت سے ہیں جو درجۂ قبول کو فائز ہوئیں ان میں سے ایک تو ان لوگوں پر بددعا ہے جنہوں نے دشمنی میں اپنی پشتوں پر ہتھیار باندھ رکھے تھے۔ اور قحط سالی کے زمانے میں بارش کی دعا فرمانا ہے اور آپ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے کثرت سے بارش ہونا ہے ابو نعیم نے فرمایا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے اس طرح زیادہ ہے کہ تیئیس (23) سال کی مدّت میں ہزار ہا آدمی مسلمان ہوئے۔ اور فوج درفوج آپ علیہ السلام کے دین میں لوگ داخل ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال تبلیغ فرمائی مگر سو (100) آدمیوں سے کم لوگوں نے ان پر ایمان لانا قبول کیا بقیہ لوگ ایمان نہ لائے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات میں سے تمام حیوانات کا ان کی کشتی میں سوار ہونے کیلئے مسخر ہونا ہے۔ بلاشبہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے بھی ہر نوع کے حیوانات مسخر کئے گئے جیسا کہ متعلقہ مقامات میں بیان کیا گیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ وہ زمین پر بخار کے اُترنے کا سبب بنے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بخار کو مدینہ طیبّہ سے جحفہ کی طرف نکال باہر کیا۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرف

ابونعیم نے فرمایا حضرت ھود علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہوا کے ذریعہ مدد فرمائی گئی جیسا کہ غزوۂ خندق میں گزر چکا ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا اور ہوا سے مدد غزوۂ بدر میں بھی کی گئی تھی۔

ابونعیم نے فرمایا حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس کی مانند اونٹ کا کلام کرنا اور اونٹ کا آپ علیہ السلام کی اطاعت کرنا عطا فرمایا گیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مثل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شرف

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات کا شرف عطا کیا گیا۔ اس کی نظیر و مانند بھی ہمارے رسول کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوئی جو آگ کے معجزات کے بارے میں بیان کیا گیا ہے اور مرتبۂ خلیل (خلت) بھی عطا فرمایا گیا۔ چنانچہ ابن ماجہ وابونعیم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن وائل بن ہاشم بن معبد بن سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب بن لوی القرشی) (65ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فسطاط میں وفات پائی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 700 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میری منزل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منزل جنّت میں آمنے سامنے ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان مومن ہوتا ہے''

ابونعیم نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے اپنے وصال سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے''

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیل بناتا لیکن تمہارا آقا اللہ کا خلیل ہے''

ابونعیم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابوں میں پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ان لوگوں سے جو آپ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے حجابات میں پوشیدہ رکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ یٰسین آیات 8،9

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝

ترجمہ:۔ ''ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں۔ جو ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اُوپر سے ڈھانپ دیا تو انہیں کچھ نہیں سُوجھتا۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت 45۔ (یعنی اسراء پارہ 15)

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ
جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ۝

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب جب آپ نے قرآن پڑھا تو ہم نے آپ کے اور ان کے درمیان جو ایمان نہیں لائے

Marfat.com

آخرت میں چھپانے والا حجاب کردیا۔"

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عصمت وحفاظت کے ضمن میں اور آپ کو مخفی رکھنے کے سلسلے میں بکثرت احادیث بیان کی گئی ہیں۔

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا اور اسے برہان وحجّت سے مبہوت کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ البقر آیت 258۔

فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥٨﴾

ترجمہ:۔ "تو ہوش اڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔"

اسی طرح ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے واقعہ ہوا چنانچہ سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ابی بن خلف آیا اور مرنے کے بعد اُٹھنے کے انکار پر بوسیدہ ہڈی لایا اور اس نے اسے مسلتے ہوئے کہا "من یحیی العظام و ھی رمیم" (کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں)۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا سورۃ یٰسین آیت 79

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾

ترجمہ:۔ "اے نبی فرمائیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا۔ اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔"

یہ برہان ساطع ہے۔

ابونعیم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے غضب میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ اور ہمارے رسول اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی قوم کے بُتوں کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ تین سو ساٹھ تھے اور وہ سب کے سب گر کر چکنا چُور ہو گئے۔ اس معجزے کی حدیثیں فتح مکہ کے باب میں بیان کی جا چکی ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں بھیڑوں کا کلام کرنا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے علباء بن احمر سے روایت کی کہ حضرت ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہم السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پایا حضرت ذوالقرنین نے کہا ہماری سرزمین میں آپ کو تصرت کرنے کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا "ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے مامور بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خانہ کعبہ کے تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے"۔ حضرت ذوالقرنین نے کہا آپ دونوں اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل لائیں تو پانچ بھیڑیں اٹھیں اور انہوں نے کہا ہم سب شہادت دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہم السلام مامور بندے ہیں اور ان دونوں کو اس کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ذوالقرنین نے کہا میں اس سے راضی ہوں اور میں نے اس امر کو تسلیم کیا۔

اسی طرح ہمارے رسول اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں متعدد حیوانوں نے کلام کیا ہے۔ اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ ہے جسے ابن سعد نے روایت کیا کہ ہم سے ہشام بن محمد نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوثی سے ہجرت کی اور نارِ نمرود سے باہر آئے تو اس زمانے میں ان کی زبان سریانی تھی لیکن جب آپ نے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بدل دی اور وہ عبرانی زبان میں، جب سے فرات کو عبور کیا، گفتگو فرمانے لگے۔ نمرود نے ان کے تعاقب میں کچھ لوگوں کو بھیجا اور اس نے حکم دیا کہ جو سریانی زبان میں گفتگو کرتا ہے اسے نہ چھوڑا جائے۔ اور اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے مگر انہوں نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی۔ اور وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چل دیئے۔ کیونکہ وہ آپ کی لغت وزبان کو نہ پہچان سکے اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ان قاصدوں کے ضمن میں بیان کی گئی ہے۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بادشاہوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ قاصد جب ان بادشاہوں کے ملک میں پہنچے تو وہ انہیں لوگوں کی زبان میں گفتگو کرنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں یہ ہے جسے ابن ابی شیبہ نے المصنف میں روایت کی کہ ہم سے محمد بن ابی عبیدہ بن معن نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے حدیث بیان کی۔ ابو صالح نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ لینے تشریف لے گئے مگر انہیں غلہ فراہم نہ ہوسکا تو انہوں نے تھیلے میں کچھ سرخ ریت بھر لی اور اسے اٹھا کر گھر لے آئے۔ اہلِ خانہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ سرخ گندم ہے۔ جب انہوں نے تھیلا کھولا تو سرخ گندم پائی جب اس گندم کے دانے کو بویا جاتا تو اس دانہ سے ایسی بالیں نکلتیں جس کے جڑ سے شاخ تک مسلسل دانوں سے بھریں بالیں ہوتیں۔

بلاشبہ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے بھی واقع ہے۔ جس کا تذکرہ اس مشکیزے کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔ جو آپ علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو زادِ راہ کے طور پر عطا فرمایا تھا اور اس مشکیزے کو پانی سے بھر کر دیا تھا اور جب ان صحابہ نے اس مشکیزے کو کھولا تو انہوں نے دودھ اور مکھن پایا۔

شرف جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے مثل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوا

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح پر صبر عطا فرمایا گیا۔ اس کی نظیر شقِ صدر کے باب میں بیان کی گئی ہے بلکہ یہ شرف اس سے کامل ہے۔ اس لئے کہ شقِ صدر تو حقیقۃً واقع ہوا اور ذبح کا وقوع نہ ہوا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے عوض فدیہ عطا فرمایا گیا اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ذبح کے عوض فدیہ دیا گیا۔

Marfat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آبِ زمزم عطا فرمایا گیا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دادا عبدالمطلب کو چاہِ زمزم دیا گیا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عربیت عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''یہ عربی زبان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بطریق الہام عطا ہوئی'' اور اس کی نظیر میں ابونعیم وغیرہ محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں باوجودیکہ آپ علیہ السلام ہمارے درمیان سے کہیں باہر بھی تشریف نہیں لے گئے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان نابود ہو چکی تھی۔ اس زبان کو جبریل علیہ السلام میرے پاس لائے اور اسے انہوں نے مجھے یاد کرایا''۔

شرف جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے مثل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا کیا گیا

جرجانی نے مشہور کتاب امالی میں فرمایا کہ ہم سے ابوالحسن احمد بن محمد بن اسمٰعیل نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نوح بن حبیب بذشی سے انہوں نے جاور بن محمود سے انہوں نے ابومسہر دمشقی سے انہوں نے ابن عبدالعزیز تنوخی سے انہوں نے ربیعہ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا گیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے کھالیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کو بلایا اور اس سے فرمایا کیا تو نے میرے قرۃ العین اور جگر گوشہ کو کھایا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے یہ گستاخی نہیں کی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ بھیڑیئے نے کہا میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور جرجان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جرجان کس مقصد سے جانا چاہتا ہے؟ بھیڑیئے نے کہا میں نے آپ سے پہلے نبیوں سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی دوست یا کسی رشتہ دار سے ملاقات کرنے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے ایک ہزار بدیاں محو فرماتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس حدیث کو لکھ لو۔ اس پر بھیڑیئے نے انکو حدیث بیان کرنے سے انکار کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تو ان کو حدیث نہیں سناتا۔ بھیڑیئے نے کہا یہ سب نافرمان و گنہگار ہیں۔ اس کی نظیر و مثل ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا فرمائی گئی کہ بھیڑیئے نے کلام کیا جیسا کہ متعلقہ باب میں بیان کیا گیا ہے۔

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیئے گئے معجزات میں سے یہ ہے کہ ان کو اپنے فرزند کی

Marfat.com

جدائی کے ساتھ آزمایا گیا۔ اور انہوں نے اس حد تک صبر کیا کہ قریب تھا کہ غم سے وہ ہلاک ہو جائیں اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرزندوں کا درد دیا گیا اور بیٹوں میں سے کسی کو بچپن کے سوا زندہ نہ رکھا گیا مگر آپ علیہ السلام نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا اس بناء پر آپ علیہ السلام کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر سے فائق رہا۔

وہ شرف جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوا

ابو نعیم نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حُسن دیا گیا جو تمام انبیاء و مرسلین پر بلکہ تمام مخلوقات پر فائق تھا اور ہمارے رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایسا جمال عطا فرمایا گیا کہ کسی فرد بشر کو آپ علیہ السلام جیسا جمال نہ ملا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا نصف حصّہ دیا گیا اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام حسن عطا کیا گیا اس کا تذکرہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ ابو نعیم نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین کی جُدائی اور ان کی مسافرت اور وطن سے دُوری کے ساتھ آزمایا گیا اور ہمارے رسول اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے اہل و کنبہ اور دوست و احباب اور وطن کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت فرمائی۔

معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

''لَوْ كَانَ مُوسىٰ حَيًّا مَّاوَسِعَهُ اِلَّا تِبَّاعِي''

ترجمہ:۔ ''اگر موسیٰ دنیاوی حیات میں زندہ ہوتے تو ان کو بجز میری اتباع کے کوئی چارہ نہ ہوتا'' (حدیث شریف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر سے پانی کے چشمے اُبلنے کا معجزہ دیا گیا۔ ایسا ہی معجزہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے واقع ہوا۔ مزید براں یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگشتہائے مبارکہ کے درمیان سے پانی کے چشمے اُبلے تھے۔ ابو نعیم نے فرمایا انگشتہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا زیادہ عجیب ہے۔ اس لئے کہ پتھر سے پانی کا نکلنا تو متعارف و معمول ہے لیکن گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہونا نہ متعارف ہے اور نہ معمول ہے اور نہ مشہور و خاص ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بادل کے سایہ کرنے کا معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ ہمارے رسول اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی عطا ہوا چنانچہ اس ضمن میں متعدد حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ دیا گیا۔ ابو نعیم نے فرمایا اس کی نظیر ہمارے رسول اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایک تو چوبی ستون کے رونے میں ہے اور دوسری نظیر جو اژدھے کی صورت میں ظاہر ہونے کی شکل

میں ہے وہ اس اونٹ کے قصہ میں ہے جسے ابوجہل نے دیکھا تھا۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا معجزہ عطا ہوا۔ اور اس کی نظیر وہ نور ہے جو حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں بطور نشانی ظاہر ہوئی۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خون خرابہ ہونے کا خوف ظاہر کیا۔ تو وہ فوراً ان کے کوڑے کے نوک پر منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت طفیل کے اسلام لانے کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پھاڑ کر راستہ بنانے کا معجزہ دیا گیا بلاشبہ اس کی نظیر اسراء (معراج النبی) کے باب میں پہلے گزر چکی ہے کہ وہ دریا جو زمین و آسمان کے درمیان سے رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے پھاڑا گیا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے اسے عبور کیا اور آگے گئے۔ اور ابونعیم نے اس کی نظیر میں وہ روایت بیان کی ہے جو احیاء موتیٰ کے باب میں علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرمی کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہے۔ اور اس کی مانند بکثرت واقعات ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من وسلویٰ عطا فرمایا گیا۔ ابونعیم نے فرمایا اس کی نظیر میں غنیمتوں کے حلال ہونے اور جم غفیر کا تھوڑے سے کھانے سے شکم سیر کر دینے کے واقعات ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر طوفان، ٹڈیاں، کھٹمل، مینڈک اور خون کی بد دعا کی۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی نظیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وہ بد دعائیں ہیں جو اپنی قوم پر قحط سالی کے ضمن میں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ سورۃ طٰہٰ آیت 84

وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿۸۴﴾

ترجمہ:۔ ''اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔''

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا سورۃ ضحیٰ آیت 5

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

ترجمہ:۔ ''اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔''

اور ارشاد فرمایا سورۃ البقر آیت 144

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا

ترجمہ:۔ '' ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا سورۃ طٰہٰ آیت 39

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی''

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حق میں فرمایا سورۃ آل عمران آیت 31۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ:۔ ''اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

شرف جو مثل حضرت یوشع اور حضرت داؤد علیہم السلام کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوا۔

حضرت یوشع علیہ السلام جب قوم جبارین سے جنگ کر رہے تھے تو ان کے لئے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ جیسا کہ شب معراج کے واقعات میں بیان کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر فوت ہوئی تو اس وقت رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لایا گیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کی تسبیح کا معجزہ دیا اور اس کی نظیر میں ہمارے رسول کریم خاتم النبییّن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کنکریوں اور کھانوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام حیوانات کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ متعلقہ باب میں بیان کیا گیا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ دیا گیا۔ بلاشبہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں کے نرم ہو جانے کا معجزہ دیا گیا۔ چنانچہ غزوۂ اُحد میں جب مشرکوں سے پوشیدہ ہونے کے لئے پہاڑ کی طرف اپنے سر مبارک کو جھکایا تاکہ آپ علیہ السلام کا جسم اقدس مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو آپ علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کا سر مبارک پہاڑ میں داخل ہو گیا اور یہ معجزہ اب تک ظاہر و باقی ہے لوگ اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایسی گھاٹیاں موجود ہیں جہاں سخت پتھر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی نماز میں ان جگہوں پر آرام فرمایا تھا اور وہ پتھر آپ علیہ السلام کے لئے نرم ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی پنڈلیوں اور بازوؤں کا نشان ان میں موجود ہے۔ اور یہ معجزہ مشہور ہے۔ یہ معجزہ زیادہ عجیب ہے اس لئے کہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے مگر ایسی آگ

Marfat.com

کہیں نہیں کہ اس نے پتھر کو نرم کر دیا ہو۔ (یہ تمام کلام ابونعیم کا ہے)۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو غار پر مکڑی کا جالہ تننے کا معجزہ دیا گیا۔ یہ معجزہ بھی ہمارے رسول اکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعہ میں غارِ ثور کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

وہ شرف جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مانند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا گیا اور ہمارے رسول اکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو ملک عظیم سے اعظم ہے۔ وہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عطا فرمائی گئی جو کہ صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینہ کی مسافت تک ان کو لے جاتی تھی۔ اور ہمارے رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو اس سے اعظم ہے وہ براق ہے جو پچاس ہزار برس کی مسافت کو تہائی رات سے کم کی مدّت میں طے کر کے ایک ایک آسمان میں رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لے گیا اور وہاں کے عجائب دکھائے اور جنّت کی سیر کرائی اور دوزخ کا معائنہ کرایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنّات مسخر کئے گئے اور وہ ان سے بھاگتے تھے تو ان کو زنجیروں سے باندھ کر سزا دیتے تھے اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جِنّات کے وفود رغبت وشوق اور ایمان دار ہو کر آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے شیاطین کو مسخّر کیا گیا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے ارادہ فرمایا ان شیاطین کو جن کو آپ علیہ السلام نے پکڑا تھا۔ مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں۔ اس کا قصہ متعلقہ باب میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیوں کو جانتے تھے اور ہمارے رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام حیوانات کی بولیوں کا فہم عطا فرمایا گیا۔ مزید برآں یہ کہ درخت، پتھر اور عصا کی بات آپ علیہ السلام نے سمجھی۔ یہ تمام واقعات متعلقہ باب میں بیان کئے گئے ہیں۔

شرف جو حضرت یحیٰی بن زکریا علیہم السلام کی نظیر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوا!

ابونعیم نے فرمایا کہ حضرت یحیٰی بن زکریا علیہم السلام کو بچپن میں حکمت دی گئی اور وہ بغیر صدور معصیت رویا

Marfat.com

کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس سے افضل شرف عطا فرمایا گیا اس لئے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اوثان، اصنام اور جاہلیت کے زمانے میں نہ تھے اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اوثان اور جاہلیت کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے باوجود آپ علیہ السلام کو بُت پرستوں اور شیطانی ٹولوں کے درمیان بچپن میں فہم وحکمت عطا فرمائی گئی اور آپ علیہ السلام نے کبھی بھی بُتوں میں دلچسپی نہیں لی۔ اور نہ ان بُت پرستوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہوئے۔ اور نہ آپ علیہ السلام سے کبھی جھوٹی بات سنی گئی۔ نہ بچّوں کی مانند کھیل کود کی طرف میلان طبع ہوا اور آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہفتوں مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ اور اِس دوران فرمایا کرتے ''میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے'' اور آپ اتنا رویا کرتے تھے کہ آپ کے سینۂ اقدس سے ہانڈی کے جوش مارنے کی مانند آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

وہ شرف جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظیر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا ہوا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:۔ سورۃ آل عمران آیت 49

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَاءِيلَ ۝ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مَیں مُردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔''

ان امور کے نظائر ہمارے رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے احیاء الموتیٰ کے باب میں

Marfat.com

اور مریضوں کو شفایاب اور صحت مند کرنے کے بارے میں اور غزوۂ بدر و اُحد کے باب میں اور قتادہ کی آنکھ درست کرنے کے ضمن میں اور غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آشوبِ چشم کو لعاب دہن سے درست کرنے اور غیبی خبروں کے ابواب میں مذکور کیے گئے ہیں۔

ابو نعیم نے مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کے معجزے کی نظیر میں کھجور کی ٹہنی کو لوہے کی تلوار سے بدل دینے کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ غزوۂ بدر میں گزر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ المائدہ آیت 112

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۗ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ:۔ ''جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتارے؟ کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔''

تو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے اس کی نظیر یہ ہے کہ متعدد حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آسمان سے آپ علیہ السلام کے لئے طعام اُترا ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا سورۃ آل عمران آیت 46

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ:۔ ''اور لوگوں سے کلام کرے گا پالنے میں۔ اور پکی عمر میں اور خاصوں میں ہوگا۔''

تو اس کی نظیر ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے بعد ولادت ظہورِ معجزات کے باب میں بیان کی گئی ہے۔

حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو رُوئے زمین پر کوئی بُت ایسا نہ رہا جو مُنہ کے بل نہ گرا ہو۔ اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے اس کی نظیر باب ولادت میں بیان کی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا جانا عطا ہوا تو اس کی نظیر میں ابو نعیم نے کہا کہ یہ بات ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی امت کے بہت سے لوگوں کے لئے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن فہیرہ، حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عدی بن مالک بن عامر بن مجدعہ بن حجبی بن عوف بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ قبیلہ اوس) اور حضرت العلاء ابن عبداللہ الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہم (بن ضماد بن سلمی بن اکبر۔ وطناً یمنی تھے لیکن ان کے والد عبداللہ، حرب بن امیہ کے حلیف کے طور پر مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے تھے) ہیں۔ ان کا تذکرہ متعلقہ ابواب میں کیا گیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے مشورہ واجب کردیا گیا تھا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سورۃ آل عمران آیت 159

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

ترجمہ:۔ ''اور کاموں (امر) میں ان (مسلمانوں) سے مشورہ کیجئے''

ابن عدی و بیہقی نے الشعب میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''آگاہ رہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں مشورہ سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے اسے رحمت قرار دیا ہے''۔

حکیم ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کا حکم دیا ہے جس طرح کہ مجھے اقامتِ فرائض کا حکم دیا ہے''

ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے صحابہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مشورہ فرمانے سے زیادہ ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا ''اگر تم دونوں کسی مشورے میں ہم خیال ہوگئے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا''

حاکم نے حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن منذر (بن جموع بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ قبیلہ خزرج) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دو باتوں میں اشارۃً عرض کیا۔ آپ علیہ السلام نے میری وہ دونوں باتیں قبول فرمائیں۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ غزوۂ بدر میں گیا تو لشکر اسلام نے پانی کے پیچھے پڑاؤ کیا۔ اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا آپ علیہ السلام نے اس جگہ وحی سے قیام فرمایا ہے یا اپنی رائے سے فرمایا ''اے حباب!! اپنی رائے سے قیام کیا ہے''۔ میں نے عرض کیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ چشمہ کو اپنے عقب میں لیجیے۔ اگر ہم تکلیف میں مبتلا ہوئے تو پانی کی طرف ہوں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میری عرض کو قبول فرمایا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ دو باتوں میں سے آپ کو جو بات زیادہ محبوب ہو اختیار فرمائیں کیا آپ دنیا میں اپنے اصحاب کے ساتھ رہنا پسند فرماتے ہیں یا اپنے رب کی طرف اس مقام میں جو جنّتِ نعیم سے ہے جن کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔ جانا پسند فرماتے ہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے صحابہ سے اس میں مشورہ فرمایا۔

Marfat.com

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! آپ کا ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ اور آپ علیہ السلام کا ہمارے دشمنوں کے نقائص کی خبریں دیتے رہنا اور اللہ تعالیٰ سے ان پر ہماری نصرت کے لئے دعا فرماتے رہنا اور آسمانی خبروں کو ہمیں پہنچاتے رہنا زیادہ پسند ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اے حباب! کیا بات ہے کہ تم نہیں بولتے؟" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ علیہ السلام اسی کو اختیار فرمائیں جو آپ علیہ السلام کا رب آپ علیہ السلام کے لئے پسند فرمائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میری عرض کو شرف قبولیت بخشا۔

ابن سعد نے یحییٰ بن سعید سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے غزوۂ بدر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر رکھڑے ہوئے اور عرض کیا ہم لوگ اہل حرب ہیں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ علیہ السلام چشموں کو عبور کر جائیں۔ مگر ایک چشمہ کو چھوڑ دیں۔ اس پر ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ خاتم النبیین علیہ السلام نے قریظہ اور نضیر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن المنذر رکھڑے ہوئے اور عرض کیا میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ محلات کے درمیان قیام فرمائیں۔ اور اِن لوگوں کی خبریں اُن سے منقطع فرمادیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو قبول فرمایا۔

حاکم نے عبدالحمید بن ابی عبیس بن محمد بن ابی عبس انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "کون ہے وہ جو ابن الاشرف پر میری مدد کرے؟ چونکہ ابن الاشرف نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ہے" اس پر محمد بن مسلمہ نے عرض کیا کیا آپ علیہ السلام پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا "تم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے مشورہ لو"۔ پس میں ان کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی مدد سے کام انجام تک پہنچا دو۔ ماوردی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جن امور میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے ان میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صرف انہیں باتوں میں مشورہ فرمایا کرتے تھے جو حرب اور دشمن کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ہوتی تھیں اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ دنیا اور دین کی باتوں میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ علیہ السلام امورِ دین میں اس لئے مشورہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقوں پر آگاہی ہو۔

آپ علیہ السلام کو دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام پر دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا۔ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہی ہو۔ اور یہ کہ کافر سے بدلہ لینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر واجب تھا۔ اور کسی خوف سے اسے ساقط کرنا جائز نہ تھا۔

Marfat.com

یہ دونوں ضروری اس بناء پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حفظ و عصمت کا وعدہ آپ علیہ السلام سے فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا سورۃ المائدہ آیت 67

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ:۔ ''اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے''

دشمن آپ تک کسی حال میں بُرے ارادہ سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جو مسلمان قرض دار فوت ہو جائے اور وہ تنگدست ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ علیہ السلام پر واجب تھی۔

ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس نے مال چھوڑا تو وہ مال اس کے اہل کیلئے ہے۔ اور جس نے قرض یا زمین چھوڑی تو وہ مجھ پر واجب ہے۔ اور زمین میری طرف منتقل ہوگی''

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس اس شخص کی میّت لائی جاتی تھی جس پر قرض ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دریافت فرماتے کیا اس نے ادائے قرض کے لئے کوئی مال چھوڑا ہے تو آپ علیہ السلام اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھ لو اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر فتوحات کا سلسلہ جاری کر دیا تو کھڑے ہو کر فرماتے میں مسلمانوں کی اپنی جانوں سے زیادہ اولیٰ و حق دار ہوں۔ تو جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس نے قرض چھوڑا ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑا ہے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اپنی ازواج مطہرّات کو اختیار دینا واجب تھا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا۔ اور اپنی اختیار کردہ ازواج کو روک کر رکھنا اور ان کے طلاق کی تحریم واجب تھی۔

امام احمد و مسلم اور نسائی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ علیہ السلام کے گرد آپ علیہ السلام کی ازواج بیٹھی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خاموش تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کوئی ایسی بات ضرور کروں گا ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تبسم

فرمائیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کاش کہ آپ علیہ السلام ملاحظہ فرماتے کہ زید کی بیٹی عمر کی بیوی نے مجھ سے ابھی ابھی نفقہ مانگا تھا مگر میں نے اس کی گردن دبوچ لی تھی۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسّم فرمایا اور فرمایا کہ "یہ ازواج بھی جو میرے گرد ہیں مجھ سے نفقہ مانگتی ہیں"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بڑھے اور دونوں نے کہا تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو فی الحال آپ علیہ السلام کے پاس موجود نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کیلئے اختیار کو نازل فرمایا ہے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو مجھے پسند ہے تم اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو"۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا وہ کیا بات ہے؟ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔ سورۃ الاحزاب آیت 28۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۲۸

ترجمہ:۔ "اے نبی اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کیا میں آپ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں گی؟ ہرگز نہیں میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔

ابن سعد نے ابوجعفر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی بیوی مہروں میں ہم سے زیادہ گراں نہ ہوگی۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف سے اس قول سے غیرت کی اور آپ کو حکم فرمایا کہ ان ازواج سے کنارہ کش رہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے انتیس دن کنارہ کشی رکھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ ان کو اختیار دیں۔ چنانچہ سید المرسلین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو اختیار دیا۔

ابن سعد نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اپنی ازواج کو اختیار دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی ابتدا فرمائی۔ تو عامریہ عورت کے سوا سب نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اختیار کیا۔ اس عامریہ عورت نے اپنی قوم کو اختیار کیا۔ اسکے بعد وہ عامریہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں شقیہ، بدبخت ہوں

Marfat.com

وہ اونٹ کی میگنیاں چُنا کرتی اور اُسے بیچا کرتی تھی۔ اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے پاس آنے کے لئے اجازت لیا کرتی تھی۔ اور ان سے مانگا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدبخت شقیہ ہوں۔

ابن سعد نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو سب نے اللہ اور اسکے رسول کو اختیار دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 51

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ

ترجمہ:۔ ”پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو“

راوی نے کہا ان نو (9) ازواج مطہرات کے سوا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اختیار کیا دیگر بیویوں سے تزوج آپ علیہ السلام پر اللہ نے حرام کردیا۔

ابن سعد نے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے اور حسن سے اور مجاہد سے اور ابوامامہ بن سہل سے روایت کی آیۂ کریمہ سورۃ الاحزاب آیت 52

لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ

ترجمہ:۔ ”ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں“

ان تمام راویوں نے سورۃ احزاب آیت 52 کے تحت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے بعد مزید نکاح کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ان کے بعد نکاح نہ کیا۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس وقت تک وصال نہ فرمایا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لئے جتنی چاہیں عورتوں سے نکاح کرنے کو حلال نہ کردیا گیا بجز ان عورتوں کے جو ذی محرم ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ“۔

اور ابن سعد نے اس کی مثل ام سلمہ اور ابن عباس اور عطاء بن یسار اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب ”تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ“ (سورۃ الاحزاب آیت 51) نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لئے جو آپ علیہ السلام چاہتے تھے وہ آیت کریمہ جلد نازل فرمائی ہے۔

یافعی نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غنٰی اور فقر کے درمیان اختیار دیا تو آپ علیہ السلام نے فقر کو اختیار فرمایا اور اپنے لئے صبر کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صبر اختیار کر لینے پر آپ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ ازواج کو اختیار دے دیں تاکہ ان کے لئے فقر و ضرر پر جبر و ناگواری نہ رہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اختیار دینے میں ان ازواج کا امتحان تھا۔ تاکہ وہ اپنے رسول کیلئے خیر النساء ہو جائیں۔ کتاب الروضہ

Marfat.com

وغیرہ میں علماء نے فرمایا جب ازواج کو اختیار دیا گیا تو ان سب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حسنِ کارکردگی پر ان کو جنّت کی بشارت دی۔ چنانچہ فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 29

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

ترجمہ:۔ ''اور اگر تم اللہ اور اسکے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ان کے اوپر مزید تزوج کو اور ان کے عوض دیگر عورتوں سے بدل دینے کو حرام فرمایا چنانچہ فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 52

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ

ترجمہ:۔ ''ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں۔''

مطلب یہ ہوا کہ ان کے عوض دیگر ازواج کو بدل قرار نہ دیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرمادیا۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے ترک تزوج سے ان پر احسان ہو چنانچہ فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 50

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ

ترجمہ:۔ ''اے نبی ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو۔''

امام احمد وترمذی وابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس وقت تک وصال نہ فرمایا جب تک کہ آپ علیہ السلام کے لئے عورتوں سے تزوج حلال نہ ہوا۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ علیہ السلام کے لئے تمام عورتیں حلال ہوئیں۔ یا صرف مہاجر عورتیں۔ کیونکہ ظاہر آیت دونوں وجہوں پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں وجہوں کو ماوردی نے نقل کیا ہے۔ بر وجہ دوم یہ بھی آپ علیہ السلام کی ایک خصوصیت ہے کیونکہ آپ علیہ السلام پر وہ عورت حرام کردی گئی جس نے ہجرت نہیں کی۔ اس قول کی تائید وہ روایت کرتی ہے جسے ترمذی نے اُمِ ہانی سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ علیہ السلام کے لئے حلال نہ ہوئی اس لئے کہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔ اور علماء نے پہلی وجہ کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے کہ اس میں امت سے نکاح کرنے میں زیادہ گنجائش ہے۔ لہٰذا یہ جائز نہ ہوا کہ غیر مہاجرہ، مہاجرہ عورتوں سے ناقص رہیں اور یہ کہ حضرت

Marfat.com

صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانا بعد میں واقع ہوا ہے۔ حالانکہ وہ مہاجرات میں سے نہ تھیں۔ پہلی شق کا اس طرح جواب دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے منصب شریف کی جلالت وعظمت کے سبب مزید وسعت آپ علیہ السلام کے منافی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس سے قبل کتابیہ عورت سے نکاح نہ فرمایا تھا۔ باوجودیکہ وہ آپ علیہ السلام کی امت کیلئے مباح ہے۔ اور دوسری شق کا اس طرح جواب دیا گیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے سبب یہ وجہ قابل ترجیح ہے تو واقعہ یہ ہے کہ یہ نکاح آیت کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام نے ان سے نکاح خیبر میں 7ھ میں کیا ہے۔ اور یہ آیت 9 ھ میں نازل ہوئی ہے۔ اصحاب شوافع نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام کے لئے ازواج میں تغیّر وتبدل مباح کیا گیا ہے اس کے باوجود آپ علیہ السلام نے ایسا نہ کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا یہ تحریم دائمی ہے۔ اور وہ منسوخ نہ ہوئی۔ وہ عورت جس نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کردی گئی ہے۔ اور وہ عورت آخرت میں آپ علیہ السلام کے ازواج میں سے نہ ہوگی۔ اس بنا پر یہ بات بھی آپ علیہ السلام کے خصائص میں سے شمار ہوتی ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت میں سے جس کسی نے اپنی بیوی کو جب اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو ہم اسے طلاق قرار دیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام پر ادائے فرضِ صلوٰۃ کامل طور پر واجب تھا۔ جس میں کوئی خلل نہ ہو۔ اسے ماوردی وغیرہ نے بیان کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ وحی کی حالت میں آپ علیہ السلام سے دنیا ساقط ہو جاتی تھی۔ لیکن نماز، روزہ اور تمام احکام دینی آپ علیہ السلام سے ساقط نہ ہوتے تھے۔ اسے ابن القاس نے التلخیص میں قفال نے بیان کیا اور اسے نووی نے زوائد الروضہ میں نقل کیا ہے اور ابن سبع نے اس پر جزم کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ آپ علیہ السلام بنفس نفیس لوگوں میں تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے ہوتے مگر مشاہدۂ حق میں مستغرق رہتے تھے۔

ہر وہ حلال چیز جس میں بُو ہے اس کا کھانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو منع ہے

امام احمد وحاکم نے جابر بن سمرہ رضی تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تشریف فرما تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معمول تھا کہ جب کھانا تناول فرماتے تو بچا ہوا کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ اور ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگلیوں کے نشان دیکھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلّم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آج میں نے کھانے میں انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کھانے میں لہسن تھا''۔ انہوں نے عرض کیا کیا لہسن حرام ہے۔ فرمایا ''نہیں۔ لیکن تم لوگ میری مثل نہیں ہو۔ میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے ایک ہانڈی سبزی اور دال کی لائی گئی۔ آپ علیہ السلام نے اس میں خاص قسم کی بُو پائی۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو دال وغیرہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خبر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس ہانڈی کو صحابہ کے پاس لے جاؤ''۔ جب صحابہ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے اسے کھانا گوارا نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ کھاؤ۔ چونکہ میں اس ذات سے ہم کلام ہوتا ہوں جس سے تم لوگ نہیں ہوتے۔ (یعنی فرشتہ سے)۔''

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جحیفہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''آگاہ رہو میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔''

ابن سعد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا گیا۔

ابن سعد وابو یعلی نے بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ میرے پاس وہ فرشتہ آیا اگر میں اسے روک لیتا تو کعبہ کے برابر ہوتا۔ اس نے کہا آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے آپ کو اختیار ہے چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں یا نبی بندہ تو جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں۔ تو میں نے کہا میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اس کے بعد آپ علیہ السلام نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا کرتے ''اس طرح کھانا تناول کرتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے''

ابن سعد نے زہری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس وہ فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی آپ علیہ السلام کے پاس نہ آیا تھا اس کے ساتھ جبریل علیہ السلام تھے۔ اور اس فرشتہ نے عرض کیا اور جبریل علیہ السلام خاموش رہے کہ آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اختیار دیتا ہے کہ آپ یا تو نبی بادشاہ یا نبی بندہ جو پسند فرمائیں رہنا قبول کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل کی طرف دیکھا گویا آپ نے جبریل سے مشورہ چاہا تو جبریل نے تواضع کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نہیں میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں''۔ صحابہ کرام یقین سے کہتے ہیں کہ جب سے آپ علیہ السلام

Marfat.com

نے فرمایا تھا کبھی کھانا ٹیک لگا کر نہیں تناول کیا۔ حتٰی کہ آپ علیہ السلام نے دنیا کو چھوڑا۔

طبرانی و ابو نعیم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا۔ اس کے ساتھ جبریل بھی تھے۔ اس فرشتہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے آپ نبی بندہ ہوں چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جبریل کی طرف توجہ فرمائی گویا ان سے مشورہ چاہا تو جبریل نے رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں۔ آپ نے فرشتہ سے فرمایا ''میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں'' تو اس کلمہ کے فرمانے کے بعد آپ علیہ السلام نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ حتٰی کہ آپ علیہ السلام اپنے رب سے ملاقی ہو گئے۔

ابن سعد نے عطاء بن یسار سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس جبریل آئے اور آپ علیہ السلام اس وقت تکیہ لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ جبریل نے آپ علیہ السلام سے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ وضع بادشاہوں کے کھانا کھانے کی ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سیدھے بیٹھ گئے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جبریل علیہ السلام اس حال میں آئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نعمت سے تکیہ لگاتے ہیں تو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مستوی (ہموار) ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کبھی آپ کو تکیہ لگائے نہیں دیکھا گیا۔ اور رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں بندہ ہی ہوں۔ اسی طرح پیتا ہوں جس طرح بندہ پیتا ہے''۔ خطابی نے فرمایا اس جگہ ٹیک لگانے سے مراد اس ہیئت پر بیٹھنا ہے کہ جو بستر آپ علیہ السلام کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ اس سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس مفہوم کو بیہقی، ابن دحیہ اور قاضی عیاض رحمھم اللہ نے ثابت کیا ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ ایک پہلو پر جھکنا مراد ہے۔

کتابت اور شعر گوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لائق نہ تھی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاعراف آیت 157

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ

ترجمہ:۔ ''وہ لوگ ہیں جو رسول، نبی غلامی کریں گے''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ العنکبوت آیت 48

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اوراس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے۔اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔''

حق تعالیٰ نے فرمایا سورۃ یٰسین آیت 69

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے ان کوشعر کہنا نہ سکھایا اور نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔''

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی انہوں نے کہا اہلِ کتاب اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے ہاتھ سے کتابت نہ کریں گے اور نہ کتاب دیکھ کر پڑھیں گے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ'' (سورۃ العنکبوت آیت 48)

رافعی نے فرمایا ان دونوں کی تحریم کا قول اس وقت متوجہ ہوجاتا ہے جب کہ ہم کہیں کہ آپ علیہ السلام میں دونوں خوبیاں احسن طریق پر تھیں۔

امام نووی نے الروضہ میں اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا کہ ان دونوں کی تحریم ممتنع نہیں ہے۔اگرچہ آپ علیہ السلام بخوبی لکھ اور پڑھ نہ سکیں اور تحریم سے مُراد ان دونوں کی طرف توصل کرنا ہوگی۔

ابومسعود دمشقی کی کتاب 'اطراف' میں قضیہ حدیبیہ کے سلسلے میں مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تحریر کو تھاما باوجودیکہ آپ علیہ السلام بخوبی لکھ نہیں سکتے تھے۔مگر آپ علیہ السلام نے ''رسول اللہ'' کی جگہ ''محمد'' لکھا۔عمر بن شیبہ اپنی کتاب میں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حدیبیہ کے دن اپنے ہاتھ سے لکھا۔ باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے قبل کتابت نہ کی تھی اور یہ آپ علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے کہ کتابت کا علم اسی لمحہ آپ علیہ السلام کو حاصل ہوا اور اس قول کو محدثین کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ان میں ابوذر ہروی، ابوالفتح نیشاپوری، قاضی ابوالولید لخمی، اور قاضی ابوجعفر سمنانی شامل ہیں۔ابوالولید نے کہا کہ آپ علیہ السلام کے موکدترین معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے بغیر سیکھے کتابت فرمائی اور آپ علیہ السلام کو حروف میں امتیاز نہ تھا۔لیکن آپ علیہ السلام نے اپنے دستِ اقدس میں قلم لیا اور اس سے لکھا باوجودیکہ آپ علیہ السلام کو امتیاز نہ تھا لیکن جب تحریر دیکھی تو وہ حسب مراد ظاہر و واضح تھی۔

اورانہیں محرمات میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر شعرگوئی حرام تھی۔جیسا کہ حدیث دلالت کرتی ہے۔جسے ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں نے جو کچھ کیا ہے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔خواہ میں نے تریاق پیا ہو یا تعویذ لٹکایا ہو۔''

بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کبھی کوئی شعر مرتب نہیں فرمایا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ فرمائیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ دیں۔ اور اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے حکم فرمائیں اور اسکی شہادت قبول فرمائیں جو آپ علیہ السلام کے لئے اور آپ علیہ السلام کی اولاد کے لئے شہادت دے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے خود شہادت دیں۔ آپ علیہ السلام ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ بخلاف آپ علیہ السلام کے سوا دیگر حکام کے۔ کہ ان کے لئے ہدیہ جائز نہیں۔

بیہقی قضائے بالعلم کے باب میں ہند زوجۂ ابوسفیان کی حدیث لائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہند سے فرمایا کہ "تم اپنے شوہر کے مال میں سے اس قدر مال لے سکتی ہو جو اپنے لئے اور اپنے بچّوں کے لئے کفایت کر سکے۔ اور وہ معروف کے ساتھ ہو"۔ اور بیہقی رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اپنے نفس کے حکم کے باب میں اور وہ شہادت قبول کرنے کے باب میں جس نے آپ علیہ السلام کے حق میں گواہی دی حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی حدیث لائے ہیں۔ بیہقی نے فرمایا جب کہ یہ جائز رہا تو یہ بھی جائز ہے کہ آپ علیہ السلام اپنی اولاد کے لئے بھی حکم فرمائیں اور قبول ہدیہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ غضب کی حالت میں آپ علیہ السلام کے لئے حکم فرمانا اور فتویٰ دینا مکروہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آپ علیہ السلام پر غضب کی حالت میں وہ خوف نہیں تھا جو ہم پر خوف ہوتا ہے۔ نووی نے شرح صحیح مسلم شریف میں لقطہ کی حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر کیا کہ آپ علیہ السلام نے اس بارے میں فتویٰ دیا۔ درآں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اتنے غضب میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دونوں رخسار سُرخ تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے احرام کے بعد ہمیشہ خوشبو میں رہنا جائز تھا۔ یہ مالکیوں کے مذکورات میں ہے۔

چونکہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی حاجت کے لوگوں سے زیادہ مالک تھے اس لئے آپ علیہ السلام ایسا کرتے تھے۔ اور اسلئے بھی کہ آپ علیہ السلام کو خوشبو محبوب کی گئی ہے۔ تو آپ علیہ السلام کو خوشبو کی اجازت دی گئی۔ اور اسلئے بھی کہ وحی لانے کی وجہ سے فرشتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صحبت رہتی تھی۔

محدثین کرام نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رات میں وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے خرخراہٹ کی آواز سُنی اس کے بعد موذن آیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُٹھ کر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔

Marfat.com

ابنِ ماجہ وابویعلی نے ابن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹ کر سو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل بیدار رہتا تھا۔

مُسلمان پر لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ناموس پر اپنی جان قربان کردے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام جس شخص سے چاہیں بقوت اس کا کھانا اور اس کا پینا لے لیں۔ اور مالک پر دے دینا واجب ہے۔ اگر چہ وہ محتاج ہو اور اس پر لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ناموس پر اپنی جان قربان کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 6

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ
اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی
بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ
تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

ترجمہ:۔ ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے''۔

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ظالم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف قصد کرے تو اُس شخص پر واجب ہے جو اس وقت حاضر ہے اپنی جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حفاظت میں قربان کردے۔ جس طرح کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی۔ اس طرح سلسلہ نسب ساتویں پشت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مل جاتا ہے۔ 36ھ میں ذی قار کی جنگ میں شہادت پائی) نے غزوہ اُحد میں اپنی جان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حفاظت فرمائی۔ اور اگر رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کسی عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہیں تو اس پر واجب ہے کہ قبول کرے۔ اگر وہ بے شوہر ہو اور آپ کے سوا پر حرام ہے اس عورت سے نکاح کا پیام دے۔ اور اگر وہ عورت شوہر والی ہے تو اس کے شوہر پر واجب ہے کہ اسے طلاق دے دے تا کہ رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

Marfat.com

اس سے نکاح کر لیں۔ جیسا کہ پہلے اس آیت کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ انفال آیت 24

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ

ترجمہ:۔ ”اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔“

چار عورتوں سے زیادہ بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا آپ علیہ السلام کے لئے مباح تھا اس پر سب کا اجماع ہے۔ ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے آیت کریمہ سورۃ الاحزاب آیت 38

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ﴿۳۸﴾

ترجمہ:۔ ”نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۔“

اس آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں۔ یہ فریضہ ہے اور جتنے انبیاء گزرے ہیں یہ ان سب کی سنّت ہے۔ چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیبیاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیبیاں تھیں۔

آیہ کریمہ سورۃ الاحزاب آیت 50

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا
لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ
خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً
مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ
يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ:۔ ”اے نبی ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی

بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کے لئے نہیں۔''

بیہقی نے سنن میں اس آیت کے تحت فرمایا باوجودیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی متعدد ازواج تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لئے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا جن کے شوہر نہیں ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لئے نکاح حلال کیا اس دن آپ علیہ السلام کے چچا کی بیٹیاں، پھپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں موجود تھیں۔

قرطبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے ننانوے ازواج حلال کیں۔ اور انہوں نے اس ضمن میں بہ کثرت فوائد بیان کئے ہیں۔ ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ محاسن باطنی کی نقل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم محاسنِ ظاہر و باطن میں مکمل تھے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ اس شریعت کی نقل ہے جس پر لوگوں کو اطلاع نہ تھی۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ عرب کے قبائل کو اپنی مصاہرت کے ذریعہ شرف عطا فرمانا ہے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے اعداء کی طرف سے جو اذیت و تکلیف پہنچے ازواج کی کثرت کے سبب شرح صدر رہے اور پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بارِ رسالت کے تحمل کے باوجود کثرتِ ازواج پر قائم رہنے میں جو تکلیف کی زیادتی ہے وہ آپ علیہ السلام کی ریاضت و مشقت کے لئے اعظم ہے۔ اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے حق میں نکاح کرنا عبادت ہے۔

علماء کرام نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اُم حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس المتوفی 44ھ مدینہ منورہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 65 احادیث مروی ہیں) سے ایسے وقت میں نکاح فرمایا جس وقت ان کے باپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دشمن تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح کیا جب کہ ان کا باپ اور ان کا چچا اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا۔ اب اگر یہ ازواج آپ علیہ السلام کے اس باطنی احوال سے مطلع نہ ہوتیں کہ آپ اکمل الخلق ہیں تو یقیناً طبائع بشریہ اسکی مقتضی ہوتیں کہ وہ عورتیں اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان کی طرف مائل ہو جاتیں۔ اور آپ علیہ السلام کے حبالہ عقد میں کثرت کے ساتھ وہی ازواج تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات اور آپ علیہ السلام کے باطنی کمالات کے اظہار و بیان کے لئے تھیں۔ جس طرح کہ ظاہری معجزات و کمالات کو مردوں نے جانا پہچانا تھا۔

بغیر ولی اور گواہ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے نکاح مباح تھا

بیہقی نے سنن میں ابو سعید سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں اور بغیر گواہ و مہر کے نکاح نہیں۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نکاح کے لئے ان میں سے کوئی شرط نہیں تھی۔ اور بیہقی اس حدیث کو

Marfat.com

بھی لائے ہیں جسے مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنایا تو لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا ہے یا انہیں ام ولد بنایا ہے۔ اور لوگوں نے کہا اگر آپ علیہ السلام ان کا پردہ کرائیں گے تو وہ آپ علیہ السلام کی زوجہ ہوں گی اور اگر ان کا پردہ نہ کرایا تو وہ ام ولد ہوں گی۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سوار کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کا پردہ کرایا گیا۔ اس سے لوگوں نے جانا کہ آپ علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا ہے۔ اس حدیث سے دلالت کی وجہ ظاہر ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

علماء کرام نے فرمایا امت کے نکاح میں ولی کا اعتبار اسی مقصد سے ہے کہ ہم نسبی کی محافظت کی جائے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِکفاء سے بالاتر ہیں اور امت کے نکاح میں گواہوں کا اعتبار اس لئے ہے کہ نکاح سے انکار نہ کیا جاسکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نکاح سے انکار نہ کریں گے اور اگر عورت نکاح سے انکار کرے گی تو اسکی بات آپ علیہ السلام کے خلاف اثر انداز ہوگی ہی نہیں۔ عراقی نے شرح مہذّب میں فرمایا ایسی منکرہ عورت آپ کی تکذیب کی بناء پر کافرہ ہوجائے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی عورت سے نکاح فرمانا اپنی ذات کی جانب سے تھا۔ اور آپ علیہ السلام طرفین کی جانب سے بغیر عورت کے اذن اور اس کے ولی کے اذن کے والی تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 6

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

ترجمہ:۔ ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام کے لئے عورت اللہ تعالیٰ کے حلال قرار دینے کی وجہ سے حلال تھی۔ آپ علیہ السلام بغیر عقد کے اسے نواز سکتے تھے۔ بیہقی نے فرمایا جب کہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جائز ہے تو یہ بات بھی آپ کے لئے جائز ہوگی کہ بغیر عورت سے مشورہ لئے اس کا عقد کردیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 37۔

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ

ترجمہ:۔ ''اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی۔''

بخاری نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ازواج مطہرات پر تفاخر کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ تم سب کو تو تمہارے گھر والوں نے بیاہا ہے۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر بیاہا ہے۔

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدۃ ختم ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جاؤ اور زینب کو میری طرف سے پیام دو تو وہ گئے اور ان کو پیام پہنچایا یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گی جب تک کہ میں اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں پھر وہ جائے نماز پر نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں۔ آیاتِ قرآنیہ نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے یہاں تک کہ بغیر اذن کے ان کو سرفرازی بخشی۔

بیہقی نے علی بن حسین سے ارشاد باری تعالیٰ سورۃ الاحزاب آیت 37

وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ

ترجمہ:۔ ''اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا''

اس آیت کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم دے دیا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے حبالۂ عقد میں آئیں گی۔ قبل اس کے کہ آپ علیہ السلام ان سے تزوج فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ علیہ السلام کے پاس حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی شکایت لے کر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

سورۃ الاحزاب آیت 37

وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

ترجمہ:۔ ''اور تم نے اُسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔''

حضرت زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا شرف

ابن سعد اور ابن عساکر نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ازواج میں کسی کے مانند نہیں ہوں۔ ان سب نے مہروں کے ساتھ نکاح کیا ہے اور ان کا نکاح ان کے ولیوں نے کیا ہے لیکن میرا نکاح اللہ اور اس کے رسول نے کیا ہے اور اسے قرآن میں نازل کیا ہے۔ جسے تمام مسلمان پڑھیں گے نہ اسے کوئی بدل سکتا ہے اور نہ پھیر سکتا ہے۔

ابن سعد و ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ زینب رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا ہے کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور ان کے ساتھ قرآن گویا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی ازواج سے اس وقت فرمایا جب کہ ہم سب آپ علیہ السلام کے گرد جمع تھے۔ ''تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا اور وہ جنّت میں آپ علیہ السلام کی زوجیت میں ہیں۔

ابن جریر نے شعبی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ۔ قبیلہ قریش کا خاندان سعد بن خزیمہ۔ والدہ کا نام میمہ تھا جو حضور علیہ السلام کے دادا حضرت عبد المطلب کی دختر تھیں۔ اس طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ واآلہٖ وسلّم کی پھوپھی زاد تھیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 20ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گیارہ احادیث مروی ہیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ علیہ السلام کے ساتھ تین باتوں پر ناز ہے اور تینوں باتیں آپ علیہ السلام کی ازواج میں سے کسی کو حاصل نہیں ہیں۔ ایک یہ کہ میرا جد اور آپ علیہ السلام کا جد ایک ہے دوسرے یہ کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا۔ تیسرے یہ کہ سفیر جبریل علیہ السلام بنے۔

اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا نفس حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے ہبہ فرما دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا نکاح لفظ ہبہ اور بغیر مہر کے ابتداءً اور انتہاءً ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 50

وَامْرَاَةً
مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

ترجمہ:۔ ''اور ایمان والی عورت! اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے۔ اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص آپ کے لئے ہے۔ امت کے لئے نہیں۔''

ابن سعد نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نفس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہبہ کیا تھا۔ (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 51ھ میں مقام سرف پر وفات پائی

Marfat.com

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 46 احادیث مروی ہیں)

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ اُم شریک نے اپنا نفس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہبہ کیا مگر رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو قبول نہ فرمایا اور ام شریک نے کسی سے نکاح بھی نہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

ارشاد باری تعالیٰ سورۃ الاحزاب آیت 51

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ

ترجمہ:۔ ''پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو۔''

ابن سعد و بیہقی نے سنن میں شعبی سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا ان سے وہ عورتیں مراد ہیں جنہوں نے اپنا نفس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہبہ کیا اور آپ علیہ السلام نے بعض عورتوں کو سرفراز فرمایا اور بعض کو امید میں رکھا اور بعض نے آپ علیہ السلام کے بعد نکاح نہ کیا ان میں سے اُم شریک بھی ہیں۔

سعید بن منصور اور بیہقی نے سنن میں ابن المسیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد کسی کے لئے ہبہ کرنا حلال نہیں ہے اور یہ کہ کیا آپ علیہ السلام کی طرف سے بھی لفظ ہبہ کا قبول کرنا کافی ہے جیسا کہ عورت کی طرف سے لفظ ہبہ کہنا کافی ہوتا ہے یا آپ علیہ السلام کی طرف سے لفظ نکاح شرط ہوتا ہے اس میں دو وجہیں ہیں۔ اصل وجہ دوسری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ظاہر ہے کہ سورۃ الاحزاب آیت 50 ''اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا '' لہٰذا آپ کی جانب نکاح اِعتبار کیا جائے گا۔

اس سلسلے کے دوسرے خصائص

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اپنی ازواج کے درمیان عدم تقسیم مباح تھا۔ یہ بات دو وجہوں میں سے ایک وجہ میں ہے۔ اور یہی مختار ہے اور امام غزالی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ الاحزاب آیت 51۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ

ترجمہ:۔ ''پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی کچھ گناہ نہیں۔''

ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی ازواج کی تقسیم کے درمیان فراخی دی گئی تھی۔ ان کے درمیان جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اپنی ازواج کے نفقہ کے وجوب میں بھی دو وجہیں ہیں۔ نووی نے وجوب کو صحیح کہا ہے۔ اس تقدیر پر نفقہ کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ بخلاف آپ علیہ السلام کے غیر کے۔ ان کے لئے اندازہ کیا جانا ضروری ہے۔

محدثین کرام نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اس میں ایک وجہ ہے جسے رافعی نے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کے لئے آپ علیہ السلام کے غیر کی معتدہ عورت سے نکاح کرنا اور عورت اور اس کی بہن اور اس کی پھپھی اور اس کی خالہ اور اسکی بیٹی کے درمیان جمع کرنا جائز تھا۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ ان تمام صورتوں میں منع ہے۔ اور اسکی شاہد وہ حدیث ہے جو صحیحین میں بنت ام سلمہ کے بارے میں ہے۔ اور آپ علیہ السلام کا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ فرمانا جب کہ انہوں نے اپنی بہن کو آپ پر پیش کیا تھا کہ ''یہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ کہ تم میرے حضور اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں کو پیش کرو۔''

بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا۔ کسی نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا ''ان کی جان ان کا مہر ہے''۔ ابن حبان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایسا عمل تو کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں فرمائی کہ یہ فعل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ خاص تھا اور آپ علیہ السلام کی امت کے لئے جائز نہیں۔ لہٰذا امت کے لئے بھی ایسا کرنا مباح ہے۔ کیونکہ اس میں آپ کے تخصیص کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ علامہ سیوطی نے فرمایا کہ ابن حبان کا قول میرے نزدیک مختار ہے۔ یہی مذہب امام احمد و اسحٰق رحمہما اللہ کا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اپنی اُمّت کی طرف سے قربانی فرمانا آپ علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور کسی کے لئے دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

حاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سینگوں والا دنبہ عیدگاہ میں قربانی کر کے دعا کی کہ ''اے خدا! یہ میری طرف سے قربانی ان کے لئے ہے جو میری امت میں سے قربانی نہ کرسکیں''۔

حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دو دنبے کی قربانی دی اور ایک کی قربانی کر کے دعا مانگی کہ ''اے خدا! یہ محمد (صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہٖ وسلّم) اور اس کی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی رکھی''

حاکم نے صحیح بتا کر علی بن حسین سے روایت کی کہ ہر امت کیلئے قربانی دینے کو ہم نے لازم کیا ہے۔ اور انہوں نے قربانی دی ہے اور مجھ سے ابو رافع نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب قربانی دیا کرتے تو آپ دو سفید و سیاہ اور سینگوں والے دنبے خریدا کرتے تھے اور جب آپ خطبہ و نماز سے فارغ ہو جاتے تو ایک کی قربانی کر کے فرماتے ''اے خدا! یہ قربانی میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی''۔ اس کے بعد دوسرا دنبہ لایا جاتا اور آپ اس کی قربانی کر کے دعا کرتے کہ ''اے خدا! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اور آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی قربانی ہے''۔ اس کے بعد دونوں کو مساکین کو کھلاتے اور ان دونوں میں سے خود بھی اور آپ علیہ السلام کے اہل خانہ بھی کھایا کرتے تھے۔ پھر ہم برسوں مقیم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے قرض اور مشقت کی کفایت فرمائی ابن بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو قربانی نہ دیتا ہو۔

ابن سبع نے آپ علیہ السلام کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بُرا کہے یا آپ علیہ السلام کو گالی دے آپ علیہ السلام کو حق ہے کہ اسے قتل کر دیں۔ اور یہ حکم قضاءِ لنفسہ کی طرف راجع ہے۔

رسول اللہ خَتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ترکہ ورثاء پر تقسیم نہیں ہوگا

محدثین کرام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''ہماری میراث کوئی نہ پائے گا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا اور بلاشبہ آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اس مال میں سے کھائیں گے''۔ خدا کی قسم۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ترکہ میں سے ذرہ بھر تغیر نہیں کروں گا وہ اسی حال پر برقرار رہیں گے جس حال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں تھے اور میں اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے ساتھ عمل فرماتے تھے۔

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میرے ورثا درہم و دینار کو باہم تقسم نہ کریں۔ جو کچھ میں چھوڑوں گا میرے بعد وہ میری ازواج کا نفقہ ہے۔ اور عاملوں کی اُجرت ہے۔ کیونکہ وہ صدقہ ہے''

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''کیا تم راضی نہیں کہ تم میری طرف سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہو بجز اس کے کہ نہ نبوت ہے اور نہ وراثت ہے''

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے حسن بصری سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خصائص ہیں جن سے ہمارے

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختص تھے۔ بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے۔ اور وہ وارث ہوئے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ النمل آیت 16

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ

ترجمہ:۔ ''اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا۔''

اور زکریا علیہ السلام نے کہا سورۃ مریم آیت 5،6۔

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

ترجمہ:۔ ''تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث۔''

اس صورت پر آپ علیہ السلام کی یہ خصوصیت ان خصائص میں شامل کی جائے گی جن کے سبب آپ علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں۔ بایں ہمہ صحیح و درست وہ ہے جس پر تمام علماء ہیں وہ یہ کہ یہ حکم تمام انبیاء کے لئے تھا اس وجہ سے کہ نسائی نے زبیر سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ 'اِنَّا مَعَاشَرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ'' ''ہم گروہ انبیاء سے کوئی میراث نہیں پاتے''۔ ابن ماجہ نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیاء کے درہم و دینار کی وراثت کوئی نہیں پاتا۔ وہ صرف علم کے ہی وارث ہوتے ہیں'' تو جس نے علم حاصل کیا اس نے بھرپور دولت حاصل کر لی اور انہوں نے اس حکمت میں کہ انبیاء کا مال میراث میں تقسیم نہیں کیا جاتا کئی وجوہ بیان کئے ہیں۔ ان وجوہ میں سے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے قرابت داران کی موت کی تمنا نہ کریں ورنہ وہ اس تمنا میں ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ان کو دُنیا سے رغبت تھی۔ اور وہ اپنے ورثا کے لئے دنیا جمع کرتے تھے۔ اور ایک وجہ یہ کہ تمام انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ اسی بناء پر امام الحرمین اس طرح گئے ہیں کہ ان کا مال ان کی ملک پر باقی ہے ان کی طرف سے ان کی اہل پر خرچ کیا جائے گا۔ جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات میں خرچ کرتے تھے کیونکہ آپ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل اور آپ علیہ السلام کے خدام پر خرچ کرتے تھے۔ اور اس جگہ پر صرف کرتے تھے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات میں صرف فرماتے تھے اور نووی وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس کی ملکیت آپ علیہ السلام سے جاتی رہی اور وہ تمام مسلمانوں پر صدقہ ہے۔ اس کے ساتھ ورثاء کی تخصیص نہیں ہے۔ اس بات سے بعض علماء نے ایک اور خصوصیت اخذ کی ہے وہ یہ کہ آپ علیہ السلام کے لئے اپنے تمام مال کو اپنے وصال کے بعد صدقہ کر دینے کو مباح کیا گیا۔ بخلاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے۔ اور ان کو تہائی مال پر پابند کر دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام عورتوں میں سے جس کو

Marfat.com

چاہیں، جس کے ساتھ چاہیں کی رضامندی سے اوران کے والدین کا رضا حاصل کئے بغیر خود نکاح کر دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔سورۃ الاحزاب آیت 36

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ؕ

ترجمہ:۔ ''اور کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا حکم فرما دیں تو انہیں اپنے امر میں کچھ اختیار ہو''

ارشادِ باری تعالیٰ سورۃ الاحزاب آیت 6

اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

ترجمہ:۔ ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے''

بیہقی نے اپنی سنن میں اس آیت کو نقل کر کے اور اس روایت کو بیان کیا ہے جسے بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' وہ مومن نہیں ہے جب تک کہ میں اس کے نزدیک دُنیا اور اور آخرت میں بہت حقدار نہ ہوں''۔ اور وہ روایت نقل کی ہے جسے محدثین کرام نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے اپنا نفس آپ علیہ السلام پر پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' مجھے عورتوں کی حاجت نہیں ہے''۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس عورت کو میرے ساتھ بیاہ دیجیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا'' جتنا قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں نے اس عورت کا عقد تیرے ساتھ کر دیا''

ابن جریر نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ عقد کا پیام دیا تو زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی سورۃ الاحزاب آیت 36 کہ'' وَمَا كَانَ مُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ''۔ حضرت زینب نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ میرے لئے اس عقد پر راضی ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا'' ہاں''۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اس صورت میں میں اللہ کے رسول کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو اپنا پیام نکاح دیا مگر اس عورت نے ان سے نکاح کرنا قبول نہ کیا پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس عورت

سے پوچھا تو اس نے انکار کیا۔ یہ خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے عبداللہ! کیا وہ خبر صحیح ہے جو مجھے پہنچی ہے کہ تم فلاں عورت کا ذکر کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا صحیح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے اس عورت کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا پھر وہ عورت ان کے گھر پہنچ گئی''

مذکورہ صورت پر آپ علیہ السلام کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیٹیوں کے سوا دیگر چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کا نکاح فرما دیں۔ چنانچہ بیہقی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب مکہ مکرمہ میں تھیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضاء میں تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو لے کر آئے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ علیہ السلام ان سے نکاح فرمالیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ سے کر دیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ نکاح کے باب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صغیرہ اور غیر صغیر کے نکاح کرنے میں وہ حق حاصل ہے جو آپ علیہ السلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے اور اسی بناء پر عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولی ہوئے اور ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی نہ ہوئے۔

بیہقی نے سنن میں سلمہ بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم سلمہ کو پیامِ نکاح دیا اور انہوں نے کہا میرے اولیاء میں سے کوئی گواہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہارا نکاح کر دے''۔ تو ان کے بیٹے نے ان کا نکاح کر دیا۔ حالانکہ وہ اس وقت چھوٹے تھے بالغ نہ ہوئے تھے۔ بیہقی نے کہا نکاح کے باب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ حق حاصل تھا جو آپ علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپ علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اُمہاتُ المومنین ہیں

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا امہات المومنین ہونا، ان سے نکاح کرنے اور ان کے احترام و اطاعت کرنے میں ہے نہ کہ ان کی طرف دیکھنے یا کسی بات میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 6

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

ترجمہ: ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔''

Marfat.com

ابن سعد نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اُم المومنین حضرت اُم سلمہ ہند بنت ابی امیہ سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں۔ان سے 378 روایات مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے فرمایا ''ہم تم سب مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں''۔اسی روایت سے علماء کی ایک جماعت حجت پکڑتی ہے۔اس لئے کہ احترام و تعظیم کا فائدہ عورتوں میں بھی موجود ہے۔بغوی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمام مرد و عورت کے حرمت و تعظیم میں باپ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ان کے پردوں میں ان کے بدن کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ بات کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 53

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ

ترجمہ:۔ ''جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو''

کتاب الروضہ میں رافعی اور بغوی کے اتباع میں علماء نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ ان سے کچھ پوچھے مگر یہ کہ پردے کے پیچھے سے ہو۔لیکن ان کے سوا عورتوں کا مسئلہ تو جائز ہے کہ ان سے بالمشافہ کچھ پوچھے۔ قاضی عیاض و نووی نے شرح مسلم میں فرمایا کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے چھپانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن مخصوص کی گئی ہیں ان پر حجاب فرض ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ان کے لئے شہادت یا کسی اور وجہ سے ہاتھوں اور چہروں کا کھولنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ چادر وغیرہ میں اپنے بدنوں کو ظاہر کریں اور ان پر فرض ہے کہ وہ پردہ نشین رہیں۔بجز حوائج ضروریہ مثلاً بول و براز وغیرہ کے لئے باہر نکلنے کے۔نووی نے فرمایا یہ ازواج مطہرات جب لوگوں کے لئے بیٹھتیں تو پردے کے اس طرف بیٹھتی تھیں۔ اور جب وہ باہر نکلتیں تو پردہ کر کے اپنے بدنوں کو پوشیدہ کر کے نکلتیں اور جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی تو ان کی نعش کے اوپر ان کے جسم کی پردہ پوشی کا گہوارہ بنایا گیا۔

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔قریش کے قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں المتوفی 22ھ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ احادیث مروی ہیں) حجاب کے فرض ہونے کے بعد اپنی کسی حاجت سے باہر نکلیں چونکہ وہ عظیم الجثہ عورت تھیں کسی پر وہ مخفی نہ رہتی تھیں ہر ایک ان کو پہچان جاتا تھا۔چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا ''اے سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگاہ رہو۔خدا کی قسم تم ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں۔تم اپنے حال پر غور کرو کہ تم کیسے باہر نکلتی ہو'' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں وہ فوراً واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئیں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دستِ اقدس میں شانہ تھا اور

Marfat.com

اسے تناول فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں اپنی حاجت سے باہر نکلی تو مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ یہ کہا۔ اسی لمحہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی نازل فرمائی درآں حالیکہ وہ شانہ آپ علیہ السلام کے دست مبارک میں ہی تھا اور اسے رکھا نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی حاجت سے باہر جانے کی اجازت دے دی ہے"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبد جوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری۔ قبیلہ قریش کے زہری خاندان سے تھے 31ھ میں وفات پائی) سے روایت کی انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سن میں جس میں انہوں نے وفات پائی مجھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول کریم علیہ السلام کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ بھیجا۔ وہ سب پردہ کئے ہوئے تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے آگے آگے چلتے تھے اور وہ کسی کو ان کے قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے۔ مگر یہ کہ وہ دُور سے دیکھے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔ وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے حالانکہ وہ ازواج ہودج میں تھیں اور وہ دونوں ان کو گھاٹیوں میں لے جاتے اور کسی کو ان کے قریب گزرنے نہ دیتے تھے۔

ابن سعد نے ام معبد بنت خالد بن حنیف سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ اُن دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواج کو حج کرایا اور میں نے دیکھا کہ وہ ازواج ہودجوں میں تھیں اور ہودج کے اوپر اطلس کے سبز پردے پڑے ہوئے تھے اور وہ عورتوں کے جھرمٹ میں تھیں۔ ان کے آگے آگے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری پر چل رہے تھے۔ جب کوئی ان سے قریب ہوتا تو باآوازِ بلند کہتے "الیک الیک" اپنی طرف ہو اپنی طرف ہو۔ ان کے پیچھے پیچھے ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے۔

ابن سعد نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آگے تھے جو آدمی ان کے سامنے سے آتا وہ اسے ایک طرف ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بہت دُور تک ہٹ جاتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کی ازواج کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا واجب اور ان کو باہر نکلنا حرام تھا۔ اگرچہ حج یا عمرہ کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 33

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ

ترجمہ:۔ "اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو"

ابن سعد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عمیر بن عامر بن عبد ذی الشریٰ بن طریف بن غیاث بن نہیہ بن

Marfat.com

سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس۔ قبیلہ دوس جو کہ یمن میں آباد تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 57 ہجری میں مدینہ منورہ میں بعمر 78 سال وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 5374 احادیث روایت کی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا یہی حج ہے اسکے بعد رکنا ظاہر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمام ازواج حج کرتی تھیں مگر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ کرتی تھیں وہ کہتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے گی۔

ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کی انہوں نے کہا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حج وعمرہ کرلیا ہے اب میں اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی جیسا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس قول کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ ''صرف یہی حج ہے اسکے بعد رکنا ظاہر ہوگا'' تو انہوں نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں۔

ابن سعد نے عطا بن یسار سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا ''تم میں سے جو بھی اللہ کا خوف رکھے گی اور کوئی ظاہر میں ایسا کام نہ کرے گی جو فحش ہو اور اپنے بوریہ پر ہمیشہ بیٹھی رہے گی وہ آخرت میں میری زوجہ ہوگی''

ابن سعد نے بطریق ربیعہ ابوعبدالرحمٰن، ابوجعفر سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواجِ مطہرات کو حج وعمرہ سے منع کیا۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم کو حج وعمرہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری سال آیا تو ہمیں اجازت دی گئی اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ حج کیا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ہم نے ان سے اجازت مانگی۔ تو انہوں نے فرمایا جو تم مناسب سمجھتی ہو وہ کرو۔ تو ہم سب نے حج کیا بجز دو عورتوں کے۔ وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ باوجودیکہ ہم خوب پردہ کرتے تھے۔ ابوسفیان بن عینیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواج معتدات کے معنی میں تھیں چونکہ معتدہ کے لئے گھر میں ہی رہنا ہے تو ان کے لئے گھروں میں ہی رہنا تھا۔ جب تک کہ وہ زندہ رہیں۔ وہ خود اپنی ذاتوں کی مالک نہ تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ آپ علیہ السلام کا خُون پاک وطاہر تھا

الغطریف نے اپنی تصنیف میں اور طبرانی وابونعیم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

Marfat.com

کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں انکے پاس ایک طشت ہے۔اور کچھ اس میں ہے وہ پی رہے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تم کیا کررہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں نے محبوب جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون میرے پیٹ میں محفوظ رہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لوگوں کی جانب سے تمہارے لئے افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کو افسوس ہے۔تم کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔مگر اتنا کہ اللہ نے قسم یاد کی''

ابن حبان نے الضعفاء میں ابن عباس سے روایت کی۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قریشی جوان سے پچھنے لگوائے جب وہ جوان پچھنے لگانے سے فارغ ہوا تو وہ خون اٹھا کر لے گیا اور اسے پی لیا۔اسکے بعد وہ آیا تو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا ''تیرا بھلا ہو تو نے کیا کیا؟'' اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے زمین میں بہانے سے بہتر جگہ رکھ دیا ہے۔اور وہ میرے پیٹ میں ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جا تو نے اپنے کو جہنم کی آگ سے محفوظ کرلیا''

دار قطنی نے سنن میں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون میرے بیٹے (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیا اور اس نے اسے پی لیا پھر جبریل علیہ السلام آئے اور آپ علیہ السلام کو اس کی خبر دی۔رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بیٹے سے پوچھا ''تم نے اس خون کا کیا کیا؟'' اس نے کہا میں نے مکروہ جانا کہ میں آپ علیہ السلام کے خون کو ڈالوں اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی''۔اور اسکے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔اور فرمایا ''لوگوں کو تم سے بھلا ہو اور تم کو لوگوں سے بھلا ہو''

بزار و ابویعلی و ابن خثیمہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں اور طبرانی نے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور مجھ سے فرمایا ''اس خون کو پوشیدہ کردو'' تو میں گیا اور اسے پی لیا۔پھر میں آ گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ''تم نے کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا اسے پوشیدہ کردیا ہے۔فرمایا ''کیا پی لیا ہے؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں''۔اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسّم فرمایا۔

بزار و طبرانی اور حاکم و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں بسند حسن، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خون دیا اور فرمایا ''اسے پوشیدہ کردو'' تو میں نے جا کر اسے پی لیا اس کے بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا ''تم نے کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا اسے پوشیدہ کردیا ہے۔رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''شاید تم نے اسے پی لیا ہے''۔میں نے عرض کیا ہاں میں نے اسے پی لیا ہے۔

حاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

یوم غزوۂ اُحد مجروح ہوئے تو میرے والد آپ علیہ السلام کے قریب پہنچے اور انہوں نے اپنے مُنہ کے ذریعہ آپ علیہ السلام کے چہرے کے خون کو صاف کیا۔ اور اسے پی گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جو اس بات کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے خون میں میرا خون مخلوط ہے تو اسے چاہیئے وہ مالک بن سنان کو دیکھے'' اور ابن سکن وطبرانی نے اوسط میں اس طرح روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے۔ اور اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی''

طبرانی نے اوسط میں ابورافع کی بیوی سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے غسل فرمایا تو میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا اور میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا'' جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے بدن کو جہنّم کی آگ سے محفوظ فرمادے گا''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے موئے مبارک بالا جماع طاہر ہیں۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قربانی کے دن جب حلق فرمایا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ ''موئے ہائے مبارک کو لوگوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے'' تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کچھ حاصل کر لئے۔ ابن سیرین نے کہا اگر آپ علیہ السلام کے موئے ہائے مبارک میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور مافیہا سے مجھے زیادہ محبوب ہوتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے بیٹھ کر نماز نفل پڑھنا کھڑے ہو کر پڑھنے کے مانند ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام کے لئے بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کھڑے ہو کر پڑھنا۔ مسلم وابوداؤد نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''بیٹھ کر آدمی کی نماز آدھی نماز ہے''۔ پھر میں حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ بیٹھ کر مرد کی نماز پڑھنا آدھی نماز ہے درآں حالیکہ آپ علیہ السلام بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم نے ٹھیک سُنا لیکن میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا عمل آپ علیہ السلام کے لئے نافلہ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا عمل آپ علیہ السلام کے لئے

Marfat.com

نافلہ ہے امام احمد نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ ان سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عمل کی مانند عمل کرو گے؟ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان یہ ہے کہ سورۃ الفتح آیت 2

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَ
مَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢﴾

ترجمہ:۔ ''تا کہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھاوے۔''

آپ کا عمل آپ کے لئے نافلہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عمل کی احتیاج نہ تھی جس طرح کہ ہم کو عمل کی احتیاج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا عمل آپ کے لئے اول تا آخر اجر وثواب میں زائد ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 79

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾

ترجمہ:۔ ''اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ (مقامِ محمود) کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں''

امام احمد وطبرانی نے ابوامامہ سے اس آیت کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے خاص زائد تھا۔

بیہقی نے مجاہد سے ارشادِ باری تعالیٰ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 79) ''نَافِلَةً لَّكَ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نافلۃ کسی کیلئے نہیں ہے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاص نافلہ تھا۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کی شان ہے کہ سورۃ الفتح آیت 2 ''لِيَغْفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا'' لہٰذا جو عمل فرض کے سوا آپ نے کیا وہ اس وجہ سے نافلہ ہے کہ آپ علیہ السلام کفارہ ذنوب میں نافلہ ادا نہیں کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے سوا تمام امت فرائض کے سوا جو نوافل ادا کرتے ہیں وہ کفارۂ ذنوب کے لئے کرتے ہیں۔ ان کے لئے نافلہ نہیں ہے۔ نَافِلَةً تو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے مخصوص ہے۔ اور مفسرین نے ''نَافِلَةً لَّكَ'' کے تحت فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ فرائض کے ثواب پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے خاص زیادہ ہے بخلاف آپ علیہ السلام کے سوا تہجد پڑھنے والوں کے۔ کیونکہ وہ اس کمی ونقصان کی تلافی کرتے ہیں جو فرائض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خلل ونقصان حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرائض میں راہ

Marfat.com

پاتا ہی نہیں کیونکہ آپ علیہ السلام معصوم ہیں۔

نماز پڑھنے والا نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو "السلام علیک ایّہا النبی" کہہ کر مخاطب کرسکتا تھا۔ اور کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا آپ کو نماز میں "اَلسَّلامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام کے سوا کسی آدمی کو نماز میں مخاطب نہیں کرسکتا۔ اور یہ کہ نماز پڑھنے والے پر واجب ہے کہ آپ علیہ السلام کی ندا کو قبول کرے۔ جب کہ آپ علیہ السلام اسے بلائیں۔ اور اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

بخاری نے ابوسعید بن المعلی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو آواز دی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر وہ نماز تمام کر کے حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "مجھے جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ جب کہ میں نے تمہیں آواز دی تھی"۔ اس نے کہا نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کیا اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا سورۃ الانفال آیت 24

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول اس چیز کے لئے تمہیں بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی" اس کے بعد فرمایا "کیا میں نے تمہیں قرآن کی اعظم سورۃ نہیں سکھائی"۔ راوی نے کہا گویا کہ میں اسے بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی سورۃ ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمائی تھی۔ فرمایا "وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں جس نے آپ علیہ السلام کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہوگیا۔ اور یہ کہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ بغیر آپ علیہ السلام کی اجازت کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مجلس مبارک سے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ النور آیت 62

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا
مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ

ترجمہ:۔ "ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک اُن سے اجازت نہ لے لیں۔"

ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے روایت کی انہوں نے کہا کسی شخص کے لئے سزاوار نہ تھا کہ

Marfat.com

وہ مسجد سے نکلے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے اجازت حاصل کر کے۔ یہ جمعہ کے دن اس کے بعد جب کہ آپ علیہ السلام خطبہ شروع فرمائیں۔ اور جب کوئی باہر جانے کا ارادہ کرتا تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف اپنی اُنگلی سے اشارہ کرتا اور آپ علیہ السلام اسے اجازت عطا فرما دیتے۔ بغیر اس کے کہ وہ شخص کلام کرے۔ اس لئے اگر وہ شخص کلام کرتا تو ان لوگوں میں سے ہو جاتا جس کے لئے ارشاد تھا کہ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ علیہ السلام کے غیر پر جھوٹ بولنا ہے۔ اور یہ کہ جس نے آپ علیہ السلام پر جھوٹ بولا اس کی توبہ اس کے بعد کبھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اگر چہ وہ توبہ کرے۔ اور یہ کہ ابو محمد شیخ الجویتی کے قول کے بموجب آپ علیہ السلام پر جھوٹ بولنے کے سبب کافر ہو جائے گا۔

محدثین کرام نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''بلاشبہ مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ کسی پر جھوٹ بولا جائے تو جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے''

امام نووی وغیرہ نے فرمایا آپ علیہ السلام پر جھوٹ بولنا کبائر (گناہ کبیرہ) میں سے ہے اور بر قول صحیح اس کا فاعل کافر نہ ہو گا یہی جمہور کا قول ہے مگر جوینی نے فرمایا وہ کافر ہو جائے گا۔ اب اگر وہ اس سے توبہ کرلے تو ایک جماعت کا مذہب یہ ہے جن میں امام احمد، صیرفی اور خلائق ہیں کہ کبھی اس سے روایت قبول نہ کی جائے گی۔ اگر چہ اس کا حال اچھا ہو جائے۔ بخلاف آپ علیہ السلام کے سوا پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ کے اور وہ اُن میں سے ہو گا جو ہر قسم کے فسق سے توبہ کرنیوالے ہوتے ہیں، یہ کذب اس قسم سے ہو گا جو مخالف اس کذب کے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غیر پر ہے۔ یہی قول فن حدیث میں معتمد ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مَجلس کے آداب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی کی ذات وَالا سے مُختص ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے سامنے تقدیم کرنا اور آپ علیہ السلام کی آواز سے اونچی آواز کر کے بولنا اور بلند آواز کے ساتھ آپ علیہ السلام سے کلام کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حجروں کے اس طرف سے آپ کو پکارنا اور دور سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو چیخ کر بلانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ الحجرات آیت 1

Marfat.com

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ①

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سمیع و علیم ہے۔ (اللہ سنتا جانتا ہے)''

سورۃ الحجرات آیت 2۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ②

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو''

سورۃ الحجرات آیت 3

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ③

ترجمہ:۔ ''بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

سورۃ الحجرات آیت 4،5۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ④ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ⑤

ترجمہ:۔ ''بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''

ارشاد باری تعالیٰ سورۃ النور آیت 63

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ

Marfat.com

ترجمہ:۔ ”رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے الحجرات میں فرمایا سورۃ الحجرات آیت 3۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ

ترجمہ:۔ ”بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول کے پاس“

علماء کی ایک جماعت نے کہا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس رفع صوت مکروہ ہے۔ اس لئے کہ آپ علیہ السلام کی حرمت بعد وصال اسی طرح ہے جس طرح آپ علیہ السلام کی حرمت آپ علیہ السلام کے حیات میں ہے۔

ابن حمید نے روایت کی کہ ابوجعفر المنصور (136ھ تا158ھ) نے امام مالک (93ھ-179ھ مدینہ منورہ) سے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مناظرہ کیا اس وقت ابوجعفر خلیفہ کے ساتھ پانچ سو شمشیر بند موجود تھے۔ امام مالک نے ابوجعفر سے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے اور فرمایا سورۃ الحجرات آیت 2

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

ترجمہ: ”اپنی آوازیں اونچی نہ کرو“

اور ان مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ نے مدح فرمائی جو آواز پست رکھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا سورۃ الحجرات آیت 3

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ

ترجمہ: ”بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں“

اور بے ادب لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔

چنانچہ فرمایا سورۃ الحجرات آیت 4

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾

ترجمہ:۔ ”بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں“

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام بعد وصال بھی ایسا ہی ہے جیسا حیاتِ مبارکہ میں ہے۔ یہ سن کر خلیفہ نے آپ کے آگے فروتنی یعنی اطاعت وفرمانبرداری کی۔

جس نے (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں یہ ہے کہ جس نے آپ علیہ السلام کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا۔ اور جس نے آپ علیہ السلام کو گالی دی یا بُرا کہا۔ وہ قتل کیا جائے گا۔

Marfat.com

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے سنن میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی۔ اس پر میں نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن ماردوں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں ہے"

ابن عدی و بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ "کسی کو گالی دینے کی بناء پر قتل نہیں کیا جائے گا۔ بجز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گالی دینے والے کے"

بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی کہ ایک اندھے کی ام ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہد میں تھی وہ سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں کثرت سے بدگوئی کرتی۔ اور آپ کو گالی دیتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کا خون باطل کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبّت واجب ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبّت اور آپ علیہ السلام کے اہل بیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ کی محبّت واجب ہے۔ سورۃ التوبہ آیت 24

قُلْ اِنْ كَانَ
اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ
اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ
مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴

ترجمہ:۔ "آپ فرمادیں اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان اور یہ چیزیں۔ اللہ اور اس کے رسول اور اسکی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔"

محدثین کرام رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک کہ میں اس کے والدین اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب نہ ہوں" اور ابن الملقن کی کتاب الخصائص میں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت پر واجب

Marfat.com

ہے کہ آپ علیہ السلام کو اعلیٰ درجات محبّت سے محبوب رکھے۔

ابن ماجہ وحاکم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم قریش کے کچھ لوگوں سے ملا کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوتے تو اپنی بات کو قطع کر دیتے تھے۔ ہم نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا۔ اور عرض کیا کہ وہ لوگ باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب وہ مجھے دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی بات ختم کر دیتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جو آپ کی یا اس کی شان کے لائق تھی اور فرمایا ”ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔ خدا کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ لوگ میرے اہلِ بیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا میں اور ان لوگوں سے جو میرے قرابت دار ہیں میری وجہ سے محبّت نہ رکھیں“

محدثین کرام رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”ایمان کی نشانی انصار سے محبّت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے“

ابن ماجہ نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”جس نے انصار کو محبوب رکھا اس کو اللہ نے محبوب رکھا۔ اور جس نے انصار سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ علیہ السلام کی طرف منسوب ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غیر کی بیٹیوں کی اولاد اسکی طرف منسوب نہ ہوں گی نہ کفایت میں اور نہ اسکے سوا کسی اور چیز میں۔

حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ ہوتا ہے مگر فاطمہ کے دونوں بیٹوں کا عصبہ میں ہوں۔ میں ہی ان دونوں کا ولی اور عصبہ ہوں۔“

ابو یعلی نے اس کی مثل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث روایت کی۔ اور بیہقی اس باب میں آپ علیہ السلام کے قول کو لائے ہیں۔ جو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ ”میرا یہ بیٹا سید ہے“ اور آپ علیہ السلام کا وہ قول لائے ہیں جو آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس وقت فرمایا جب کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے کہ ”تم نے میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟“ اسی طرح اس وقت فرمایا جب کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں ان پر کوئی عورت نکاح میں نہ لائی جائے۔

محدثین کرام نے المسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن نوفل بن اہیب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی قرشی زہری۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے تھے) سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے سُنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''بنی ہشام بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے۔ وہ اپنی بیٹی کو علی ابن ابی طالب سے بیاہ کر دیں تو میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا۔ اور میں اجازت نہ دوں گا۔ مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب اس کا ارادہ رکھیں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ بلاشبہ حضرت فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز انہیں ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے''۔

حارث ابن ابی اسامہ نے علی بن حسین سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیام دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بیٹی پر عدواللہ کی بیٹی بیاہ کر لائے۔''

حاکم نے ابوحنظلہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیام نکاح دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پہنچی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی'' یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

امام احمد و حاکم اور بیہقی نے عبیداللہ بن ابورافع سے انہوں نے المسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حسن بن حسن نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی بیٹی کے لئے ان کو پیام دیں۔ اس پر المسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی نسب، کوئی سبب اور کوئی دامادی آپ علیہ السلام سے زیادہ محبوب نہیں ہے لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ ''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس بات سے وہ ناخوش ہوتی اس سے میں ناخوش ہوتا ہوں اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہیں وہ بات مجھے خوشی پہنچاتی ہے'' کیونکہ آپ کے حبالۂ عقد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہے اگر میں اپنی بیٹی کو ان پر آپ سے بیاہتا ہوں تو یہ ان کی ناخوشی کی بات ہو گی۔ قاصد ان کا یہ عذر قبول کر کے چلا گیا۔

ابن عساکر نے بطریق حارث، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے میرے خاندان میں تزوج کیا یا میں نے اس کے خاندان میں تزوج کیا''

حارث بن ابی اسامہ نے اور حاکم نے صحیح بتا کر ابن ابی اوفیٰ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں نے اپنے رب سے مانگا ہے کہ میں اپنی امت کے جس خاندان میں تزوج کروں یا میں اپنی امت کے جس خاندان سے تزوّج کر کے لاؤں وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عطا فرمایا''

Marfat.com

حارث نے اس کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث روایت کی ہے۔

ابن راہویہ اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے پیام نکاح دیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان سے بیاہ دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم لوگ مجھ کو ام کلثوم بنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی کرنے پر مبارک باد نہ دو گے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا "روزِ قیامت ہر سبب ونسب قطع ہو جائے گا۔ بجز اس کے جو میرے سبب اور نسب سے متعلق ہے تو میں نے محبوب جانا کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے درمیان سبب اور نسب ہو جائے"

ابو یعلی نے المسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تمام انساب واسباب اور دامادی کے رشتے منقطع ہو جائیں گے مگر میری دامادی کا رشتہ منقطع نہ ہوگا"

وہ محرمات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص سے ہیں

جسمِ اقدس پر اسلحہ لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے بغیر جنگ کئے اُن کا اُتارنا حرام تھا

امام احمد وابن سعد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم غزوہ اُحد فرمایا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے مذبوحہ گائے دیکھی ہے۔ تو میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ محفوظ زرہ تو مدینہ منورہ ہے اور مذبوحہ گائے جنگ وقتال ہے۔ اب اگر تم چاہو تو مدینہ منورہ میں مقیم رہو۔ اگر دشمن ہم پر چڑھ آئے تو ہم مدینہ میں ان سے جنگ کریں گے" اس پر لوگوں نے کہا خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں وہ ہم پر نہیں چڑھے تو اب یہ عہدِ اسلام میں ہم پر چڑھ آئیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اب تمہیں اختیار ہے" اور وہ لوگ چلے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے اسلحہ جسم پر آویزاں کر لئے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا ہم نے کیا کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روئے مبارک کی خلاف ورزی کی۔ پھر وہ سب آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام ہی کو اختیار ہے۔ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اب مجھے اختیار نہیں۔ کیونکہ کسی رسول کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے بغیر جنگ کے اُتار دے"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ احسان کے بدلہ زیادتی چاہنا آپ علیہ السلام پر حرام تھا!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ المدثر آیت 6

Marfat.com

وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ﴿٦﴾

ترجمہ:۔ ''زیادہ چاہنے کیلئے احسان نہ کرو''۔

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کی فرمایا کہ ''کسی کو اس طرح عطیہ نہ دو کہ اس سے اس سے بہتر کی خواہش رکھو''۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ خاص تھا۔

سورۃ الروم آیت 39

وَمَآ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا

ترجمہ:۔ ''اورتم جو چیز زیادہ لینے کو دو''

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے اس آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ فرمایا کہ وہ زیادتی حلال ہے جو کوئی شے ہدیہ میں دی جائے اور اسکے عوض اسے سے بہتر کی توقع رکھی جائے۔ اسمیں نہ اسے نفع ہے اور نہ اس پر نقصان۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ لوگ جس چیز سے نفع اٹھاتے ہیں ان کی طرف نگاہ دراز کرنا آپ علیہ السلام پر حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الحجر 88

لَا تَمُدَّنَّ
عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَلَا تَحۡزَنۡ
عَلَیۡهِمۡ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿٨٨﴾

ترجمہ:۔ ''اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے دی اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لےلو۔''

اس حکم کو رافعی نے صاحب ''الایضاح'' سے نقل کیا ہے اور نووی نے اصل الروضہ میں اور ابن القاضی نے التلخیص میں جزم کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت تھی کہ جو عورت آپ علیہ السلام کو اختیار نہ کرے اسے روکنا آپ علیہ السلام پر حرام تھا۔ بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جون کی بیٹی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حرم میں داخل ہوئی تو آپ علیہ السلام اس کے قریب گئے اس عورت نے کہا ''اعوذ باللہ منک'' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تو نے بہت بڑی ہستی کی پناہ لی ہے تو اپنے گھر چلی جا''۔

Marfat.com

ابن الملقن نے کہا یہ بات آپ علیہ اسلام کے خصائص میں سے ہے اور اس سے انہوں نے سمجھا کہ آپ علیہ السلام پر ہر اس عورت سے نکاح حرام تھا جو آپ کی صحبت کو بُرا جانے۔

ابن سعد نے مجاہد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی کو نکاح کا پیغام بھیجتے اور وہ نامنظور کرتی تو دوبارہ پیام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک عورت کو پیام دیا۔ اس نے کہا میں اپنے باپ سے مشورہ کرلوں اور وہ اپنے باپ سے ملی اور اس کے باپ نے اسے اجازت دے دی۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئی اور آپ علیہ السلام سے کہا کہ میرے باپ نے اجازت دے دی ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہم نے تیرے سوا اور عورت کو اپنا ہم بستر بنالیا ہے''

کتابیہ سے نکاح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر حرام تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت تھی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ابوداؤد نے اپنی کتاب الناسخ میں مجاہد سے آیہ کریمہ سورۃ احزاب آیت 52 ''لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ'' کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ ''النساء'' سے مراد کتابیہ عورتیں ہیں۔

سعید بن منصور نے مجاہد سے آیہ کریمہ '' لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْد '' کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ وہ عورتیں خواہ یہودیہ ہوں یا نصرانیہ انہیں سزاوار نہیں ہے کہ وہ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہوں۔ اصحاب نے کہا اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی ازواج امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور آخرت میں آپ علیہ السلام کے ساتھ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے درجہ میں ساتھ ہوں گی۔ اور اس وجہ سے بھی ممانعت کی گئی۔ آپ علیہ السلام اس سے بزرگ تر ہیں کہ آپ علیہ السلام کا پانی کافرہ کے رحم میں واقع ہو اور اس وجہ سے بھی کافرہ عورت آپ علیہ السلام کی صحبت کو ناپسند کرتی ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے عورتوں کی اباحت میں مہاجرہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے سورۃ الاحزاب آیت 50 ''اَلّٰتِی ھَاجَرْنَ مَعَکَ'' لہٰذا جب کہ آپ علیہ السلام پر وہ عورتیں حرام ہیں جو مسلمان ہیں۔ مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی ہے تو غیر مسلم عورت تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

غیر مہاجرہ عورت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نکاح حرام تھا

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مسلمان عورت جس نے ہجرت نہیں کی اس سے نکاح کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر حرام تھا۔ ترمذی نے حسن بتا کر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اصناف النساء سے منع کیا گیا تھا بجز

Marfat.com

ان عورتوں کے جو مومنہ اور مہاجرہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 52

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ
مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ

ترجمہ:۔ ''ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ اُن کے عوض اور بی بیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے''

آپ علیہ السلام کے لئے مومنہ عورتیں اگر وہ اپنے نفس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حوالہ کریں تو حلال کی گئیں۔ اور ہر وہ عورت جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہو حرام کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 50

وَامْرَاَةً
مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

ترجمہ:۔ ''اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کے لئے نہیں۔''

ان کے سوا ہر قسم کی عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر حرام کی گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ کنکھیوں سے اشارہ کرنا حرام تھا۔ ابوداؤد و نسائی اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فتح مکہ کے دن چار آدمیوں کے سوا تمام لوگوں کو امن دیا ان چار میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح ہے۔ اور اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پناہ لی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عبداللہ بیعت کے لئے حاضر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اس پر نظر ڈالی۔ ہر بار آپ علیہ السلام نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد اس سے بیعت لی۔ اسکے بعد آپ علیہ السلام نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''کیا تم میں کوئی ایسا مردِ رشید نہ تھا کہ وہ اسکی طرف کھڑا ہوتا جب کہ میں نے اسے دیکھا اور اسکی بیعت سے اپنے ہاتھوں کو کھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مردِ رشید اسے قتل کر دیتا''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہم نے نہیں جانا کہ آپ علیہ السلام کیا چاہتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے کیوں اپنی چشم مبارک سے

اشارہ نہ فرمایا دیا۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کسی نبی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کی خیانت کرے''۔ ابن سعد نے ابن المسیب سے مرسلاً اس کی مثل روایت کیا۔ اس کے آخر میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اشارہ کرنا خیانت وچوری ہے۔ کسی نبی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اشارہ کرے''

محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب کسی قوم پر جہاد فرماتے تو ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہ کرتے۔ جب تک کہ صبح نہ ہو جاتی اور آپ علیہ السلام اذان کی آواز سننے کے منتظر رہتے۔ اگر آپ علیہ السلام اذان کی آواز سُن لیتے اپنے ہاتھوں کو روک لیتے۔ اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے ایک وہ ہے جسے قضاعی نے ذکر کیا کہ آپ علیہ السلام پر حرام تھا کہ مشرکوں کی اعانت قبول فرمائیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں حبیب بن ملیاف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک جانب تشریف لے گئے تو میں اور میری قوم کا ایک شخص رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہم مکروہ جانتے ہیں کہ ہماری قوم جنگ میں آئے البتہ ہم آپ علیہ السلام کے پاس ان کے ساتھ جنگ میں آئیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''نہیں۔ کیونکہ ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیتے''

قضاعی نے القاضی میں رسول کریم علیہ السلام کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ظلم وستم پر گواہی نہیں دیتے تھے۔ محدثین نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن اُمور کو مباح فرمایا اُن کی تفصیل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یہ خصوصیت ہے کہ بعد عصر نماز آپ علیہ السلام پر مباح تھی

کتاب الروضہ کے مصنف نے الروضہ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بعدِ ظہر کی دو رکعتیں فوت ہوگئیں۔ تو آپ علیہ السلام نے بعد نمازِ عصر قضا فرمائی۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے بعد عصر ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی۔ اس پر مداومت (قیام) فرمانے میں آپ علیہ السلام کی خصوصیت کے تحت دو وجہ بیان کی ہیں ان دونوں میں صحیح وجہ یہ ہے کہ یہ آپ علیہ السلام کے ساتھ خاص تھی۔

Marfat.com

مسلم وبیہقی نے سنن میں ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کو عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر کسی کام نے آپ علیہ السلام کو ان کے پڑھنے سے باز رکھا۔ تو آپ علیہ السلام نے ان کو بعد عصر پڑھا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اسے برقرار رکھا۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عادت شریفہ تھی جب کوئی نماز پڑھتے تو اسے قائم رکھا کرتے تھے۔

امام احمد وابویعلی اور ابن حبان نے بسند صحیح اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام نے وہ نماز پڑھی ہے جسے آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "خالد آئے اور انہوں نے مجھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے باز رکھا جسے میں بعد ظہر پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت میں نے ان کو پڑھا ہے"۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم سے جب یہ قضا ہو جائے تو کیا ہم اسے ادا کیا کریں؟ فرمایا تمہیں ضرورت نہیں ہے۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خود تو بعد عصر نماز پڑھتے تھے اور دوسرے کو اس سے منع فرماتے تھے۔ اور خود صوم وصال (مسلسل روزے) رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو صوم وصال سے منع فرمایا کرتے تھے۔

محدثین کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ دو رکعتیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ظاہر و باطن کسی حال میں ترک نہ فرمایا کرتے تھے وہ دو رکعتیں قبل صبح کی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم
نماز کی حالت میں صغر سن بچی کو گود میں لئے رہتے تھے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نماز کی حالت میں چھوٹی بچی کو آغوش میں لئے رہا کرتے تھے۔ یہ ان حدیثوں میں ہے جن کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔ محدثین نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نماز پڑھتے تو امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صاحبزادی کی بیٹی تھیں۔ آغوش میں لئے رہا کرتے تھے۔ جب آپ علیہ السلام سجدے میں جاتے تو انہیں بٹھا دیتے اور جب آپ علیہ السلام کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آپ علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے اسے ابن حجر نے شرح بخاری میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن دوسروں کو اس سے منع فرمایا

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے جیسا کہ صحیحین حدیث میں آیا ہے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا ہے۔ دار قطنی وبیہقی نے سنن میں بطریق جابر، شعبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے''

صوم وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے مبارک تھا۔

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ صوم وصال سے اجتناب کرو''۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے''

اس حدیث کے معنی میں اختلاف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت مراد ہے۔ اور آپ علیہ السلام کے پاس جنّت سے کھانا پینا آتا ہے۔ اور جنّتی غذا کھانے سے روزہ کا افطار نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا مجاز مراد ہے کہ آپ علیہ السلام میں کھانے پینے والوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے۔ پھر یہ کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صوم وصال آپ علیہ السلام کے حق میں مباحات میں سے ہے۔ اور امام الحرمین نے فرمایا کہ صوم وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حق میں قربت عبادت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام اپنے کلام میں طویل زمانہ گزرنے کے بعد استثناء فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ الکہف آیات 23،24

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾

ترجمہ:۔ ''اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردوں گا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے (انشاء اللہ) اور اپنے رب کی یاد کرو جب تم بھول جاؤ اور یوں کہو کہ قریب ہے کہ میرا رب مجھے اس سے نزدیک تر راستی کی راہ دکھائے۔''

Marfat.com

طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کبھی آپ علیہ السلام استثنا فرمانا فراموش کردیتے تو جب یاد آتا آپ علیہ السلام استثنا کرلیتے۔اور انہوں نے فرمایا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ خاص تھی۔ہم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ استثناء کرے۔مگر یہ کہ اپنی قسم کے ساتھ فوراً ہی استثناء کو شامل کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی۔شاذلی فرقہ کے شیخ الصوفیہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے اپنی کتاب التنویہ میں فرمایا انبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔اور ان کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔وہ صرف اسی کی شہادت دیتے ہیں۔جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کے لئے ودیعت فرمائے۔وہ مختلف اوقات میں وہی خرچ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خرچ کراتا ہے اور اس کو اس کے موقع کے سوا میں خرچ سے باز رکھتے ہیں۔اور اس لئے بھی ان پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں کہ زکوٰۃ ان لوگوں کے لئے طہارت ہے۔جو چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن پر طہارت واجب ہو چکی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی عصمت کی وجہ سے ناپاکی سے پاک و منزہ ہیں۔

Marfat.com

اموال فے سے 4/1 اور اموالِ غنیمت سے 5/1 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حصّہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اموالِ فی (فے) میں سے چار خمس اور اموالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ آپ علیہ السلام کا ہے۔اور یہ کہ تقسیم غنیمت سے پہلے غنیمت وغیرہ میں سے باندی وغیرہ جو پسند آئے اپنے لئے خاص فرمالیں۔اللہ تعالیٰ فرمایا: سورۃ الحشر آیت 7

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

ترجمہ:۔ ”جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔“

اور فرمایا سورۃ الانفال آیت 41۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

ترجمہ:۔ ”اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اسکے رسول کا ہے۔“

امام احمد و بخاری و مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس فئی میں اس چیز کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ علیہ السلام کے سوا کسی کو عطا نہ ہوا۔ چنانچہ فرمایا۔ سورۃ الحشر آیت 6

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

ترجمہ:۔ ''اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے، تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے خاص تھا۔ آپ علیہ السلام اپنی اہل کا خرچ اس سے سال بھر تک کرتے تھے۔ اور جو مال باقی رہ جاتا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لے کر اللہ تعالیٰ کے مال میں شامل کر دیتے تھے۔ اسی پر آپ علیہ السلام نے اپنی تمام عمر عمل فرمایا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (ابوداؤد و حاکم نے عمرو بن عبسہ سے روایت کی) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے لئے بجز خمس کے تمہاری غنیمت میں سے اتنا بھی حلال نہیں ہے اور خمس لینا تمہارے حق میں مردود ہے''

ابن سعد و ابن عساکر نے عمر بن الحکم سے روایت کی کہ بنو قریظہ غلام بنائے گئے اور وہ غلام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں پیش ہوئے تو ان میں ریحانہ بنت زید بن عمرو تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ریحانہ کو جدا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ علیحدہ کر لی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر غنیمت میں آپ علیہ السلام کو اختیار حاصل تھا۔ تقسیم سے پہلے اپنے لئے جو چاہتے خاص فرمالیا کرتے تھے۔

بیہقی نے سنن میں یزید بن شخیر سے اس نے ایک بدری صحابی شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھوا کر اسے عطا فرمائی کہ ''من محمد رسول اللہ الی نبی زھیر بن اقیس. انکم ان شھد تم ان لا الہ الا اللہ وان محمدً رسول اللہ واقمتم الصلوٰۃ و آتیتم الزکوٰۃ داویتم الخمس من لمغنم وسھم النبی وسھم الصفی ، انتم آمنون بامان اللہ و رسولہ''۔

ابن عبدالبر نے کہا کہ سہم الصفی (یعنی تقسیم سے قبل نبی کا خالص پسند فرمانا) صحیح آثار میں مشہور ہے اور اہل علم کے درمیان معروف ہے اور اہل سیر کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت صفیہ اسی سہم الصفی میں سے تھیں۔ اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سہم الصفی آپ علیہ السلام کے ساتھ خاص تھا۔ اور رافعی نے بیان کیا ہے کہ شمشیر ذوالفقار اسی سہم صفی میں سے تھی۔

Marfat.com

چراگاہ کا اپنی ذات کے لئے خاص فرمالینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے مباح تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ چراگاہ کا اپنے لئے خاص فرمانا ہے۔ اور جس زمین کو آپ علیہ السلام نے چراگاہ بنالیا وہ نہ ٹوٹے گی۔

بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ صعب بن جثامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "لا حمٰی الا للہ و لرسولہ" "چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے ہے۔ کسی کے لئے نہیں"۔ اصحاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس زمین کو چاہیں جس میں کھیتی نہ ہوا پنے جانوروں کے لئے چراگاہ بنالیں یہ اختیار آپ علیہ السلام ہی کو ہے۔ دیگر تمام ائمہ کے لئے یہ اختیار قطعاً جائز نہیں ہے البتہ ان ائمہ کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے چراگاہ منتخب کر دیں۔ ایک قول یہ ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ بر تقدیر جواز ائمہ کے لئے جو بعد میں آئیں یہ جائز ہوگا کہ وہ چراگاہ کو منسوخ کر دیں۔ لیکن جس قطعہ زمین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بطور چراگاہ اپنے لئے مقرر فرمایا اسے کوئی نہیں بدل سکتا اور نہ اس کی حالت میں تغیر کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قطعہ اراضی کو اس کی فتح سے پہلے چراگاہ کے لئے منتخب فرماتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس کا خاص مالک بنایا تھا۔ آپ علیہ السلام اس میں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں اور آپ علیہ السلام نے بیت المقدس کے ایک گاؤں کو اس کی فتح سے پہلے تمیم داری اور اس کی اولاد کو بطور جاگیر عطا فرمایا تھا۔ اور وہ جاگیر آج تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ بعض حاکموں نے ان کو پریشان کرنے کا ارادہ کیا تو امام غزالی نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ امام غزالی نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو جنت کی زمین جاگیر میں عطا فرماتے تھے۔ یہ تو دنیاوی زمین ہے۔ یہ تو زیادہ اولیٰ ہے کہ کسی کو جاگیر اور اجارہ میں دی جائے۔

چند دیگر امورِ مباح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مختص ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتال کرنا اور وہاں قتل کرنا اور بغیر احرام کے داخل ہونا اور بعد امان کے قتل کرنا آپ علیہ السلام کے لئے مباح کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ بلد آیات 1،2

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾

ترجمہ:۔ "مجھے قسم ہے اس شہر کی کیونکہ اس شہر میں آپ جلوہ افروز ہیں۔"

محدثین کرام نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فتح کے سال مکہ

Marfat.com

مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ علیہ السلام کے سرِ مبارک پر خود تھا۔ جب آپ علیہ السلام نے خود اُتارا تو ایک شخص نے آکر بتایا ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسے قتل کردو''

محدثین کرام نے ابوشریح عددی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا لہٰذا کسی آدمی کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر رکھتا ہے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ اسے یہ حلال ہے کہ مکّہ کا کوئی درخت کاٹے۔ اب اگر کوئی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے قتال کی اجازت چاہے تو کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول (علیہ السلام) کے لئے اجازت دی اور تمہارے لئے اس نے اجازت نہیں دی ہے''

مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عمرو بن حرام بن غنم بن سلمہ۔ قبیلہ بنی خزرج سے ہیں۔ ہجرت سے 20 سال پہلے تولد ہوئے 74ھ میں 94 سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان سے مرویات کی تعداد 540 ہے) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فتح مکہ کے دن اس شان سے داخل ہوئے کہ بغیر احرام کے آپ علیہ السلام کے سرِ مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادل ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام صحابہ عادل ہیں۔ اس پر ان علماء کا اجماع ہے جو معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی عدالت پر بحث نہیں کی جائے گی۔ جس طرح کہ راویوں کی عدالت سے بحث کی جاتی ہے اور اس بحث کے نہ کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فرمایا '' خیر القرون قرنی۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ جس نے ایک لحظہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صحبت پائی اس کے لئے صحابیت ثابت ہے۔ بخلاف صحابی کے ساتھ تابعی کے۔ تابعی کے لئے اسمِ تابعی اس وقت تک ثابت نہ ہوگا جب تک کہ اس نے صحابی کے ساتھ طویل زمانے تک صحبت نہ رکھی ہو۔ یہ تعریف اہل اصول کے نزدیک اصح قول پر ہے۔ یہ فرق وامتیاز، منصب نبوت کی عظمت اور اس کے نور کا ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ شان اعجاز تھی کہ احمق و نادان اعرابی پر آپ علیہ السلام کی محض ایک نظر مبارک پڑتی تو وہ حکمت اور دانائی کی باتیں کرنے لگتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی حدیث مبارک کے عاملین کے چہرے ہمیشہ تروتازہ رہتے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ علماء حدیث میں سے کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ اسکے چہرے میں تروتازگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس فرمان کی وجہ سے رہتی ہے کہ '' نضر

اللہ امرا سمع مقالتی فوعاھا نا واھا الی من لم یسمعھا ۔" "اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سُنی اور اسے اس نے محفوظ رکھا اور اسے اس شخص کو پہنچایا جس نے اسے سُنا نہ تھا"۔ اور یہ علماء حدیث، حفاظ اور امراء المومنین کے ساتھ ملقب ہوکر مخصوص ہوتے ہیں۔ خطیب نے فرمایا حافظ ایسا لقب ہے جس کے ساتھ علماء حدیث تمام علماء کے درمیان مختص ہوئے ہیں۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے خدا! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما" کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا "وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے جو میری حدیث اور میری سنّت کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے"

سیدالمرسلین سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چند دیگر خصائص

سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی مہر کے نقش کو دوسری مہروں پر نقل کرنا حرام اور نادرست ہے۔

ابن سعد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انگشتری کے مہر کو بنوایا اور اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا "میں نے انگشتری بنوائی ہے۔ اور اس میں وہ نقش کندہ کرایا ہے جو کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ نقش کندہ کرائے"

ابن سعد نے طاؤس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انگشتری بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا "کوئی شخص میری انگشتری کے نقش کو اپنی انگشتری میں نقش نہ کرائے"

بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ "مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔ اور اپنی انگشتریوں میں عربی نقش نہ کراؤ۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ عربی سے مراد "محمد رسول اللہ" ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگشتری کی مانند "محمد رسول اللہ" کندہ نہ کراؤ۔

نمازِ خوف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے خوف کی نماز ہے۔ ایک جماعت کے مذہب میں ہے جن میں امام یوسف (93ھ-182ھ) تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (80ھ-150ھ) ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سورۃ النساء آیت 102

Marfat.com

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو''

اس لئے اس جماعت نے قید لگائی ہے کہ مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تشریف فرما ہونا ضرور ہے۔ اس کو مقید کرنے میں حکمت اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھنا ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ کوئی شئی اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ اور اس فضیلت کی وجہ سے نظم صلوٰۃ میں تفسیر اس حد تک ہے کہ آپ علیہ السلام سے انفرادیت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ علیہ السلام کے سوا دیگر ائمہ اس مقام میں نہیں ہیں۔ لہٰذا جماعت میں دوسرے امام کا بدلنا ضروری ہے۔

رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہر کبیرہ وصغیرہ گناہ سے معصوم ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام ہر کبیرہ وصغیرہ گناہ سے خواہ قصداً ہو یا سہواً معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الفتح آیت 2

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ
مَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾

ترجمہ:۔ ''تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے''

اس کی تفسیر میں امام سبکی نے فرمایا امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تبلیغ سے متعلق تمام امور میں معصوم ہیں۔ اور تبلیغ کے سوا گناہ کبیرہ اور ایسے صغائر رذیلہ جو ان کے مرتبہ کو گرانے کے موجب ہوں صغائر پر مداومت سے معصوم ہیں۔ ان چار امور پر سب کا اجماع ہے۔

امام سبکی نے فرمایا میں نے آیۂ کریمہ کے ماقبل اور مابعد کے ساتھ غور کیا ہے۔ اور میں نے اس میں پایا ہے کہ سوائے ایک وجہ کے اس میں اور کوئی احتمال ہی نہیں ہے۔ اور وہ وجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عظمت و بزرگی ہے۔ بغیر اس بات کے اس جگہ گناہ کا تصور کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس آیت میں تمام اقسام کی نعمتوں کو گھیر لیا جائے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آخرت میں اپنے بندوں پر ہوں گی۔ اور تمام اُخروی نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک سلبی جو کہ گناہوں کی مغفرت ہے اور دوسرے ثبوتی ہیں جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے۔ سورۃ یوسف آیت 6

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔''

اور تمام دنیوی نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک دینی نعمتیں اس طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں یہ اشارہ کیا ہے کہ سورۃ الفتح آیت 2 ''وَیَهْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا'' اور دوسری دنیاوی نعمتیں۔ وہ اس فرمان میں ہے کہ سورۃ الفتح آیت 3 ''وَیَنْصُرَکَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا'' ترجمہ:۔ ''اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔'' اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ عالی کی تعظیم ان تمام انواع واقسام کی نعمتوں کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف انعام فرمایا اور جدا جدا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا ایک جگہ منظّم فرما دیا ہے اسی بناء پر اس امر کو اس فتح مبین کی غایت قرار دیا ہے۔ امام سبکی نے فرمایا اس حکمت کی طرف ابن عطیہ سبقت لے گئے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم ومراد اس حکمت کے سوا اور ہے ہی نہیں کہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وبزرگی مراد ہے اور قطعی ویقینی طور پر گناہ مراد ہے ہی نہیں۔ اس کے بعد ابن عطیہ نے فرمایا کہ بر تقدیر جواز ذنب، کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ہوا ہی نہیں ہے اس کے خلاف کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ آپ علیہ السلام کی شان عالی یہ ہے کہ سورۃ النجم آیت 3، 4

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝

ترجمہ:۔ ''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔''

اب رہا آپ علیہ السلام کا فعل۔ تو صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع اور آپ علیہ السلام کی پیروی ہر اس فعل میں کی جائے جس کو آپ علیہ السلام نے کیا ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ اور چھوٹا ہو یا بڑا۔ صحابہ کرام کا اس میں ذرّہ بھر نہ توقف ہے اور نہ بحث حتیٰ کہ وہ اعمال جو آپ علیہ السلام پوشیدگی اور خلوت میں کرتے صحابہ کرام ان کو معلوم کرنے اور ان پر عمل کرنے کے حریص رہتے تھے خواہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم ہوتا یا علم نہ ہوتا۔ حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابۂ کرام کے جو احوال ہیں ان میں جو کوئی غور وفکر کرے گا وہ اللہ سے شرم کرے گا کہ اس کے خلاف اسکے دل میں کوئی خطرہ آئے۔

حاکم نے صحیح بتا کر بطریق عمرو بن شعیب ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ علیہ السلام مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ جو میں آپ علیہ السلام سے سُنوں اسے لکھ لیا کروں؟ رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں لکھ لیا کرو'' میں نے عرض کیا۔ کیا رضا اور غضب کی ہر بات کو، فرمایا ''ہاں''؟ کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں رضا وغضب میں حق کے سوا کوئی بات کہوں''

ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں حق کے سوا فرماتا ہی نہیں'' بعض صحابہ نے عرض کیا آپ علیہ السلام تو ہم سے ظرافت بھی فرماتے ہیں۔ اس پر رسول

Marfat.com

اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں فرماتا''

رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعل مکروہ سے منزّہ و پاک ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام فعل مکروہ سے پاک ومنزہ ہیں۔ابن سبکی نے جمع الجوامع میں فرمایا کہ عصمت کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا فعل غیر محرم ہے اور نزاہت کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا فعل غیر مکروہ ہے۔اور وہ فعل جو ہمارے حق میں مکروہ ہے اور اسے آپ علیہ السلام نے کیا ہے تو وہ بیان جواز کے لئے کیا ہے۔لہذا وہ فعل تبلیغ رسالت کی وجہ یا تو آپ علیہ السلام کے حق میں واجب ہے یا وہ فضیلت ہے اور اس فعل پر آپ علیہ السلام کو واجب یا فضیلت کا ثواب دیا جائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ان کو عارضۂ جنون لاحق نہیں ہوتا البتہ اغماء یعنی بیہوشی ممکن ہے اس لئے کہ جنون نقص وعیب ہے اور اغماء مرض۔اور شیخ ابو حامد نے فرمایا ان پر طویل زمانے تک بیہوشی بھی جائز نہیں ہے۔اسی کے ساتھ حواشی الروضہ میں ابن الملقن نے جزم کیا ہے اور امام سبکی نے تنبیہہ فرمائی ہے کہ وہ اغماء جو انبیاء علیہم السلام کے لئے جائز مانا گیا ہے اس میں ایسی بے ہوشی نہیں ہے جیسے عام لوگوں کو ہوتی ہے۔وہ صرف ظاہری حواس کے لئے درد والم کا غلبہ ہے۔بس۔نہ کہ دل پر۔سبکی نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان عالی میں وارد ہوا ہے کہ ان کی چشمان مبارک سوتی ہیں اور انکا دل بیدار رہتا ہے۔جب کہ ان کے قلوب کی حفاظت کی گئی ہے۔یہ نکتہ بہت نفیس وعمدہ ہے۔اور مشہور یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو احتلام ممتنع ہے۔جیسا کہ نووی نے الروضہ میں فرمایا ہے۔اس کی دلیل اوّل کتاب میں بیان ہو چکی ہے۔امام سبکی نے فرمایا ان پر نابینائی بھی جائز نہیں رکھی گئی ہے۔اسلئے کہ یہ نقص وعیب ہے اور کبھی کوئی نبی نابینا نہ ہوا اور وہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نابینا ہو گئے تھے تو یہ ثابت نہیں ہے۔اب رہا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کم بصری تو وہ ایک پردہ تھا جو زائل ہو گیا۔

خواب میں رسول اللہ نور مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار گرامی برحق ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام کا خواب وحی ہے اور جو کچھ خواب میں آپ علیہ السلام دیکھیں وہ حق ہے۔طبرانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں

Marfat.com

نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی خواب اور بیداری میں جو دیکھا وہ حق ہے۔'' آیۂ کریمہ سورۃ یوسف آیت 4

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

ترجمہ:۔ ''میں نے خواب میں گیارہ تارے (اپنے لئے سجدہ کرتے) دیکھے''۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ انبیاء کی خواب وحی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ خواب میں آپ علیہ السلام کو دیکھنا حق ہے۔

محدثین کرام نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا بلاشبہ اس نے مجھی کو دیکھا۔کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا''۔قاضی ابو بکر نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ علیہ السلام کا دیکھنا صحیح ہے اور وہ خواب پریشان خواب نہیں ہے۔اور علمائے متاخرین نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے حقیقتاً آپ علیہ السلام ہی کو دیکھا۔اور بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں کہ خواب میں آپ کو دیکھنا صحیح ہے اور شیطان کو اس سے روک دیا گیا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کی صورت میں متصور ہوسکے تاکہ وہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان پر کذب نہ کہے۔جس طرح کہ بیداری میں اس کو روک دیا گیا ہے کہ آپ علیہ السلام کے اکرام کی خاطر وہ آپ علیہ السلام کی صورت کو اختیار نہ کرسکے۔نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ اگر کسی شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا کہ آپ علیہ السلام کسی ایسے فعل کا حکم دے رہے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے مستحب ہے یا آپ علیہ السلام کسی ممنوع عمل سے منع فرمارہے ہیں۔یا کسی ایسے فعل کی طرف اسے ہدایت فرمارہے ہیں جو اصلاح کرنے والا ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اسکے لئے مستحب یہ ہے کہ جس بات کا آپ علیہ السلام نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے۔

درود وسلام کی فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مختص ہے

رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ درود وسلام کی فضیلت آپ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔سورۃ الاحزاب آیت 56۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔''

مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

Marfat.com

فرمایا ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت فرمائے گا''

امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے ساتھ ستّر (70) درودیں بھیجیں گے تو بندے کو چاہیئے کہ اتنا ہی کہے یا زیادہ سے زیادہ کہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابوطلحہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کیا اس سے خوش ہیں کہ آپ کی امت کا جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا۔ اور جو ایک مرتبہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا''

طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا''

بزار و ابویعلی نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اسکے لئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا''

قاضی اسماعیل نے عبدالرحمٰن بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ''جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اس سے دس بدیاں مٹائے گا۔ اور اس کے دس درجے بلند کرے گا''

الاصبہانی نے الترغیب میں سعد بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''جس نے مجھ پر صدق دلی کے ساتھ ایک مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ اور اسکے بدلے دس نیکیاں لکھے گا''

امام احمد و ابن ماجہ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا ''جس نے مجھ پر درود پڑھا تو فرشتے اس پر برابر صلوٰۃ بھیجتے رہیں گے جب تک وہ درود پڑھتا رہے۔ تو بندے کو اختیار ہے چاہے اس سے کم کرے یا زیادہ کرے''

ترمذی و ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''روزِ قیامت تمام لوگوں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ نزدیک ہوگا جو مجھ پر درود پڑھنے میں ان سے زیادہ ہوگا''

امام احمد و ترمذی نے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''

Marfat.com

ابن ماجہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا اس نے جنّت کے راستے میں خطا کی''

ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جس مجلس کے لوگ ایسے بیٹھے ہوں جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا جائے تو وہ لوگ مخمصہ کی حالت میں ہیں۔ اگر خدا چاہے تو ان پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو انہیں بخش دے''

ترمذی وحاکم نے ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں آپ علیہ السلام پر بکثرت درود بھیجتا ہوں تو میں اپنا درود آپ علیہ السلام کیلئے کس تعداد میں رکھوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جتنا تم چاہو۔ اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے''۔ میں نے عرض کیا آدھا؛ فرمایا ''جتنا چاہو اور اگر اسے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے'' میں نے عرض کیا دو تہائی۔ فرمایا ''جتنا چاہو۔ اگر اس سے زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے وہ اچھا ہے'' میں نے عرض کیا میں اپنے سارے وقت آپ علیہ السلام پر درود پڑھوں گا۔ فرمایا ''اس وقت تمہاری ہمت تمہیں کفایت کرے گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا''

قاضی اسماعیل نے فضل الصلوٰۃ میں یعقوب بن زیدہ بن طلحہ تیمی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا آیا اور اس نے کہا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو آپ علیہ السلام پر درود بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایک کے بدلے دس رحمتیں نازل کرتا ہے'' ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں اپنی دعا کا آدھا وقت آپ علیہ السلام لئے خاص کرتا ہوں فرمایا ''اگر تو چاہے تو بڑھا لے''۔ اس نے کہا میں دو تہائی وقت آپ علیہ السلام کیلئے قرار دیتا ہوں فرمایا ''اگر اور بڑھا لے تو اچھا ہے''۔ اس نے کہا اپنی دعا کا سارا وقت آپ کے لئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا ''اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے غم میں کفایت کرے گا''

بیہقی نے الشعب میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپ علیہ السلام کا ذکر ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود نہ بھیجے''

قاضی اسماعیل نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''بخیل ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ لوگ میرا ذکر کریں اور مجھ پر درود نہ بھیجیں''۔ نیز انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے بلاشبہ اس نے جنّت کی راہ میں خطا کی''

Marfat.com

قاضی اسماعیل واصبہانی نے الترغیب میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے تزکیہ ہے''

اصبہانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے کفارہ ہے''

اصبہانی نے خالد بن طہمن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی''

قاضی اسماعیل اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کوئی قوم نہیں ہے جو بیٹھیں پھر وہ اُٹھ جائیں اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود نہ پڑھیں۔ مگر یہ کہ ان پر روزِ قیامت حسرت وافسوس ہوگا۔ جب کہ وہ جنّت میں داخل ہوں گے تو وہ ثواب کو نہ دیکھیں گے''

اصبہانی نے الترغیب میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''روز قیامت اسکے احوال اور اس کے مواطن سے تم میں وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے میرے حق میں کافی تھے لیکن اس نے مسلمانوں کو اس کے ساتھ خاص کیا تاکہ ان کو اس پر ثواب دیا جائے''

اصبہانی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجنا غلام کو آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے محبت کرنا جان کی بازی لگا دینے سے افضل ہے یا یہ فرمایا کہ فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے افضل ہے''

بزار واصبہانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ مجھ کو شترسوار کے پیالہ کی مانند نہ بناؤ، کیونکہ شترسوار اپنے پیالہ میں پانی بھر کر رکھ لیتا ہے جب اسے پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو پی لیتا ہے یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وضو کر لیتا ہے ورنہ اسے بہا دیتا ہے۔ لیکن تم لوگ مجھے اول دعاء، درمیان دعاء اور آخر دعا میں رکھو''

اصبہانی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کوئی دعا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے یہاں تک کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آلِ محمد پر درود بھیجتا ہے تو اس وقت وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہوجاتی ہے۔ اور اگر اس نے درود نہ پڑھا تو وہ دعا لوٹ آتی ہے''

ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ ''دعا آسمان وزمین

کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس کا کوئی کلمہ اوپر نہیں جاتا جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ پڑھو"
قاضی اسماعیل نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا "ہر وہ دعا جس کے اوّل میں درود نہ پڑھا جائے وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے"
طبرانی نے بسند جید ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جس نے صبح کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اور شام کو دس مرتبہ پڑھا تو اسے روز قیامت میری شفاعت میسّر آئے گی"
بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو تو جس نے اس پر عمل کیا میں اسکے لئے روز قیامت گواہ اور شفیع ہوں گا"
طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "حدیث الرویا" میں روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میں نے اپنی امت کا ایک شخص دیکھا کہ وہ صراط پر اس طرح کانپ رہا تھا۔ جس طرح کھجور کی شاخ کانپتی ہے تو اس کے پاس وہ درود آیا جو اسنے مجھ پر بھیجا تھا اور اس کا کانپنا ختم کردیا"
دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ "جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے گا وہ عرش کے زیر سایہ ہوگا"
بیہقی نے بسند حسن ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "جمعہ کے دن و رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے حضور پیش کیا جائے گا اور درود گذار منزلت میں مجھ سے بہت نزدیک ہوگا"
ابوعبداللہ نمیری نے فضل الصلوٰۃ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ کی جانب سے عرش کی فراخی میں ایک جگہ آدم علیہ السلام کے لئے ہوگی۔ اور وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ گویا کہ وہ کھجور کے سبز درخت کی مانند طویل نظر آئیں گے۔ اور وہ اپنی ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے۔ جو جنّت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے۔ جو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ تو آدم علیہ السلام جب یہ منظر دیکھتے ہوں گے کہ اچانک وہ دیکھیں گے کہ ایک امت محمدیہ کو جہنم کی طرف لے جایا رہا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام آواز دیں گے اے احمد! اے احمد! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمائیں گے "لبیک یا ابو البشر"۔ وہ کہیں گے وہ مرد آپ علیہ السلام کی امت کا ہے اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو "میں اپنی کمر باندھ کر تیزی کے ساتھ فرشتوں کے پیچھے جاؤں گا اور فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ۔ وہ فرشتے کہیں گے ہم وہ درشت خو اور سختی کرنے والے ہیں کہ ہم اللہ کی نافرمانی اس میں نہیں کرتے جو وہ ہمیں حکم فرمائے اور ہم وہی کرتے ہیں

Marfat.com

جس کا ہمیں حکم ہوتا ہے"۔ تو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرشتوں سے مایوس ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک پر اپنا بایاں ہاتھ رکھیں گے اور اپنا چہرہ انور عرش کے روبرو۔ فرمائیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے "اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو میری امت کے حق میں مجھے رسوا نہ کرے گا"۔ تو عرش کے پاس سے ندا آئے گی "اے فرشتو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت کرو اور اس بندے کو مقام کی طرف واپس لے آؤ"۔ پھر میں اپنی آغوش سے سفید چمکتا ہوا کاغذ کا پُرزہ نکالوں گا جو انگلی کے پوروے کی برابر ہوگا اور اسے میں ترازو کے پلڑے میں رکھوں گا۔ اور میں کہوں گا "بسم اللہ" "تو نیکیاں، بدیوں پر وزنی ہو جائینگی۔ اس وقت یہ ندا ہو گی "سعد و سعد جده و ثقلت موازينه" "یہ سعید ہو گیا اسکی سعی سعید ہو گئی اور اس کا وزن بھاری ہو گیا"۔

"اس وقت میں فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ تا کہ میں اس بندے سے جو اس کے رب کے نزدیک عزّت والا ہے استفسار کرلوں"۔ اس پر وہ بندہ اکرم الانبیاء سے عرض کرے گا۔ میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر فدا ہوں۔ آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خلق کتنا اچھا ہے۔ آپ کون ہیں کہ آپ نے میرے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کیا اور میرے آنسوؤں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رحم فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمائیں گے "میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہوں۔ اور یہ تیرا وہ درود ہے جو تو مجھ پر پڑھتا تھا۔ اس نے تیری اس ضرورت کو پورا کر دیا جس کا تو حاجت مند تھا"

الاصبہانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ "جب تم میں سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو تو اسے چاہئیے۔ وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ رَسُوْلُهٗ" کی شہادت دے پھر وہ مجھ پر درود بھیجے۔ جس وقت اس نے یہ کہا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیے جائیں گے"

الاصبہانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص کتاب میں مجھ پر درود پڑھے گا اور جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے"۔ نیز انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ درود اس کے لئے ہمیشہ جاری رہے گا۔

الاصبہانی نے کعب احبار سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے ابو علی الحسن بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں پر سونے کے رنگ سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا اے میرے فرزند! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث کی کتابت کے وقت "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم" لکھا کرتا تھا۔ میرے اس لکھنے کے سبب مکتوب ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا منصب شریف آپ علیہ السلام کے لئے دعا میں رحمت کی دعا مانگنے سے بزرگ تر ہے۔ عبدالبر نے فرمایا کہ کسی کے لئے جائز

نہیں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ذکر مبارک ہوتو وہ ''رحمہ اللہ'' کہے۔اس لئے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ''من صلی علی'' (جس نے مجھ پر درود پڑھا) فرمایا ہے اور ''من ترحم علیی'' (جس نے مجھ پر رحمت کی دعا کی) نہیں فرمایا اور نہ آپ علیہ السلام نے ''من دعا لی'' (جس نے میرے لئے دعا مانگی) فرمایا ہے۔اگر چہ درود و صلوٰۃ کے معنی رحمت ہیں۔لیکن اس لفظ صلوٰۃ کو آپ علیہ السلام کی تعظیم کے لئے خاص کیا گیا ہے۔لہٰذا اس لفظ کے سوا کسی اور لفظ کی طرف عدول نہ کیا جائے گا اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی کررہا ہے کہ سورۃ النور آیت 63

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

ترجمہ:۔ ''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام لفظ صلوٰۃ کے ساتھ جس پر چاہیں صلوٰۃ فرمائیں۔آپ علیہ السلام کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرے بجز نبی یا فرشتہ کے اُوپر۔

محدثین کرام نے عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں جب کوئی قوم اپنے صدقات لاتی تو آپ علیہ السلام ''اللّٰھم صلی علیھم'' کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔چنانچہ جب میرے والد اپنا صدقہ لائے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اللّٰھم صلی علی آل اوفیٰ''

ابن سعد اور قاضی اسمٰعیل اور بیہقی نے سنن میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے یہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھ پر اور میرے شوہر پر صلوٰۃ فرمائیے۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''صلی اللہ علیک و علی زوجک''

قاضی اسمٰعیل اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا صلوۃ کہنا درست نہیں ہے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صلوٰۃ بھیجی جائے۔لیکن مسلمان مرد و عورت کے لئے استغفار کی دعا کی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ''احکام میں سے جس کیلئے جو حکم چاہیں خاص فرمائیں''

ابوداؤد و نسائی نے بطریق عمارہ بن خزیمہ انصاری ان کے چچا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اسے اپنے پیچھے آنے کے لئے فرمایا تاکہ قیمت ادا کر دی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تیز رفتاری سے چلے اور وہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔لوگ اعرابی کے پاس سامنے سے گزرنے لگے۔اور اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے خرید لیا ہے۔یہاں تک کہ کسی نے گھوڑے کی قیمت اس اعرابی سے اس قیمت سے زیادہ لگائی جس پر اس نے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ جب اس کی قیمت زیادہ لگی تو اس اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آواز دی اور اس نے کہا اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو اسے خرید لیں ورنہ میں اسے فروخت یہیں کئے دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب اس اعرابی کی آواز سُنی تو کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ وہ اعرابی آپ علیہ السلام کے پاس آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا ''کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا ہے؟'' اعرابی نے کہا خدا کی قسم نہیں۔ میں نے آپ (علیہ السلام) کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''بیشک میں نے اس کو تجھ سے خرید لیا ہے'' یہ سن کر لوگ جمع ہونے لگے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اعرابی کے گرد اکٹھے ہوگئے۔ اور دونوں اصرار کرنے لگے اور وہ اعرابی کہنے لگا آپ علیہ السلام گواہ لائیے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور مسلمانوں میں سے جو آتا وہ اس اعرابی سے کہتا تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہیں فرماتے مگر حق۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مراجعت فرمانا سنا اور اعرابی کا یہ اصرار سُنا کہ کوئی گواہ لائیے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ (علیہ السلام) کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ تو حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑے کو فروخت کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو آئے اور فرمایا ''تم کس بنا پر گواہی دیتے ہو''۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ کی تصدیق کی بنا پر۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک شہادت کو دو شخصوں کی شہادتوں کے برابر اور دو کے قائم مقام مقرر فرما دی۔

ابن ابی اسامہ نے مسند میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ قبیلہ خزرج المتوفی 65ھ حمص کے نواح میں بیران کا مقام۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 124 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے فروخت کئے جانے سے انکار کیا تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے کہا اے اعرابی! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خزیمہ ہم نے تو تم کو گواہ نہیں بنایا تم کیسے گواہی دیتے ہو''۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آپ علیہ السلام کی تصدیق آسمانی خبروں پر کرتا ہوں تو میں تصدیق اس اعرابی پر کیوں نہ کروں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کی برابر قرار دے دیا۔ اسلام میں کسی مرد کے لئے یہ جائز نہ ہوا کہ اس کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت قرار دی گئی ہو بجز خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خزیمہ بن ثابت بن فاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن عیان بن عامر بن خطمہ عبد اللہ بن جشم بن مالک بن اوس۔ ذوالشہادتین لقب۔ 37ھ جنگ صفین میں شہادت پائی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 38 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "خزیمہ جس کے حق میں گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی صرف ایک گواہی درست اور کافی ہے"

محدثین کرام نے براء بن عازب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس المتوفی 72ھ کوفہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 305 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا "جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے گا اور ہماری طرح قربانی دے گا تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔ اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ بکری کا گوشت ہے" یہ سن کر ابو بردہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر لی ہے اور میں جانتا ہوں آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے عجلت کیا اور خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ بکری کا گوشت ہے"۔ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے پاس دو ماہہ اونٹ کا بچہ ہے اور وہ دو بکریوں کے گوشت سے اچھا ہے تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کرے گا۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں تمہارے لئے کفایت کرے گا۔ اور تمہارے بعد کسی کیلئے دو ماہہ بچہ کافی نہ ہوگا"

آیۂ کریمہ سورۃ الممتحنہ آیت 12

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ
عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا
يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ
أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾

ترجمہ:۔ "اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ابن سعد نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابو طالب۔ دوسرا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور تیسرا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تم تین دن تک سوگ کے کپڑے پہنو اس کے بعد تم جو چاہے کرو"

Marfat.com

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے حلال ہونے سے پہلے اپنے صدقے کی عجلت کے واسطے دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس بارے میں ان کو رخصت عطا فرمائی۔

ابن سعد نے منذر ثوری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تیز کلامی ہوئی اور حضرت طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان سے کہا اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسی جرأت آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر کی ہے مجھ میں وہ جرأت نہیں ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی کنیت کو ایک میں جمع کر دیا ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے بعد اپنی امت کے کسی فرد میں ان دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کی ایک جماعت کو بلایا اور ان قریشیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''عنقریب میرے بعد تم میں سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ میں نے اپنا نام اور اپنی کنیّت اس بچہ کو عطا کر دی ہے اس کے بعد میری امت میں سے کسی کے لئے حلال نہ ہوگا''

ابن سعد نے بطریق منذر ثوری روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے انہوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے رخصت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر آپ علیہ السلام کے بعد میرا کوئی فرزند پیدا ہوا تو میں اس کا نام آپ علیہ السلام کے نام پر اور اس کی کنیت آپ علیہ السلام کی کنیت پر رکھوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ٹھیک ہے''

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام جس کے درمیان چاہتے مواخات فرماتے اور ان کے درمیان وراثت قائم کرتے اور یہ بات آپ علیہ السلام کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ وراثت دلا سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ سورۃ النساء آیت 33

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

ترجمہ:۔ ''اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا انہیں ان کا حصّہ دو''

ابن جریر نے علی بن زید سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مواخات کی گرہ لگائی تھی۔ انہوں نے کہا یہ بات آج مفقود ہے۔ یہ جماعت ان خاص لوگوں کی تھی جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مواخات قائم کی تھی اور وہ بات منقطع ہوگئی۔ اور یہ امر کسی کیلئے جائز نہ ہوگا صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ہی اختیار تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات فرمائی تھی اور آج کسی کے درمیان مواخات نہیں ہے۔

Marfat.com

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محراب نمازی کے لئے محراب کعبہ کی طرح ہے

آئمہ نے کہا ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں نماز پڑھے تو اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محراب کعبہ کی مانند ہے۔ اس سے عدول وانحراف کسی حال میں اجتہاد کے ذریعہ جائز نہیں ہے۔ اور یہی حکم ان تمام مقامات کا ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھی ہے۔ اور اس باب میں تیامن و تیاسر یعنی دائیں اور بائیں میں اجتہاد جائز نہیں ہے۔ بخلاف تمام شہروں کے۔ کہ ان میں تیامن و تیاسر میں اجتہاد جائز ہوگا۔ یہ قول اصح وجوہ پر ہے۔

رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نسبت سے آپ علیہ السلام کی اولاد، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اہلِ بیت کا شرف

وہ شرافت و بزرگی جس کے ساتھ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وجہ سے آپ علیہ السلام کی اولاد، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن آپ علیہ السلام کی اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، آپ علیہ السلام کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور آپ علیہ السلام کے قبیلہ کو مشرف فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ الاحزاب آیت 33۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾

ترجمہ:۔ ”اور اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمائے۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔“

اور فرمایا سورۃ الاحزاب آیت 31۔

وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾

ترجمہ:۔ ”اور جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور اس کے رسول کا اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا اجر دیں گے۔ اور ہم نے اُس کے لئے عزّت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔“

Marfat.com

حاکم نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے گھر میں سورۃ احزاب آیت 33

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ

نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی فاطمہ اوران کے دونوں فرزندوں کو بلوا کر فرمایا کہ ''یہ لوگ میرے اہل بیت (نسب) ہیں''

حاکم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی انہوں نے کہا کہ ''آسمان کے ایک فرشتے نے خالق عالم اللہ رب العالمین سے اجازت چاہی کہ وہ مجھے آکر سلام کرے تو اس نے آکر مجھے بشارت دی کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا ''سیدۃ نساء اہل جنّت'' ہیں''

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو حجابات کے اس طرف سے منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر اپنی نگاہوں کو نیچے کرلو تا کہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) گزر جائیں۔ اور وہ اس حال میں گزریں گی کہ ان کے جسم پر دو سبز چادریں ہوں گی''

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کرنے سے غضب فرماتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے''

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مسور ابن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:۔

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ فَاطِمَۃُ بُضْعَۃ'' مِنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ''

ترجمہ:۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضب ناک کیا''۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''فاطمہ سیدۃ نساء اہل جنّت ہیں بجز مریم بنت عمران کے''

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے مرض میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ''کیا تم خوش نہیں کہ تم سیدۃ نساء عالم اور سیدۃ نساء مومنین اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو''

ابن سعد نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا ''ان کے لئے دودھ پلانے والی ہے جو جنت میں ان کا دودھ پورا کرے گی۔ اور ابراہیم صدیق ہیں''

Marfat.com

ابن سعد نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ابراہیم کے لئے جنّت میں دودھ پلانے والی ہے جو ان کی بقیہ رضاعت کو تمام کریگی اور فرمایا کہ ابراہیم صدیق وشہید ہیں"

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور فرمایا "ان کے لئے جنّت میں مرضعہ (بچّے کو دودھ پلانے والی) ہے۔ اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو یقیناً وہ صدیق و نبی ہوتے اور ان کے ماموں قبطی لوگ آزاد ہو جاتے اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا"

حاکم نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "حسن و حسین جنّتی جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ کے بیٹوں کے"۔ حاکم نے اس کی مثل ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حاکم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ حسن و حسین جنّتی جوانوں کے سردار ہیں"

حارث بن ابی اسامہ نے محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کشتی لڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے حسن جلدی کرو" حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ حسن کی مدد فرماتے ہیں۔ گویا وہ آپ کو حسین سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جبریل علیہ السلام حسین کی مدد کر رہے ہیں اور میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں حسن کی مدد کروں"۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بازوؤں میں دو تعویذ تھے۔ ان میں جبریل علیہ السلام کے بازوؤں کے پروں میں سے چھوٹے پَر تھے۔

امام احمد و حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جنّتی عورتوں میں افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں"

حاکم نے صحیح بتا کر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تم کو جہان کی عورتوں سے چار عورتیں کافی ہیں مریم، آسیہ (فرعون کی بیوی) خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن"۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے عبد المطلب کی اولاد! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تم میں جو قائل ہے وہ ثابت قدم رہے۔ اور جو

Marfat.com

گمراہ ہے اسے ہدایت دے اور جو جاہل ہے اسے علم دے اور یہ دعا کی کہ تم کو سخی، بہادر، رحم دل بنائے۔ اگر کسی شخص نے رکن اور مقام کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھی اور روزے رکھے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بغض وعداوت رکھے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا''۔

ابو یعلی و بزار اور حاکم نے ابوذر (غفاری مسیح الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو بن ملیل بن صعیر بن حزام بن غفار بن ملیل بن حمزہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ مدرکہ غفاری۔ المتوفی مقام ربذہ 31ھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 281 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا'' آگاہ رہو بلاشبہ میرے اہلِ بیت کی مثال تم میں سفینۂ نوح کی مانند ہے۔ تو جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا غرق ہو گیا''۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر اور حاکم نے صحیح بتا کر زید بن ارقم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ المتوفی کوفہ 68ھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 90 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا''میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری اہل بیت''۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' زمین والوں کے لئے ستارے غرق سے آسان ہیں اور میرے اہل بیت، میری امت کے سے اختلاف سے امان ہے۔ اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا تو وہ مختلف ہو جائے گا۔ اور وہ شیطانی گروہ بن جائے گا''۔ اور ابو یعلی و ابن شیبہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔

حاکم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے رب نے میری اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے جو ان میں سے توحید اور میری تبلیغ کے ساتھ ثابت قدم رہے گا اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا''۔

حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''حضرت حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سیّد الشہداء ہیں''۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''ہر شخص اپنے بھائی کیلئے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے مگر بنی ہاشم کسی کے لئے نہیں کھڑے ہوں گے''۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو مگر امام حسن یا امام حسین یا ان دونوں کی اولاد کے لئے''۔

ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

فرمایا کہ ''میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی کوہِ احد کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو ان کے کسی ایک کی فضیلت کو نہ پائے گا اور نہ ان کے آدھے فضیلت کو''۔

طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے اور بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں میں خرچ کرے تا کہ میرے صحابی کے کسی شخص کے دن کی ایک گھڑی کی فضیلت کو حاصل کر سکے تو وہ کبھی اسے حاصل نہ کر سکے گا''۔

ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس سے لوگ رستہ کی راہنمائی حاصل کرتے ہیں جب ستارے غائب ہوتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں''

عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ جس سے لوگ رستہ کی راہنمائی حاصل کرتے ہیں تو جس کسی صحابی کے قول کے ساتھ تم لوگ عمل کرو گے تم ہدایت پا جاؤ گے''۔

ابو یعلی و بزار رحمہما اللہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کیونکہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا''

ابن منیع اور طبرانی نے اوسط میں بروایت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے بعد میرے صحابہ سے ضرور لغزش ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال کے سبب جو میرے ساتھ کئے ہیں بخش دے گا۔ اور میرے بعد کے لوگ اس لغزش پر عمل کرینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں مُنہ کے بل اوندھا ڈالے گا''۔

ابنِ منیع نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے صحابہ کو کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے ان کے حق میں میری حفاظت کی تو اس کے ساتھ اللہ کی جانب سے ایک محافظ ہوگا اور جس نے ان کے حق میں میری حفاظت نہ کی اللہ تعالیٰ اس سے جدا ہو جائے گا۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ جدا ہو جائے قریب ہے کہ وہ اسے گرفت میں لے لے''۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کوئی نبی نہیں مگر میری امت میں اس کا نظیر ہے تو حضرت ابو بکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عثمان، حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری نظیر ہیں اور جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھے تو اسے چاہئیے کہ وہ

ابوذر کو دیکھے''۔

ابن عساکر نے بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے صحابہ میں سے جو کوئی جس شہر میں فوت ہوگا تو وہ اس شہر کے مسلمانوں کا قائد اور ان کا امام اور روزِ قیامت ان کا نور ہوگا''۔

نیز انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مرفوعاً روایت کی کہ ''میرا کوئی ایک صحابی جس شہر میں فوت ہوگا وہ ان کے لئے نور ہوگا اور اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس صحابی کو اس شان سے اٹھائے گا کہ وہ اس شہر والوں کا سردار ہوگا''

الحسن بن سفیان نے بطریق ابوالزاہریہ، جلیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''قریش کو وہ چیز عطا کی گئی ہے جو لوگوں میں سے کسی کو عطا نہ ہوئی''

وَاقعات جو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مَرَضِ شَرِیف میں رُونما ہوئے

ابن سعد وابویعلی وطبرانی وبیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میرے سر کو باندھ دو تاکہ میں مسجد میں جاؤں'' تو میں نے آپ علیہ السلام کے سرِ مبارک پر پٹّی باندھی اس کے بعد آپ علیہ السلام مسجد کی طرف تشریف لے چلے اس طرح کہ آپ علیہ السلام کے دونوں قدم مبارک زمین پر نشان چھوڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے منبر پر جلوس فرمایا اس کے بعد فرمایا۔ ''امابعد یعنی بعد حمد وثنا اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ تمہارے درمیان سے میرے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے تو جس کسی شخص کی کمر پر میں نے کوڑا مارا ہے تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ اور جس کسی سے میں نے مال لیا ہے تو یہ میرا مال موجود ہے اسے چاہیئے کہ اس میں سے لے لے اور جس کسی کو میں نے آبرو کی گالی دی ہے تو یہ میری آبرو موجود ہے اسے چاہیئے کہ بدلہ لے لے۔ اور کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جانب سے کوئی اندیشہ ہے۔ کیونکہ کینہ ودشمنی نہ تو میری شان سے ہے اور نہ میرے اخلاق سے''۔ اس کے بعد فرمایا ''سنو! جو اپنے آپ میں کچھ محسوس کرتا ہے تو وہ کھڑا ہو جائے تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں'' اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں یقیناً منافق ہوں اور میں یقیناً بخیل ہوں اور میں یقیناً بُزدل ہوں اور میں یقیناً بہت سونے والا ہوں اور میں یقیناً جھوٹ بولنے والا ہوں اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ دعا فرمائی کہ ''اے خدا اسے ایمان وصدق نصیب فرما اور اس سے نیند کی کثرت اور اسکے دل کا بخل دُور کر دے اور اس کی بزدلی کو شجاعت سے بدل دے''۔ حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ''اس کے بعد میں نے اس شخص کو کئی معرکوں میں دیکھا ہے اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے زیادہ دل کا سخی نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ بے خوف

Marfat.com

تھا۔ اور نہ نیند میں اس سے برتر تھا۔ پھر ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی انگلی سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرے میں جا کر انتظار کرو یہاں تک کہ میں وہاں پہنچوں۔'' اس کے بعد رسول اللہ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس عورت کے پاس تشریف لائے اور ایک ٹہنی اس کے سر پر رکھی اور اسکے لئے دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو دعا فرمائی ہے میں اس دعا کے اثر کو پہچانتی ہوں وہ عورت مجھ سے کہا کرتی کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی نماز اچھی طرح پڑھو۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ ''اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تکلیف سے بڑھ کر تکلیف ہو''۔

محدثین کرام نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔ مرویات کی تعداد 848 ہے) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ علیہ السلام کے جسم اقدس کو چھو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ کو بخار تو بہت شدید ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ٹھیک ہے مجھے اتنا بخار ہے جتنا کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتا ہے''۔ میں نے عرض کیا پھر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے اجر بھی دُونا ہوگا؟ فرمایا ''ہاں''۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ علیہ السلام پر بخار کی اتنی شدید حرارت ہے کہ ہم میں سے کسی کو یارا نہ تھا کہ بخار کی گرمی کی بنا پر آپ علیہ السلام کے جسم اقدس پر زیادہ دیر ہاتھ رکھ سکیں۔ یہ حال دیکھ کر ہم ''سبحان اللہ'' کہنے لگے۔ اس پر رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''انبیاء علیہم السلام سے بلاء میں اشد کوئی شخص نہیں ہوتا۔ جس قسم کی بلا میں شدّت ہم انبیاء پر ہوئی اتنا ہی ہمارے لئے اجر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی یہ شان تھی کہ اگر چیچڑی چپٹ جاتی تو وہ نہ چھوٹتی یہاں تک کہ وہ ان کو قتل کر دیتی۔ اور کسی نبی کی یہ حالت تھی کہ وہ برہنہ رہتے اور اتنا کپڑا موجود نہ ہوتا کہ وہ ستر کر سکتے۔ بجز عبا کے جس کو وہ پہنتے تھے''۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو بخار تھا میں نے اپنا ہاتھ آپ علیہ السلام کی چادر شریف کے اوپر رکھا تو بخار کی گرمی چادر کے اوپر سے میں نے پائی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اسے آپ علیہ السلام سے شدید تر بخار ہو۔ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ہمارے لئے اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہے''۔

محدثین کرام نے ابوموسیٰ (اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر بن ادد بن زید بن یشجب۔ قبیلہ اشعر۔ یمن المتوفی 44ھ مکہ مکرمہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 360 احادیث روایت کی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم علیل ہوئے اور آپ علیہ السلام پر مرض نے شدّت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ علیہ السلام کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اتنی استطاعت نہ رہے گی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر وہی عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پھر فرمایا کہ ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم تو یوسف کی صواحب ہو''۔ بالآخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قاصد آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات طیبّہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نماز پڑھانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے تبدیلی حکم کے بارے میں بار بار عرض کیا اس بار بار کے عرض کرنے پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ میرے دل میں یہ واقع نہیں ہوا کہ آپ علیہ السلام کے بعد لوگ اس شخص کو ہمیشہ محبوب رکھیں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مصلے پر کھڑا ہوگا اور نہ میں یہ گمان رکھتی تھی کہ جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مصلّے پر کھڑا ہوگا لوگ اِسے بُرا کہیں گے اور میں نے یوں ہی چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس حکم کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی اور کی طرف پھیر دیں۔

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی علالت کے زمانے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے شدت میں کمی پائی تو آپ علیہ السلام باہر تشریف لے گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے انہیں پتہ نہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لا رہے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دست مبارک ان کے شانوں پر رکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے ہٹے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ''کبھی کوئی نبی اس وقت تک قبض نہیں کیا گیا جب تک کہ اسکی امامت اس کی امت کے کسی شخص نے نہ کی''۔

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ علیہ السلام نے وصال فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر

Marfat.com

نماز پڑھی۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ قبیلہ نجار سے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اُم سلیم سہلہ بنت لحان رشتہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خالہ ہوتی تھیں۔ پیدائش مدینہ منورہ 10 سال قبل از ہجرت فوتید گی 93ھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 2286 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ وہ آخری نماز جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جماعت کے ساتھ ایک چادر میں لپٹ کر پڑھی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔ بیہقی نے فرمایا یہ نماز دوشنبہ کی فجر تھی اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ علیہ السلام نے وصال فرمایا۔

طبرانی نے شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس حاضر تھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نزع کے عالم میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے شداد کیا حال ہے؟'' انہوں نے نے کہا مجھ پر دنیا تنگ ہوگئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تمہیں کوئی اندیشہ نہیں۔ آگاہ رہو عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا۔ اور تم اور تمہارے بعد تمہاری اولاد انشاء اللہ تعالیٰ ان میں امام ہوگی''۔

ابن سعد نے عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر مرض کی جس دن ابتدا ہوئی وہ بدھ کا دن (چہار شنبہ) تھا۔ اور اس مرض کی طوالت آپ علیہ السلام کے وصال تک تیرہ (13) دن رہی۔

معجزات اور خصائص جو وصال شریف کے وقت رُونما ہوئے

محدثین کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ ''کوئی نبی اس وقت تک قبض نہ کیا گیا جب تک کہ جنت میں اس نبی کے مقام کو اسے نہ دکھا دیا گیا۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا کہ وہ اور چاہے تو رہے''۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر مرض کا نزول ہوا تو آپ علیہ السلام کا سر مبارک میری ران پر تھا اور آپ علیہ السلام پر غشی طاری تھی جب افاقہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے اپنی نگاہ مبارک حجرے کی چھت کی طرف جمائی اور فرمایا '' اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى ''۔ اس وقت میں نے پہچان لیا کہ یہ وہی بات ہے جسے آپ علیہ السلام نے ہم سے صحت کی حالت میں فرمایا تھا۔

محدثین کرام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس وقت تک وصال نہ فرمائیں گے جب تک کہ آپ علیہ السلام کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس مرض میں علیل ہوئے جس مرض میں آپ

Marfat.com

علیہ السلام نے وصال فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پست آوازی کا عارضہ لاحق ہوا اس وقت میں نے سنا آپ فرما رہے تھے۔ ''مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا. ''(ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین ہیں یہ لوگ کتنے اچھے رفیق ہیں) تو میں نے گمان کیا کہ آپ علیہ السلام کو اختیار دیا گیا ہے۔

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر غشی طاری ہوئی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سر مبارک میرے آغوش میں تھا اور میں آپ علیہ السلام کے سر مبارک پر اپنا ہاتھ پھیر کر آپ علیہ السلام کے لئے شفا کی دعا کر رہی تھی اس وقت آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں شفا نہیں چاہتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے، الرفیق الاعلیٰ الا سعد مع جبریل و میکائیل و اسرافیل 'کا سوال کرتا ہوں''۔

امام احمد وابن سعد وابو نعیم رحمہما اللہ نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا کرتے تھے ''کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی رُوح قبض کر کے اس کے ثواب کو دکھایا جاتا ہے۔ پھر اس کی روح کو واپس اس کی طرف کر کے اسے اختیار دیا جاتا ہے''۔ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ بات سن کر یاد رکھی۔ جس وقت کہ آپ علیہ السلام میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میں دیکھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی گردن مبارک ایک طرف جھک گئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ علیہ السلام نے قضا کی اور میں نے اس کیفیت کو پہچانا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے سر مبارک اٹھا کر نظر فرمائی۔ اس وقت میں نے دل میں کہا خدا قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''مَعَ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی فِی الْجَنَّۃِ. ''

اور طبرانی نے اوسط میں اس کو اس طرح روایت کیا کہ آپ علیہ السلام میرے پھیپھڑے اور میری گردن کے درمیان قبض کئے گئے اور گمان رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ علیہ السلام کی روح کو واپس کر دے گا۔ وہ کہتی ہیں کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا رہا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حرکت فرمائی اس وقت میں نے دل میں کہا اگر آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اختیار دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہرگز ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تو آپ علیہ السلام عافیت کا سوال ضرور فرماتے

ابن سعد وبیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی روایت کی کہا کہ مجھ سے حکم بن قاسم نے ابو الحویرث سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جب بھی کوئی مرض لاحق ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ سے

عافیت کا سوال ضرور کرتے تھے یہاں تک کہ وہ مرض جس میں آپ علیہ السلام نے وفات پائی لاحق ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے شفا کی بالکل دعا نہ مانگی اور آپ علیہ السلام خود کو فرماتے ''اے نفس! تیرا کیا حال ہے تو ہر پناہ کی جگہ میں پناہ ڈھونڈتا ہے''۔

راوی نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس مرض میں آپ علیہ السلام کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ''آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفا دیدوں اور آپ کی کفایت کروں اور آپ چاہیں تو میں آپ کو وصال دے دوں۔ اور آپ کے سبب مغفرت کروں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ اختیار میرے رب ہی کو ہے وہ جو چاہے میرے ساتھ کرے''۔

ابن سعد و بیہقی نے جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کو ابھی تین دن باقی تھے کہ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور کہا ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اکرام وفضیلت اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت فرماتا ہے جس کو زیادہ جانتا ہے۔ فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں''۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے جبریل علیہ السلام میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور خود کو کرب میں پاتا ہوں''۔ پھر جب دوسرا دن آیا تو جبریل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے پاس نازل ہوئے اور آپ علیہ السلام سے وہی کہا جو پہلے دن آپ علیہ السلام سے کہا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''اے جبریل میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبریل میں خود کو کرب میں پاتا ہوں'' پھر جب تیسرا دن آیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے ملک الموت ساتھ تھے اور ان دونوں کے علاوہ وہ فرشتہ تھا جو ہوا میں رہتا ہے۔ وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا اور نہ کبھی زمین پر اُترا۔ اس کا نام اسمٰعیل (اسماعیل) ہے وہ ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے تو ان سب سے آگے جبریل علیہ السلام ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی فضیلت اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں۔ رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے جبریل میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبریل میں خود کو کرب میں پاتا ہوں''۔ اس کے بعد ملک الموت نے دروازے پر اجازت چاہی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی انہوں نے اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ان کو اجازت دے دو'' تو وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو مجھے حکم فرمائیں اس میں آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم

Marfat.com

فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر آپ مجھے اپنی روح کے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے ملک الموت کیا تم یہ کرو گے؟'' ملک الموت نے کہا ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے ملک الموت جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو''۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا ''السلام علیک یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) یہ میرا زمین پر اُترنا آخری ہے'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وصال فرمایا۔ اس وقت آنے والا لوگوں کے پاس آیا اس کی آہٹ تو لوگوں نے سنی مگر اس کا جسم کسی کو نظر نہ آیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بلاشبہ ہر جانے والے کا بارگاہِ الٰہی میں خلف ہے۔ اور ہر مصیبت کے لئے صبر ہے۔ اور ہر فوت ہونے والے کا ایک درجہ رفعت ہے لہٰذا تم سب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو کیونکہ مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے۔

بیہقی نے اس حدیث میں فرمایا کہ جبریل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے۔ تو آپ علیہ السلام کی لقاء سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی دنیا سے آپ کے معاد کی طرف مزید اپنی قرابت و کرامت میں لے جانا چاہتا ہے۔ اور اس روایت کو ابن سعد و شافعی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے بطریق جعفر بن محمد ان کے والد سے انہوں نے انکے دادا سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے واحد علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابو طالب سے متصلاً روایت کی۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آپ علیہ السلام کے مرض میں ملک الموت آئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آغوش میں تھا۔ اور انہوں نے اجازت چاہی اور عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوٹ جاؤ ہم تم سے بے پرواہ ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے ابوالحسن! تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ملک الموت ہیں اور یہ ادب کے ساتھ داخل ہونا چاہتے ہیں''۔ پھر جب وہ اندر آئے تو عرض کیا ''آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے''۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ اپنا دست مبارک دراز فرماتے اور کہتے ''اے جبریل علیہ السلام تم کہاں ہو پھر آپ دستِ مبارک کھینچتے اور دراز فرماتے''۔ تو اس وقت میں نے سُنا جسے کسی دوسرے کان نے نہیں سنا کہ جبریل علیہ السلام عرض کرتے ''لبیّک لبیّک''۔

ابن سعد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کعب احبار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں آئے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین وہ آخری کلمہ کیا تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کرو۔ تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا ''اَلصَّلوٰۃ اَلصَّلوٰۃ ''۔کعب احبار نے کہا انبیاء علیہم السلام کا آخر لفظ یہی ہوتا ہے۔

محدثین کرام نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آخری وصیّت جس وقت کہ آپ علیہ السلام وصال فرمار ہے تھے۔''اَلصَّلوٰۃ اَلصَّلوٰۃ ''تھی اور یہ وصیت فرمائی کہ ''باندی اور غلام کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو''۔اس وقت آپ کے سینے میں غرغر ہو رہا تھا مگر آپ کی زبان مبارک ان کلمات کا افاضہ کر رہے تھے۔

واقعات جو رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسدِ ظاہری سے روح پاک کے خروج کے وقت رُونما ہوئے

بزار و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے سینے اور میری گردن کے درمیان قبض کیے گئے ۔جب آپ علیہ السلام کی روح مقدس باہر آئی تو اس سے زیادہ طیّب خوشبو کبھی نہ پائی۔

بیہقی نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا بعد وصال بوسہ لیا اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حیات بھی کتنی پاکیزہ ہے اور آپ علیہ السلام کی وفات بھی کتنی طیّب ہے اور ابن سعد و بیہقی نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل روایت کی۔

بیہقی نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سینۂ اقدس پر وصال کے دن رکھا تو کئی جمعہ مجھ پر گذر گئے میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں مگر میرے ہاتھ سے مُشک کی خوشبو نہ گئی۔

بیہقی وابونعیم نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی انہوں نے کہا کہ لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال میں شک کیا۔بعض کہنے لگے آپ علیہ السلام کا وصال ہوگیا اور بعض کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وصال نہ فرمایا تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا پھر کہا کہ آپ علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔کیونکہ آپ علیہ السلام کے شانوں کے درمیان سے مہر نبوت اٹھالی گئی ہے تو یہ وہ بات تھی جس سے لوگوں نے پہچانا کہ آپ علیہ السلام کا وصال شریف ہوگیا ہے اور ابن سعد نے واقدی سے روایت کی کہا کہ مجھ سے قاسم بن اسحاق نے اپنی والدہ سے انہوں نے ان کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر سے انہوں نے اُمِ معاویہ سے حدیث روایت کی جب کہ شک واقع ہوگیا پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

Marfat.com

ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں ے نے کہا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رُوح اقدس قبض کی گئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان پر چڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے آسمان سے ایسی آواز سنی کہ کوئی پکارتا تھا ''وَامُحَمَّدَاہ''۔

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال شریف کی خبر اہلِ کتاب نے دی

بخاری نے جریر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد اللہ بجلی بن جابر بن مالک بن نضر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن علی بن مالک بن سعد بن نذیر بن عبقر بن انمار بن اراش بن عمرو بن غوث بجلی۔ آپ یمن کے شاہی خاندان کے رکن اور قبیلہ بجیلہ کے سردار تھے۔ 54ھ میں قرقیسیا میں وفات پائی۔ ان سے 100 حدیثیں مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں یمن میں تھا مجھے یمن کے رہنے والے دو آدمی ذوکلاع اور ذوعمر ملے وہ دونوں بڑے عالم اور عمر والے تھے۔ اور میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی احادیث کے بارے میں باتیں کر رہا تھا ان دونوں نے کہا اگر وہ بات جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں حق ہے تو تمہارے آقا تین دن گزرے وصال فرما چکے ہیں پھر وہ دونوں میرے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم راستہ میں ہی تھے تو ہمیں کچھ شُتر سوار مدینہ منورہ کی جانب سے آتے ہوئے دکھائی دئے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وصال فرما چکے ہیں۔

بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ یمن میں مجھے ایک نصرانی عالم ملا اور اس نے کہا تمہارے آقا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیر کے دن وفات ہو چکی ہے۔

بیہقی نے کعب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں حیرہ والوں کے وفد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعوت اسلام دی اور ہم سب مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ہم سب حیرہ واپس آ گئے زیادہ دن نہ گزرے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال کی خبر آئی اور میرے تمام ساتھی مرتد ہو گئے۔ اور وہ کہنے لگے اگر وہ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے اس پر میں نے کہا آپ علیہ السلام سے پہلے تمام انبیاء فوت ہوئے ہیں اور میں اسلام پر قائم رہا۔ اس کے بعد میں نے مدینہ طیبہ پہنچنے کا ارادہ کیا اور میرا گذر ایک راہب پر ہوا۔ میں نے اس سے یہ بات معلوم کی تو راہب نے بستر سے ایک کتاب نکالی میں نے اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایسی صفت لکھی پائی جیسا کہ میں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات کا وہی وقت لکھا جس وقت آپ علیہ السلام نے وفات پائی۔ یہ دیکھ کر میری ایمانی بصیرت میں اور اضافہ ہو گیا اور میں نے مدینہ شریف آ کر ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سب حال بتایا۔

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جانب سے حضرت عمرو بن العاص (بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سلہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب القرشی السہمی) (التوفی 43ھ مصر مقام مقطم۔39 احادیث مروی ہیں) عمان پر عامل تھے تو ان کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ سے میں کچھ دریافت کروں اس صورت میں آپ کی جانب سے مجھے خطرہ تو نہیں؟ عمرو نے کہا نہیں۔ یہودی نے کہا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کو کس نے ہماری جانب بھیجا ہے؟ عمرو نے کہا خدا شاہد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بھیجا ہے۔ یہودی نے کہا آپ کو اللہ کی قسم ہے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں؟ حضرت عمرو نے کہا خدا شاہد ہے یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ یہودی نے کہا اگر وہ بات جو آپ فرماتے ہیں حق ہے تو آج ان کی رحلت ہوگئی ہے اسکے بعد عمرو بن العاص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کی خبر پہنچی۔

ابن سعد نے حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کاش کہ میں جانتا کہ آپ علیہ السلام وصال فرما جائیں گے تو میں آپ علیہ السلام سے جدا نہ ہوتا۔ پھر میرے پاس ایک نصرانی عالم آیا اور اسنے کہا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) وفات پا چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کب؟ اس نے کہا آج۔ اس وقت اگر میرے پاس ہتھیار رہوتا تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔ پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسا مکتوب گرامی آگیا اور میں نے اس عالم کو بلا کر پوچھا کہ تم نے وہ بات کس طرح جانی تھی؟ اس نے کہا بلا شبہ وہ نبی تھے اور ہم نے ان کی صفت کتاب میں پائی تھی کہ وہ فلاں دن وصال فرمائیں گے۔ میں نے پوچھا آپ علیہ السلام کے بعد کس طرح زمانہ گزرے گا؟ اس نے کہا تمہاری چکّی پینتیس (35) سال تک چلتی رہے گی۔ چنانچہ اس میں ایک دن زیادہ نہ ہوا۔

ابن عساکر نے کعب احبار سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام کے ارادے سے حاضر ہوا اور میں نے صاحبِ قربات الحمیر ی سے ملاقات کی اس نے مجھ سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ میں نے اسے بتایا۔ اس نے مجھ سے کہا اگر وہ نبی ہیں تو یقیناً اس وقت وہ مٹی کے نیچے ہوں گے۔ پھر میں چلا اچانک ایک شتر سوار دکھائی دیا اور اس نے بتایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وصال فرما چکے ہیں۔

ابن عساکر نے ابوذویب ہذلی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی علالت کی خبر پہنچی تو قبیلہ والوں کو خوف و ہراس نے گھیر لیا اور وہ رات ہم نے بہت غمی سے گزاری یہاں تک کہ جب سحر کا وقت قریب آیا تو غیبی آواز نے پکارا کہ۔

خطب اجل اناخ بالاسلام   بین التخیل و مقعد الآطام

Marfat.com

قبض النبی محمد فعیوننا تذری الدموع علیہ اباتسجام

ترجمہ: نخلستان اور اونچے اونچے مکانوں کے بیٹھنے کی جگہ میں جو عیب آ کے ٹھہری ہے وہ اسلام میں بہت عظیم ہے وہ یہ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو قبض کیا گیا ہے اور ہماری آنکھیں مسلسل آنسو آپ پر بہا رہی ہیں۔

میں خوفزدہ ہو کر نیند سے چونک پڑا اور میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور میں نے سعد الذابح ستارے کے سوا کچھ نہ دیکھا اور میں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں یا وصال فرمانے والے ہیں۔ پھر میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے اہلِ مدینہ کو اس طرح روتا ہوا پایا جس طرح حجاج احرام کی حالت میں لا الہ الا اللہ کہہ کر آہ و زاری کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔

معجزات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کے وقت وقوع پذیر ہوئے

ابن سعد، ابوداؤد، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے اتاریں جس طرح کہ ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہیں کپڑوں پر غسل دیں جو آپ علیہ السلام کے جسم اقدس پر ہیں جب ان میں اختلاف بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر غنودگی طاری فرمائی حتیٰ کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اپنی ٹھوڑی اپنے سینہ پر نہ ڈال لی ہو۔ اس کے بعد حجرے کے ایک گوشے سے کسی بولنے والے نے کلام کیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہیں کپڑوں میں غسل دو جو آپ کے جسم اقدس پر موجود ہیں"۔

ابن ماجہ، ابونعیم اور بیہقی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے لگے تو منادی نے ان کو اندر سے پکارا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص جسم اقدس سے نہ اتارو"۔

ابن سعد، طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو آپ علیہ السلام کے غسل دینے والوں میں اختلاف رونما ہوا تو انہوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے۔ "تم اپنے نبی کو غسل دو اور آپ علیہ السلام کے جسم پر آپ کی قمیص باقی رہنے"۔ ابن سعد نے اس کی مثل شعبی، ہشیان، ابن جریر، حکم بن عتیبہ، اور منصور وغیرہم سے مرسلاً روایت کی۔

ابن سعد، بیہقی نے شعبی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کو غسل دیا اور وہ پانی بہاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان آپ علیہ السلام اپنی حیات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے وصال دونوں حالتوں میں طیب رہے۔

ابوداؤد و حاکم اور بیہقی و ابن سعد نے بطریق سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غسل دیا تو میں نے اس بات کو نہ دیکھا جو میت سے برآمد ہوتی ہے لیکن میں نے کچھ نہ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات بھی طیب رہی اور وصال بھی۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل دیا تو انہوں نے وہ چیز نہ دیکھی جو میت سے دیکھی جاتی ہے اس پر انہوں نے فرمایا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر قربان۔آپ علیہ السلام کی حیات اور وصال کتنی پاکیزہ ہے۔

ابن سعد و بزار اور بیہقی نے بطریق یزید بن بلال، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصیت فرمائی تھی کہ ''میرے سوا کوئی آپ کو غسل نہ دے۔اور کوئی میرے ستر کو نہ دیکھے ورنہ اس کی بصارت جاتی رہے گی''۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے آپ علیہ السلام کے کسی عضو کو نہ تھاما مگر یہ کہ میرے ساتھ تیس آدمی پھر رہے تھے۔حتّٰی کہ میں آپ علیہ السلام کے غسل سے فارغ ہوا۔

بیہقی نے بطریق معشر، محمد بن قیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم غسل دینے کے لئے جس عضو کو اٹھانا چاہتے تھے تو وہ عضو ہمارے لئے اٹھا دیا جاتا۔حتّٰی کہ جب ہم نے آپ علیہ السلام کے ستر کو غسل دینا چاہا تو میں نے حجرے کے ایک گوشے سے آواز سُنی کہ اپنے نبی کے ستر کو نہ کھولو۔

بیہقی نے علباء بن احمد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں غسل دے رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ندا کی گئی کہ تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اُٹھالو۔

ابن سعد نے عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غسل دیا تو آپ فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر قربان، آپ علیہ السلام کی حیات بھی کتنی طیّب ہے اور آپ علیہ السلام کا وصال بھی کتنا پاکیزہ ہے۔راوی نے کہا ایسی خوشبودار مہک پھیلی کہ اس جیسی مہک کبھی نہ پائی گئی۔اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد نے عبدالواحد بن طون سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''جب میں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے غسل دینا''۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے تو کبھی میت کو غسل نہیں دیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم جان لو گے یا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا''۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چنانچہ میں نے آپ علیہ السلام کو غسل

Marfat.com

دیا اور جس عضو کو لینا چاہا وہ میرا ساتھ دیتا تھا اور فضل آفتابہ تھامے ہوئے تھا اور وہ کہتے تھے کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جلدی کرو میرے دل کی رگیں کٹ رہی ہیں۔

دعائے جنازہ ونماز کے وقت معجزات کا ظہور

ابن اسحاق وبیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب وصال فرمایا تو پہلے مردوں کو داخل کیا گیا اور انہوں نے نے بغیر امام کے ٹولیاں بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صلوٰۃ پیش کی اس کے بعد بچّوں کو داخل کیا گیا۔ اور انہوں نے آپ علیہ السلام پر صلوٰۃ پیش کی۔ تو یہ سب ٹولیاں بن کر جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صلوٰۃ پیش کرنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا۔

ابن سعد وبیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج۔ قبیلہ خزرج المتوفی 91ھ بعمر 96 سال مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 188 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آپ علیہ السلام کے کفن میں لپیٹ دیا گیا تو آپ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تخت پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کی قبر انور کے کنارے پر اس تخت کو رکھ دیا گیا۔ پھر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حضور میں آہستہ آہستہ حاضر ہوتے رہے۔

ابن سعد وابن منیع، حاکم وبیہقی اور طبرانی رحمہما اللہ نے اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی علالت نے شدّت اختیا کی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ علیہ السلام کو کون غسل دے؟ فرمایا کہ "میری اہل بیت کے قریب ترین مرد غسل دیں۔ ان کے ساتھ بکثرت وہ فرشتے غسل دیں گے جو تم کو وہ دیکھتے ہوں گے مگر تم ان کو نہ دیکھتے ہوگے"۔ ہم نے دریافت کیا آپ علیہ السلام پر کون صلوٰۃ پیش کرے۔ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "جب تم مجھے غسل دے کر فارغ ہو جاؤ اور خوشبو لگا کر کفن پہنا دو مجھے میرے اس تخت پر لٹا دینا اور اسے میری قبر کے کنارے رکھ دینا۔ پھر تم سب کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر جبریل صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت فرشتوں کے لشکر کے ساتھ صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میری اہل بیت کو چاہیئے کہ وہ صلوٰۃ پیش کریں اس کے بعد تم سب مجھے ٹولیاں بن کر اور تنہا تنہا صلوٰۃ پیش کرنا"۔ ہم نے دریافت کیا کون آپ علیہ السلام کو آپ علیہ السلام کی قبر انور میں داخل کرے؟ فرمایا میری اہل بیت فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ جو کہ تم کو دیکھتے ہوں گے اور تم ان کو نہیں دیکھتے ہوگے"۔ بیہقی نے فرمایا اس کے ساتھ طویل سلام منقول ہے جو کہ عبد الملک بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے اور ابن حجر نے "المطالب العالیہ" میں بیہقی کا تعاقب اس طرح کیا ہے کہ ابن منیع نے بطریق مسلمہ بن صالح، عبد الملک

Marfat.com

سے روایت کی ہے لہٰذا یہ سند سلام طویل کی متابعت ہے۔اور بزار نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جب آپ علیہ السلام کے تخت پر لٹا دیا تو انہوں نے فرمایا کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امامت نماز میں نہ کرے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی حیات و وصال میں تم سب کے امام ہیں۔چنانچہ لوگ جماعت در جماعت بن کر داخل ہوتے اور آپ علیہ السلام پر صف در صف ہو کر صلوٰۃ وسلام کرتے تھے۔ان کا کوئی امام تکبیر کہنے والا نہ تھا۔تمام لوگ اس طرح صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَللّٰھم انا نشھد ان قد بلغ ما انزل الیہ و تصح لامۃ و جاھد فی سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینہ و تصح لامۃ و جاھد نی سبیل اللہ و تمت کلمۃ، اللّٰھم فاجعلنا ممن یتبع ما انزل الیہ و ثبتنا بعدہ واجمع بیننا و بینہ"

ترجمہ:۔ "اے نبی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔اے خدا ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف نازل کیا گیا آپ علیہ السلام نے اسے پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے امت کو نصیحت دی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی توفیق دی اور اس نے اپنا کلمہ تمام فرمایا۔اے خدا ہمیں ان لوگوں میں کر دے جنہوں نے اس کا اتباع کیا جو آپ علیہ السلام کی طرف نازل کیا گیا اور آپ علیہ السلام کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایک جگہ جمع فرما"

اس دعا وسلام پر سب لوگ آمین آمین کہتے تھے۔یہاں تک کہ تمام مردوں نے صلوٰۃ وسلام عرض کیا اس کے بعد عورتوں نے اس کے بعد بچّوں نے اور ابن سعد و بیہقی نے محمد بن ابراہیم تیمی سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد نے ابو عازم مدنی سے روایت کی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اللہ تعالیٰ نے روح قبض فرمائی تو مہاجرین فوج در فوج داخل ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر صلوۃ وسلام عرض کر کے باہر آجاتے تھے اس کے بعد انصاری اسی طرح جاتے اور باہر آتے رہے۔پھر تمام اہل مدینہ گئے۔یہاں تک کہ تمام مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو ان کی طرف سے فریاد و فغاں اور بے صبری کی ایسی آوازیں سنی گئیں جیسے کہ عورتیں کرتی ہیں۔اسی اثناء میں حجرے کے اندر دھماکے کی مانند آواز سُنی گئی اور وہ سب عورتیں متفرق ہو گئیں۔جب خاموشی ہو گئی تو کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مرنے والے کی طرف سے تعزیت اور صبر و شکر ہے۔اور ہر

Marfat.com

مصیبت کا بدلہ اور صلہ ہے اور ہر مافات کا خلف ہے۔ مجبور وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ اور مصیبت زدہ وہ شخص ہے جسے ثواب سے محروم رکھا گیا۔

معجزات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دفن شریف کے وقت ظہور میں آئے

ابن سعد نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پیر کے دن وصال فرمایا اور بقیہ اس دن اور اس کی رات اور دوسرے دن رکھے رہے یہاں تک کہ رات میں دفن کئے گئے۔

بیہقی نے بطریق عکرمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیر کے دن طلوع آفتاب سے تیسرے دن کے غروبِ آفتاب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تخت پر ہی رکھا گیا لوگ آپ علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور وہ تخت قبر انور کے کنارے پر تھا۔

ابن سعد نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پیر کے دن وصال فرمایا اور آپ علیہ السلام کو پیر کے دن اور منگل کے دن ٹھہرایا گیا یہاں تک کہ بدھ کے دن دفن کئے گئے۔ اور ابن سعد نے عثمان بن محمد اخنس سے اس کی مثل روایت کی اور بیہقی نے بروایت معتمر بن سلیمان ان کے والد سے اس کی مثل روایت کی۔ ابن سعد نے ابراہیم بن سعد سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو زمین پر کتنے دن ٹھہرایا گیا۔ انہوں نے کہا تین دن۔

لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں تین دن تک جماعت در جماعت پیش ہوتے رہے

بیہقی نے مکحول سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب وصال فرمایا تو تین دن تک ٹھہرایا گیا۔ دفن نہیں کئے گئے۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جماعت در جماعت داخل ہوتے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے۔ نہ صفیں بندھیں اور نہ ان کے درمیان پڑھانے والے نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ابن سعد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دفن کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا آپ علیہ السلام کو آپ علیہ السلام کی مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا بقیع شریف میں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا
''ما فات نبی الا دفن حیث لیقبض'' ''کسی نبی نے وفات نہیں پائی مگر وہ اسی جگہ دفن کئے گئے جہاں ان کی روح قبض کی گئی''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وفات پائی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اس کے نیچے قبر انور کھودی گئی۔ اس روایت کی متصل و مرسل بکثرت سندیں ہیں۔

ابن سعد نے ابوملکیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ نے کبھی کسی کو انبیاء علیہم السلام میں سے وفات نہیں دی مگر یہ کہ انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کی روح قبض کی گئی''

بیہقی نے سالم بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کے بعد آپ علیہ السلام کے پاس آئے۔ جب وہ باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وصال فرما گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ آپ نے کہا۔ دریافت کیا گیا کہ آپ علیہ السلام پر کس طرح صلوٰۃ پیش کریں۔ آپ نے فرمایا جماعت در جماعت ہو کر جاؤ۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ فرمایا۔ پھر لوگوں نے پوچھا کیا دفن کئے جائیں گے فرمایا ہاں۔ لوگوں نے پوچھا کس جگہ؟ جس جگہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روح قبض فرمائی۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کی روح قبض نہیں کی گئی مگر اس مکان میں جو طیّب ہے۔ تب لوگوں نے جانا جیسا کہ فرمایا۔

ابویعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ آپ علیہ السلام کے دفن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جگہ وہ ہے جس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح قبض فرماتا ہے۔

امام احمد و ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبر انور کیسی کھودی جائے تو مدینہ طیبہ میں دو شخص تھے ایک ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو شق والی قبر کھودتے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لحد کی قبر کھودتے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بُلوایا ایک شخص ابوعبیدہ کی طرف گیا اور دوسرا شخص ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا! اپنے رسول علیہ السلام کے لئے ان میں سے کسی ایک کو اختیار کر تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پائے گئے اور انہوں نے آ کر آپ علیہ السلام لئے لحد کھودی۔

ابن سعد نے بطریق عبداللہ بن ابوطلحہ (انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (زید) بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن مالک بن النجار۔ قبیلہ نجار کی شاخ عمرو بن سالک سے ہیں المتوفی 51ھ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 92 احادیث مروی ہیں)، ابوطلحہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے شق

Marfat.com

اور لحد کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس وقت لوگوں نے دعا کی کہ اے خدا اپنے نبی کے لئے جو بہتر ہو پسند کر لے تو لوگوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کی طرف آدمی بھیجے تا کہ دوسرے سے جو پہلے آ جائے اپنا کام شروع کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے لحد کو اختیا کیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لحد کو ملاحظہ فرما کر اسے پسند کیا کرتے تھے۔

ابن سعد و حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اُترے ہیں۔ میں نے اس خواب کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے حجرے میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو روئے زمین میں افضل ہوں گے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا اور دفن کئے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عائشہ یہ تمہارا افضل ترین چاند ہے۔

ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبر انور میں سُرخ قطیفہ بچھایا گیا۔ وکیع نے فرمایا یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے خاص تھا اور مسلم نے بغیر وکیع کے قول کے اسے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میری لحد میں میرے قطیفہ کو بچھا دینا اس لئے کہ انبیاء کے جسموں پر زمین غلبہ نہیں کرتی"

بزار نے بسند صحیح ابن سعید سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو زمین میں چھپائے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری کہ ہمارے دل بدل گئے۔

ابن سعد و حاکم اور بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب وہ دن آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا تو مدینہ منورہ کی ہر شے تاریک ہوگئی۔ اور ابھی ہم نے آپ علیہ السلام کے دفن سے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی کہ ہمارے دل بدل گئے۔

حاکم و بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں اس دن موجود تھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا تو میں نے کوئی دن نہ دیکھا جو اس سے قبیح تر ہو۔

معجزات جو حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعزیت میں رُونما ہوئے

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا تو فرشتوں نے اہل بیت کی تعزیت کی۔ ان کی آہٹ تو سُنی جاتی تھی مگر ان کے جسم نظر نہ

Marfat.com

آتے تھے۔فرشتوں نے کہا''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ''۔''ہر مصیبت کی غم خواری اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہے۔لہٰذا تم اللہ پر بھروسہ رکھو۔اور اسی سے امید رکھو۔محروم وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔

حاکم وبیہقی اور ابن ابی الدنیا نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب وصال فرمایا تو آپ علیہ السلام کو صحابہ نے گھیر لیا اور آپ علیہ السلام کے گرد روتے ہوئے جمع ہو گئے۔تو ایک شخص داخل ہوا جس کی داڑھی سفید وسرخ تھی وہ جسیم وصبیح (خوبصورت) تھا وہ صحابہ کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب پہنچا اور خوب رویا اس نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے۔اور ہر فائت کا عوض ہے۔اور ہر جانے والے کا بدلہ ہے تو اللہ ہی کی طرف رجوع ہوا وراسی کی طرف شوق رکھو۔بلاشبہ مصیبت وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔پھر وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔صحابہ میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہم جانتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بھائی خضر علیہ السلام تھے جو آپ علیہ السلام پر تعزیت کے لئے آئے تھے۔

ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے فرمایا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا اور وہ وقت تعزیت کا تھا تو ایک آنے والا آیا جس کی آہٹ تو سُنی گئی مگر اس کا جسم نہ دیکھا گیا۔اس نے کہا''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ''۔''اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور جانے والے کا بدلہ ہے۔اور ہر مافات کا درجہ ہے تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اوراسی سے امید باندھو۔بلاشبہ محروم ہے جو ثواب سے محروم ہے''۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

سیف بن عمر نے کتاب الروۃ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا تو اہل بیت اطہار بہت زیادہ شکستہ خاطر ہوئے اور ان کی آوازیں مسجد میں حاضرین نے سنیں۔جب یہ فریاد وفغاں کا شور تھا تو انہوں نے دروازے پر ایک مرد کو سلام کرتے سُنا اسنے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الْبَیْتِ، ہر جانے والے کو موت کا مزہ چکھنا ہے بلاشبہ تمہارے اجر روزِ قیامت پورے پورے ملیں گے۔آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک کا بدلہ ہے اور ہر اندیشے سے نجات ہے تو اللہ سے ہی امید رکھو اوراسی پر بھروسہ رکھو۔بلاشبہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے''۔اہل بیت نے اس کی بات سُنی اور رونا موقوف کیا۔اس کے بعد اس آواز دینے والے کو تلاش کیا،مگر کسی نے اسے نہ دیکھا اور وہ واپس آ کر رونے لگے۔اس وقت کسی دوسرے پکارنے والے نے ندا کی کہ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس کی حمد ہر حال میں کرو تا کہ تم

مخلصوں میں سے ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کی غم خواری ہے اور ہر موت کا بدلہ ہے تو اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی پر کفایت کرو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور وہ ناکام"۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ خضر اور الیاس علیہم السلام ہیں۔ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وصال پر آئے ہیں۔

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی وطبرانی نے بسند حسن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب میرے بعد میری تعزیت کے سلسلے میں لوگ ایک دوسرے کی تعزیت کرینگے"۔ اس وقت لوگوں نے کہا یہ کیا بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمائی مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا تو لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعزیت ایک دوسرے سے کرتے تھے۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آپ علیہ السلام کے اس زمانۂ علالت میں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہ اُٹھے۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے"۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ ارشاد نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبر انور ضرور ظاہر ہوتی بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ اندیشہ کیا گیا کہ لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

انبیاء علیہم السلام کی میراث نہیں ترکہ صدقہ ہوتا ہے

محدثین کرام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث مبارک روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

"اِنَّا مَعَاشَرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَاتَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ"

ترجمہ:۔ "ہم گروہ انبیاء وہ ہیں جو نہ کسی کی میراث لیتے ہیں اور نہ ہماری میراث کوئی لیتا ہے جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے"

انبیاء علیہ السلام کے اجسادِ مطہّر کو زمین پر حرام کردیا گیا ہے

ابن ماجہ وابونعیم نے اوس بن اوس ثقفی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے لہذا تم اس دن مجھ پر درود وسلام بھیجنے میں کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہمارے درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر کس طرح پیش کیے جائیں گے درآں حالیکہ آپ زمین میں ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے"

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں الحسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شخص سے روح القدس نے کلام کیا ہے اس کے لئے زمین کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کا گوشت کھائے''۔

زبیر و بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی فرمایا ''بلاشبہ انبیاء کے گوشت کو زمین نہیں گلاتی اور نہ کوئی درندہ گزند پہنچاتا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مزار پُرانوار میں زندہ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور آپ علیہ السلام کی قبر انور پر فرشتہ مقرر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں سلام پہنچاتا ہے اور جو آپ علیہ السلام پر سلام عرض کرتا ہے آپ علیہ السلام اس کو جواب عنایت فرماتے ہیں۔

الاصبہانی نے الترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جس نے میری قبر انور کے پاس مجھے درود وسلام عرض کیا میں اسے خود سنتا ہوں گا اور جس نے دُور سے مجھ پر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا''۔

امام احمد ونسائی اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے الشعب میں اور بزار نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں''۔ ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مثل روایت کی۔

قاضی اسمٰعیل نے فضل الصلوٰۃ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجو جس طرح تم چاہو تو مجھے تمہارا سلام اور تمہارا درود پہنچ جائے گا''

نیز ایوب سے روایت کی انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر جو درود بھیجتا ہے ہر ایک کے ساتھ فرشتہ مقرر ہے یہاں تک کہ وہ فرشتہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار میں درود پہنچا دیتا ہے۔

الاصبہانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جو شخص جمعہ کے دن اور رات میں سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستّر حاجتیں آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر انور میں اس طرح آتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیئے اور تحفے آتے ہیں۔ میرا علم میرے وصال کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میری حیات میں''۔

ابویعلی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ضرور نازل ہوں

Marfat.com

گے اور وہ قبر پر کھڑے ہو کر عرض کریں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا''۔

ابن راہویہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجتا ہے یا آپ علیہ السلام پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے آپ علیہ السلام کے دربار میں اس طرح پہنچاتا ہے کہ فلاں نے آپ علیہ السلام پر درود بھیجا ہے اور فلاں نے آپ پر سلام عرض کیا ہے۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''

ابونعیم نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ حرہ کی راتوں میں دیکھا ہے۔ درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا اور کوئی نماز کا وقت نہ آتا مگر یہ کہ میں قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبر انور سے واقعہ حرہ کے دنوں میں اذان و اقامت کی آوازیں سُنتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ واپس آئے۔

ابویعلی وبیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ'' انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

''اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِهِمْ''

ترجمہ:۔ ''تمام نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

''مَنْ زَارَ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِی حَیَاتِیْ''

ترجمہ:۔ ''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں ہی میری زیارت کی''۔

الحارث نے اپنی مسند میں اور ابن سعد وقاضی اسمٰعیل نے بکر بن عبداللہ قرنی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میرے حضور میں تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو جس کے عمل اچھے ہوتے ہیں اس پر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جس کے عمل بُرے ہوتے ہیں تو میں تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں''۔ بزار نے بسند صحیح ابن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن سعد نے واقدی سے انہوں نے شبلی بن العلاء سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا "جب میں فوت ہو جاؤں تو تم "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" (اور ہم کو اُسی طرف پھرنا۔ سورۃ البقرآیت 156) کہنا۔ اس لئے کہ ہر انسان کے لئے اس کلمہ کے عوض ہر مصیبت کا بدلہ دیا جاتا ہے"

ابن سعد نے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہئیے کہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت کے ساتھ یاد کرے۔ کیونکہ میری مصیبت اعظم المصائب ہے"۔

طبرانی نے اوسط میں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازہ کا پردہ اٹھا کر لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک کہ اس کی امت کے کسی آدمی نے اس امت کی امامت نہ کی ہو"۔ اس کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ "اے لوگو! میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہئیے کہ اس مصیبت کے ساتھ جو مجھے پہنچی ہے اپنی اس مصیبت کا موازنہ کر کے صبر کرے اس لئے کہ میرے بعد میری امت کے کسی آدمی کو ایسی مصیبت ہرگز نہ پہنچے گی جیسی مجھے مصیبتیں پہنچی ہیں"۔

بیہقی نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مصیبت عجیب ہے کہ اس کے بعد ہمیں کوئی مصیبت نہ پہنچی مگر جب ہم نے اس مصیبت کا اس مصیبت سے موازنہ کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو اپنی مصیبت حقیر معلوم ہوئی۔

خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا جب میرے والد ماجد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس لے جایا جائے اور آپ علیہ السلام سے اجازت مانگی جائے اور کہا جائے کہ یہ ابوبکر ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے؟ اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے بقیع لے جانا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کو آپ علیہ السلام کے دروازے تک لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا یہ ابوبکر حاضر ہیں ان کی خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے اور ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔ اب اگر ہمارے لئے اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ ہو تو ہم پلٹ جائیں۔ تو ہمیں ندا کی گئی کہ "انہیں عزت و کرامت کے ساتھ اندر لے آؤ"۔ ہم نے

Marfat.com

کلام تو سُنا لیکن کسی کو ہم نے دیکھا نہیں۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر مجھ سے فرمایا اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب میں سو جاؤں تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جن سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا ہے اور مجھے خوشبو میں بسا کر اس حجرے تک لے جانا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں اور اجازت چاہنا۔ اب اگر تم دیکھو کہ دروازہ کُھل گیا ہے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان لے جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چنانچہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور سب سے پہلے میں نے دروازے تک پہنچنے میں عجلت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ ابوبکر حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ دروازہ کُھل گیا اور کسی کہنے والے نے کہا ”حبیب کو اس کے حبیب کے پاس لے آؤ۔ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے“۔

معجزات جو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات (ظاہری) کے بعد ظہور میں آئے

وہ معجزہ کہ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال شریف کی خود خبر دی

امام احمد وابو یعلیٰ اور طبرانی نے بسند صحیح واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا ”تم کو یہ زعم ہے کہ میں تم سب کے بعد وفات پاؤں گا آگاہ رہو میں تم سب سے پہلے وفات پاؤں گا اور تم میرے بعد وفات پاؤ گے“۔ اور خبردار کیا کہ ”تم ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے“

بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ علیہ السلام نے وصال فرمایا تو بیس دن اعتکاف فرمایا اور جبریل علیہ السلام ہر رمضان میں آپ علیہ السلام کو قرآن کریم کا ایک دور کراتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو دو مرتبہ انہوں نے دور کرایا۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے راز میں باتیں فرمائیں اور فرمایا کہ ''جبریل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے وصال کا وقت آ گیا ہے''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی اس تکلیف میں بلایا جس میں آپ علیہ السلام نے وصال فرمایا اور ان سے راز میں کچھ باتیں کیں تو وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد ان کو پھر بلایا اور راز میں باتیں کیں اور وہ ہنسنے لگیں میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے خبر دی کہ ''میں اپنی اس تکلیف میں وصال کر جاؤں گا'' یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یہ خبر دی کہ میں ان کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ علیہ السلام سے آ کر ملوں گی تو یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

طبرانی و بیہقی نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے مرض میں بلایا اور ان سے راز میں کچھ دیر باتیں فرمائیں اور وہ رونے لگیں اسکے بعد ان سے کچھ دیر اور راز میں باتیں فرمائیں اور وہ ہنسنے لگیں پھر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے پہلی مرتبہ تو یہ خبر دی کہ ''جبریل علیہ السلام ہر سال ہر رمضان میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کراتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا ہے'' اور مجھے خبر دی کہ ''کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس کے بعد نبی آیا اور اس نے نصف عمر اس کے ساتھ گزاری اور نصف عمر اس کے بعد گزاری'' اور فرمایا ''اے بیٹی! مسلمان عورتوں میں سے کوئی عورت مصیبت میں تم سے اعظم نہیں ہے تو تم صبر میں ادنیٰ عورت نہ ہونا''۔ اور دوسری مرتبہ جو مجھ سے راز میں گفتگو کی تو اس میں مجھے خبر دی کہ ''میں آپ علیہ السلام کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے ان کے ساتھ ملوں گی'' اور فرمایا ''تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو بجز اس کے جو مریم بنت عمران گزری ہیں'' اس بناء پر میں ہنستے لگی۔

امام احمد، دارمی، طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب سورۃ نصر ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا ''میں تم کو اپنے وصال کی خبر دے رہا ہوں'' یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''صبر کرو اور تم ہی میری اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہو''۔ اور وہ ہنسنے لگیں۔

بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کی خبر ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جتنا کہ تم نے بتایا۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا ''ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو اس بندے نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے''۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ ہم سب نے ان کے رونے کو حیرت وتعجب سے دیکھا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اسنے جو اختیار کیا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ اختیار کرنے والے بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خبر کے جاننے میں ہم سب سے اعلم تھے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے ابوبکر تم روؤ نہیں۔ تمام لوگوں میں سے جس نے اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھے امن سے رکھا ہے وہ ابوبکر ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ان کو بناتا لیکن میرے اور ان کے درمیان اسلامی اخوّت ہے۔ مسجد میں کھلنے والے کسی دروازے کو باقی نہ رکھا جائے۔ اور اسے بند کر دیا جائے مگر ابوبکر کے دروازے کو باقی رکھا جائے''

بیہقی نے ابویعلی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ''ایک مرد کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ چاہے تو وہ جتنی چاہے دنیا میں زندگی گزارے اور دنیا میں عیش کرے اور چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو جائے تو اس مرد نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا''۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم آپ علیہ السلام پر اپنے اموال اور اپنی اولاد کو قربان کر دیں گے۔

واقدی وبیہقی نے بطریق عائشہ بنت سعد، ام درۃ سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس حال میں باہر تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی پھر آپ علیہ السلام نے منبر شریف پر چڑھ کر فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً میں اس لمحہ حوضِ کوثر پر کھڑا ہوں اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دے دیا اس بندے نے اسے اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے''۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے بلکہ ہم آپ علیہ السلام پر اپنے ماں باپ اور اپنی جان ومال کو قربان کر دیں گے۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس روایت کو ان لفظوں تک روایت کیا کہ ''میں اس گھڑی حوض پر بالیقین کھڑا ہوں''۔

امام احمد وابن سعد، دارمی وحاکم اور بیہقی وطبرانی رحمہما اللہ نے ابوموہیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غلام تھے۔ ابوموہیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک رات مجھے جگا کر فرمایا ''اے ابوموہیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے حکم دیا گیا کہ ان بقیع والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں'' تو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام بقیع میں تشریف لائے اور دست اقدس اٹھا کر ان کے لئے استغفار فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا ''تمہیں مبارک ہو جس امن کی حالت

Marfat.com

میں تم نے صبح کی ہے جس امن کی حالت میں لوگوں نے صبح کی اب وہ وقت آگیا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند فتنے برپا ہوں گے ان فتنوں کے آخر اول فتنوں کے تعاقب میں آرہے ہیں۔ آخری فتنہ پہلے فتنوں سے بہت بڑا ہے۔ اے ابومویہبہ مجھے دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے کی کنجیاں دی گئیں اس کے بعد جنت کی۔ اور اس کے بعد لقاء رب کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا ہے'' اس کے بعد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم واپس تشریف لے آئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام کو اس تکلیف کی ابتدا ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہم سے جدا فرمایا اور ابن سعد نے اس کی مانند ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غلام سے حدیث روایت کی۔

بیہقی نے طاؤس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ اور مجھے خزانے عطا کئے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں زندہ رہ کر وہ سب کچھ دیکھوں جو میری امت پر فتوحات ہونگی یا میں تعجیل کو اختیا کروں تو میں نے تعجیل کو اختیار کیا ہے''

ابن سعد نے سالم بن ابوالجعد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''خواب کی حالت میں مجھے دنیا کی کُنجیاں دی گئیں۔ اس کے بعد تمہارے نبی کو اچھے راستہ کی طرف بھیجا گیا۔ اور تم کو دنیا میں چھوڑ دیا گیا ہے کہ تم سُرخ وزرد اور سفید حلوے کھاؤ''

بخاری نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک دن تشریف لے گئے اور شہداء اُحد پر آپ علیہ السلام نے میت کی نماز کی مانند نماز پڑھی اس کے بعد واپس منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ''میں تمہارا فرط ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے کی کُنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم میں تم سے اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم سے اس کا خوف ہے کہ تم ایک دوسرے کی مخالفت وباہم دشمنی کرو گے''

ابن سعد اور راہویہ نے یحییٰ بن جعدہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے فاطمہ! کوئی نبی مبعوث نہ ہوا مگر یہ کہ اس نبی نے جو اس کے بعد ہوا اس نے اس کی نصف عمر گزاری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس سال گزارے''۔ ابن حجر نے المطالب العالیہ'' میں فرمایا اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوّت کے چالیس سال گزارے''۔

ابن سعد نے ابراہیم نخعی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہر نبی نے آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو اس سے پہلے تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں چالیس سال گزارے''

بخاری نے اپنی تاریخ میں زید بن ارقم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ قبیلہ خزرج سے ہیں۔ روایتوں کی تعداد 90 ہے۔ 68ھ میں کوفہ میں انتقال

Marfat.com

فرمایا) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر اس نبی نے اپنی زندگی کی آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو ان سے پہلے نبی تھا''

بزار نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین مضبوط رسیّوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھنچ رہی ہے۔ میں نے اپنا یہ خواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بیان کیا تو فرمایا ''یہ تمہارے بھتیجے کے وصال کی خبر ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال کے دن اور مقام کی خبر دے دی تھی

وہ خبر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے وصال کے دن اور اپنی جگہ کے بارے میں فرمائیں۔ ابن عساکر نے مکحول سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''پیر کے دن کا روزہ کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ میں پیر کے دن پیدا ہوا۔ اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن میں نے ہجرت کی اور پیر کے دن ہی میں وصال پاؤں گا''

امام احمد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ ''تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبوّت کا اعلان کیا۔ پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے باہر آئے، پیر کے دن مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح ہوا اور پیر کے دن وصال فرمایا''۔

ابونعیم نے معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مدینہ منورہ مقامِ ہجرت ہے۔ اور اس کی زمین میری آرام گاہ ہے''

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں الحسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مدینہ منورہ میری ہجرت کا مقام ہے اور یہیں میرا وصال ہے اور اسی جگہ سے میرا حشر ہوگا'' نیز انہوں نے عطا بن یسار سے اس کی مثل مرسلاً روایت کی۔

رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کی فضیلت

حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نبوّت کے اعزاز و تکریم کے ساتھ فضیلت عطا کی گئی۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بشر بن البراء کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس اس مرض میں آئیں اس وقت آپ علیہ السلام کو بخار تھا انہوں نے چھو کر عرض کیا میں نے جتنا بخار آپ علیہ السلام میں پایا ہے اتنا میں نے کسی میں نہیں پایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہمارے لئے اتنا ہی اجر زیادہ ہوتا ہے جس قدر کہ ہم پر تکالیف زیادہ ہوتی ہیں'، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا ''لوگ کیا کہتے ہیں؟'' میں نے عرض کیا لوگ آپ علیہ السلام کو ذات الجنب

Marfat.com

یعنی نمونیہ کا مرض گمان کرتے ہیں"۔ سید المرسلین سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو میرے اوپر مسلط کرے۔ اس لئے کہ وہ تو شیطان کا کچوکہ ہے"

ابن سعد نے اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ ہم آپ علیہ السلام پر ذات الجنب کا خوف رکھتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو مجھ پر مسلط کرے"۔ ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مثل روایت کی۔

ابن اسحاق، ابن سعد، اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ کسی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا "یہ تو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مجھ پر اسے مسلط کرے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال شریف کے بعد چند واقعات جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو پیش آئے

ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گیا میں نے ان کی عجیب باتیں دیکھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی بات زیادہ عجیب ہے۔ ہم دریا کے کنارے تک پہنچے تو انہوں نے کہا بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس جاؤ۔ تو ہم بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس پڑے اور ہم نے عبور کرلیا۔ اور پانی نے تر نہیں کیا مگر ہمارے اونٹوں کے تلووں کو۔ جب ہم واپس ہوئے تو ہم ان کے ساتھ جنگل میں تھے اور ہمارے ساتھ پانی نہ تھا۔ اور ہم نے ان سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا مانگی پھر ہم نے دیکھا کہ ابر موجود ہے اور اس سے مشکیزے کے دہانہ کی مانند پانی برسنے لگا تو ہم سب نے پیا اور جانوروں کو پلایا اور وہ فوت ہو گئے۔ پھر ہم نے ان کو اسی ریت میں دفن کر دیا۔ ابھی ہم نے زیادہ دور سفر نہ کیا تھا تو ہمیں خیال آیا کوئی درندہ آکر انہیں کھا جائے گا۔ تو ہم واپس آئے دیکھا تو وہ قبر میں موجود نہ تھے۔ اور ابن سعد نے اسے اس طرح نقل کیا کہ میں نے العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر دریا کو عبور کر رہے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور مسلمانوں کے لئے ریت کے نیچے سے پانی اُبل پڑا اور سب سیراب ہوئے اور سفر شروع کر دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اپنا سامان اس جگہ بھول گیا تو وہ واپس آیا اور اس نے اپنا سامان لے لیا مگر پانی موجود نہ تھا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ فوت ہوئے تو ہم سب پانی کے علاقہ میں نہ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ابر بھیجا وہ ہم پر برسا اور ہم نے ان کو غسل دے کر دفن کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو ان کی قبر کی جگہ ہم نے نہ پائی۔

ابو نعیم نے ابن الدقیل سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نہر شیر پر پہنچے تو

کشتیوں کو تلاش کیا تا کہ لوگوں کو عبور کرائیں مگر کوئی کشتی نہ پا سکے۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے کشتیاں اکٹھی کر رکھی تھیں تو وہ سب چند دن کنارے پر مقیم رہے۔ یہاں تک کہ پانی چڑھنے لگا اسوقت انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے حالانکہ دجلہ کا پانی بہت شدید اور دریا نا قابل عبور تھا تو انہوں نے اپنے خواب کی تعبیر میں دریا کو عبور کرنے کا عزم کر لیا۔ اور انہوں نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کر کے دشمنوں پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ بات تمام لوگوں نے مان لی اور انہوں نے لوگوں کو دریا میں اُترنے کا حکم دیا اور کہا یہ پڑھتے جاؤ "نستعین باللہ و نتوکل علیہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم "اس کے بعد سب مسلمان دجلہ میں اُتر گئے۔ اور پانی پر سوار ہو گئے اور پانی کا یہ عالم تھا کہ وہ جھاگ دے رہا تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا۔ اور مسلمان تیرنے کے عالم میں اس طرح باتیں کرتے جاتے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے گویا کہ وہ خشک زمین پر سفر کر رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ اہل فارس نے یہ حال دیکھ کر تعجب کیا یہ بات تو ان کے گمان میں بھی نہ تھی اور اہل فارس نے بڑے بڑے مالوں کو جمع کرنے میں عجلت دکھائی۔ اور مسلمان ماہ صفر 16ھ میں وہاں داخل ہو گئے اور وہ کسریٰ کے محلوں میں جتنا خزانہ باقی تھا اس کے مالک ہو گئے۔ شیریں نے اور اس کے بعد والوں نے جتنا خزانہ جمع کیا تھا سب پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

ابونعیم نے ابوعثمان نہدی سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لوگوں میں ٹھہرنے اور ان کو دریا کے عبور کی طرف بلانے کے سلسلے میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور سواریوں نے دجلہ کو ڈھانپ لیا یہاں تک کہ کوئی دونوں کناروں کے پانی کو نہیں دیکھتا تھا۔ اور ہمارے گھوڑوں نے ہمیں ان کی طرف پار کر دیا۔ گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے۔ جب اہل فارس نے یہ حال دیکھا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ راوی نے کہا ان کی طرف جاتے وقت پانی میں کوئی چیز ان کی طرف نہ گئی بجز ایک پیالہ کے جو پُرانی رسّی سے بندھا ہوا تھا اور رسّی کٹ گئی تھی اور پانی پیالہ کو بہا کر لے گیا تھا۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ ہوائیں اور موجیں پیالہ کو مار رہی تھیں یہاں تک کہ وہ پیالہ کنارہ تک آ گیا۔ اوز اس کے مالک نے اسے لے لیا۔

ابونعیم نے ابوبکر بن حفص بن عمر سے روایت کی انہوں نے کہا وہ شخص جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی میں لے جا رہا تھا وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ گھوڑوں نے مسلمانوں کو تیرایا اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ پڑھ رہے تھے۔ "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل وَ اللہ لینصر ن اللہ ولیہ لیظھرن دینہ دلیھزِ من عدوہ " اگر لشکر میں نافرمانی اور گناہ نہ ہو تو نیکیاں غالب آ جائیں گی۔ اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا بلا شبہ اس کا سزاوار ہے کہ ہر چیز اسکے آگے پست ہو جائے۔ خدا کی

Marfat.com

قسم مسلمانوں کے لئے دریا ایسا مسخر ہوا جیسا کہ ان کے لئے خشکی مسخر ہے اور وہ پانی پر اسطرح چھا گئے کہ کناروں سے پانی دکھائی نہ دیا۔ اور وہ پانی میں خشکی سے زیادہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے چنانچہ وہ سب پار ہو گئے۔ اور ان کی کوئی چیز نہ گم ہوئی اور نہ ان میں سے کوئی غرق ہوا۔

ابونعیم نے عمیرہ صائدی سے روایت کی انہوں نے کہا مسلمان دجلہ میں کود پڑے اور وہ ایک دوسرے سے قریب ہو گئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جانب قریب تھے وہ ان کو پانی میں لے جا رہے تھے اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے تھے" ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ "(یہ سادھا ہے زبردست جاننے والے کا۔ سورۃ الانعام آیت 96) اور پانی ان کو آہستہ آہستہ لے جا رہا تھا۔ راوی نے کہا کہ میرا گھوڑا ہموار قائم رہا۔ جب وہ تھک جاتا تو ایک ٹیلہ نمودار ہو جاتا اور وہ اس پر آرام لے لیتا گویا کہ زمین پر ہے۔ مدائن کے جہاد میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ کوئی نہیں ہے اور اسی بناء پر اس دن کو یوم الجراثیم کہتے ہیں۔ جب بھی کوئی تھک جاتا تو اس کے لئے جرثومہ یعنی ٹیلہ وغیرہ اُبھر آتا اور وہ اس پر آرام لے لیتا تھا۔

ابونعیم نے قیس بن ابی خازم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ بڑھ رہا تھا۔ جب کہ ہم دجلہ کے کثیر پانی میں تھے۔ گھوڑ سوار ٹھہر جاتا اور پانی گھوڑے کی تنگ تک نہیں پہنچتا تھا۔

ابونعیم نے حبیب بن صہبان سے روایت کی انہوں نے کہا جب مسلمانوں نے مدائن کے دن دجلہ کو عبور کیا تو اہل فارس نے کہا یہ لوگ جن ہیں انسان نہیں ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے صحیح بتا کر سلیمان بن مغیرہ سے انہوں نے حمید سے روایت کی کہ "ابو مسلم خولانی دجلہ کی طرف اس حال میں آئے کہ دریا لکڑی کو اپنی تیزی اور بڑھاؤ سے پھینکتا تھا تو وہ پانی پر چلے۔" امام احمد نے اس طرح روایت کی کہ وہ پانی پر کھڑے ہو گئے اور اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور انہوں نے بنی اسرائیل کا دریا میں چلنے کا ذکر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کو جھڑکا اور وہ ان کو لے کر چل دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عبور کر لیا۔ پھر انہوں نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا کوئی چیز تمہارے سامان میں سے گم تو نہیں ہوئی تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی واپسی کی دعا کروں اور وہ واپس کر دے۔

ابویعلیٰ وبیہقی اور ابونعیم نے ابوالسقر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیرہ گئے تو لوگوں نے ان سے کہا آپ زہر سے ڈرتے رہیں کہ عجمی لوگ آپ کو نہ پلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ تم زہر کو میرے پاس لاؤ پھر انہوں نے زہر کو ہاتھ میں لیا اور اسے بِسْمِ اللہِ پڑھ کر پی گئے۔ اور زہر نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ ابونعیم نے اس روایت کو کئی اور سندوں سے نقل کیا ہے اور کہا کہ یہ زہر ایک لحہ میں ہلاک کرنے والا تھا۔

نیز انہوں نے کلبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حیرہ پہنچے تو لوگوں نے ان کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا اس کے ساتھ

Marfat.com

ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا زہر تھا تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا لاؤ کہاں ہے وہ زہر؟ پھر انہوں نے زہر کو ہتھیلی پر رکھا اور پڑھا ''بسم اللہ و باللہ رب الارض و السماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء'' پھر اسے پی لیا اس کے بعد عبدالمسیح اپنی قوم کی طرف گیا اور ان سے کہا اے لوگو! انہوں نے وہ زہر ہلاہل پی لیا ہے اور اس نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا لہٰذا ان سے صلح کرلو۔ یہ کام اس کے لئے کیا گیا۔

ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح خثیمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی۔ لقب سیف اللہ المتوفی 22ھ مدینہ منورہ۔ آ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 18 احادیث مروی ہیں) کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا تو انہوں نے دعا کی اے خدا! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد ہوگیا۔ ایک روایت میں دوسری سند سے یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے سرکہ بنا دے گا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو سرکہ تھا۔ حالانکہ وہ شخص شراب لایا تھا۔

ابن سعد نے محارب بن وثار سے روایت کی انہوں نے کہا کہ کسی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں تو انہوں نے لشکر میں گشت کی اور ایک شخص کے پاس شراب کی چھاگل دیکھی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا اسے سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے کھولا تو وہ سرکہ تھا اس پر اس نے کہا یہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا اثر ہے۔

بیہقی و ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا اور وہ اس طرف روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب حلوان پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے موذن نضلہ کو اذان کا حکم دیا اور انہوں نے اذان شروع کی جب انہوں نے اللہ اکبر، اللہ اکبر، کہا تو پہاڑ سے جواب آیا ''بسرت یا نضلہ کبیرا'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' تو پہاڑ سے جواب آیا ''کلمۃ الاخلاص'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' پہاڑ سے جواب آیا ''بعثت النبی'' پھر انہوں نے کہا ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ'' پہاڑ سے جواب آیا ''کلمۃ مقبولۃ'' پھر کہا ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ'' پہاڑ سے جواب آیا ''البقاء لامۃ احمد'' پھر کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' جواب آیا ''بسرت کبیرا'' پھر کہا ''لا الہ الا اللہ'' پہاڑ سے جواب آیا ''کلمۃ حق حرمت علی النار'' اس وقت نضلہ نے اسے آواز دی اے شخص میں نے تیرا کلام سنا اب ہمیں اپنا چہرہ دکھا تو پہاڑ شق ہوا اور ایک مرد سفید سر اور سفید ریش نکلا۔ اس کا سر چکّی کی مانند تھا۔ نضلہ نے اس سے پوچھا اے شخص تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ذویب ہوں اور عبد صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نصیحت یافتہ ہوں۔ انہوں نے میری درازیٔ عمر کی دعا کی اور مجھے اس پہاڑ میں ان کے آسمان سے نازل ہونے تک ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلّم کہاں ہیں؟ ہم نے کہا وہ تو وصال فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت دیر تک رویا پھر اس نے پوچھا تم میں سے ان کی جگہ کون قائم ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں۔ وہ بھی رحلت فرما چکے ہیں اس نے پوچھا تم میں ان کے بعد کون قائم ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس نے کہا تم ان سے کہنا کہ اے عمر! استقامت اور قربت رکھیں کیونکہ امر قریب آ پہنچا ہے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر بھیجا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خط لکھا کہ تم نے سچ لکھا ہے بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اس پہاڑ میں عیسیٰ ابن مریم کا وصی ہے"۔ اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں۔

ابونعیم نے حارث بن عبداللہ ازدی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یرموک میں اترے تو ان کے پاس رومی لشکر کے سردار نے اپنے بڑوں میں سے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام جرجیر تھا اس نے کہا کہ میں آپ کی طرف ماہان کا قاصد ہوں وہ شاہ روم کا شام پر حاکم ہے۔ اسنے آپ سے کہلوایا ہے کہ میری طرف کسی مردِ عاقل کو بھیجئے تا کہ ہم اس سے پوچھیں کہ آپ کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم اس کی طرف جاؤ وہ وقت غروبِ آفتاب کا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کل صبح میں اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا اور مسلمان نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ وہ رومی سردار مسلمانوں کو نماز پڑھتا اور دعا مانگتا دیکھتا رہا اور اپنے سردار کی طرف لوٹ کر نہ گیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ حضرات اس دنیا میں کب داخل ہوئے ہیں اور کب آپ کو اسکی دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا تقریباً بیس سال گزرے ہیں۔ ہم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام لائے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو آپ علیہ السلام کے بعد اسلام لائے ہیں۔ رومی شخص نے پوچھا کیا تمہارے رسول نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی رسول آئے گا؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیں اسکی خبر دی ہے کہ آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور آپ علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ علیہ السلام کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ اس رومی شخص نے کہا میں اس بشارت کے گواہوں میں سے ہوں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بشارت دی ہے کہ ایک نبی ناقہ سوار ہو گا اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ نبی تمہارے آقا ہی ہیں۔ پھر اس رومی نے کہا کہ مجھے خبر دیجئے کہ تمہارے آقا نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا خبریں دی ہیں۔ اس بارے میں تم لوگوں کا کیا نظریہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ آل عمران آیت 59

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ
مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اُسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔''

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ النساء آیت 171

یَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

ترجمہ:۔ ''اے اہل کتاب اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ''

ترجمان نے ان آیات الٰہی کی تفسیر رومی زبان میں بیان کی۔ یہ سن کر اس رومی شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہی صفت ہے وہ روح اللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی صادق ہیں اور وہ نبی وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

ابو یعلیٰ نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا۔ اور میں ان کا امیر تھا یہاں تک کہ ہم اسکندریہ اُترے۔ عظمائے اسکندریہ میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس کسی کو بھیج دو تاکہ میں اس سے گفتگو کروں۔ تو میں اسکے پاس پہنچا اور میں نے کہا ہم عرب ہیں اور ہم بیت اللہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم لوگوں میں بہت تنگ حال تھے۔ ہماری زندگیاں بڑی عسرت میں تھیں اور ہم مُردار اور خون کھاتے تھے اور ہم ایک دوسرے کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جو حال میں ہم سے بہتر نہ تھے۔ اس نے کہا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اور اس نے ہمیں ایسی چیزوں کا حکم دیا جسے ہم جانتے تک نہ تھے۔ اور ہمیں ان چیزوں سے منع فرمایا جن پر ہم تھے۔ اور ہمارے ماں باپ تھے۔ اس پر ہم نے ان کو بُرا کہا اور ہم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی بات ان پر رد کر دی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس ہمارے سوا ایک اور قوم آئی اور انہوں نے کہا ہم آپ علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کا اتباع قبول کرتے ہیں اور ہم اس سے لڑیں گے جو آپ علیہ السلام سے لڑے گا پھر اُس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے ان کی طرف خروج کیا اور ہم نے ان سے جنگ کی۔ اور وہ ہم پر غالب آئے اور ہم مغلوب ہو گئے۔ اس پر عظیم اسکندریہ نے کہا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سچ فرمایا بلاشبہ ہمارے رسول ہمارے پاس اس کی مثل لے کر آئے جس کو تمہارے رسول علیہ السلام لائے۔ اور ہم اس پر عمل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے درمیان دو گروہ پیدا ہو گئے۔ اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے۔ اور انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ بلاشبہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکموں کو تھام لیا ہے۔ تم سے جو کوئی جنگ کرے گا تو تم اس پر ضرور غالب آؤ گے۔ اور تم پر جو بھی حملہ کرے گا تم اس پر ضرور غالب رہو گے۔ اور جب تم نے وہ عمل کیے جو خواہشوں کی پیروی کرنے والوں نے عمل کیے تو تم لوگ نہ ہم سے گنتی میں زیادہ ہو گے اور نہ قوت میں ہم سے شدید ہو گے۔

بخاری اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب قحط سالی ہوتی تو وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کہتے تھے ''اللّٰھم

Marfat.com

نتوسل الیک الیوم بعم نبیک فاسقنا ''تو بارش ہو جاتی تھی۔

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی اور کہا ''اللّٰھم ھذا عم نبیک نتوجہ الیک بہ فاسقنا '' زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سیراب کر دیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مرتبہ میں دیکھتے تھے جس طرح بیٹا اپنے باپ کو دیکھتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کی تعظیم وتوقیر فرماتے اور تقسیم میں حُسن سلوک فرماتے تھے لہٰذا تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آپ علیہ السلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پیروی کرو اور ان کو بارگاہ الٰہی میں اس چیز میں جو حادثہ تمہیں پیش آئے وسیلہ بناؤ۔

ابن سعد و بیہقی نے ثابت بناتی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے وہ ثابت کی طرف سے ان کی زمین کے نگراں تھے انہوں نے کہا تمہاری زمین پیاسی ہے۔ یہ سن کر ثابت بناتی نے نماز پڑھی اور دعا کی اُسی وقت ابر اُمڈ کر آیا اور اس کی زمین کو ڈھانپ لیا اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور نالے بھر گئے۔ یہ گرمی کا موسم تھا۔ پھر انہوں نے گھر کے کسی آدمی کو زمین دیکھنے کے لئے بھیجا کہ دیکھیں بارش کہاں تک ہوئی ہے تو اس نے دیکھا کہ اس بارش نے ان کی زمین سے تجاوز نہیں کیا ہے نیز اسے ابن سعد نے بطریق ثمامہ بن عبداللہ بھی روایت کی ہے۔

ابن سعد نے نافع مولائے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور زید بن اسلم سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے کھڑے فرمایا ''یا ساریہ بن زنیم الجبل ظلم من استرعی الذئب الغنم '' ''اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لو۔ وہ شخص ظالم ہے جس نے بکریوں کو بھیڑیئے سے چروایا''۔ اس کے بعد خطبہ دیتے رہے جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے نہیں جانا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہاں تک کہ جب ساریہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم دشمنوں کے نرغے میں تھے چونکہ ہم زمین کے نشیب میں تھے اور وہ لوگ بلند قلعے میں تھے۔ میں نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک پکار ایسی ایسی سُنی اور یہ وہی وقت تھا جس وقت کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکارا تھا کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ یہ پکار سُن کر میں نے اپنے رفقاء کے ساتھ پہاڑ کی پناہ لے لی تو زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرما دی۔ کسی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا یہ کیسی بات تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ساریہ کو کوئی القاء نہیں کیا مگر وہ بات میری زبان پر جاری ہو گئی۔

ماوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے جہجاہ غفاری ان کے پاس آیا اور ان کی عصا لے کر اسے توڑ ڈالا تو جہجاہ پر سال نہیں گزرا کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں آکلہ بھیج دیا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن السکن نے بطریق فلیح بن سلیم ان کے چچا سے انہوں نے ان کے باپ سے اور ان کے چچا سے روایت کی۔ دونوں نے کہا کہ ہم دونوں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جہجاہ غفاری آیا اور اس نے ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا لوگ اس پر چلائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں مرض کیا اور پھر ایک سال بھی نہیں گزرا کہ وہ غفاری مر گیا۔

ابن سعد نے نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے اچانک جہجاہ غفاری اٹھ کر ان کی طرف آیا اور ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تو اس کے گھٹنے میں آکلہ پیدا ہو گیا۔

بیہقی نے حبیب بن مسلمہ سے روایت کی وہ ایک لشکر پر امیر تھے جب وہ دشمن کے مقابل ہوئے تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مجتمع ہو کر دعا مانگی جاتی ہے اور لوگ آمین آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور یہ دعا مانگی ”اللّٰھم احقن و مائنا واجعل اجورنا أجو رالشھداء“ اسی اثنا میں کہ وہ مقابلے میں تھے اچانک دشمن کا سردار اُترا اور وہ حبیب کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حبیب سے روایت کی کہ انہوں نے ایک دن قلعہ پر حملہ کیا اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی یہی نعرہ لگایا تو قلعہ پھٹ گیا۔

حضرت ابونعیم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جہاد میں گئے اور کشتی میں سوار ہوئے۔ وہ دریا میں ہی فوت ہو گئے اور مسلمانوں کو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملا جہاں انہیں دفن کرتے مگر سات دن کے بعد جزیرہ ملا اس عرصہ میں ان کا جسد کچھ بھی متغیّر نہ ہوا۔ اور ان کو اس جگہ دفن کر دیا گیا۔

ابن الدنیا اور بیہقی نے بطریق لیث، ابن عجلان سے روایت کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رشتہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ماموں تھے المتوفی 55ھ مدینہ منورہ) نے بنی عذرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس آئے تو بستر پر سانپ کو دیکھا۔ اس عورت نے کہا اسے آپ دیکھ رہے ہیں جب سے کہ میں اپنے گھر تھی یہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سانپ سے کہا خبردار ہو کر سُن لے یہ میری بیوی ہے میں نے اس سے مالی مہر کے عوض نکاح کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لئے حلال کیا ہے۔ اور تیرے لئے اس میں سے کچھ حلال نہیں کیا ہے لہٰذا تو چلا جا اب اگر تو پھر آیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا تو وہ سانپ رینگنے لگا۔ یہاں تک کہ گھر کے دروازے کے باہر نکل گیا اس کے بعد وہ

پھر نہ آیا۔

بیہقی نے بطریق عائشہ بنت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی والدہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں دوپہر کا قیلولہ کر رہی تھی اور میں نے اوپر لحاف ڈال رکھا تھا۔ اچانک ایک اسود میرے پاس آیا اور وہ مجھ سے لپٹنے لگا اسی اثناء میں کہ وہ مجھ سے لپٹ رہا تھا زرد ورقوں کا ایک صحیفہ میرے روبرو آسمان سے اترا یہاں تک کہ وہ میرے قریب آ گرا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا دیکھا ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . من رب لکین الی لکین اما بعدفدع امتی بنت عبدی الصالح فانی لم اجعل لک علیھما سبیلا.'' انہوں نے کہا پھر اس اسود نے میری چٹکی لی اور کہا تم اسی کے لائق ہو تو اس چٹکی کا نشان ان کے جسم میں برابر رہا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی انہیں شعور نہ ہوا کہ ایک بزنجی گود کران کے سینہ پر جا بیٹھا اور اپنا ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا۔ اچانک زرد رنگ کا صحیفہ زمین وآسمان کے درمیان سے اترا۔ بنت عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یہاں تک کہ وہ صحیفہ میرے سینہ پر آ گرا اور اسے زنگی نے لے لیا۔ پھر اسنے پڑھا تو لکھا تھا ''من رب لکین الی لکین اجتنب امته العبد الصالح فانه لا سبیل لک علیھما' 'اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے کھینچ لیا اور میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا اور جگہ سیاہ ہوگئی حتٰی کہ وہ بکری کے سر کی مانند ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے یحیٰی بن سعید سے روایت کی انہوں نے کہا جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی وفات کا وقت آیا تو ان کے پاس تابعین میں سے بکثرت لوگ جمع ہو گئے جن میں عروہ اور قاسم بھی تھے اچانک انہوں نے چھت سے ایک آواز سنی دیکھا تو وہ کالا اژدھا تھا اور وہ گرا گویا کہ کھجور کا بڑا تنا ہے۔ وہ اٹھ کر ان کی طرف آیا اچانک ایک سفید ورق گرا جس میں لکھا تھا ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . رب کعب الی کعب لیس لک علی نبات الصالحین سبیل'' جب اس نے اس صحیفہ کی طرف نظر کی تو وہ بلند ہوا یہاں تک کہ وہ جہاں سے اترا تھا وہیں چلا گیا۔

ابونعیم نے طلق سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا اور وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک سانپ سامنے آیا اور اس نے کعبہ کے گرد سات چکّر لگائے۔ پھر وہ مقام ابراہیم آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا۔ اور ہمیں بھی یہی سزاوار ہے کہ عبادت کریں۔ ہوشیار رہو۔ ہمیں تمہارے اوپر لوگوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ تمہیں گزند نہ پہنچائیں۔ پھر وہ کوہان کی مانند آسمان کی طرف اُٹھ گیا۔

ابونعیم نے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرو مسجد الحرام میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک کوڑیالہ سانپ نمودار ہوا۔ اسنے آ کر خانہ کعبہ کے سات چکّر لگائے۔ پھر وہ مقامِ ابراہیم آیا گویا

کہ اس نے نماز پڑھی۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے شخص! شاید کہ تم نے اپنی عبادت ختم کر لی ہے اور میں اپنے شہر کے کم عقلوں کی طرف سے تجھ پر بے خوف نہیں ہوں پھر وہ پلٹا اور آسمان میں چلا گیا۔

دائمی نشانیاں جو عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے تا دمِ تحریر موجود ہیں

ابو نعیم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جس آدمی کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اُٹھالی جاتی ہیں''۔

ابو نعیم و بیہقی نے سنن میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جو کنکریاں اس سے مقبول ہوتی ہیں وہ اُٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم وہاں پہاڑ کی مانند یقیناً کنکریاں پڑی دیکھتے''

ابو نعیم اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ان سے کسی نے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت دریافت کیا کہ وہ ویسی ہیں جیسے کہ آپ نے دیکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا جو کنکری مقبول ہوتی ہے اسے اُٹھالیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً کوہ ثبیر کی مانند ہو جاتیں۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کنکری کے ساتھ فرشتہ مقرر کیا ہے جو کنکری مقبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے اور جو کنکری نامقبول ہوتی ہے وہ پڑی رہ جاتی ہے۔

ابو نعیم نے فرمایا یہ نشانی ظاہر و بین ہے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نبوت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ علیہ السلام کی شریعت نے حج بیت اللہ کو واجب فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے زمین سب سے پہلے شق ہوگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ علیہ السلام کے لئے زمین شق ہوگی اور صعقہ سے سب سے پہلے آپ علیہ السلام افاقہ پائیں گے۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں محشور ہوں گے۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم براق پر اُٹھائے جائیں گے۔ اور یہ کہ موقف میں آپ علیہ السلام کے نام کے ساتھ اذان دی جائے گی اور یہ کہ آپ علیہ السلام کے موقف میں جنّت کے عظیم حلّوں میں سے دو حلّے پہنائے جائیں گے۔ اور آپ علیہ السلام کا مقام عرش کی داہنی جانب ہوگا۔

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''روز قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے شفاعت کرنیوالا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی''

Marfat.com

محدثین کرام رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمام لوگ غشی میں ہوں گے۔ سب سے پہلے میں ہی افاقہ پاؤں گا''

ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی طلوع ہونے والی فجر نہیں ہے مگر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں۔ اور وہ اپنے بازوؤں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر رکھتے ہیں۔ اور اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں اور آپ علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے، جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جب قیامت ہوگی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔

طبرانی و حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمام انبیاء چار پایوں پر اُٹھیں گے اور میں براق پر اٹھوں گا۔ اور بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ناقہ پر اٹھیں گے وہ محض اذان اور شہادتِ حق کے ساتھ ندا کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّد'' الرَّسُوْلُ اللہِ کہیں گے تو تمام اوّلین و آخرین کے مسلمان ان کی گواہی دیں گے۔ تو جن کی شہادت قبول کی جائے گی وہ قبول ہوگی۔ اور جن کی شہادت رد کی جائے گی۔ وہ رد ہوگی''

ابن زنجویہ نے فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضرمی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''صالح علیہ السلام کے لئے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی قبر کے پاس اس پر سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ ان کو محشر میں پہنچائے گی''۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ عضبا پر سوار ہوں گے۔ فرمایا ''نہیں۔ اس پر میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر ہوں گا۔ مجھ کو اس کے ساتھ اس دن تمام انبیاء پر خاص کیا جائے گا۔ اور بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور وہ اس کی پشت پر اذان دیں گے۔ تو جب انبیاء اور ان کی اُمتیں ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّد'' الرَّسُوْلُ اللہِ '' سُنیں گی تو کہیں گی ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو جنّت کے حلّوں میں سے ایک حلّہ مجھے دیا جائے گا۔ پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے سوا مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس جگہ کھڑا ہو''

ابو نعیم نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سب سے پہلے جسے حلّہ پہنایا جائے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر وہ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھیں گے اس کے بعد میرا جوڑا لایا جائے گا۔ اور میں اسے پہنوں گا۔ اور میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا

Marfat.com

جہاں میرے سوا کوئی نہ کھڑا ہوگا۔اس مقام پر اولین وآخرین مجھ پر رشک کریں گے"

بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا"سب سے پہلے جسے جنّتی حلہ پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے لئے لایا جائے گا۔اور میں اس جنّتی حلّہ کو پہنوں گا۔کوئی بشر اس کی قیمت کا اندازہ نہ لگا سکے گا"

ابونعیم نے اُم کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا"میں مسلمانوں کا سردار ہوں جب کہ اٹھائے جائیں۔جب کہ وہ وارد ہوں گے۔تو میں ان سے پہلے وارد ہوں گا۔اور میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا۔جب وہ مایوس ہونگے۔اور میں ان کا امام ہوں گا۔جب کہ وہ سجدہ کریں گے۔اور رب تعالیٰ کے حضور میں ان سے زیادہ قریب بیٹھنے والا ہوں گا۔جب کہ وہ جمع ہوں گے۔میں کھڑا ہوں گا اور کلام کروں گا۔میرا رب میری تصدیق فرمائے گا۔میں شفاعت کروں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرے گا۔میں سوال کروں گا اور وہ مجھے عطا فرمائے گا"

دارمی، ترمذی، ابویعلی، بیہقی وابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ"باہر آنے والے لوگوں میں، میں پہلا شخص ہوں گا جب کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔اور میں ان کا قائد ہوں گا جب کہ وہ بلائے جائیں گے۔میں ان کا خطیب ہوں گا جب کہ وہ خاموش رہیں گے۔اور میں ان کا شافع ہوں گا۔جب کہ وہ روک لئے جائیں گے۔اور میں ان کی بشارت دینے والا ہوں گا جب کہ وہ مایوس ہوں گے۔لواء الکرم میرے ایک ہاتھ میں ہوگا اور جنّت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔اور لواء الحمد میرے دوسرے ہاتھ میں ہوگا۔میں اپنے رب کے حضور اولادِ آدم سے کریم ہوں گا۔یہ فخریہ نہیں۔ایک ہزار ایسے خادم میرے گرد ہوں گے گویا وہ لؤلؤ مکنوں ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مقام محمود پر فائز ہوں گے اور دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام مقام محمود پر فائز ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا۔اور یہ کہ آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا سب آپ علیہ السلام کے پرچم کے نیچے ہوں گے۔اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس دن امام الانبیاء، ان کے خطیب اور ان کے قائد ہوں گے۔اور یہ کہ آپ علیہ السلام اول شافع اور اول مشفع ہوں گے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی وہ شخص ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرے گا۔اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی کو سجدہ کا حکم ہوگا اور آپ علیہ السلام ہی سب سے پہل اپنے سر کو سجدے سے اٹھائیں گے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے تبلیغ پر گواہ

Marfat.com

طلب نہ کیا جائے گا۔ جب کہ تمام نبیوں سے تبلیغ پر گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اور مقدمات کے فیصلہ میں شفاعت عظمیٰ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی مخصوص ہوں گے۔ اور ایک قوم کو بغیر حساب جنّت میں داخل کرانے میں شفاعت کے ساتھ آپ علیہ السلام مخصوص ہوں گے۔ اور جو موحدین مستحق نار ہو گئے ہوں گے جہنّم میں ان کو نہ داخل کرنے کی آپ علیہ السلام شفاعت کریں گے اور جنّت میں لوگوں کے درجات کی بلندی کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شفاعت کریں گے۔ اور جو کفّار ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے ان پر تخفیف عذاب کی شفاعت کریں گے۔ اور مشرکوں کے بچّوں کے بارے میں کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے آپ علیہ السلام شفاعت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 79

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴿۷۹﴾

ترجمہ:۔ ''قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسی جگہ (مقام محمود) کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں''۔

امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں روز قیامت سیّد الناس ہوں گا۔ اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اس دن اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا اور ہر ایک پکارنے والے کی آواز سُنے گا۔ ان کی نگاہیں ماخذ ہوں گی۔ اور سورج قریب ہوگا۔ اور لوگوں کو اتنا کرب وغم پہنچے گا کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گے اور نہ اس کا تحمل کر سکیں گے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے تم دیکھتے نہیں کہ کس حال میں ہو۔ اور کیسی شدّت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ تم اس شخص کو کیوں نہیں تلاش کرتے جو تمہاری شفاعت تمہارے رب سے کرے۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے سب کے باپ آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کرینگے اے آدم علیہ السلام آپ ابو البشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اپنے رب کے حضور شفاعت کیجئے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کو کتنی شدید تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے بیشک، آج میرے رب کا غضب عظیم ہے۔ ایسا غضب اس سے پہلے کبھی نہیں کیا اور نہ اس جیسا کبھی آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا۔ مگر مجھ سے حکم عدولی ہوئی ''نفسی نفسی اذھبوا الی غیری۔'' ''مجھے اپنی فکر ہے، مجھے اپنی ہی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ'' پھر وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے اے نوح علیہ السلام! آپ روئے زمین کی طرف اول المرسلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عبدِ شکور رکھا ہے اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج بڑا غضب فرمایا ہے اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا نہ آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میری ایک دعائے خاص تھی جس کو میں نے اپنی قوم کی

Marfat.com

ہلاکت پر مانگ لی" نفسی نفسی نفسی اذھبو الی غیری "تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر آئیں گے۔ اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ زمین کی جانب نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ بلاشبہ میرے رب نے آج بڑے غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا اور نہ آیندہ کرے گا۔ پھر وہ اپنے کذبات کا ذکر کرکے فرمائیں گے "نفسی نفسی نفسی اذھبوا الی غیری "تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور اپنے ساتھ کلام فرما کر لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدّت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ وہ فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج بڑا غضب فرمایا ایسا غضب نہ تو پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کبھی کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک جان کو ہلاک کیا جس کے ہلاک کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ "نفسی نفسی اذھبوا الی غیری "تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول اور اسکے کلمہ ہیں جسے مریم کی جانب القا فرمایا اور اس کی روح ہیں۔ اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات کی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت اور تکلیف کا سامنا ہے۔ وہ فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے کہ اس جیسا نہ پہلے غضب کیا اور نہ اس کے بعد کرے گا اور وہ اپنی کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے مگر یہ کہیں گے کہ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جاؤ تو وہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ اللہ کے رسول، خاتم النبیین، اور (سورۃ الفتح آیت 2) "لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" (تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے) ہیں۔ اپنے رب کے حضور آپ علیہ السلام ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدّت و تکلیف کا سامنا ہے تو اس وقت میں کھڑا ہوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا۔ اور اپنے رب کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد وثناء کا اظہار فرمائیگا۔ اور مجھے الہام فرمائے گا۔ اور میں ایسی حمد وثنا کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے ایسی حمد وثنا کی کشائش نہ ہوئی اور فرمایا جائے گا "یا محمد! ارفع راسک، سل تعطه، اشفع تشفع" "آپ اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی"۔ "میں عرض کروں گا اے رب میری امت، اے رب میری امت، اے رب میری امت" فرمایا جائے گا "اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنّت کے دروازوں کی داہنی

Marfat.com

جانب سے داخل کر دیں۔ درآنحالیکہ آپ کی امت ان دروازوں کے سوا جنّت کے دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہوگی“۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جنّت کے دروازوں کے دو پٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے“

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”روز قیامت تمام مسلمان جمع کیے جائیں گے۔ اور اس دن کے لئے خاص اہتمام کیا جائے گا، وہ کہیں گے کاش ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کرنے والا کوئی ہوتا اور وہ ہمیں اس جگہ کی سختیوں سے راحت بخشتا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے یدِ قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کے لئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شئی کے اسماء کا علم سکھایا آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ہم اس جگہ کی سختیوں سے راحت پائیں۔ وہ ان سے فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لئے نہیں ہوں۔ اور وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے رب سے حیا کرینگے اور وہ کہیں گے تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ اول رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو روئے زمین کی طرف مبعوث فرمایا پھر وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے۔ جو بغیر علم کے انہوں نے رب سے سوال کیا تھا اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے وہ فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئینگے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان کو توریت عطا فرمائی ہے۔ تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ اور ان سے اس جان کا ذکر کریں گے جو بغیر نفس کے ہلاک کیا تھا۔ اس بناء پر اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لیکن تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ ”غَفِرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ“ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں کے گناہ اور آپ کے پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں تو میں اٹھوں گا اور مسلمانوں کی دو صفوں کے درمیان جاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اذن چاہوں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں اسکے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! آپ اپنا سر اٹھایئے، کہیئے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور مانگیئے آپ کو وہ دیا جائے گا“۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور میں اس تحمید کے ساتھ حمد کروں گا جو وہ مجھے

Marfat.com

سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرّر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنّت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد میں دوبارہ بارگاہِ ربّ ذوالجلال والاکرام میں حاضر ہوں گا اب میں اپنے ربّ العزت کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! سر اٹھایئے کہئے سُنا جائے گا۔ مانگیئے وہ عطا کیا جائے گا۔ اور شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اسکی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ اور میں ان کو جنّت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ بارگاہِ ربّ ذوالجلال میں حاضر ہوں گا۔ جب میں اپنے ربّ کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے مجھے سجدہ میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمایا جائے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)! سر اٹھایئے، کہیئے سنا جائے گا۔ مانگیئے آپ کو وہ دیا جائے گا شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا اور میرے لئے ایک اور حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنّت میں داخل کروں گا اسکے بعد فرمایا کہ میں چوتھی مرتبہ بارگاہِ ربّ ذوالجلال میں حاضر ہوں گا۔ اور میں عرض کروں گا اب وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روکا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا پھر وہ لوگ جہنّم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے ''لَا اِلٰـہَ اِلاَّ اللہُ'' کہا اور ان کے دل میں جَو کے برابر خیر ہے اس کے بعد وہ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے ''لَا اِلٰـہَ اِلاَّ اللہُ'' کہا اور ان کے دل میں گندم برابر خیر ہے اس کے بعد وہ لوگ جہنّم سے نکالے جائیں گے۔ جنہوں نے ''لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ'' کہا اور ان کے دل میں ذرّہ برابر خیر ہے''

امام احمد نے بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ صراط سے گزرتے ہیں۔ اچانک عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے یہ انبیاء کی جماعت ہے۔ جو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! آپ کے پاس آئی ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام اُمتوں کے درمیان سے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے اس غم کو چھانٹ دے جس میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ تو لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پسینہ میں دہانوں تک غرق ہوں گے۔ لیکن مومن کی حالت ایسی ہوگی جیسے زکام کی حالت ہوتی ہے اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ انکو موت ڈھانپے گی۔ اس وقت فرماؤں گا آپ انتظار کیجئے یہاں تک کہ میں فارغ ہو کر آؤں''۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جائیں گے اور عرش کے نیچے قیام کریں گے۔ اور آپ علیہ السلام کو وہ تقرب حاصل ہوگا جو نہ کسی برگزیدہ فرشتہ کو ملا اور نہ نبی و رسول کو۔ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے فرمائے گا ''تم میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو آپ اپنا سر اٹھایئے مانگیئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت قبول کی جائے گی'' تو میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور ننانوے میں سے ایک انسان کو نکالوں گا۔ اس طرح میں برابر اپنے رب کی بارگاہ میں آتا جاتا رہوں گا اور میں جہاں کھڑا ہوں گا شفاعت ہی

کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ اذن عطا فرمائے گا کہ ''اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ اپنی امت کے ہر اس شخص کو جسے اللہ نے پیدا کیا ہے اور اس نے صرف ایک دن اخلاص کے ساتھ ''لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ'' کی شہادت دی ہو اور وہ اسی ایمان خالص پر مر گیا ہو نکال کے جنّت میں داخل کر دیں''

امام احمد وابویعلی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہر نبی کے لئے ایک دعا ہوتی تھی جس کو انہوں نے دنیا میں پورا کرا لیا مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے اور میں روز قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا۔ جس سے زمین شق ہوگی۔ یہ فخریہ نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ فخریہ نہیں۔ آدم اور ان کے ماسوا تمام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ یہ فخریہ نہیں۔ لوگوں پر قیامت کا دن طویل ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے ہمیں آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنا چاہئے۔ وہ ابوالبشر ہیں تا کہ وہ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں۔ اور ہمارا فیصلہ کرائیں مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں تمہارے کام کا نہیں ہوں۔ میں جنّت سے اپنی لغزش کی بنا پر باہر کیا گیا ہوں۔ آج کے دن اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے۔ لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اول الانبیاء ہیں تو وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے۔ لیکن تم ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس جاؤ تو وہ ان کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے ابراہیم علیہ السلام ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارا فیصلہ کرایئے مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ اور وہ اپنے تین کذبات کا ذکر فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ خدا کی قسم! میں نے ان کے ساتھ مجادلہ نہیں کیا۔ مگر دین خدا سے کہ ہم شدید اضطراب میں ہیں، ایک قول یہ کہ ''انی سقیم'' میں علیل ہوں دوسرا قول یہ کہ ''بل فعلہ کبیرھم ھذا'' بلکہ یہ فعل ان کے اس بڑے بُت نے کیا ہے۔ اور تیسرا قول جو اپنی بیوی کے بارے میں ہے جب کہ وہ بادشاہ ظالم کے پاس پہنچی تھیں کہ یہ میری (دینی) بہن ہے۔ آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم نہیں ہے۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رسالت سے برگزیدہ فرمایا۔ اور ان کو اپنے کلام سے نوازا ہے تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز کیا ہے اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں میں نے ایک جان کو بغیر جان کے ہلاک کیا ہے آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ اور ہمارے درمیان فیصلہ کرایئے۔ مگر وہ فرمائینگے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لوگوں نے مجھے اللہ کے سوا معبود ٹھہرا لیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم نہیں ہے۔ لیکن ہر سامان اپنے ہی صندوق میں محفوظ ہوتا ہے اس پر مہر

Marfat.com

لگی ہو۔ بتاؤ کیا کوئی قدرت رکھتا ہے کہ صندوق کے بیچ میں ہاتھ ڈالے بغیر اس کی مہر توڑے؟ لوگ کہیں گے نہیں تو وہ فرمائیں گے بلاشبہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ بلاشبہ آج وہ جلوہ افروز ہیں۔ بلاشبہ انہیں کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تو وہ سب میرے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرایئے اور میں فرماؤں گا کہ آؤ ''انا لھا'' میں ہی اس کام کے لئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا اور جس سے راضی ہوگا اذن عطا فرمائے گا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی خلق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائے گا تو منادی پکارے گا کہاں ہیں ''احمد''، کہاں ہے ان کی امت۔ تو ہم ہی آخرین اور ہم ہی اولین ہیں، ہم آخرالامم ہیں اور ہم حساب کئے جانے والوں میں اوّل ہیں۔ اور تمام امتیں ہمارے لئے ہمارا راستہ چھوڑیں گی اور ہم اس شان سے گزریں گے کہ وضو کے اثر سے ہمارے اعضاء ''غر محجلین'' چمکتے دمکتے ہوں گے۔ تمام امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ ساری امت انبیاء ہوتی اور ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے اور میں دروازے کی زنجیر پکڑ کر دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا۔ کہا جائے گا کون ہے میں فرماؤں گا ''محمد''۔ اور میں اپنے رب عزوجل کے حضور حاضر ہوں گا۔ وہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔ اور میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ کسی نے مجھ سے پہلے ان محامد سے اس کی حمد نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی اس کے ساتھ اس کی حمد کرے گا۔ اور فرمایا جائے گا ''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ اپنا سر اٹھایئے مانگیئے وہ آپ کو دیا جائے گا کہیے سُنا جائے گا۔ اور شفاعت کیجیے شفاعت قبول کی جائے گی''۔ تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت! میری امت! فرمایا جائے گا ہر اس شخص کو نکال لیجیے جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال ایمان ہے۔ اس کے بعد میں دوبارہ حاضر ہوں گا اور سجدہ کر کے وہی عرض کروں گا جو پہلے کیا تھا۔ فرمایا جائے گا ''ارفع راسک وقل تسمع، وسل تعطہ و اشفع تشفع'' میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت، میری امت، حق تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اور پہلے طبقے سے کم ہے اسے نکال لیجیے۔ اس کے بعد میں پھر بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور ویسا ہی عرض کروں گا فرمایا جائے گا ''ارفع رأسک و قل لسمع لک و سل تعطہ واشفع تشفع'' اور میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت، میری امت، حق تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں پہلوں سے اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اسے نکال لیجیے''

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''انبیاء کے لئے تین سونے کے منبر ہوں گے۔ اور وہ ان منبروں پر تشریف رکھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا اور میں اپنے رب کے حضور اس خوف سے کھڑا ہوں گا کہ میرا رب مجھے تو جنت میں بھیج دے اور میری امت کا کوئی شخص باقی رہ جائے۔ تو میں عرض کروں گا اے

Marfat.com

رب امتی، امتی! اللہ تعالیٰ عزوجل فرمائے گا۔اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے بارے میں کیا کروں؟ میں عرض کروں گا اے رب! ان کا حساب جلد تر ہو۔ تو میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھ کو ان لوگوں کے نامۂ اعمال دیئے جائیں گے جن کو اس نے جہنم کی طرف بھیجا ہوگا۔ مالک داروغۂ جہنّم عرض کرے گا اے اللہ کے حبیب! میں نے اپنے رب کی رحمت سے آپ کی امت کا ایک شخص بھی باقی نہیں رہنے دیا ہے''

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ تمام لوگ روز قیامت پنجوں کے بل چلیں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے دوڑے گی وہ کہیں گے اے فلاں ہماری شفاعت کیجئے۔اے فلاں ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ وہ شفاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف ختم ہوگی تو وہ دن ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا کہ'' آفتاب بہت نزدیک ہوگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔اس دوران تمام لوگ فریاد و فغاں کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر وہ فرمائیں گے میں اس کا مجاز نہیں پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے آپ شفاعت کریں حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور آپ چلیں گے یہاں تک کہ جنّت کے دروازے کی زنجیر تھامیں گے تو اس دن اللہ تعالیٰ حضور کو مقامِ محمود پر مبعوث فرمائے گا اور سارا مجمع آپ علیہ السلام ہی کی تعریف و توصیف کرتا ہوگا۔

بزار و بیہقی نے البعث میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور کسی جان کو بات کرنے کی یارا نہ ہوگی۔ سب سے پہلے جس کو پکارا جائے گا وہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہوں گے۔اور آپ کہیں گے'' لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک والشر لیس الیک والمھدی من ھدیت و عبدک بین بدیک و بک و الیک ، لامنجاء منک الا الیک تبارکت و تعالیت سبحانک رب البیت ' 'اور اس وقت آپ شفاعت کریں گے۔اور اسی کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا: سورۃ بنی اسرائیل آیت 79

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

ترجمہ:۔ '' قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ (مقامِ محمود) کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں''

روزِ قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دیجائیگی

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم نے السنۃ میں سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ'' روز قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی۔ پھر وہ لوگوں کی کھوپڑیوں کے بہت قریب ہوگا۔ حتّٰی کہ وہ دو

کمانوں کے فاصلے کے قریب ہوگا اور لوگوں کو پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ پسینہ ٹپک کر زمین میں قد کے برابر آجائے گا۔ اور وہ بلند ہوتا جائے گا یہاں تک کہ لوگ غرغر کرینگے"۔ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ حال ہوگا کہ لوگ غق غق کرینگے۔ جب وہ لوگ اپنے اس حال کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ کس حال میں ہو۔ چلو اپنے ابوالاباء آدم علیہ السلام کے حضور میں آؤ اور اپنے رب کے حضور اپنی شفاعت کے طالب ہو۔ تو وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے باپ! آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی طرف سے رُوح پھونکی۔ اور اپنی جنّت میں آپ کو ٹھہرایا۔ اٹھیئے اور اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ بلاشبہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ پھر وہ لوگ کہیں گے بتایئے ہم کس کے پاس جائیں فرمائیں گے تم بندۂ شکر گزار کے پاس جاؤ۔ تو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے یا نبی اللہ! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندۂ شکر گزار بنایا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اب رب ذوالجلال کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ بتایئے اب ہم کہاں جائیں۔ وہ فرمائینگے تم ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس جاؤ تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے خلیل اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کس کے پاس جائیں؟ وہ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جو ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ ان کو سرفراز فرمایا۔ تو وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے کام کا نہیں ہوں۔ تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے پاس جاؤ۔ تو وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے کلمۃ اللہ! اے روح اللہ! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ وہ کہیں گے پھر بتایئے ہم کس کے پاس جائیں۔ وہ فرمائیں گے تم اس بندے کے پاس جس کے ہاتھ آج فتحِ شفاعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں وہی آج کے دن امن دینے والے اور ستودہ صفات تشریف فرما ہیں۔ وہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ علیہ السلام ہی وہ مقدس ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فتح باب شفاعت آپ علیہ السلام کے سپرد فرمایا ہے۔ اور آپ علیہ السلام کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں۔ اور آج کے دن آپ علیہ السلام ہی امن عطا کرنے والے تشریف فرما ہیں آپ علیہ السلام ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ اپنے رب کے حضور ہماری

Marfat.com

شفاعت کیجئے۔آپ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں ہی تمہارا مددگار، بابِ شفاعت کا مالک ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجمع کو چیرتے ہوئے جنّت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازے کی زنجیر پکڑ کر جو کہ سونے کی ہوگی دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ کہا جائے گا آپ کون ہیں؟ آپ علیہ السلام فرمائیں گے میں ''محمد'' ہوں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے دروازہ کھُل جائے گا۔ یہاں تک کہ رب العزت کے حضور قیام فرمائیں گے۔ اور سجدے میں اذن طلب کریں گے۔ اور آپ علیہ السلام کو اذن دیا جائے گا۔ پھر سجدہ کریں گے اس وقت ندا فرمائی جائے گی، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ اپنا سر اٹھائیے، مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور دعا کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام پر تحمید و تمجید اور ثنا کو کشادہ فرمائے گا ایسا کہ کسی مخلوق کیلئے اسے کشادہ نہ فرمایا اور ندا کی جائے گی اے ''محمد''! سر اٹھائیے مانگیے آپ علیہ السلام کو وہ دیا جائے گا شفاعت کیجئے وہ شفاعت قبول کی جائے گی۔ دعا کیجئے قبول ہوگی۔ پھر آپ علیہ السلام اپنا سر اُٹھائیں گے اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ امتّی امتّی عرض کریں گے۔ اور ہر اس شخص کی جس کے دل میں رائی کے دانے یا جَو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا شفاعت کریں گے تو یہ ہے وہ مقامِ محمودؒ''

اللہ تعالیٰ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شفاعت قبول فرمائے گا

طبرانی نے الکبیر میں اور ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ اوّلین وآخرین کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا تو مسلمان کہیں گے ہمارا رب ہمارے مابین فیصلہ کر کے تو فارغ ہو گیا ہے اب کون ہے جو ہماری شفاعت ہمارے رب کے حضور کرے۔ اور وہ لوگ کہیں گے آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کر کے ان سے کلام کیا ہے تو وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئینگے اور عرض کریں گے ہمارے رب نے ہمارا فیصلہ کر دیا ہے اور وہ حکم سے فارغ ہو گیا ہے۔ اب آپ اُٹھیئے اور ہمارے رب سے شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے۔ اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس حاضر ہونے کو فرمائیں گے چنانچہ وہ سب میرے پاس آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا کہ میں اس کے حضور کھڑا ہوں اور میرے جلوس کی جگہ سے ایسی خوشبو مہکے گی کہ کسی نے کبھی ایسی نہ سونگھی ہوگی۔ یہاں تک کہ میں

رب ذوالجلال والاکرام کے حضور پہنچوں گا اور وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا۔ اور میرے سر کے بالوں سے میرے پاؤں کے ناخنوں تک میرے لئے نور ہی نور ہوگا''

ابن ابی عاصم نے السنۃ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تک رفع کیا۔ حضور رسول کریم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں اپنے رب کے حضور برابر شفاعت کرتا رہوں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ میں عرض کروں گا اے میرے رب! ہر اس شخص کے لئے جس نے ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله'' کہا ہے میری شفاعت قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ کام نہ آپ کا ہے اور نہ کسی اور کا۔ قسم ہے مجھے اپنے عزّت وجلال اور اپنی رحمت کی میں کسی ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله'' کہنے والے کو جہنم میں باقی نہ رکھوں گا''

امام احمد وطبرانی نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کی۔ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے محمد! میں نے کسی نبی ورسول کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے مجھ سے وہ دعا مانگی جو میں نے انہیں خاص طور پر دی تھی تو اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ بھی مجھ سے مانگئے میں آپ کو وہ عطا فرماؤں گا مگر میں نے عرض کیا میری دعا روزِ قیامت اپنی امت کیلئے شفاعت کرنا ہے'' یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم شفاعت کیا ہے؟ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں کہوں گا کہ اے رب! وہ میری شفاعت جسے میں نے تیرے حضور محفوظ کیا ہے۔ رب العزّت فرمائے گا ہاں میرے پاس محفوظ ہے۔ تو حق تعالیٰ میری بقیہ تمام امت کو جہنّم سے نکالے گا۔ اور انہیں جنّت میں داخل کرے گا''

امام احمد وطبرانی و بزار نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل (بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن یزید بن جشم بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ لقب امام الفقہا عالم ربانی۔ فوتیدگی 18ھ بمقام بیسان شہر جو بیت المقدس اور دمشق کے درمیان واقع تھا جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالئے گئے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 157 احادیث مروی ہیں) اور ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو میں اپنی آدھی امت کو جنّت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے امت کے لئے شفاعت کو اختیار کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ امت کے لئے شفاعت زیادہ وسیع ہے۔ اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے بغیر فوت ہوا ہو''

طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں دوزخ کے معائنہ کے لئے جاؤں گا اور اس کے دروازے پر دستک دوں گا اور میرے لئے وہ

Marfat.com

کھولا جائے گا اور میں اس کے اندر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد ایسی کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا۔ اسکے بعد میں دوزخ سے ہر اس آدمی کو نکالوں گا جس نے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہا ہوگا"

ابویعلی نے بروایت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ "ہمیں چار چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ ہم سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میں نے اپنے رب سے پانچ چیزوں کا سوال کیا۔ اسنے مجھے وہ بھی عطا فرما دیں۔ وہ پانچویں چیز کیا ہی اچھی چیز ہے۔ (1) ہر نبی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا وہ اپنی قوم سے تجاوز نہیں کرتا تھا۔ مگر مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا۔ (2) اور یہ کہ ہمارا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے ہم سے خوف کھاتا ہے۔ (3) اور یہ کہ تمام زمین ہمارے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (4) اور یہ کہ ہمارے لئے غنیمت حلال کی گئی۔ اور ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔ (5) اور یہ کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ میری امت کا کوئی بندہ جو اس کی توحید کا اقراری ہو اس سے نہ ملے گا مگر یہ کہ میں اسے جنّت میں داخل کروں گا"

امام احمد وابن شیبہ اور طبرانی نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر بن ادد بن زید بن یشجب۔ یمن کے قبیلہ اشعر سے تھے۔ وفات 44ھ بمقام مکہ مکرمہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 360 احادیث روایت کی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ (1) مجھے سرخ وسیاہ (عرب وعجم) کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (2) ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (3) میرے لئے تمام زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (4) میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئیں۔ (5) اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ کیونکہ ہر نبی نے شفاعت کو مقدم رکھا ہے۔ (یعنی دنیا میں اس نے مانگ لی ہے) مگر میں نے اپنی شفاعت کو مؤخر کیا ہے۔ وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو میری امت میں اس حال میں فوت ہو کہ اس نے اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرایا ہو"

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، ابونعیم اور بیہقی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسیح الاسلام جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو بن ملیل بن صعیر بن حزام بن غفار بن ملیل بن حمزہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ غفاری۔ وفات 31ھ بمقام ربذہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 281 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں" پھر راوی نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند حدیث بیان کی۔ مگر انہوں نے پانچویں چیز میں کہا کہ "مجھ سے فرمایا جائے گا سوال کیجئے وہ آپ کو عطا ہوگا۔ تو میں نے اپنی دعا کو جو روزِ قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے ہوگی اٹھا رکھا ہے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میری وہ دعا ہر اس شخص کو پہنچے گی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو"

امام احمد وطبرانی نے اوسط میں اور حاکم وبیہقی اور ابونعیم نے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت میرے بعد جس چیز سے دوچار ہوگی وہ ایک دوسرے کا خون بہانا ہے۔ اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی واقع ہوچکی ہیں۔ تو میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ روزِ قیامت مجھے شفاعت کا ان کے درمیان والی بنادے۔ تو اس نے قبول فرمایا۔"

مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کہ سورۃ ابراہیم آیت 36

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٦﴾

ترجمہ: "اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میری اطاعت کی وہ تو مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو ہی غفور رحیم (بخشنے والا مہربان) ہے۔"

اور عیسیٰ علیہ السلام کے قول کہ سورۃ المائدہ آیت 118

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾

ترجمہ: "اگر تو نے ان پر عذاب کیا تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو نے ان کو بخش دیا تو تو ہی عزیز وحکیم (غالب حکمت والا) ہے۔"

رسول کریم علیہ السلام نے ان آیات کو تلاوت کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ "اُمتی اُمتی" اس کے بعد رسول کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے جبریل میرے حبیب کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔"

رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں

بزار وطبرانی نے اوسط میں بسند حسن ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ (1) مجھے سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا بلاشبہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف ہی بھیجے گئے تھے (2) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری

مدد کی گئی۔(3) اور مجھے غنیمت کھانے کو حلال کیا گیا۔ حالانکہ مجھ سے پہلے کوئی اسے نہ کھاتا تھا (4) اور میرے لئے تمام زمین پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی (5) اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک دعا دی گئی اور اس نے اس کے مانگنے میں عجلت کی مگر میں نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کیلئے مؤخر کیا ہے اور وہ دعا انشاء اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو''

ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں نے انسانی بچوں کے کھیل کود کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا۔ کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے وہ مجھے عطا فرمایا گیا''۔ ابن عبد البر نے کہا وہ خوردسال بچے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اعمال مثلاً کھیل کود وغیرہ بغیر قصد وارادہ کے ہوتے ہیں۔

امام احمد و ابن ابی شیبہ نے اور ترمذی و حاکم اور بیہقی نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام النبیّین، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا صاحب ہوں گا یہ فخر یہ نہیں ہے''

مسلم نے ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن کعب (بن قیس بن عبید بن زیاد بن معاویہ بن عمر بن مالک بن نجار۔ قبیلہ نجار اور لقب سید القراء۔ وفات 39ھ مدینہ منورہ بروز جمعۃ المبارک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 164 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں میں نے اسے واپس کر کے عرض کیا کہ اے رب میری امت پر آسانی فرما تو وہ دوبارہ آیا کہ میں دو حرف پر قرآن پڑھوں میں نے عرض کیا اے رب! میری امت پر آسانی فرما۔ تو وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آیا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں اور آپ کے لئے ہر پھیرے کے عوض جسے میں نے پھیرا ایک سوال کی اجازت دیتا ہوں جسے آپ مجھ سے مانگیں۔ تو میں نے عرض کیا اے خدا میری امت کو بخش دے اور دوسری اور تیسری قیامت کے دن کے لئے اٹھا رکھی ہے۔ جس دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہوگی۔ حتّٰی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے''

حاکم و بیہقی نے کتاب الرؤیۃ میں عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الصامت (بن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمر بن عوف بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ بیعت عقبہ اول دوم سوم میں شامل تھے۔ وفات 34ھ۔ مدفن بیت المقدس (یا رملہ) 181 احادیث کے راوی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے نہ ہو اور وہ کشادگی کا انتظار کرینگے میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ میں چلوں گا میرے ساتھ لوگ چلیں گے۔ یہاں تک کہ جنّت کے دروازے پر آؤں گا۔ اور دستک دوں گا۔ پوچھا جائے گا کون

Marfat.com

ہے۔ میں کہوں گا "محمد" کہا جائے گا آپ کا آنا مبارک ہو اور جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اسکے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور رحمت الٰہی سے حصہ حاصل کروں گا"

ابونعیم و ابن عسا کر نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہیں اور روح اللہ ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا آپ کو کیا عطا ہوا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "تمام اولادِ آدم روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنّت کے دروازے کو کھلواؤں گا"

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میں قائد المرسلین ہوں، یہ فخر یہ نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں، یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخر یہ نہیں"

دارمی و ترمذی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ کچھ اصحاب نبی علیہ السلام بیٹھے حضور سرکارِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے تھے کہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل علیہ السلام بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا دوسرے نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور تیسرے نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ چوتھے نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صفی فرمایا۔ اسی دوران حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باہر تشریف لے آئے اور فرمایا "میں نے تمہاری باتیں سُنی ہیں بلا شبہ ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں وہ اسی کے لائق تھے اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ اسی کے اہل تھے اور آدم علیہ السلام کو اللہ نے برگزیدہ کیا وہ اسی کے لائق تھے اور میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخر یہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنّت کا دروازہ کھلواؤں گا۔ اور یہ فخر یہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے فقراء مومنین ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں اکرم الاولین وآخرین ہوں، اللہ تعالیٰ کی جناب میں۔ اور یہ فخر یہ نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے"

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "مجھے جن وانس اور سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو دیگر نبیوں کے لئے حلال نہ تھیں اور میرے لئے تمام زمین مسجد وطہور بنائی گئی اور میرے مقابل ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد کی گئی۔ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں جو کہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں۔ اور مجھے ان کے ساتھ مخصوص کیا گیا۔ اور انبیاء کو نہیں۔ مجھے توریت کی جگہ مثانی اور انجیل کی جگہ مئین اور زبور کی جگہ حوامیم دی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔ میں دنیا وآخرت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ مجھ سے

Marfat.com

زمین شق ہوگی۔ اور میری امت سے زمین شق ہوگی۔ یہ فخریہ نہیں۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔ اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ یہ فخریہ نہیں۔ روز قیامت جنّت کی کُنجیاں میرے پاس ہوں گی یہ فخریہ نہیں۔ اور میں ہی بابِ شفاعت کو کھولوں گا یہ فخریہ نہیں۔ اور میں جنت کی طرف سابق الخلق ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں۔ اور میں امام ہوں گا اور میری امت میرے نقشِ قدم پر ہوگی''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ روزِ قیامت تمام سبب ونسب منقطع ہو جائیں گے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی کا سبب ونسب باقی اور قائم رہے گا۔ حاکم وبیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''روز قیامت میرے سبب و نسب کے سوا ہر سبب ونسب منقطع ہے''۔ ان سے حدیث کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ روز قیامت آپ علیہ السلام کی امت آپ علیہ السلام ہی کی طرف منسوب ہوگی۔ اور تمام نبیوں کی امتیں ان کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔ اور کہا گیا ہے کہ اس دن آپ علیہ السلام کے ساتھ جو نسبت کی جائے گی اس سے مخلوق کو نفع پہنچے گا۔ اور کوئی نسبت نفع نہ دے گی۔

سرکار دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب سے پہلے پُل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے درِ جنّت پر دستک دینگے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ''سب سے پہلے آپ علیہ السلام ہی پُل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے آپ علیہ السلام ہی بابِ جنت پر دستک دیں گے۔ اور سب سے پہلے آپ علیہ السلام ہی اس میں داخل ہوں گے۔ اور آپ علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کی صاحبزادی۔ اور یہ کہ ان کے سرِ مبارک کے ہر بال اور ان کے چہرے سے نور تاباں ہوگا۔ اور اہلِ محشر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نگاہیں بند کرلیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صاحبزادی صراط سے گزر جائیں''۔ اس ضمن میں عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بھی متعلقہ باب میں بیان کی گئی ہے۔

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جہنّم کے اوپر پُل نصب کیا جائے گا۔ اور سب سے پہلے میں اسے عبور کروں گا''

ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا اے اہلِ محشر اپنی نگاہوں کو بند کرلو تا کہ سیدہ فاطمہ بنت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم گزر جائیں۔ تو وہ دو سبز چادریں اوڑھے گزریں گی''

ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی پسِ پردہ سے ندا کرے گا کہ اپنی نگاہیں بند کرلو اور اپنے

Marfat.com

سروں کو جھکالو کیونکہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنّت کی طرف صراط سے گزریں گی"

مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سب سے پہلے میں ہی جنّت کے دروازے پر دستک دوں گا"

مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "روزِ قیامت میں جنّت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا۔ خازنِ جنّت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں فرماؤں گا "محمد"! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو وہ کہے گا مجھے آپ ہی کے لئے حکم دیا گیا کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں گا"

بیہقی وابونعیم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "روزِ قیامت سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ میرے سر سے زمین شق ہوگی اور یہ فخریہ نہیں ہے اور مجھے لواء الحمد دیا جائے گا یہ فخریہ نہیں ہے اور میں روزِ قیامت سید الناس ہوں گا یہ فخریہ نہیں ہے اور روزِ قیامت میں ہی سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں ہے"

طبرانی نے اوسط میں بسند حُسن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جنّت انبیاء پر حرام کردی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں۔ اور جنّت تمام امتوں پر حرام کر دی گئی ہے جب تک کہ میری امت اسمیں داخل نہ ہو جائے" اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

ابونعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں اور جنّت میں سب سے پہلے میرے پاس فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) داخل ہوں گی۔ سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم کی ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوثر عطا فرمایا گیا اور یہ آپ علیہ السلام ہی سے مخصوص ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کوثر وسیلہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور یہ کہ آپ علیہ السلام کے منبر کے پائے جنّت کی زمین میں نصب ہیں اور یہ کہ آپ علیہ السلام کا منبر جنّت میں بلند ترین جگہ پر ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور آپ علیہ السلام کے منبر کے درمیان باغِ جنّت میں سے ایک باغ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الکوثر

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ۝۱

''اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی''۔

ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھے بکثرت خصائص سے نوازا گیا ہے جن کو میں فخر سے نہیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میرے اگلوں اور میرے پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں اور میری امت کو خیر الامم بنایا ہے۔ اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ اور میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔ اور مجھے حوض کوثر دیا گیا۔ جس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں''

مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو موذن کہتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے وسیلہ سے مانگو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے۔ جو کسی کے لئے سزاوار نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کیلئے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے وسیلہ سے دعا کرے گا اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی''

عثمان بن سعید دارمی نے کتاب الرویا علی الجہیمہ میں عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الصامت سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ روزِ قیامت جنت نعیم کے اس اعلیٰ گوشہ میں مجھے رفعت عطا فرمائے گا۔ جس کے اوپر حملۃ العرش کے سوا کچھ نہیں ہے''

بیہقی نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے منبر کے پائے جنّت کی زمین میں نصب ہیں''۔ اور حاکم نے اسکی مثل ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

ارشادِ نبوی علیہ السلام '' میرے گھر اور منبر کا درمیانی ٹکڑا جنّت ''

ابن سعد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرا یہ منبر جنت کی بلند جگہوں میں سے ایک جگہ پر ہے''

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَابَیْنَ بَیْتِی وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃ'' مِنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ''میرے گھر اور منبر کا درمیانی ٹکڑا جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''

رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت دُنیا میں آخر اور آخرت میں اوّل ہے

رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ علیہ السلام کی اُمت دنیا میں تو

Marfat.com

آخر ہے اور روز قیامت اوّل ہے اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے فرمائے گا اور یہ امت موقف میں بلند پشتہ پر ہوگی اور امت اس حال میں آئے گی کہ آثارِ وضو چمکتے دمکتے ہوں گے۔ دنیا و برزخ میں ان کی سزا میں عجلت کی جائے گی تا کہ قیامت کے دن یہ پاک صاف ہو کر آئیں۔ یہ امت اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور اس سے جب نکلیں گی تو بغیر گناہ کے ہوں گے۔ ان کے گناہ مومنوں کے استغفار کے سبب نابود کر دئے جائیں گے۔ ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دئے جائیں گے۔ ان کی ذریت اور ان کا نور ان کے آگے دوڑتا ہوگا اور اس امت کے لوگوں کی پیشانیوں پر سجدوں کا نشان ہوگا۔ ان کے لئے دو نور ہوں گے اور وہ لوگ میزان میں تمام سے وزنی ہوں گے اور ان کے لئے وہ ہوگا جو انہوں نے خود سعی کی۔ اور وہ جو ان کے لئے سعی کی گئی بخلاف تمام امتوں کے۔

ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ’’ہم لوگ دنیا والوں میں آخر ہیں اور روز قیامت ہم لوگ اول ہیں تمام مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا‘‘

حاکم نے صحیح بتا کر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کر کے اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور ان کی امت موقف میں آخری امت ہوگی۔ اس کے بعد جہنم پر پل صراط نصب کیا جائے گا۔ اس کے بعد منادی پکارے گا کہاں ہیں ’’احمد‘‘ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اور ان کی امت۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کھڑے ہو جائیں گے اور آپ علیہ السلام کے پیچھے آپ علیہ السلام کی امت خواہ وہ نیک ہو یا گنہگار چلے گی۔ وہ صراط کو تھام لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کی آنکھیں چوپٹ کر دے گا تو وہ صراط کے داہنے اور بائیں جہنم میں گر پڑیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور تمام صالحین گزر جائیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ فرشتے ہوں گے جو جنت میں ان کو ان کے منازل میں ٹھہرائینگے۔ جو آپ علیہ السلام کی داہنی جانب اور بائیں جانب ہوں گے۔ حتّٰی کہ ان کا سلسلہ آپ کے رب تک منتہی ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اللہ تعالیٰ کی داہنی جانب کُرسی رکھی جائے گی۔ اس کے بعد منادی پکارے گا کہاں ہیں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت (آخر حدیث تک)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ روز قیامت میں اور میری امّت سب سے اونچے پشتہ پر ہوگی

ابن جریر و ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ’’روز قیامت، میں اور میری امت تمام لوگوں سے اونچے پشتہ پر ہوگی۔ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا

جو یہ تمنا نہ کرے کہ کاش ہم میں سے ہوتا۔ اور کوئی نبی ایسا نہ ہوگا کہ کہ اس کی قوم اسے نہ جھٹلائے۔ مگر میں اور میری امت اس بات کی شہادت دے گی کہ اس نبی نے اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا''

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک (بن ابی بن کعب عمرو بن قیس بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن خزرج۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنوسلمہ سے ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے۔ 80 احادیث کے راوی ہیں۔ 50ھ میں وفات پائی) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''روز قیامت تمام لوگ اٹھائے جائیں گے۔ میں اور میری امت ایک بلند چوٹی پر ہوگی اور اللہ تعالیٰ مجھے سبز حلّہ پہنائے گا اس کے بعد مجھے اذن دیا جائے گا تو جو خدا مجھ سے کہلوانا چاہے گا میں کہوں گا۔ یہی وہ مقام ہے جس کا نام مقامِ محمود ہے''

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری امت کو روز قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثارِ وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہونگے''

مسلم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرا حوض ایلہ سے عدن سے زیادہ بعید ہے میں لوگوں کو اس سے اس طرح ہٹاؤں گا جس طرح کہ آدمی رہ گزر کے اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹاتا اور دُور کرتا ہے''۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے۔ فرمایا ''ہاں! تم لوگ میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ اثر وضو سے چمکتے دمکتے ہونگے۔ جو تمہاری نشانی ایسی ہوگی کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہ ہوگی''

امام احمد و بزار نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''روز قیامت سب سے پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔ اور میں ہی سب سے پہلے سجدے سے اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور اپنے سامنے کی طرف نظر کروں گا اور تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اپنے پیچھے بھی اسی طرح پہچان لوں گا اور اپنے داہنے اور بائیں جانب بھی اسی طرح پہچان لوں گا''۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان جو نوحِ علیہ السلام سے لے کر آپ علیہ السلام کی امت تک ہوگی۔ کس طرح پہچان لیں گے؟ فرمایا ''میری امت کی پیشانیوں پر نشانی ہوگی۔ آثارِ وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔ ان کے سوا کسی امت میں یہ بات نہ ہوگی۔ اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہوگی''

امام احمد نے بسند صحیح ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''روزِ قیامت میں اپنی امت کو تمام امتوں کے درمیان ضرور پہچان لوں گا''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے۔ فرمایا ''میں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے نامہ اعمال

ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور سجدوں کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان ہوگا اور اس طرح پہچانوں گا ان کے نور ان کے آگے دوڑتے ہوں گے''

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت، امتِ مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر اپنی قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ان کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کر دیں گے''۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''روز قیامت کسی سے حساب نہ لیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا۔ مسلمان اپنی قبر میں اپنے اعمال کو دیکھے گا''۔ حکیم ترمذی نے فرمایا مومن کا حساب قبر میں ہی ہو جائے گا تا کہ کل موقف میں اسے آسانی ہو اور قبر میں ہی اسے پاک وصاف کر دیا جائے گا۔ تا کہ قبر سے نکلے تو اس کا بدلہ چکا دیا ہو''۔

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے صحیح بتا کر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یزید انصاری سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ نے فرمایا ''بلاشبہ اس امت کا عذاب اس کی دنیا میں ہی کر دیا گیا ہے''

ابویعلی وطبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ''یہ امت مرحومہ ہے ان پر عذاب نہیں ہے مگر یہ کہ وہ خود اپنے اعمال کے بدلے عذاب میں ڈالے جائیں''

ابویعلی وطبرانی نے ایک صحابی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''امت کی عقوبت تلوار کے ذریعہ ہے''

ابن ماجہ وبیہقی نے البعث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ امت مرحومہ ہے اس کا عذاب اپنے ہاتھوں کے سبب ہے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان مرد کو ایک مشرک دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ مرد مشرک جہنم سے بچنے کے لئے تیرا فدیہ ہے''

اصبہانی نے الترغیب میں لیث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ ''امت محمدیہ میزان میں تمام لوگوں سے وزنی ہوگی۔ ان کی زبانیں ایسے کلمہ کے ساتھ فرماں بردار ہوئی ہیں جو کہ ان سے پہلے لوگوں پر بھاری تھا۔ وہ کلمہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ہے''

آیہ کریمہ سورۃ النجم آیت 39

وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰىۙ ﴿۳۹﴾

ترجمہ:۔ ''انسان کے لئے نہیں ہے مگر وہ جو اس نے عمل کئے''

ابن ابی حاتم نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں ان کی امتوں کے لئے تھا۔ لیکن اس امت کے بارے

میں ہے کہ اس کیلئے وہ ہے جواس نے عمل کیا۔ اور وہ جو اس کے لئے عمل کیا گیا۔

رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت ہر ایک سے پہلے جنّت میں داخل ہوگی۔ اور یہ امت تمام امتوں سے پہلے ہے۔ جن سے زمین شق ہوگی۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امّت میں سے ستّر ہزار تو بے حساب جنّت میں داخل ہوں گے اور یہ تعداد آپ علیہ السلام کے سوا کسی نبی کی امت کیلئے ثابت نہیں ہے۔

محدثین کرام نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے آپ علیہ السلام نے فرمایا "مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئی ہیں کوئی نبی تو میرے سامنے سے اس طرح گزرے کہ اس کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا اور کوئی نبی اس حال میں کہ اس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ اور کوئی نبی اس طرح کہ اس کے ساتھ ایک بھی اُمتّی نہ تھا۔ اور کوئی نبی اس حال میں گزرے کہ اُس کے ساتھ جم غفیر تھا۔ جب میں نے اس مجمع کثیر کو دیکھا تو خواہش کی کہ یہ میری امت ہو۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر کہا گیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں نے اتنا عظیم مجمع دیکھا کہ اس نے افق کو گھیر رکھا تھا۔ مجھ سے کہا گیا اِدھر دیکھیے اور اُدھر دیکھئے تو میں نے بڑا عظیم مجمع دیکھا اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ یہ سب آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستّر ہزار اُمتّی ایسے ہیں جو بے حساب جنّت میں داخل کئے جائیں گے"

ترمذی نے حسن بتا کر ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا "مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور نہ ان پر عذاب ہوگا اور وہ جنّت میں داخل کئے جائیں گے اور ان ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ میرے رب کی جانب سے تین حیثیتیں ہوں گی"

طبرانی وبیہقی نے البعث میں عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حزم انصاری سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اور وہ جنّت میں داخل کئے جائیں گے۔ میں نے اپنے رب سے مزید اضافے کا سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا کہ ستر ہزار میں ہر فرد کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب! کیا میری امت اس تعداد تک پہنچے گی؟ فرمایا یہ تعداد تو میں آپ کیلئے اہلِ عرب سے ہی مکمل کردوں گا"

ماخذِ کتب

1. تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)

Marfat.com

2. تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازیؒ (التوفی 606ھ)
3. تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (التوفی 774ھ)
4. تفسیر طبری علامہ محمد ابن جریر طبری (التوفی 310ھ)
5. تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔ علامہ ابراھیم بن معقل النسفی التوفی 295ھ)
6. تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی (التوفی 305ھ)
7. تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم (التوفی 327ھ)
8. تفسیر ابن ابی حبان۔ علامہ ابن ابی حبان (التوفی 369ھ)
9. تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی (التوفی 516ھ)
10. تفسیر امام ابن مردویہ۔ علامہ ابن مردویہ (التوفی 410ھ)
11. فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی (التوفی 638ھ)
12. طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد (168ھ۔230ھ)
13. بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)
14. صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاجؒ نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
15. سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (209ھ۔273ھ)
16. سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی (202ھ۔275ھ)
17. البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (التوفی 774ھ)
18. سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی۔(701ھ۔774ھ)
19. سیرت حلبیہ۔ امام ابن برہان الدین حلبیؒ (975ھ۔1044ھ)
20. شرح مواہب لدنیہ۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی (التوفی 1172ھ)
21. کتاب شفا۔ قاضی عیاض مالکی (التوفی 544ھ)
22. جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی (التوفی 855ھ)
23. دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (التوفی 458ھ)
24. الوفا با احوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ حضرت عبدالرحمان ابن جوزی التوفی 597ھ
25. تفسیر مجاھد بن جبیر۔ علامہ مجاھد بن جبیرؒ (التوفی 103ھ)
26. تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریرؒ طبری (التوفی 310ھ)
27. تفسیر ابن ابی حاتم۔ ابن ابی حاتمؒ (التوفی 327ھ)

Marfat.com

28. دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ (المتوفی 430ھ)
29. صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (ولادت 194 ھ متوفی 256ھ)
30. دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (384ھ۔458ھ)
31. خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)
32. مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)
33. کتاب فقہ اکبر۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ابن زوتی
(پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)
34. جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی (المتوفی 855ھ)
35. موطا امام مالک۔ امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصحی
(ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)
36. سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی
(ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)
37. سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)
38. مسلم شریف۔ ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری
(ولادت 204ھ وفات نیشاپور 261ھ)
39. اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی (المتوفی 450ھ)
40. سیرت الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سیدالناس (المتوفی 734ھ)
41. معارج النبوۃ۔ ملامعین واعظ الکاشفی الہروی (المتوفی 907ھ)
42. سیرۃ ابن ھشام۔ عبدالملک بن ھشام (المتوفی 213ھ)
43. شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی (متوفی 878ھ)

Marfat.com

ابوطالب کے پاس باعث برکت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جدامجد عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ علیہ السلام کی کفالت آپ علیہ السلام کے چچا ابوطالب نے کی، وہ قلاش تھے، ان کا کنبہ جب بھی کھانا کھاتا، تنہا یا مل کر، افراد خانہ بھوکے ہی رہتے، کبھی سیر نہ ہوتے مگر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ کھاتے تو سیر ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابوطالب انہیں صبح یا شام کا کھانا دیتے تو کہتے، ٹھہرو ذرا میرے بیٹے کو آلینے دو۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے آتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو وہ سب پیٹ بھر کر کھالیتے اور کھانا بچ بھی جاتا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اہل خانہ سے پہلے دودھ پیتے اور پھر پیالہ ان کے سپرد کرتے تو وہ سب اسی ایک پیالے سے سیراب ہو جاتے، حالانکہ ان میں سے ہر ایک بڑا پیالہ نوش کر جاتا، اسی برکت کے پیش نظر ابوطالب آپ علیہ السلام سے کہتے، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ بڑے بابرکت ہیں۔

اذان

امام مسلم حضرت سہیل بن ابی صالح سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بنی حارثہ کی طرف بھیجا، میرے ساتھ اپنا غلام بھی تھا، وہ کہتے ہیں کہ کسی پکارنے والے نے باغ کے احاطے سے نام لے کر آواز دی تو میں نے دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اس حیران کن واقعے کا تذکرہ میں نے اپنے والد سے کیا تو انہوں نے کہا: جب تم ایسی آواز سنو تو نماز کی اذان کہو کیونکہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز (پاد) مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو بدروحوں سے واسطہ پڑے تو اذان کے کلمات کہے، اس سے وہ اسے نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

حضرت حسن کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا، راستے میں اس کا ایک بدروح کے ساتھ سامنا ہوا تو اس نے یہ واقعہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: اس صورت میں ہمیں اذان دینے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ جب وہ شخص واپس ہوا تو راستے میں اسی بدروح نے اس کے ساتھ چلنا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر اس نے اذان کہی تو وہ بدروح دور ہو گئی، پھر جب خاموشی اختیار کی تو وہ بدروح پھر سامنے آگئی۔ اس نے دوبارہ اذان کہی تو بدروح چلی گئی۔

احیائے موتٰی (بکری زندہ ہوگئی)

حافظ ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن منذر ہروی ''العجائب الغریبہ'' میں اور علامہ عمادالدین ابن کثیر ''سیرت النبی

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم'' میں تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے محمد بن علی بن طرخان، محمد بن مسرور، ابو برزہ ہاشم بن ہاشم در بیت اللہ، ابوکعب بداح بن سہل انصاری مدنی مصیصہ میں، سہل بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک، عبدالرحمٰن، کعب بن مالک سے نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چہرہ اقدس سے بھوک محسوس کی اور گھر آ کر بکری ذبح کر کے اس کو پکایا اور پھر اس کا ثرید بنا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ ''سب انصار کو بلا لائیے''۔ چنانچہ وہ گروہ در گروہ آتے رہے اور سب کھا کر چلے گئے اور طعام بدستور اسی طرح موجود تھا۔ ہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تاکید فرمائی تھی کہ گوشت کھاتے وقت ہڈی مت توڑیں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ہڈیوں کو جمع کر کے ان پر دست مبارک رکھا اور دعا کی اور بکری کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''اپنی بکری لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے''۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں اسے پکڑ کر گھر لے آیا اور وہ راستہ میں مجھ سے کان چھڑا رہی تھی۔ مجھے بیوی نے کہا جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ کیا ہے۔ میں نے کہا واللہ! یہ ہماری بکری ہے جو ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ذبح کی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے زندہ کر دیا۔ پھر یہ سن کر اس کی بیوی نے تین بار کہا۔ میں شہادت دیتی ہوں کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اُمّتِ محمدّیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں۔ شرمندہ ہونا ان کے لئے توبہ ہے اور یہ کہ وہ اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کریں گے اور اس پر انہیں ثواب دیا جائے گا ان کے لئے دُنیا میں ثواب میں تعجیل ہوگی باوجودیکہ آخرت میں ثواب کا ذخیرہ ہوگا۔ اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے اس کو قبولیت عطا ہوگی۔

فریابی نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اس امت کو تین باتیں خصوصی طور پر دی گئی ہیں۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان یہ ہے کہ آپ علیہ السلام سے کہا گیا کہ پیغامِ حق آپ علیہ السلام نے پہنچا دیا۔ اب کوئی حرج نہیں اور آپ علیہ السلام اپنی امت پر گواہ ہیں آپ علیہ السلام دُعا کیجئے۔ آپ کی دعا قبول ہو گی۔'' اور اس امت کے لئے فرمایا۔ سورۃ الحج آیت 78

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

ترجمہ:۔ ''اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی'' (سورۃ الحج آیت 78)''

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ البقرۃ آیت 143

Marfat.com

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

ترجمہ:۔ ''اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔''

اللہ تعالیٰ قرآن کریم مین ارشاد فرماتا ہے۔سورۃ المومن (غافر) آیت 60

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ

ترجمہ:۔ ''اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔''

آیہ کریمہ سورۃ القصص آیت 46

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا

ترجمہ:۔ ''اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی۔''

حاکم۔بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیہ کریمہ کے تحت روایت بیان کی کہ ''تم طور کے گوشے میں موجود نہ تھے جب کہ ہم نے ندا فرمائی'' فرمایا ''اے امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! پکارو تمہاری پکار قبول کی جائے گی۔قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو اور تمہیں دیا جائے گا قبل اس کے کہ تم مجھ سے مانگو''۔

ابونعیم نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبسہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ارشاد باری تعالیٰ سورۃ القصص آیت 46 ''وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَا دَيْنَا '' کے بارے میں استفسار کیا کہ وہ ندا کیا تھی؟ اور وہ رحمت کیا تھی؟ فرمایا ''وہ کتاب تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے لکھی تھی۔اس کے بعد ندا کی گئی اے امتِ محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی ہے۔مجھ سے مانگنے سے پہلے میں نے تم کو دیا ہے۔اور مجھ سے مغفرت چاہنے سے پہلے میں نے تم کو بخش دیا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس حال میں مجھ سے ملے کہ وہ اس کی گواہی دیتا ہو کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے بندے اور میرے رسول ہیں'' تو میں اسے جنّت میں داخل کروں گا''

امام احمد و حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔بعض علماء نے فرمایا کہ ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

نووی نے شرح المہذب میں فرمایا کہ لیلۃ القدر اس امت کے ساتھ خاص ہے۔(اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی کو زیادہ کرے) جو ہم سے پہلوں کے لئے یہ نہ تھی۔

امام مالک نے المؤطا میں فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو امّت کی عمروں کو ان کی

Marfat.com

تخلیق سے پہلے دکھایا گیا یا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چاہا دکھایا۔ تو آپ علیہ السلام نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم پایا۔ اور وہ ان عملوں تک نہیں پہنچی جوان کے سوا دوسری امتیں طویل عمر کی وجہ سے پہنچی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ اس قول کے دیگر شواہد ہیں دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر اس نے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

آیہ کریمہ سورۃ البقرآیت 183،184

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ گنتی کے دن ہیں۔''

ابن جریر نے عطاء سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا تم پر ہر مہینے کے تین دن کے روزے فرض کئے گئے تھے اور یہ اس سے پہلے لوگوں کا روزہ تھا۔ پھر اللہ نے ماہِ رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔

ابن جریر نے سدی سے آیہ کریمہ سورہ البقرآیت 183 ''كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ'' کے تحت روایت کی انہوں نے کہا ہم سے پہلے جو نصاریٰ تھے ان پر ماہِ رمضان کے روزے فرض کئے گئے اور ان پر فرض کیا گیا کہ وہ سونے کے بعد ماہ رمضان میں نہ کھائیں اور نہ پئیں اور نہ بیویوں سے جماع کریں تو رمضان کے روزے نصاریٰ پر سخت گزرے اور انہوں نے جمع ہو کر گرمی و سردی کے موسم کے درمیان روزوں کو کر لیا اور انہوں نے کہا ہم مزید بیس دن روزے رکھیں گے تا کہ جو ہم نے تغیر و تبدل کیا ہے اس کا کفارہ بن جائے۔ پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ ابوقیس بن صرمہ اور عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا واقعہ پیش آیا جو ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے طلوعِ فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کو حلال کر دیا۔

اصبہانی نے الترغیب میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ماہ رمضان میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو ان سے قبل امتوں کو نہیں دی گئیں۔ (1) روزہ دار کے مُنہ کی بُو، اللہ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے (2) اور افطار کے وقت تک فرشتے ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (3) اور سرکش شیاطین مقید کئے جاتے ہیں۔ تو وہ جس چیز کی طرف پہنچتے تھے رمضان میں اس کی طرف وہ نہیں پہنچتے۔ (4) اور رمضان میں ہر روز جنّت کو آراستہ کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے بہت جلد اپنے صالح بندوں سے محنت و مشقت کو اٹھا دیا جائے۔ (5) اور اے جنت تیری طرف وہ آئیں گے۔ اور ان کے لئے ماہ رمضان کی آخر رات میں مغفرت ہو گی''۔ صحابہ نے عرض کیا کیا وہ لیلۃ القدر ہے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

فرمایا ''نہیں بلکہ عمل کرنے والوں کی مزدوری اسی وقت دی جاتی ہے جب وہ اپنے عمل اور کام کو پورا کر لیتا ہے''

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''مجھے عید الاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے بنایا ہے''

حاکم نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہمارے روزوں اور اہلِ کتاب کے روزوں کے درمیان جو فرق ہے وہ روزے سے قبل سحری کھانے کا ہے''

ابوداؤد نے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''یہ دین ہمیشہ غالب و ظاہر رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ دیر لگاتے ہیں''

ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے تفسیروں میں مجاہد و عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی دونوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے لئے ذبح تھا اور تم جو ہو تو تمہارے لئے نحر ہے۔ پھر انہوں نے پڑھا۔ سورۃ الکوثر آیت 2

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

ترجمہ:۔ ''تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی (نحر) کرو''

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے فرمایا، سورہ البقرآیت 67

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ
قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ:۔ ''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں۔ فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔''

مسلم نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا ''گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے'' اور یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ گزشتہ اور آیندہ کے دو سالوں کا کفارہ ہے''

علماء کرام نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے روزے کا مرتبہ اتنا ہی ہے کیونکہ یہ روزہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنّت ہے۔ اور یوم عاشوراء کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی سنّت ہے تو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنّت۔ اس طرح مرتبہ واجر میں دونی ہے۔ قریب قریب اسی کے مشابہ وہ روایت ہے جسے حاکم نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اس طعام میں برکت ہے جس کے پہلے وضو ہو۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ''طعام کی برکت اس

وضو میں ہے جو اس کے پہلے اور اس کے بعد ہو"

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً روایت کی کہ "قبل طعام وضو میں ایک نیکی ہے اور بعد طعام وضو میں دو نیکیاں"

نماز میں کلام حرام اور روزے میں مباح

سعید بن منصور نے سنن میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے مسلمان نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیا کرتے تھے۔ جس طرح اہل کتاب نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: سورۃ البقرآیت 238

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

ترجمہ:۔ "نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔"

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۂ کریمہ "سورۃ البقرآیت 238" کے تحت روایت کی انہوں نے فرمایا پہلے امتی نماز میں کلام کرتے ہیں۔ لیکن اے مسلمانو! تم اللہ کی عبادت میں اس طرح قیام کرو کہ تم اللہ کے ہی مطیع رہو۔

ابن العربی نے شرح ترمذی میں فرمایا ہم سے پہلی امتوں کا روزہ اس طرح تھا کہ کھانے پینے کے ساتھ کلام کرنے سے بھی باز رہتے تھے وہ لوگ حرج (تنگی) میں تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے نصف زمانہ صوم کو جو کہ رات ہے حذف کر کے اور آدھے روزے کو جو کہ کلام سے رُکنا تھا حذف کر کے رخصت عطا فرمائی اور اس امت کو روزے میں بات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

اُمّتِ خیر الامم اور آخر الامم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت خیر الامم ہے اور یہ شرف آپ علیہ السلام کی وجہ سے ہے اور گزشتہ امتوں کے اعمال دوسروں کے سامنے ظاہر کر کے رُسوا کیا جائے گا اور اس امت کو رُسوا نہ کیا جائے گا۔ اور یہ کہ اپنی کتاب الٰہی کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنا مسلمانوں کے لئے آسان کر دیا ہے اور یہ کہ اس کا نام دو اسماء الٰہی سے مشتق کر کے رکھا گیا۔ ایک المسلمون دوسرے المومنون۔ اور یہ کہ ان کے دین کا نام اسلام رکھا گیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سورۃ آل عمران آیت 110

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ

اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۗ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''تم بہترین امت ہو جتنی لوگوں میں اُمتیں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں سے کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر''۔

اور فرمایا سورۃ القمر آیت 17۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

ترجمہ:۔ ''ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا''

اور فرمایا سورۃ الحج آیت 78۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬

ترجمہ:۔ ''اس نے پہلے ہی سے تمہارا نام مسلمان رکھا''

امام احمد و ترمذی نے حسن بتا کر اور ابن ماجہ و حاکم نے اس بارے میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حیدہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا آپ نے آیہ کریمہ سورۃ آل عمران آیت 110

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ

ترجمہ:۔ ''تم بہترین امت ہو جتنی لوگوں میں اُمتیں ظاہر ہوئیں''

آپ علیہ السلام نے اس آیت کے تحت فرمایا ''تم لوگ سترویں (70) امت کو پورا کرنے والے ہو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب میں اکرم و بہترین ہو''

ابن ابی حاتم نے ابن ابی کعب سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی امت قبولیت دعا کے اندر اسلام میں اس امت سے زیادہ نہیں ہوئی اور اسی مقصد سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا '' كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ''

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں مکحول سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی حق ایک یہودی آدمی پر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا حق طلب کرنے اس یہودی کے پاس آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بشر پر برگزیدہ کیا میں حق لئے بغیر تجھے نہ چھوڑوں گا۔ اس پر یہودی نے کہا خدا کی قسم! اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بشر پر برگزیدہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی کے طمانچہ رسید کیا۔ وہ یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور حضور سے فریاد کی۔ حضور نے فرمایا ''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم پر لازم ہے کہ اپنے طمانچے کے بدلے اسے راضی کرو''۔ اور یہودی سے مخاطت ہو کر فرمایا ''اے یہودی! آدم صفی اللہ تھے، ابراہیم خلیل اللہ تھے، موسیٰ کلیم اللہ تھے، عیسیٰ روح اللہ تھے اور میں حبیب اللہ ہوں۔ سُن اے یہودی! تم اللہ تعالیٰ کے دو نام لیتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دو ناموں کے ساتھ میری امت کا نام رکھا۔ خدا کا ایک نام ''السلام'' ہے اور اس نے

Marfat.com

میری امت کا نام مسلمان رکھا۔اور خدا کا ایک نام المومن ہے اور اس نے میری امت کا نام مومن رکھا۔سن اے یہودی! تم نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن مانگا۔اللہ تعالیٰ نے وہ دن ہمارے لئے محفوظ رکھا اور تمہارے لئے دوسرا دن۔اور نصاریٰ کے لئے اسکے بعد کا دن مقرر کیا۔سن اے یہودی! تم لوگ دنیا میں پہلے ہو اور ہم آخر میں مگر روز قیامت ہم پہلے ہوں گے۔بلکہ انبیاء پر جنّت حرام ہوگی جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہوں۔اور جنّت تمام امتوں پر حرام ہوگی جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ آپ علیہ السلام عمامہ میں شملہ چھوڑیں گے اور یہ کہ آپ علیہ السلام درمیان کمر تہبند باندھیں گے۔اور دونوں باتیں فرشتوں کی علامت ہے۔

دیلمی نے بطریق عمرو بن شعیب ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تم لوگ اس اس طرح تہبند باندھو جس طرح میں نے فرشتوں کو باندھے دیکھا ہے۔فرشتے اپنے رب کے حضور اپنی آدھی پنڈلی تک تہبند باندھے ہوئے تھے"

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تم عمامہ باندھنے کو لازمی کرلو۔اور اس کا کنارہ اپنی پُشت کے پیچھے چھوڑ دو۔کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے"

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمامہ باندھا۔اور ان کے عمامہ کا کنارہ عشر (آکھ) کے پتّے کی مانند چھوڑا۔پھر فرمایا "میں نے فرشتوں کو عمامہ باندھے دیکھا ہے"

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ شملہ چھوڑنے کی اصل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب اپنے رب کو دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ آپ علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس جگہ کا اکرام شملہ چھوڑ کر فرمایا۔

آپ علیہ السلام کی اُمّت سے وہ بوجھ دُور کر دیا گیا جو دوسری اُمتوں پر تھا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت سے اس بوجھ کو دور کیا گیا جو ان سے پہلی امتوں پر تھا۔اور آپ علیہ السلام کی امت سے بکثرت ان شدّتوں کو دُور فرمایا جو ان سے پہلی امتوں پر سختیاں تھیں اور ان پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی۔اور خطا و نسیان اور وہ باتیں جن کو وہ بُرا جانیں ان سے ان کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور دلی خیالات کا مواخذہ اٹھالیا گیا۔اور یہ کہ جو کوئی بُرے عمل کا قصد کرے تو وہ گناہ نہ لکھا جائے گا اور بلکہ نہ کرنے کے سبب ایک نیکی لکھی جائے گی۔اور جو نیکی کا قصد کرے تو ایک نیکی لکھی جائے گی۔اور یہ کہ توبہ کی

Marfat.com

تولیت میں جان کی ہلاکت کو ان سے اٹھالیا گیا۔ اور یہ کہ موقع نجاست کے کاٹنے اور زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینے کا حکم اٹھا لیا گیا۔ اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے ان کی وہ دعا قبول کی جائے گی۔ اور یہ کہ ان کے لئے قصاص و دیت کے درمیان اختیار شرع کے مطابق کیا گیا۔ اور یہ کہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی۔ اور نشہ پینے کو حرام کیا گیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الحج آیت 78

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

ترجمہ:۔ ”اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔“ (سورۃ الحج آیت 78)

سورۃ البقرآیت 185

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

ترجمہ:۔ ”اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔“ (البقرآیت 185)“

سورۃ البقرآیت 286

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

ترجمہ:۔ ”اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے خطا ہو جائے تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ ڈال جس طرح کہ تو نے ان لوگوں پر بوجھ ڈالا جو ہم سے پہلے ہیں اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہارت نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔“ (سورۃ البقرآیت 286)

اور فرمایا سورۃ الاعراف آیت 157

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

ترجمہ:۔ ”ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔“

اور فرمایا سورہ البقرہ آیت 186

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں تو میں قریب ہوتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھ سے دعا کریں تو میں قبول کرتا ہوں۔ تو انہیں چاہیئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔''

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابن سیرین سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ الحج آیت 78

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

ترجمہ:۔ ''تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی''

فریابی نے اپنی تفسیر میں محمد بن کعب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا۔ اور نہ کسی رسول کو بھیجا۔ اور نہ ان پر کتاب نازل کی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل کی سورۃ البقرہ آیت 284

وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ ۖ

ترجمہ:۔ ''خواہ تم جو تمہارے دلوں میں ہے ظاہر کر دو یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا''۔

تو امتیں اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس آئیں اور کہا ہم سے اس کا مواخذہ ہوگا جو ہمارے دلوں میں وسوسہ اور خیالات پیدا ہوتے ہیں اور جن کو ہمارے اعضا نے عملی صورت نہیں دی ہے۔ تو وہ کفر وانکار کر کے گمراہ ہو جاتے۔ جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ حکم نازل ہوا تو مسلمانوں پر اتنا ہی گراں گزرا جتنا ان سے پہلی امتوں پر سخت گزرا تھا۔ اور وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وسوسے اور خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت نہیں دی کیا ہم سے ان کا بھی مواخذہ اور احتساب ہوگا؟

فرمایا ''ہاں۔ لہٰذا سنو اور اطاعت کرو۔ اور اپنے رب کے طالب بنو''۔ سورۃ البقرہ آیت 285

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾

ترجمہ:۔ ''رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا یعنی نازل ہوا اور ایمان والے سب نے مانا۔ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔''

تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے حدیث نفس یعنی دلی وسوسے کو اُٹھا دیا جب تک اعضا ان پر عمل نہ کریں۔ تو جو نیکی کریں گے ان کو اجر ملے گا۔ اور جو بدی کریں گے ان کا وبال انہیں پر ہوگا۔

مسلم و ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب یہ آیہ کریمہ سورۃ البقر آیت 284

وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ

ترجمہ:۔ ''اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔''

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کے دلوں میں اس سے وہ چیز داخل ہوئی جو کسی چیز سے داخل نہ ہوئی اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اپنا حال عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم کہو، ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ہم نے تسلیم کیا'' تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا القا فرمایا اور ''سورۃ البقرہ آیت 285 ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' آخر سورۃ تک نازل ہوئی۔

محدثین نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری خاطر میری امت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تفاوت فرمایا جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں۔''

امام احمد و ابن حبان اور حاکم و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء و نسیان اور ہر وہ چیز جس سے وہ کراہت کریں معاف کیا ہے''

ابن ماجہ نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء و نسیان اور ہر وہ عمل جس کو وہ بُرا جانیں درگزر فرمایا ہے''

امام احمد و ابو بکر نے ''الغیلا تیات'' میں اور ابو نعیم و ابن عساکر نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک دن اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ اس سجدے میں آپ علیہ السلام کی جان قبض کر لی گئی ہے۔ پھر جب سر مبارک اٹھایا تو فرمایا ''میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا اے رب! تو نے پیدا کیا اور تیرے

Marfat.com

بندے ہیں۔ پھر حق تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور میں نے اس سے وہی عرض کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا اور میں نے اس سے وہی عرض کیا اس وقت حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تمہاری امت کے معاملے میں ہرگز تم کو رُسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار (70,000) ہوں گے اور ان میں سے ہزار ہوں گے۔ جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور مانگیئے عطا کیا جائے گا۔ اور مجھے عطا فرمایا کہ میرے سبب سے میرے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے گا۔ اور میں زندہ وصحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری امت رُسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوض کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے۔ اور میرے حوض میں بہ کر آتی ہے اور یہ کہ مجھے قوت، نصرت، رعب عطا فرمایا۔ جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑا تا ہے۔ اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں گا۔ اور میری امت کے لئے غنیمت حلال کی گئی اور ہمارے لئے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی۔ تو میں نے اظہار تشکر کے لئے سجدہ ادا کیا۔''

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے الشعب میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ان کے سامنے بنی اسرائیل کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔ اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا کوئی شخص گناہ کرتا تو دوسرے دن صبح کے وقت اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا۔ مگر اے مسلمانو! تمہارے گناہوں کا کفارہ وہ قول ہے جسے تم کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی جو دنیا و مافیہا سے زیادہ مجھے محبوب ہے وہ یہ ہے سورۃ آل عمران آیت 135۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔''

سورۃ آلِ عمران آیت 141

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا نکھار کردے اور کافروں کو مٹادے''

ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان لوگوں کے قصے میں جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ روایت کی۔ فرمایا ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ہمارے گناہوں کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا کہ ایک دوسرے کا قتل کرنا تو انہوں نے چھریاں ہاتھ میں لیں اور ہر ایک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنی ماں کو قتل کرنے لگا اور وہ پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کس کو قتل کر رہا ہے۔

ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حسنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹ دیں۔ تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے انکار کیا تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔''

حاکم نے صحیح بتا کر ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پر پیشاب لگ جائے تو اسے قینچی سے کاٹ دیں۔''

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے کہا قبر کا عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے ہے۔ میں نے کہا تو جھوٹ کہتی ہے۔ یہودیہ نے کہا میں صحیح کہتی ہوں بات یہ ہے کہ جب پیشاب جسم کو یا کپڑے کو لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہیئے یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلّم نے فرمایا ''اے یہودیہ! تو نے سچ کہا۔''

امام احمد و مسلم، ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ یہود کی حالت یہ تھی کہ جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے پیتے۔ اور نہ گھر میں اس کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔ اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے صحابہ نے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ سورۃ النساء آیت 110

وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ:۔ ''اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔''

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس عورت کے ساتھ سب کچھ معاملات رکھو بجز مجامعت کے''۔ یہ سن کر یہود نے کہا یہ شخص کیا چاہتا ہے۔ ہمارے دین کی کوئی بات بھی نہیں چھوڑتا مگر یہ اس میں ہمارے خلاف حکم دیتا ہے۔ تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ نصاریٰ حائضہ سے مجامعت کرتے تھے۔ اور وہ حیض کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہود کی حالت یہ تھی وہ ہر معاملے میں ایسی عورتوں کو جدا رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کے درمیان میانہ روی کا حکم فرمایا۔ سورۃ البقر آیت 222

Marfat.com

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم۔ تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔''

ابوداؤد و حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اہل کتاب عورتوں کے پاس ایک پہلو سے آتے تھے۔ اور یہ طریقہ زیادہ پوشیدہ تھا۔ جس پر عورت تھی اور انصار کے ایک قبیلہ نے بھی ان کے اس فعل کو اختیار کر رکھا تھا اور وہ اس گمان میں تھے کہ اہل کتاب اپنے سوا ہر علم میں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ سورۃ البقرآیہ۔223

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

ترجمہ:۔ ''تمہاری بیبیاں تمہاری کھیتی ہیں تو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو۔''

ابونعیم نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مظعون (بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب القرشی الجحی۔ وفات 2ھ مدینہ منورہ۔ مدفن (اول) جنت البقیع) سے فرمایا ''ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا، حج و عمرہ کرنا ہے۔''

امام احمد و ابویعلی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر نبی کے لئے رہبانیت تھی۔ اس امت کی رہبانیت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔''

ابوداؤد نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے۔ حضور نے فرمایا ''میری امت کی سیاحت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔''

Marfat.com

ابن مبارک نے عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن غزیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں سیاحت کا ذکر کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سیاحت کو جہاد فی سبیل اللہ اور اس تکبیر کے ساتھ بدل دیا ہے جو ہر بلندی پر کہی جائے۔"

ابن جریر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ اس امت کی سیاحت روزہ ہے۔

بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں مقتولین کے بارے میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت کا حکم نہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا سورۃ البقرآیت 178

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٨﴾

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں اُن کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ تو جس کے لئے اسکے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل پر قصاص کا لینا اور دینا فرض تھا اور ان کے درمیان کسی جان اور زخم میں دیت نہ تھی۔ اس بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 45

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

ترجمہ:۔ "اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان"

مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے تخفیف فرمائی اور ان کی طرف سے قتل نفس و جراحت میں دیت کو قبول فرمایا اور اس بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ البقرآیت 178

ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ

ترجمہ "یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت۔"

Marfat.com

ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا توریت والوں میں قتل پر قصاص تھا یا عفو۔ اس میں دیت کا حکم نہ تھا۔ اور انجیل والوں پر صرف عفو ہی تھا۔ اس کا انہیں حکم دیا گیا اور اس امت کے لئے قتل میں عفو اور دیت ہے۔ وہ ان میں سے جو چاہیں ان کیلئے حلال ہے۔ یہ حکم ان سے پہلی امتوں کے لئے نہ تھا۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے سفیان سے انہوں نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی اس امت کو وسعت دی ہے ان میں سے نصرانیہ عورت اور باندی سے نکاح کرنا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جب کلام کے لئے اپنے قریب بلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں توریت میں ایسی اُمت کا ذکر پاتا ہوں (سورۃ آل عمران آیت 110) وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور منکر سے روکے گی۔ اور اللہ پر ایمان رکھے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے حق تعالیٰ نے فرمایا ''وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے''۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں توریت میں ایسی امت پاتا ہوں جن کے سینوں میں ان کی کتاب ہوگی اور وہ اسے پڑھیں گے۔ اور ان سے پہلی اُمتیں انہیں دیکھ کر اپنی کتابوں کو پڑھیں گی۔ اور وہ ان کو حفظ کرینگی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ''وہ تو امت احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے''۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک اُمت ان کی پچھلی کتابوں پر ایمان رکھے گی۔ گمراہ پیشواؤں سے جنگ کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ کانے کذاب ودجال سے جنگ کرے گی۔ تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ''وہ امت تو احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے''۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں توریت میں پاتا ہوں کہ ایک امت اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کرے گی۔ اور ان سے پہلی اُمتیں ایسی ہوں گی کہ جب وہ اپنے صدقات نکالیں گی تو اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا۔ اور وہ آگ اسے کھا جائے گی۔ اور جس کا صدقہ قبول نہ ہوگا اسے آگ نہ کھائے گی۔ تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ''وہ امت تو احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے''۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ جب وہ بدی کا قصد کرے گی تو اسے نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو عمل میں لے آئے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ اور جب ان میں سے کوئی نیکی کا قصد کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر وہ عمل میں لے آیا تو اسکے لئے دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جائے گی۔ تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ''وہ امت تو احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے''۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ ان کی دعائیں قبول کی جائیں گی۔ اور وہ اپنی دعاؤں میں مستجاب ہیں تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ''وہ امت تو احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے''۔

Marfat.com

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت داؤد نبی علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف زبور میں وحی فرمائی کہ تمہارے بعد نبی محترم تشریف لانے والے ہیں جن کا نام "احمد" و "محمد" ہوگا۔ وہ نبی صادق ہیں۔ میں ان پر کبھی غضب نہ فرماؤں گا۔ اور نہ وہ میری کبھی نافرمانی کریں گے۔ اور میں نے اپنی معصیت کرنے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی ہے۔ ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشوں گا۔ ان کی امت مرحومہ ہے۔ میں اس امت کو بہت زیادہ عطا فرماؤں گا یہ اس لئے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ میری خوشنودی کی خاطر تمام نمازوں کے لئے وضو کریں جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء پر فرض کیا تھا۔ اور میں ان کو غسل جنابت کا حکم دوں گا جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے۔ اور میں ان کو حج کا حکم دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے۔ اور میں ان کو جہاد کا حکم دوں گا۔ جیسے میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا ہے۔ اے داؤد! میں نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور ان کی امت کو تمام اُمتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ باتیں ایسی عطا کی ہیں کہ ان کے سوا کسی امت کو عطا نہیں کیں۔ میں ان کو خطا و نسیان اور ہر اس گناہ پر جس کو انہوں نے بغیر قصد و ارادہ کے ارتکاب کیا ہوگا مواخذہ نہ کروں گا۔ جب وہ اپنے گناہ کی مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو میں ان کو بخش دوں گا۔ اور وہ جس عمل کو اپنی خوش دلی کے ساتھ آخرت کے لئے کرینگے تو میں ان کو ان کا ثواب خوب بڑھا چڑھا کر بعجلت دوں گا اور میرے پاس ان کے لئے کئی گنا اجر و ثواب موجود ہوگا۔ جو اس سے افضل ہوگا اور جب وہ بلاؤں میں صبر کرتے ہوئے (سورۃ البقرآیت 156)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

ترجمہ:۔ (کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں) "ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔"

کہیں گے تو میں ان کو صلوۃ و رحمت اور وہ ہدایت عطا کروں گا جو جنّت نعیم کی طرف لے جائے گی۔ اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں قبول کروں۔ یا تو وہ قبول دعا کا اثر جلد ہی دنیا میں دیکھ لیں گے یا اس دعاء کے باعث ان سے برائیوں کو دُور کروں گا۔ یا ان کے لئے آخرت میں ذخیرہ کر کے رکھوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت کو "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کیا گیا

حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی اُمت کو قرآن کریم میں "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے ساتھ مخاطب کیا گیا۔ جب کہ تمام امتوں کو ان کی کتابوں میں "یا ایھا المساکین" کے ساتھ پکارا گیا اور یہ کہ آسمان میں فرشتے ان کی اذانوں کی آواز سنتے ہیں۔ اور تلبیہ پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

اور یہ کہ یہ امت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے۔اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بولتے ہیں اور ہر نشیب میں اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ کہ کسی کام کے کرنے کے وقت ''انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ کروں گا۔'' کہتے ہیں اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو تہلیل کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو تسبیح کرتے ہیں اور ان کے سینوں میں اپنا قرآن ہے اور ان کے سبقت لے جانے والے ہر امر میں سابق ہیں اور ان کے میانہ رو مبرور ہیں اور ان کے ظالم لوگ بالآخر مغفور ہیں اور ان میں کا ہر شخص رحمت کیا ہوا ہے اور وہ ہر رنگ کے جنتی کپڑے پہنیں گے۔اور وہ نماز کے لئے آفتاب کی نگہداشت رکھیں گے۔اور وہ درمیانی امت اور اللہ تعالیٰ کے تزکیہ کے سبب انصاف پسند ہیں اور جب وہ جنگ کرتے ہیں تو فرشتے موجود ہوتے ہیں اور ان پر وہ فرض ہوا جو انبیاء مرسلین پر فرض ہوا وہ وضو، غسلِ جنابت، حج اور جہاد ہے۔اور نوافل کا ثواب کثیر دیا گیا۔

ابن ابی حاتم نے خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ تم لوگ جو قرآن میں ''یـــا ایّھـــا الَّذِیْنَ آمَنُوْا'' پڑھتے ہو تو توریت میں ''یَا اَیُّھَا الْمَسَاکِیْن'' مذکور ہے۔

آیۂ کریمہ سورۃ فاطر آیت 32

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا

ترجمہ:۔ ''پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو''

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ وہ برگزیدہ بندے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کو ان کا وارث بنایا ہے۔ان میں جو ظالم ہیں ان کی بالآخر مغفرت کی گئی ہے۔اور ان میں جو میانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔اور ان میں سبقت لے جانے والے بے حساب جنت میں داخل ہونگے۔

سعید بن منصور نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ جب مذکورہ آیہ کریمہ سے استدلال کرتے تو فرماتے کہ آگاہ رہو کہ ہمارے سابقین ہر امر میں سابق ہیں اور ہمارے میانہ رو مبرور ہیں اور ہمارے ظالم، ان کے لئے مغفرت ہے اور اسے ابن لابی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

آپ علیہ السلام کی امت عمل میں کم اور اجر میں کثیر ہوگی

شیخ عزالدین نے فرمایا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت عمل میں تو گزشتہ امتوں سے کم ہوگی مگر اجر میں کثیر ہوگی۔

محدثین کرام نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تمہاری مدّتِ حیات ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے امتیں گزری ہیں اتنی ہے جتنی عصر سے غروبِ آفتاب

Marfat.com

تک کی مدّت ہوتی ہے۔توریت والوں کوتوریت دی گئی اورانہوں نے اس پرعمل کیا۔یہاں تک کہ جب نصف دن ہواتووہ عاجز ہوگئے اور ہرایک کواجر میں ایک ایک قیراط دی گئی۔اس کے بعدانجیل والوں کوانجیل دی گئی توانہوں نے نمازعصر تک عمل کیا پھر وہ عاجز ہوگئے۔اورانہیں اُجرت میں ایک ایک قیراط دی گئی۔اس کے بعدہمیں قرآن دیا گیاتو ہم نے غروبِ آفتاب تک عمل کیا۔اورہمیں دودو قیراط اُجرت میں عطا ہوئی۔اس پر دونوں کتابوں والوں نے عرض کیا اے ہمارے رب! ان لوگوں کوتو نے دو۔دو قیراط دیئے۔اورہمیں ایک ایک قیراط دیا۔باوجودیکہ عمل میں ہم کثیر تھے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری اجرت دینے میں کسی چیز کوتم پرظلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ بات تونہیں ہے۔حق تعالیٰ نے فرمایاوہ تو میرافضل ہے میں جس کو جتنا چاہوں اسے دُوں۔''

امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات اظہر ہیں اورتمام امتوں کے مقابلے میں ہمارا ثواب زیادہ ہے۔

حضوررسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کےحق میں فرمایا سورۃ الاعراف آیت159۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾

ترجمہ:۔ ''اورموسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ایک گروہ ہے جوحق کی راہ بتاتا اوراسی کے ساتھ عدل کرتا ہے''

حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امّت کے بارے میں فرمایا

سورۃ الاعراف آیت181

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾

ترجمہ:۔ ''ہماری پیداکردہ مخلوق میں ایک امت ایسی ہے جوحق پرچلتی ہے اوراس کے ساتھ عدل کرتی ہے''۔

حضورختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امّت کوعلم اوّل اورعلم آخر دیا گیا

حضوررسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت کوعلمِ اوّل اورعلمِ آخردیا گیا۔اورآپ علیہ السلام کی امت پرعلم کے خزانے کھولے گئے اورآپ علیہ السلام کی امت کواسنا حدیث،انساب،اعراب،اورتصنیفِ کتب کاعلم دیا گیا۔یہ حدیث کہ ''میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جن کوعلم اول اورعلم آخردیا گیاہے۔'' پہلے بیان کی جاچکی ہے۔

ابوزرعہ نے اپنی تاریخ میں شُفی بن ماتع اصحی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اس امت پرہرچیز کھولی گئی۔ حتّٰی کہ ان پرزمین کے خزانے کھولے گئے۔ابن حزم نے کہا کہ ثقہ سے ثقہ کانقل کرنا یہاں تک کہ وہ مع الاتصال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تک پہنچ جائے۔اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کوہی مخصوص کیا ہے۔دیگر تمام ملتیں

اس سے محروم ہیں اور امام نووی نے التقریب میں فرمایا کہ اسناد اس امت کی ہی خصوصیت ہے۔ اور ابوعلی جبائی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا ہے ان سے پہلی امتوں کو وہ عطا نہ ہوئیں۔ وہ اسناد، انساب اور اعراب ہے۔ ابن العربی نے شرح ترمذی میں زیادہ تصنیف و تحقیق میں اس امت کی کاوشیں اس حد تک پہنچی ہیں کہ گزشتہ امتوں میں وہ بالکل نہیں ہے۔ اور غور وفکر اور تدبر میں اس امت کی درازی کی ہمسری کوئی امت نہیں کر سکتی۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ نے زوائد الزھد میں مالک بن دینار سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کا ایمان تین دن سے زیادہ کسی امر میں تکلیف نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ اس پر کشادگی و فراخی آجائے گی۔

آپ علیہ السلام کی اُمّت بھوک اور غرقاب سے ہلاک نہیں ہوگی

حضور رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خصوصیت کہ آپ علیہ السلام کی امت بھوک اور غرق سے ہلاک نہ ہوگی۔ اور یہ کہ اس امت پر ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ان سے پہلی امتوں پر عذاب ہوا اور کوئی دشمن ان پر اس طرح مسلّط نہیں کیا جائے گا کہ وہ ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ اور یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی وراس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ اس امت کا اجماع حجت ہوگا۔ اور یہ کہ اس امت کا اختلاف رحمت ہوگا جب کہ ان سے پہلوں کا اختلاف ان پر عذاب تھا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یمن کے مشہور حمیری خاندان سے تعلق تھا المتوفی 54ھ حمص، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 127 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو مجتمع کیا اور میں نے اسکے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لئے زمین کو مجتمع کیا گیا۔ اور مجھے سرخ وسفید خزانے دیئے گئے۔ اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ اس امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو اُن کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے بجز ان کی اپنی جانوں کے۔ تو اس نے مجھے یہ تمام باتیں عطا فرمائیں۔"

ابن ابی شیبہ نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری امت کو بھوک و قحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے اس سے دعا کی کہ میری امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ یہ امت آپس میں نہ لڑے مگر میری یہ بات واپس کر دی گئی۔"

دارمی و ابن عساکر نے عمرو بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

Marfat.com

فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ وقت عطا فرمایا جو رحمت سے بھرپور ہے۔ اور مجھے مختارکل بنایا۔ تو ہم زمانے میں آخر ہیں مگر روزِ قیامت سابق واوّل ہیں۔ اور میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ روزِ قیامت میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے اور ان کو تین چیزوں سے نجات دی ہے ایک یہ کہ وہ قحط عام میں مبتلا نہ ہوگی۔ دوم یہ کہ کوئی دشمن ان کا استیصال نہ کرے گا۔ سوم یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔''

امام احمد وطبرانی نے ابوبصرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غفاری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ یہ امت ان قحطوں سے ہلاک نہ ہو جن قحطوں سے ان کی پہلی امتیں ہلاک کی گئی تھیں تو یہ بات بھی مجھے عطا ہوئی۔ اور میں نے اس سے سوال کیا کہ کوئی دشمن ان پر غالب نہ ہو۔ تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے اس سے سوال کیا کہ اس امت کو مختلف گروہوں کے ساتھ مخلوط نہ کرے۔ اس طرح کہ بعض کو بعض سے خطرہ ہو۔ اور ایک دوسرے کو سختی کا مزہ چکھائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا کی پیشکش سے روک دیا۔''

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔''

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔''

شیخ نصر المقدسی نے کتاب الحجۃ میں اس کے راوی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔''

خطیب نے ''رواۃ مالک'' میں اسمٰعیل بن ابی المجالد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خلیفہ ہارون رشید (170ھ تا193ھ) نے مالک بن انس سے کہا کہ اے ابوعبداللہ! ہم ایک کتاب لکھتے ہیں اور اس کتاب کو سارے جہان میں پھیلاتے ہیں تاکہ اس پر یہ ساری امت اور تمام ملّت یکجا ہو جائے۔ مالک بن انس نے کہا اے امیر المومنین علماء کا اختلاف، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے ہر عالم اسی کا اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے۔ اور ہر عالم اسی ہدایت پر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کے لئے چاہا ہے۔ یاد رہے اسی خلیفہ ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ (المتوفی 831ء بغداد) نے طائف سے مکہ مکرمہ تک حاجیوں کی سہولت کے لیے ''نہرِ زبیدہ'' کھدوائی تھی جو کہ اب تک چالو حالت میں موجود ہے۔

ابویعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''گذشتہ امتیں، سوامتیں تھیں جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتیں تو اسکے لئے جنت

Marfat.com

واجب ہو جاتی۔ مگر میری امت کے پچاس آدمی کی ایک امُت ہے۔ جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتی ہے تو اسکے لئے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔''

بخاری وترمذی اور نسائی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا''جس مسلمان کے لئے خیر کی گواہی چار مسلمان دیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا''۔ ہم نے عرض کیا اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ فرمایا''خواہ تین ہی دیں''۔ پھر ہم نے عرض کیا اگر دو مسلمان گواہی دیں تو؟ فرمایا''خواہ دو ہی مسلمان گواہی دیں''۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں حضور سے عرض نہ کیا۔

آپ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمت کے لئے طاعُون رحمت اور شہادت ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت کیلئے طاعون رحمت و شہادت ہے۔ جب کہ ان سے پہلوں پر عذاب تھا۔

بخاری ومسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا''طاعون ایسا عذاب ہے جسے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا اور ان لوگوں پر بھیجا جو تم سے پہلے گزرے۔''

بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا تو حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے بتایا کہ''یہ ایک عذاب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے تو کوئی بندہ نہیں ہے کہ اس پر طاعون واقع ہو اور وہ اپنے شہر میں حسبۃً للہ صبر کر کے ٹھہرے اور وہ جانتا ہو کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے پہنچنا لکھا ہو تو اسے ایک شہید کے برابر اجر ملے گا۔''

آپ علیہ السلام کی اُمّت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی

حضور رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور ان پر قطب، اولیاء، مشائخ اور ابدال ہوں گے اور یہ کہ ان میں کا ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا اور یہ کہ آپ علیہ السلام کی امت کے کچھ لوگ استغناءِ طعام میں تسبیح کے ساتھ فرشتوں کے قائم مقام ہوں گے اور یہ کہ وہ دجال سے مقاتلہ کریں گے۔

محدثین کرام نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلّم نے فرمایا کہ ''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم قیامت آجائے۔''

ابونعیم نے الحلیہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''ہر زمانے میں میری امت کے ساتھ سابقین ہوں گے۔''

ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل آدم صفی اللہ کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں چالیس آدمی ایسے ہیں جن کے دل، موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سات آدمی ایسے ہیں جن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین آدمی ایسے ہیں جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک آدمی ایسا ہے جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کے سبب زندہ کرتا، مارتا بارش اُتارتا، نباتات وغیرہ اُگاتا اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے''۔

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کسی حال میں یہ زمین ایسے چالیس آدمیوں سے خالی نہ رہے گی جو مثل خلیل اللہ ہوں گے۔ انہیں کے سبب تم پر بارش ہوتی ہے۔ اور انہیں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا۔''

امام احمد نے اپنی مسند میں عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الصامت سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اس امت میں تیس ابدال خلیل اللہ کی مانند ہیں ان میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو لے آتا ہے۔''

ابوالزناد نے فرمایا کہ جب کہ نبوّت کا سلسلہ ختم ہوا جو زمین کے اوتاد تھے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سے چالیس آدمیوں کو ان کے قائم مقام خلیفہ بنایا ان کو ابدال کہا جاتا ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس کا خلیفہ پیدا کر دیتا ہے۔ تو یہ لوگ زمین کے اوتاد (اولیاء اللہ کا ایک خاص گروہ جو دنیا کا باطنی انتظام کرتا ہے) ہیں۔

ابویعلی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''میری اُمت ہمیشہ حق پر غالب وظاہر رہے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں تو ان کا امام عرض کرے گا کہ آگے بڑھیئے وہ فرمائیں گے تمہیں حق دار ہو۔ تم میں کے بعض امراء، بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اس امت کو مکرم بنایا ہے''۔ مسلم نے اس کی مانند ایک حدیث روایت کی ہے اس میں ہے کہ اس امت کا امیر کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں کیونکہ تم میں سے کچھ لوگ بعض امراء پر ایسے

Marfat.com

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان سے مکرم کیا ہے۔

بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب کہ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارا امام ہوگا''۔

امام احمد نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس رنج ومشقت کا ذکر فرمایا جو دجال کے سامنے ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا اس دن کون سا مال بہتر ہوگا۔ فرمایا ''وہ طاقتور بچہ جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا۔ درآں حالیکہ کھانا نہ ہوگا''۔ صحابہ نے عرض کیا اس دن مسلمانوں کا طعام کیا ہوگا؟ فرمایا ''تسبیح اور تکبیر وتہلیل'' امام احمد نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمیس سے اس کی مانند حدیث روایت کی اس میں ہے کہ اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس چیز سے بچائے گا جس کے سبب فرشتوں کو تسبیح سے بچایا اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُمت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا گیا ہے

شیخ عزالدین نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا ہے اور وہ تمام لوگوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے رسولوں نے ان کی تبلیغِ رسالت کی ہے۔ یہ آپ علیہ السلام کی ایسی خصوصیت ہے کہ کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ البقرآیت 143۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ
عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

ترجمہ:۔ ''اسی طرح ہم نے تم کو سب امتوں میں افضل بنایا تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تم پر نگہبان وگواہ ہوں۔''

بخاری وترمذی اور نسائی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''روزِ قیامت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ اور کہا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ فرمائیں گے ہاں میں نے تبلیغ رسالت کی۔ پھر ان کی امت بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں تبلیغ رسالت ہوئی اس پر وہ جواب دیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا اور نہ کوئی نبی آیا۔ پھر نوح علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ ''تمہارا گواہ کون ہے؟'' وہ کہیں گے محمد اور ان کی امت''۔ ''تو اس معنی میں اللہ تعالیٰ کا یہ

ارشاد ہے کہ ''وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وَّسَطً'' سے مراد عدل ہے۔ تو تم بلائے جاؤ گے اور تبلیغ رسالت پر ان کی گواہی دو گے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔''

امام احمد، نسائی اور بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''روزِ قیامت کوئی نبی اس حال میں لائیں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی ہوگا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو امتّی مرد یا اس سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ رسالت ہوئی؟ اور وہ کہیں گے ہاں ہوئی۔ پھر ان کی قوم بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں احکام پہنچے وہ جواب دیں گے نہیں۔ اس وقت انبیاء سے فرمایا جائے گا کون ہے جو تمہاری گواہی دے کہ تم نے تبلیغ رسالت کی؟ تو وہ کہیں گے امتِ محمدیہ ہے۔ پھر امت محمدیہ کو بلایا جائے گا اور وہ گواہی دے گی کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی۔ پھر امت محمدیہ سے کہا جائے گا کہ تم نے کیسے جانا کہ انہوں نے تبلیغِ رسالت فرمائی؟ وہ عرض کرے گی ہمارے پاس ہمارا نبی علیہ السلام ایک کتاب لایا اور اس کتاب نے ہمیں خبر دی ہے کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی ہے۔ اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے فرمایا جائے گا تم نے سچ کہا۔ تو اسی مفہوم میں یہ آیت کریمہ ہے سورہ البقرآیت 143 ''وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطاً'' فرمایا وسط سے عدل مراد ہے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری امت پر جہنم کی گرمی ایسی ہی ہوگی جیسے حمام کی گرمی۔''

اُن خصائص کا ذکر جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی امت کے ذریعہ سے مختص ہیں!

ان واجبات کے ساتھ آپ علیہ السلام کے مخصوص ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تقرب و درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیثِ قدسی میں وارد ہے کہ ''میرے حضور کی طرف تقرب چاہنے والے حضرات پر جس چیز کو میں نے فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کی مانند کسی اور چیز سے میرا تقرب ہرگز تلاش نہیں کریں گے''۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ''فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر نوافل کے ثواب کے برابر ہے۔''

رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ نماز تہجد، وتر، فجر، نماز چاشت، مسواک اور قربانی آپ علیہ السلام پر واجب تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ بنی اسرائیل آیت 79۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اور رات کے کچھ حصہ میں نماز تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ (مقام محمود) کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں''۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے نمازِ تہجد نافلہ تھی مگر تمہارے لئے فضیلت ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے دلائل النبوت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تین باتیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے سنّت۔وتر، مسواک اور نماز تہجد۔''

امام احمد اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے مستحب ہیں۔قربانی، وتر اور چاشت کی دو رکعتیں۔''

دار قطنی وحاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''تین چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے مستحب ہیں۔قربانی (یا سحری) وتر اور فجر کی دو رکعتیں۔''

امام احمد و بزار نے ایک اور سند کے ساتھ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ ''مجھے فجر کی دو رکعتوں اور وتر کا حکم دیا گیا ہے۔اور تمہارے ذمہ چاشت کی نماز نہیں ہے۔''

امام احمد وعبید نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ ''مجھے چاشت کی دو رکعتوں کا حکم دیا گیا ہے اور تمہارے لئے ان کا حکم نہیں ہے۔اور مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تم پر فرض نہیں کی گئی ہے''۔اور امام احمد کی روایت میں یہ ہے کہ ''قربانی مجھ پر فرض کی گئی۔اور تم پر یہ فرض نہیں کی گئی۔''

امام احمد وطبرانی نے تیسری سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ ''تین چیزیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور وہ تمہارے لئے مستحب ہیں۔وتر، فجر کی دو رکعتیں اور چاشت کی دو رکعتیں۔''

ابوداؤد وابن خزیمہ اور ابن حبان وحاکم اور بیہقی نے حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن ابی عامر عمرو بن صیفی بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔قبیلہ اوس 3ھ غزوہ احد میں شہادت پائی) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہر نماز کے لئے وضو کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ علیہ السلام طاہر ہوں یا غیر طاہر۔اور جب آپ علیہ السلام پر یہ دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ علیہ السلام سے حدث کے سوا وضو کرنے کا حکم اٹھا لیا گیا۔

یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سواری پر وتر پڑھے ہیں۔

دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ ''مجھ پر وتر فرض ہے اور وہ تمہارے لئے تطوع (مستحب) ہے۔اور قربانی مجھ پر فرض ہے اور وہ تمہارے لئے تطوع ہے۔اور جمعہ کے دن غسل

Marfat.com

مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لئے تطوع ہے۔"

ماخذ کتب

1۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)

3۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

4۔ تفسیر مجاھد بن جبیر۔ علامہ مجاھد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 103ھ)

5۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری (المتوفی 310ھ)

6۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 327ھ)

7۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)

8۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

9۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384ھ-458ھ)

10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

11۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ
(ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

12۔ کتاب فقہ اکبر۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ابن زوتی رحمۃ اللہ علیہ
(پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)

13۔ جذب القلوب۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ)

14۔ موطا امام مالک۔ امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ
(ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

15۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ
(ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

16۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
(ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

17۔ مسلم شریف۔ ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
(ولادت 204ھ وفات نیشاپور 261ھ)

18۔ اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 450ھ)

Marfat.com

19۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محیی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 638ھ)
20۔ سیرت الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 734ھ)
21۔ معارج النبوۃ۔ ملا معین واعظ الکاشفی الهروی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 907ھ)
22۔ سیرۃ ابن ھشام۔ عبدالملک بن ھشام رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 213ھ)
23۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)
24۔ شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 878ھ)

اُمِّ شریک دوسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ابن سعد بطریق واقدی لکھتے ہیں کہ اُم شریک دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ابوالعکر نے اسلام قبول کر کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف ہجرت کی۔ حضرت ابو ہریرہ اور قبیلہ دوس کے کچھ لوگ ان کے ہمراہ تھے۔ ابوالعکر کے رشتہ دار اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آ کر کہنے لگے۔ شاید! تم نے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا دین اختیار کر لیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے دین پر ہوں۔

یہ سن کر انہوں نے دھمکی دی کہ ہم تمہیں شدید اذیت دیں گے، پھر مجھے اونٹ کے خستہ حال اور تکلیف دہ کجاوے پر باندھ کر لے گئے۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے تھے مگر پانی کا ایک قطرہ تک فراہم نہ کرتے یہاں تک دوپہر ہو جاتی اور سورج کی گرمی پورے عروج پر آ جاتی۔ ہم کہیں پڑاؤ کرتے تو اہل قافلہ اتر کر اپنے خیمے نصب کر لیتے اور مجھے دھوپ میں ڈال دیتے، یہاں تک کہ میری عقل اور قوت شنوائی و بینائی جاتی رہی۔ انہوں نے تین دن تک یہی طرز عمل جاری رکھا، پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا: دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ اپنا تعلق ختم کر دے۔ اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں مجھے ان کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی سوائے اس کے کہ ایک بات کے بعد دوسری بات سنائی دیتی تھی، گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی، اس وقت میں نے آسمان کی طرف انگشت شہادت سے توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ مجھ پر یہی جاں ہلاکت کی حالت طاری تھی اور میں انتہائی تکلیف میں مبتلا تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر محسوس کیا۔ میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا، پھر وہ ڈول الگ ہو گیا اور میری نظروں کے سامنے بلند ہو کر آسمان و زمین کے درمیان معلق ہو گیا، پھر دوسرا ڈول اترا تو میں نے اس سے بھی ایک گھونٹ پی لیا پھر وہ بھی میرے دیکھتے دیکھتے وسط آسمان میں معلق ہو گیا، پھر تیسرا ڈول آیا تو میں نے اس میں سے سیر ہو کر پیا اور باقی سر، چہرے اور کپڑوں پر انڈیل دیا۔ اہل قافلہ نے باہر نکل کر دیکھا تو پوچھا: تمہارے پاس یہ پانی کہاں سے آیا؟ تو میں نے جواب دیا، اللہ نے عطا کیا ہے۔ وہ تیزی سے خیموں میں پڑی ہوئی چھاگلوں اور مشکیزوں کی طرف لپکے تو انہیں

Marfat.com

بدستور سربند دیکھا۔ یہ حیران کن منظر دیکھ کر بولے۔ اُم شریک! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تمہارا رب ہی ہمارا پروردگار ہے اور جو کچھ تمہیں اس مقام پر ملا ہے وہ پروردگار ہی کا عطا کردہ ہے، ہم نے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کے باعث اللہ نے ہمیں دولت ایمان واسلام سے مشرف کردیا ہے، پھر سب نے اسلام قبول کر کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف ہجرت کی، وہ سب میری اس فضیلت کا اعتراف کرتے تھے جو اللہ نے انہیں میرے طفیل عطا کی تھی۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے بطور ہبہ پیش کیا تھا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد کے لئے ہبہ کرتی ہے تو اس میں کوئی خوبی نہیں ہوتی، اس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورہ الاحزاب آیت 50

وَامْرَاَةً
مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ:۔ ''(ہم نے حلال کی تمہارے لئے اے نبی)! وہ ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی (علیہ السلام بھی) اُسے نکاح میں لانا چاہے، یہ خاص تمہارے لئے ہے، امت کے لئے نہیں۔''

آیت کے نزول کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

''اِنَّ اللہ لَیُسَرِّعُ لَکَ فِی هَوَاکَ''

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ! اللہ آپ کی خواہش کی تکمیل میں بہت عجلت فرماتا ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری شریف ومسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عمیر بن عامر بن عبد ذی الشریٰ بن طریف بن غیاث بن لہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس۔ یمنی قبیلہ دوس المتوفی 57ھ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 5374 احادیث مروی ہیں) سے مروی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہا: تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ روایتیں بیان کرتا ہے۔ خدا کی قسم! اصل حقیقت یہ ہے کہ میرے تاجر بھائی کاروبار میں مشغول رہتے تھے انصاری بھائی مال مویشی کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے جبکہ میں ایک نادار شخص تھا جو کہ شکم سیری کی امید اور قناعت پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ چپکا رہتا تھا۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم میں سے جو شخص اپنی چادر پھیلا کر رکھے گا تا آنکہ میں اپنی

Marfat.com

گفتگو پوری کرلوں، پھر وہ اسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگائے تو اسے کبھی میری بات نہیں بھولے گی' پس میں نے اپنی چادر، جس کے علاوہ میرے جسم پر اور کوئی کپڑا نہ تھا، پھیلا دی یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی گفتگو پوری فرمالی، پھر میں نے اس چادر کو اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگالیا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے بعد آج تک مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنے ہوئے ارشادات نہیں بھولے۔

انگوٹھی میں نقش رسول علیہ السلام

ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ''میری انگوٹھی میں جو کہ چاندی کی تھی ''محمد بن عبداللہ'' نقش کرادو' انہوں نے نقاش کے پاس آ کر کہا: اس میں ''محمد بن عبداللہ'' نقش کر دیجئے۔ اس نے عرض کیا، ٹھیک ہے، پھر معاوضہ بھی طے ہو گیا، مگر اللہ نے اس نقاش کے ہاتھ سے ''محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، نقش کرا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نقاش سے فرمایا: میں نے تمہیں اس امر کے لئے نہیں کہا تھا۔ اس نے جواب دیا اللہ نے ایسا نقش کروادیا۔ بخدا! لکھتے وقت مجھے بالکل سمجھ نہیں آیا کہ کیا لکھ رہا ہوں، فرمایا: ''تم سچ لکھتے ہو'' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ واالہ وسلّم کی خدمت میں آ کر ماجرا عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسکرا کر فرمایا ''اَنَـــا رَسُوْلُ اللّٰہ'' ''ہاں میں اللہ کا رسول ہوں۔''

انگشتہائے مبارک اور کثرتِ آب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا، آپ علیہ السلام کی برکت سے پانی کا زیادہ ہونا اور متعدد بار اس کا واقع ہونا۔ بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ سوائے صرف اس بچے ہوئے پانی کے جو برتن میں تھا تو میں اس پانی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس برتن میں اپنا دستِ مبارک داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا ''تم لوگ وضو کے لئے آؤ۔ برکت اللہ کی جانب سے ہے''۔ چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور اسے پیا اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔

محدثین کرام نے بطریق اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا اور لوگ پانی کو تلاش کر رہے تھے مگر پانی کہیں نہ پاتے تھے۔ تو آپ علیہ السلام کے پاس برتن میں پانی لایا گیا اور آپ علیہ السلام نے

Marfat.com

اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھ دیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ ''اس سے وضو کریں'' تو میں نے دیکھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگلیوں کی گھائیوں سے جوش مار رہا تھا اور تمام لوگوں نے وضو کیا اور سب سے آخر میں میں نے وضو کیا۔

محدثین نے بطریق ثابت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پانی طلب فرمایا اور کچھ پانی کشادہ برتن میں لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اپنی انگشت ہائے مبارک کو اس برتن میں رکھ دیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ علیہ السلام کی انگلیوں کی گھائیوں سے نکل رہا تھا اور لوگ وضو کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا ہے میں نے ان کی تعداد ستّر سے اسّی (80) تک گنی ہے۔

انگشتہائے مبارک سے پانی جوش زن

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ ثابت سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قباء شریف تشریف لائے وہاں کے گھروں میں سے کسی گھر سے چھوٹا سا پیالہ آیا۔ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک اس میں داخل کیا۔ مگر پیالے میں وسعت نہ تھی تو آپ علیہ السلام نے صرف چار انگلیاں اس میں داخل کیں اور انگوٹھا اس میں داخل ہونے کی گنجائش نہ تھی۔ اس کے بعد لوگوں سے فرمایا ''آؤ پانی پی لو''۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی جوش مار رہا تھا۔ تمام لوگ پیالے کے گرد آئے اور اُن سب نے اس کا پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

بخاری نے بطریق حمید، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نماز کا وقت آیا تو لوگ اُٹھ کر اپنے اپنے قریبی مکانوں میں وضو کرنے چلے گئے مگر بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔ تو لوگ پتھر کا برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لائے جس کا نام مخضب ہے۔ اس میں پانی تھا وہ مخضب اتنا چھوٹا تھا کہ آپ علیہ السلام دستِ مبارک اس میں کشادہ نہ فرما سکے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا۔ ہم نے پوچھا وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا کہ کچھ اوپر اسّی (80) تھے۔ بخاری نے اس روایت کی مانند حسن کی سند سے روایت کی ہے۔ بیہقی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایتیں مشابہ ہیں۔ ممکن ہے کہ تمام روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہوں اور وہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضور قباء تشریف لے گئے تھے اور قتادہ کی روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے مشابہ ہے ممکن ہے وہ خبر دوسرے واقعہ کی ہو۔

محدثین نے بطریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اصحاب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے آپ علیہ السلام نے ایک پیالہ میں پانی طلب فرمایا اور اپنا دستِ اقدس اس میں رکھا تو پانی آپ علیہ السلام کی انگلیوں کے درمیان اور کناروں سے جوش

Marfat.com

مارنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کیا۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تم کتنے حضرات تھے؟ انہوں نے فرمایا تقریباً تین سو (300) تھے۔

لعابِ دہن مقدس کا اعجاز

بیہقی نے بطریق یحییٰ بن سعید، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ان سے قباء شریف کے کنوئیں کے بارے میں کسی نے پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ کنواں اتنا تھا کہ ایک آدمی اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لاد کر لے جاتا تھا اور اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے اور ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پانی سے وضو کیا۔ یا پانی میں لعاب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈالا جائے اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی کبھی نہ ختم ہوا۔

ابن سعد نے بطریق سعید بن رقیش حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ قباء شریف گئے جب ہم بئر غرس پر پہنچے تو اسکا یہ حال تھا کہ ایک شخص اس کا پانی نکال کر گدھے پر لاد لیتا تھا اس کے بعد ہم پورے دن اس کے پانی کے انتظار میں رہتے تھے مگر اس میں ہم پانی نہ پاتے تھے۔ چنانچہ حضور نبی کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک ڈول پانی میں کلّی کی اور اسے اس میں لوٹ دیا تو وہ جوش مار کر ابلنے لگا۔

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی و ابونعیم نے زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث صدائی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک سفر میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے طلوع فجر کے وقت نزول فرمایا۔ رفع حاجت کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''اے صداء کے بھائی کیا پانی ہے؟'' میں نے عرض کیا نہیں۔ البتہ تھوڑا سا پانی ہے۔ وہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کفایت نہ کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس پانی کو ایک برتن میں کرلو اور اس برتن کو میرے پاس لے آؤ''۔ پھر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشمہ کی مانند جوش مار رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے صحابہ کو آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو آ کر لے لے'' تو میں نے آواز دی تو ان میں سے جس کو ضرورت تھی پانی لے لیا۔ اس وقت ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارا ایک کنواں ہے۔ جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس کنوئیں کا پانی وافر ہو جاتا ہے اور ہم اس پر جمع ہو جاتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو اسکا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم قرب و جوار کے کنوؤں پر پھیل جاتے ہیں۔ چونکہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے قرب و جوار کے لوگ ہمارے دشمن بن چکے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے کنوئیں کے بارے میں دعا کیجئے تا کہ اس کا پانی وافر ہو جائے اور ہم اسی پر مجتمع رہیں کہیں اور نہ جانا

Marfat.com

پڑے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سات کنکریاں منگائیں اوران کنکریوں کو اپنے دستِ اقدس میں ملا اوران پر دُعا پڑھی پھر فرمایا ''ان کنکریوں کو لے جاؤ۔ جب تم کنوئیں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے یہ کنکریاں اس میں ڈال دو اور اللہ کا نام لیتے رہو''۔ صدائی کہتے ہیں کہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہم نے ویسا ہی کیا اسکے بعد ہم میں طاقت نہ رہی کہ اس کنوئیں کی گہرائی کو دیکھ سکیں۔

کنیسہ (گرجا) کی بجائے مسجد بنانے کا حکم

ابن ابی شیبہ، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی سے روایت کی انہوں نے کہا ہم سفیر بن کر بارگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضر ہوئے اور ہم نے اپنی سرزمین کے کنیسہ کے بارے میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا اور ہم نے خواہش کی کہ ہمیں اپنا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں تو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی طلب فرمایا اور دہن اقدس میں پانی لے کر ہمارے مشکیزہ میں اس پانی کی کلّی فرما دی اور فرمایا ''اس پانی کو لے جاؤ۔ جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے کنیسہ کو توڑ دینا اور اس جگہ میں اس پانی کو چھڑک دینا۔ اور اس جگہ مسجد بنالینا''۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم گرمی شدید ہے اور ہمارا شہر دُور ہے پانی تو خشک ہو جائے گا۔ فرمایا ''اسے اور پانی سے مدد دیتے رہو۔ وہ اس کی پاکیزگی اور برکت کو ہی زیادہ کرے گا''۔ پھر ہم میں اس مشکیزہ کو لے کر جانے میں جھگڑا ہوا کہ کون اسے اٹھا کر لے جائے۔ تو ہم نے ہر مرد کی باری مقرر کر دی کہ ایک دن ایک لے کر چلتا تو دوسرے دن دوسرا شخص۔ جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا۔ ہمارے کنیسہ کا راہب طی کا آدمی تھا۔ ہم نے نماز کے لئے اذان دی تو وہ راہب سن کر کہنے لگا یہ حق کی دعوت ہے پھر وہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد ہم نے اسے نہ دیکھا۔

امام احمد و بیہقی، بزار و طبرانی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک دن صبح کی تو لشکر میں پانی نہ تھا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لشکر میں پانی نہیں ہے۔ حضور رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تمہارے پاس تھوڑا سا پانی بھی ہے؟'' اس نے کہا ہاں! تو وہ ظرف لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے برتن کے دہانہ میں اپنی انگلیاں کھول دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ''لوگوں میں اعلان کر دیں کہ برکت والا پانی لے لیں''۔

دارمی و ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا پانی نہیں ہے، خدا کی قسم میں نے پانی نہ پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مشکیزہ ہے؟'' بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشکیزہ لا کر

Marfat.com

پیش کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس اس میں پھیلا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ اقدس کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی پی رہے تھے اور ان کے سوا اصحاب وضو کر رہے تھے۔

بخاری نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا تم لوگ نشانیوں کو عذاب گردانتے ہو۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں ان نشانیوں کو برکت شمار کرتے تھے۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں برتن لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے کہ ''برکت والے پانی کو آکے لے لو۔ اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے'' یہاں تک کہ ہم سب وضو کر لیا کرتے تھے۔

طبرانی وابونعیم نے ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الانصاری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہمیں پیاس نے بے چین کیا۔ تو ہم نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حکم دیا کہ ''ایک گڑھا کھودا جائے'' تو میں نے گڑھا کھودا اور اس گڑھے پر چمڑا ڈال دیا اور اس چمڑے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا جس کے پاس پانی ہو وہ پانی لائے پھر مشکیزے والے نے پانی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ اقدس پر بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالنا شروع کیا۔ ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگلیوں کے درمیان سے اُبلتا ہوا دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواری کے جانوروں کو ان سب نے پلایا۔

ابونعیم نے بطریق قاسم بن عبداللہ بن ابورافع، ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ سفر میں تھے۔ آخر شب میں قیام فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ہر شخص اپنے مشکیزے میں پانی تلاش کرے'' تو کسی کے پاس سے پانی نہ نکلا۔ سوائے ایک شخص کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس پانی کو برتن میں لوٹا دیا اور فرمایا تم سب وضو کرو۔ اس وقت میں نے پانی کی طرف دیکھا تو حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگلیوں کے درمیان سے وہ جوش مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے پانی پیا اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک اٹھایا۔ تو اسمیں اتنا ہی پانی موجود تھا جتنا پہلی مرتبہ مشکیزے سے ڈالا گیا تھا۔

آفتابہ سے معجزہ کا ظہور

ابن عدی، ابویعلیٰ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مشرکین کی جانب ایک لشکر مرتب فرمایا ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''تیزی کے ساتھ سفر کرو کیونکہ تمہارے اور مشرکوں کے مابین چشمہ ہے۔ اگر مشرکوں نے اس چشمہ پر سبقت کی تو یہ صورت لوگوں پر دشوار ہوگی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہو جائیں گے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آٹھ صحابہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان میں نواں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا ''کیا تمہارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تھوڑی رات آرام کر کے ہم لوگوں سے مل جائیں''۔ صحابہ نے عرض کیا درست ہے تو وہ سب سو گئے اور کسی نے ان کو بیدار نہ کیا۔ مگر آفتاب کی گرمی نے انہیں جگایا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''آگے بڑھ کر اپنی قضائے حاجت کر لو تو انہوں نے ایسا کیا پھر جب وہ واپس آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا ''تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟'' ایک شخص نے عرض کیا میرے پاس آفتابہ ہے۔ فرمایا ''اسے لے آؤ''۔ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آفتابہ لے کر اپنے دستِ مبارک سے مسح فرمایا اور اس میں دعائے برکت پڑھی۔ اور صحابہ سے فرمایا ''آؤ وضو کر لو''۔ تو وہ سب آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان پر پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ سب نے وضو کیا اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس آفتابہ والے سے فرمایا ''آفتابہ میں بچے ہوئے پانی کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اس سے عنقریب معجزہ ظاہر ہوگا''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سوار ہو کر لشکر کی جانب چل دئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا ''تمہارا لشکر کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا ''ان میں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور لوگ ثابت قدم رہیں گے اور مشرکوں نے اس چشمہ پر بڑھ کر قبضہ کر لیا ہے اور لشکر کو دشواری کا سامنا ہے۔ اور انہیں اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں کو شدید پیاس نے بیتاب کر رکھا ہے''۔ جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے پاس پہنچے تو آفتابہ والے شخص سے فرمایا ''اپنا آفتابہ میرے پاس لاؤ''۔ تو وہ لائے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لشکر سے فرمایا ''آؤ اور تم سب پانی پی لو'' اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے لئے پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں نے پانی پیا اور تمام برتن، مشکیزے اور چھاگلیں ان سب نے بھر لیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ مشرکوں کی طرف بڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور ہوا نے مشرکوں کے مونہوں پر طمانچے مارے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پشت پھیرنے کی طاقت عطا فرمائی۔ مسلمانوں نے ان کے ساتھ خوب جنگ کی اور بڑے بڑوں کو قتل کر کے بہت سے مشرکوں کو قید کر لیا اور مسلمانوں نے وافر غنیمت حاصل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور تمام مسلمان صحیح و سالم واپس آئے۔

بغوی اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی و ماوردی نے حبان بن بُح سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میری قوم مسلمان

Marfat.com

ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک لشکر ترتیب دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا ہے۔ اس وقت میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا کہ میری قوم اسلام پر ہے۔ فرمایا ''کیا وہ مسلمان ہوگئے ہیں؟'' میں نے عرض کیا ہاں۔ حبان نے کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ اس رات صبح تک رہا اور میں نے نماز فجر کے لئے اذان دی۔ جب میں نے صبح کی تو حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے برتن دیا اور میں نے اس سے وضو کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم برتن میں اپنی انگلیاں رکھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگلیوں سے چشمہ جاری تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم میں سے جو وضو کرنا چاہے آکے وضو کر لے''

نمکین پانی آبِ شیریں بن گیا

ابن السکن نے ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نفیل ساعدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہم نے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی کھاری ہے۔ تو حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے ایک مشکیزہ عنایت فرمایا جس میں پانی تھا اور فرمایا اس پانی کو اس میں ڈال دینا۔ تو میں نے اس کے پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی یمن کے تمام پانیوں سے زیادہ شیریں ہوگیا۔

کوزۂ آب سے تمام لشکر سیراب

ابونعیم نے بطریق مطلب بن عبداللہ بن مطلب، عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے لشکر اسلام کو پیاس نے بے چین کیا تو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کوزہ طلب فرمایا اور اسے اپنے سامنے رکھا۔ پھر پانی طلب فرمایا اور اسے اس کوزہ میں بھرا۔ پھر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو خدا نے چاہا دعا پڑھی اس کے بعد اپنی چھنگلیا (چھوٹی انگلی) کو اس میں ڈبویا۔ راوی نے کہا میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے انگلیوں کے درمیان سے چشمے اُبلتے دیکھے۔ پھر فرمایا ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' ان دونوں کلموں کے ساتھ قیامت کے دن جو بھی اللہ سے ملاقات کرے گا اللہ اسے جنّت میں داخل کرے گا''۔

ابونعیم نے الصحابہ میں بطریق خدیج بن سدرہ بن علی سلمی جو اہل قباء سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ سفر میں تھے اور ہم نے فاحہ میں نزول کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے آج سقیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس منزل میں پانی نہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر بنی غفار کے چشمہ پر بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صدر وادی

Marfat.com

میں اُتر گئے۔ اور بعض اصحاب بطن وادی میں لیٹ گئے۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے کنکریاں ہٹانے لگے تو انکا ہاتھ تر ہو گیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔ اور گہرا کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کے اوپر پانی اُبلنے لگا۔ پھر اس کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دی اور خوب پیا اور تمام صحابہ کو پلایا۔ یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ سقیا ہے کہ اللہ نے تمہیں سیراب کیا ہے'' اس کے بعد اس کا نام سقیا ہو گیا۔

طبرانی وابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ باہر نکلے ابھی راستہ میں ہی تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سُنی کہ وہ رو رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ''میرے یہ فرزند کیوں رو رہے ہیں''۔ انہوں نے کہا یہ پیاسے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ ''تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے'' تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اپنی چادر کے نیچے سے انہیں مجھے دو''۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو لے کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ حالانکہ وہ رو رہے تھے خاموش نہیں ہوتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی وہ اسے چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہو کر خاموش ہو گئے اور اُنؓ کے رونے کی آواز سنائی نہ دی۔ اور دوسرے صاحبزادے برابر روئے جا رہے تھے جیسے پہلے صاحبزادہ رو رہے تھے خاموش ہی نہ ہوتے تھے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اب دوسرے صاحبزادے کو مجھے دے دو'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں لے کر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ دونوں خاموش ہو گئے۔ اور دونوں نے رونا بند کر دیا۔

ایک چھاگل اور تمام لشکر سیراب

محدثین نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبید بن خلف بن عبدنہم بن حذیفہ بن جھمہ بن غاضرہ بن حبیشہ بن کعب بن عمرو الکعبی۔ وفات بصرہ 52ھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 130 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ سفر میں تھے۔ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پیاس کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک شخص کو بلایا۔ اور فرمایا ''تم دونوں جاؤ اور میرے لئے پانی تلاش کر کے لاؤ'' تو وہ دونوں گئے اور انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ کی دونوں جانب چھاگلوں میں پانی بھرے لا رہی تھی۔ ان دونوں نے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا کل میں اس وقت پانی پر تھی یعنی یہاں سے ایک دن رات کی مسافت پر ہے پھر یہ دونوں اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے برتن طلب فرمایا اور دونوں چھاگلوں کے دہانے کھول کر دہن اقدس میں پانی لیا اور اس پانی سے دونوں چھاگلوں میں کلی کر کے دونوں چھاگلوں کے دہانوں کو باندھ دیا۔ چھاگل

Marfat.com

کے نچلے چھوٹے دہانے کو کھول دیا۔ لوگوں کو آواز دی کہ "پانی پی لیں اور بھر لیں" تو جس نے چاہا پیا اور جتنا چاہا بھر لیا وہ عورت کھڑی دیکھتی رہی کہ اس کے پانی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہر ایک چھاگل سے پانی لیا گیا اور ہم خیال کرتے رہے کہ وہ چھاگل پہلے سے زیادہ لبریز ہے جتنا کہ پانی لینے سے پہلے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا "اس عوت کیلئے کھانے کی چیزیں جمع کرو" تو صحابہ نے کھجوریں۔ آٹا اور ستو اتنا جمع کیا کہ وہ اسکے پاس بہت وافر ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا۔ "تم جانتی ہی ہو کہ ہم نے تمہارا پانی قطرہ بھر کم نہیں کیا ہے بلکہ اللہ عزوجل نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے"۔ پھر وہ عورت اپنے گھر چلی گئی چونکہ اس عورت کو دیر ہو گئی تھی اس بنا پر اس سے اس کے گھر والوں نے پوچھا کہ تجھے کیسے دیر ہو گئی؟ اس عورت نے کہا میں نے عجیب بات دیکھی ہے وہ یہ کہ راستے میں مجھے دو آدمی ملے۔ اور وہ دونوں مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ نبی کہتے ہیں اور انہوں نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ جو واقعہ گزرا اسے بیان کیا۔ خدا کی قسم وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان بڑا ساحر ہے اور اس عورت نے انگوٹھے اور اس کے برابر کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ بات کہی۔ پھر کہا یا وہ شخص یقیناً اللہ کا رسول برحق ہے راوی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بعد اس کے گرد و نواح کے مشرکوں پر تاخت و تاراج کیا مگر ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ جن میں وہ عورت تھی۔ اور جہاں وہ پانی لینے جمع ہوتے تھے۔ اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلمان تم لوگوں کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں اور تم سے تعرض نہیں کرتے۔ تو کیا تم لوگوں کو قبول اسلام کی رغبت ہے؟ ان سب نے اس عورت کی بات مان لی اور وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

بیہقی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ علیہ السلام کے صحابۂ کرام رات میں سفر کر رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ مسلمانوں کو شدید پیاس لاحق ہوئی اور دو شخص صحابہ میں سے آئے راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے یا ان کے سوا کوئی اور ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم ایک عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام پر پاؤ گے اور وہ عورت اس قسم کی ہے اور اس کے ساتھ اونٹ ہوگا اور پانی کی دو چھاگلیں لٹکی ہوں گی۔ تم دونوں اسے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ان دونوں نے اس عورت کو اپنے اونٹ پر دونوں چھاگلوں کے درمیان بیٹھا پایا اور انہوں نے اس سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں بلاتے ہیں۔ اس اس عورت نے پوچھا کون رسول اللہ؟ کیا وہ صابی شخص؟ دونوں نے کہا وہی جن کو تم اس طرح کہتی ہو۔ حالانکہ وہ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ تو وہ اسے اپنے ساتھ لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ "ان چھاگلوں کا پانی ایک برتن میں کر دیا جائے۔" اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خدا نے چاہا پڑھا۔ پھر اس پانی کو دونوں مشکیزوں میں بھر دیا گیا۔ اس کے بعد ان مشکیزوں کی نچلی جانب کے چھوٹے دھانے کو کھولنے کا حکم دیا تو اسے کھولا گیا۔ پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے برتنوں کو بھر

Marfat.com

لیں اور سیراب ہو کر پی لیں تو اس وقت کوئی برتن اور کوئی مشکیزہ باقی نہ رہا جسے نہ بھر لیا گیا ہو۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے معلوم دیتے تھے۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس عورت کو کپڑا اچھانے کا حکم دیا۔ اسکے بعد صحابہ کو توشہ جمع کرنے کا حکم دیا تو صحابہ نے اس کے لئے اتنا توشہ جمع کر دیا کہ اس کا کپڑا ابھر گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا ''اسے لے جاؤ کیونکہ ہم نے تمہارے پانی کا ایک قطرہ نہیں لیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے''۔ جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو اس نے اپنی قوم کو بتایا میں جس کے پاس سے آ رہی ہوں وہ یا تو لوگوں میں سب سے بڑا ساحر ہے یا وہ یقیناً اللہ کا رسول برحق ہے۔ پھر اس قبیلہ کا سردار آیا۔ یہاں تک کہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ستّر (70) سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اپنے صحابہ کے ساتھ رات میں سفر جاری رکھا۔ اور صبح کے وقت قیام فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ علیہ السلام کے صحابہ سو گئے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔ تسبیح و تکبیر کہتے اُٹھ بیٹھے اور آپ نے ناپسند جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بیدار کیا جائے۔ یہاں تک کہ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہو گئے پھر ایک اور صحابی بیدار ہوئے جو کہ بلند آواز تھے اور اس نے خوب بلند آواز سے تسبیح و تکبیر کہی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیدار ہوئے اس وقت ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم سے نماز فوت ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم سے نماز فوت نہیں ہوئی''۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سوار ہونے کا حکم فرمایا اور وہ سب پُر وقار طریقہ سے روانہ ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نزول فرمایا اور آپ علیہ السلام کے ساتھ صحابہ بھی سواریوں سے اُتر گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''پانی لاؤ''۔ تو صحابہ چند گھونٹ پانی لائے۔ جو آفتابہ میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا پھر اس پانی میں اپنا دست اقدس ڈالا اور اپنے صحابہ سے کہا وضو کر لو۔ تو تقریباً ستّر (70) آدمیوں نے وضو کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز کیلئے اذان دینے کا حکم دیا اور اذان کہی گئی۔ اس کے بعد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر جماعت کا حکم دیا۔ اقامت کہی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھائی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ علیہ السلام کا ایک صحابی کھڑا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اس سے پوچھا ''کیا وجہ ہے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی''۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں جنبی ہو گیا ہوں۔ فرمایا ''پاک مٹی سے تیمم کر لو تو نماز پڑھ لو۔ اور جس وقت تمہیں پانی مل جائے تو غسل کر لینا''۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ چند

Marfat.com

صحابہ کو پانی تلاش کرنے کے لئے روانہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند صحابہ کے ساتھ ایک دن اور ایک رات پانی کی تلاش میں رہے۔ پھر انہیں ایک عورت ملی جو اپنی سواری پر دو چھاگلوں کے درمیان سوار تھی۔ اس سے پوچھا تم کہاں سے آ رہی ہو؟ اس نے کہا میں یتیموں کے لئے پانی لا رہی ہوں جب اس عورت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اور بتایا کہ ایک رات کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر پانی ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "خدا کی قسم! اگر ہم پانی کی طرف گئے تو ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ اور ہم میں سے بھی شاید کوئی ہلاک ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ نے کہا ہم ان چھاگلوں کو ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لئے جاتے ہیں تا کہ آپ علیہ السلام ہی اس بارے میں غور فرمائیں"۔ چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی آئے اور ان کے ساتھ ان دو چھاگلوں کے درمیان اونٹ پر سوار عورت آئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر فدا ہوں ہم نے اس عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پایا ہے۔ میں نے اس عورت سے پانی کے چشمے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کی دوری میں چشمہ ہے۔ اس کے بعد باقی حدیث کو مذکورہ کی مانند بیان کیا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ حارث بن ربعی بن بلدمہ بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن زید بن جشم بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ وفات 50ھ 170 حدیثیں روایت کی ہیں) سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں سفر فرما رہے تھے۔ آخری شب میں سوئے تو اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ پشت پر پڑ رہی تھی اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفتابہ طلب فرمایا جو میرے ساتھ تھا اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا اس کے بعد فرمایا "اس بقیہ پانی کو اپنے آفتابہ میں ہی محفوظ رکھنا۔ کیونکہ اس سے ایک معجزہ ظاہر ہوگا"۔ پھر حضور علیہ السلام روانہ ہوئے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو لوگ کہنے لگے ہم پیاس سے ہلاک ہونے لگے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم ہرگز ہلاک نہ ہو گے"۔ پھر فرمایا "تم سب میرے پیالے کے گرد آ جاؤ" اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفتابہ کو طلب فرمایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفتابہ کا بقیہ پانی پیالے میں ڈالا اور ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب کو پلانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم خوب سیر ہو کر پیو" یہاں تک کہ کوئی پانی سے محروم نہ رہا۔

بیہقی نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ علیہ السلام اپنی کسی حاجت سے لشکر سے پیچھے رہ گئے اور میں بھی حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آفتابہ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت کی تو میں نے آفتابہ سے وضو کے لئے پانی ڈالا۔ وضو کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا "اس پانی کو حفاظت

Marfat.com

سے رکھنا ممکن ہے اس بقیہ پانی سے معجزہ ظاہر ہو" اور لشکر روانہ ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اگر لوگ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنی جانوں کے ساتھ مہربانی ونرمی کریں گے اور اگر ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ اپنی جانوں پر سختی وشدت کریں گے"۔ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے لشکر کو مشورہ دیا کہ کسی چشمے پر پہنچنے سے پہلے قیام نہ کرنا چاہئے مگر لشکریوں نے کہا نہیں بلکہ ٹھہرنا چاہئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے تو وہ ٹھہر چکے تھے اور ہم ان سے دوپہر کے وقت آ کے ملے اور وہ لوگ پیاس سے بے تاب تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے آفتابہ کے ساتھ بلایا اور میں نے آفتابہ آپ علیہ السلام کو پیش کیا۔ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آفتابہ کو بغل میں دبا کر صحابہ کو پانی پلایا اور ان سب نے پیا۔ یہاں تک کہ وہ سب سیراب ہو گئے اور وضو کر کے اپنے تمام برتنوں میں پانی بھر لیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "کوئی پانی بھرنے والا ہے"۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آفتابہ میرے حوالے کر دیا۔ اور اس میں پانی اتنا ہی تھا جتنا کہ پہلے موجود تھا۔ اور یہ لشکر بہتر (72) افراد کا تھا۔

ماخذِ کُتب

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)

3۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)

4۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان۔ مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 150ھ)

5۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)

6۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

7۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات 261ھ نیشاپور)

8۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ سجستانی (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

9۔ موطا امام مالک۔ ابوعبداللہ مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ اصبحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

10۔ سنن ابن ماجہ۔ ابن ماجہ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

Marfat.com

11۔	فتح الباری۔	علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ)
12۔	البدایہ والنھایۃ۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
13۔	روض الانف۔	علامہ عبدالرحمٰن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 581ھ)
14۔	طبقات ابن سعد۔	علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)
15۔	دلائل النبوۃ۔	حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت نیشاپور کے علاقہ بیہق 384ھ وفات نیشاپور 458ھ)
16۔	کتاب شفاء۔	قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)
17۔	دلائل النبوۃ۔	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)
18۔	اعلام النبوۃ۔	قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 450ھ)
19۔	خصائص الکبرٰی۔	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)
20۔	شواہد النبوت۔	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ)
21۔	مسند امام احمد۔	امام احمدؒ بن حنبل ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)
22۔	دارمی شریف۔	امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ)
23۔	فتوحات مکیہ	شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 638ھ)

انگشتری مبارک

بیہقی نے صحیح بتا کر حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خارجہ انصاری جو بنی الحارث بن خزرج کی شاخ سے تھے۔ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور ان کے جسم پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کے سینے میں گرج کی آواز سُنی پھر انہوں نے کلام کیا۔ انہوں نے کہا کہ ''احمد'' کا نام پہلی کتابوں میں ''احمد'' ہے۔ آپ صادق تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ذات میں کمزور تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم میں کتاب اول میں قوی تھے۔ وہ سچے تھے۔ صادق تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب اول میں قوی وامین تھے۔ وہ سچے تھے۔ صادق تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انہیں کی راہ پر قائم ہیں۔ ان کی خلافت کے چار سال گذر چکے ہیں۔ اور دو سال باقی ہیں۔ پھر فتنوں کا ظہور ہوگا اور شدید کمزور کو کھائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور بہت جلد بئر اریس سے تمہارے لشکر کے بارے میں خبر

Marfat.com

آئے گی۔ اور وہ بئیر اریس کیا ہے؟''

''اس کے بعد خطمہ سے ایک شخص فوت ہوا اور اسکے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ پھر لوگوں نے اس کے سینے میں گرج کی آواز سنی۔ اس نے کلام کیا۔ اس نے کہا کہ بنی الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا۔ سچ کہا۔ بیہقی نے کہا کہ بئیر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انگشتری بنوائی تھی جو آپ علیہ السلام کے دستِ اقدس میں رہتی تھی۔ پھر وہ انگشتری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ وہ انگشتری ان کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے بعد ان کے ہاتھ میں سے بئیر اریس میں گر پڑی۔ اسکے بعد ان کے عاملوں کی حالت بدل گئی اور فتنوں کے اسباب کا ظہور ہوا۔ جیسا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خارجہ کی زبان سے کہلوایا گیا'' یہ حدیث بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دست اقدس میں ایک انگشتری رہا کرتی تھی اور وہ آپ علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانۂ خلافت آیا اور خلافت کے چھ سال گذر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بئیر اریس پر بیٹھے اور انگشتری نکال کر ' ں سے شغل کرنے لگے۔ اور وہ اس کنوئیں میں جا پڑی۔ راوی نے کہا کہ تین دن تک برابر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جاتا رہا اور کنوئیں کا پانی نکالا جاتا رہا مگر انگشتری نہ ملی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگشتری میں ایسے اسرار تھے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھے۔ جب وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام سے گم ہوئی تو ان کا ملک جاتا رہا۔ اسی طرح جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگشتری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گم ہوئی تو ان کی خلافت میں کمزوری رُونما ہونے لگی۔ اور باغیوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور یہ فتنہ کی ایسی ابتدا تھی جو ان کی شہادت تک پہنچی اور وہ فتنہ آخر زمانے تک دراز ہو گیا۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا میری اس انگشتری پر ''محمد بن عبد اللہ'' کندہ کرا دو اور وہ انگشتری خالص چاندی کی تھی تو وہ نقاش کے پاس لائے اور کہا کہ یہ نقش اس پر کندہ کر دو۔ اس نے کہا میں اسے کندہ کر دوں گا اور اس پر اُجرت طے کی تو اللہ تعالیٰ نے نقاش کے ہاتھ کو اس طرح بدل دیا کہ اس نے ''محمد رسول اللہ'' کندہ کر دیا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے میں نے تو تمہیں ''محمد بن عبد اللہ'' کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ نقاش نے کہا بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ کو پھیر دیا۔ خدا کی قسم! میں یہی کندہ کرنا چاہتا تھا مگر بے شعوری میں یہ کندہ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس انگشتری کو رسول کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لائے اور آپ علیہ السلام سے حال بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تبسّم فرمایا اور فرمایا ''یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں''

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں ولید بن رباح سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جس دن امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر میں زیادتی کی اس دن آفتاب کو ایسا گہن لگا کہ ستارے نظر آنے لگے۔

ابوسبرہ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک کی سفارت

ابن سعد نے کہا ہمیں ہشام بن محمد نے ان سے ولید بن عبداللہ جعفی نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے مشائخ نے حدیث بیان کی۔ ان شیوخ نے کہا جب ابوسبرہ یزید بن مالک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں سفیر بن کے آئے تو ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عزیز تھے۔ ابوسبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری پشت پر ہتھیلی کی برابر رسولی ہے۔ جو مجھے اپنی سواری کی لگام کھینچنے میں مانع آتی ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بغیر پیکان کے تیر طلب فرمایا اور اس تیر کو آپ علیہ السلام رسولی پر مارتے اور پھیرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسولی جاتی رہی۔

بیہقی نے جریر بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوشاک پہنی اور بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت خطبہ فرما رہے تھے تو تمام لوگوں نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میں نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے بارے میں کچھ ذکر فرمایا تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ تمہارا ذکر احسن طریقہ سے کیا تھا۔ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے اس خطبہ کے دَوران ارشاد فرمایا کہ ''عنقریب اس دروازے سے یا اس راستے سے ایک شخص داخل ہوگا جو یمن والوں میں ایک بہتر شخص ہے۔ اور اسکے چہرے پر جیسے فرشتے نے ہاتھ پھیرا ہو۔ (یعنی بہت حسین وخوبصورت ہوگا)'' اور چند دعائیہ کلمات فرمائے۔

محدثین کرام نے جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے؟'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ میری بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے سینے پر دستِ مبارک رکھا اور دعا کی ''اے خدا اسے جما دے اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔'' اس کے بعد ذی الخلصہ کی طرف ڈیڑھ سو (150) سواروں کے ساتھ حمس گیا اور ہم نے وہاں پہنچ کر اسے جلا ڈالا۔

ابونعیم نے جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا۔ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر

Marfat.com

رکھا۔اور میں نے سینے کے اندر اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا'' اللھم ثبته واجعله ها دیا و مهد یا'' اس کے بعد میں کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق پیشین گوئیاں

جنگ جمل

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازدواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ'' کوئی تم میں سے سرخ اونٹ والی نکلے گی۔ یہاں تک کہ اس پر'' حواب'' کے کتے بھونکیں گے اور اس کے گرد بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور وہ نجات پائے گی نجات جب کہ وہ قتل ہونے کے قریب ہوگی''۔ یہ بات اسی طرح پوری ہوئی اور یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیش آیا جو جنگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان واقع ہوئی اور جس کو'' جنگ جمل'' کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ واقعہ پیش آیا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حواب کے مقام پر پہنچیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس اونٹ پر سوار تھیں وہ سرخ رنگ کا تھا۔ وہاں کی بستی کے کچھ کتے بھونکے اور اس حواب کے کنارے دونوں فریق میں جنگ ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ حواب ایک پانی کا نام ہے یہ کوئی بڑا تالاب تھا جس رات کی صبح کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملاقات ہونے والی تھی اور صلح کی بات چیت ہو کر معاملہ ختم ہونے والا تھا اسی رات قاتلان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے بعض شرارت پسندوں نے یہ گل کھلایا اور دونوں طرف تیر پھینکنے شروع کر دیئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر میں یہ مشہور کر دیا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غدر کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لشکر میں یہ شہرت دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عہد شکنی کی۔ کہتے ہیں یہ شرارت عبد اللہ بن سبا کے مشورے سے کی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب پانی کا نام معلوم کیا تو لوگوں نے حواب بتایا۔ آپ کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات یاد آئی اور آپ نے لوٹنے کا ارادہ کر لیا لیکن مروان نے آپ کے روبرو بہت سی شہادتیں دلوا دیں کہ نہیں اس پانی کا نام حواب نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو لوگ حملے کی غرض سے بڑھتے تھے انہوں نے موقعہ پا کر اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہودج زمین پر گر پڑا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھا کر لے گئے اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمدرد اور ان کے ہمراہ تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اختلاف محض قاتلان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتقام لینے کے سلسلے میں تھا جو بدقسمتی سے جنگ کی شکل اختیار کر گیا اور لوگوں نے اپنی بدخواہش کو پورا کر لیا۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوئی۔

Marfat.com

آئمہ مجتہدین

محدثین کرام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
''اگر دین ثریا پر معلق ہوگا اور دین ثریا پر لٹکا ہوا ہوگا تو کچھ لوگ فارس کے اس دین کو پالیں گے۔''
اس حدیث میں پیشین گوئی ہے کہ اہل فارس میں بڑے ذی علم ہوں گے اور ان سے علم کی بہت خدمت ہو گی اور ان سے بہت علم پھیلے گا خواہ علم کی بات بہت دور ہو اور ثریا ستارے کی طرح بہت اونچی ہو تو وہ فارس کے اہل علم اس کو اتنی دور سے بھی حاصل کر لیں گے۔ شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس میں حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اشارہ ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہے۔ بہر حال یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور اہل فارس نے دین کی بہتر خدمت انجام دی اور حدیث وفقہ میں تمام امت ان کی خدمات جلیلہ سے مستفید ہو رہی ہے۔

حاکم نے صحیح سند سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''عنقریب ایسا ہوگا کہ لوگ علم کی تلاش میں دور دراز سفر کریں گے لیکن مدینے کے عالم سے ان کو کوئی زیادہ علم والا نہیں ملے گا''۔ سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مدینے کے عالم حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تھے بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینے کے بہت بڑے عالم ہوئے۔

ابوداؤد میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قریش میں ایک ایسا بڑا عالم ہوگا کہ زمین کو علم کے خزانوں سے مالا مال کر دے گا''۔ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیہقی میں بھی ہے یہ پیشین گوئی بھی اس طرح صادق ہوئی کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ قریش میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام شافعی حضرت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف کی اولاد میں ہیں۔

آسمانی طعام

حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور دلائل النبوۃ میں بیہقیؒ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زیر قیادت ایک غزوہ میں شرکت کی جب ہم مقام حجر کے پاس پہنچتے تو ہم نے ایک عجیب وغریب آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا ''اے اللہ! مجھے امت محمدیہ میں سے کر دے جو مرحوم ومغفور اور مستجاب الدعاء ہے، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''انس! ذرا دیکھو یہ کیسی آواز ہے۔'' چنانچہ میں پہاڑ کی گھاٹی میں داخل ہوا تو مجھے ایک سفید لباس اور سفید ریش وسر شخص نظر آیا، مجھے دیکھ کر کہنے لگا، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیامبر ہیں، میں نے جواب دیا ''ہاں'' کہا: واپس جائیے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سلام عرض کیجئے اور کہیے آپ کے بھائی الیاس آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے لوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خبر دی تو آپ علیہ

Marfat.com

السلام چل کران کے پاس گئے، میں بھی آپ علیہ السلام کے ہمراہ تھا جب آپ علیہ السلام اس کے قریب پہنچے تو میں پیچھے رہ گیا اور حضور علیہ السلام آگے چلے گئے، پھر دونوں کافی دیر تک باہم گفتگو کرتے رہے، اس کے بعد آسمان سے دسترخوان کی مانند ایک چیز ان پر اتری تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے بھی بلا لیا۔ پس میں نے ان دونوں کے ہمراہ تناول کیا۔ اس دسترخوان پر مختلف اقسام کے پھل، مچھلی کا گوشت اور کھجور موجود تھی۔ میں کھانے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا اور علیحدہ ہوگیا، پھر ایک بادل اترا جو حضرت الیاس علیہ السلام کو اٹھا کرلے گیا جب وہ آسمان کی طرف جارہے تھے تو مجھے ان کے کپڑوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔

ابن شاہین اور ابن عساکر نے یہی واقعہ غزوۂ تبوک کے ضمن میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبدالعزیٰ بن عبد یالیل بن ناشب بن غزہ بن سعد بن لیث بن بکر بن کنانہ کنانی) (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس میں 83ھ میں بعمر 105 سال وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 56 احادیث مروی ہیں) سے نقل کیا ہے۔

آ

آغاز نزول وحی

جبریل امین مکہ مکرمہ کے بالائی علاقہ میں ظاہر ہوئے اور آپ علیہ السلام کو دل پسند مسند پر بٹھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا کرتے تھے، کہ ''جبریل نے مجھے بہترین غالیچے پر بٹھایا جو یاقوت اور موتیوں سے آراستہ تھا، پھر انہوں نے مجھے رسالت کا مژدہ سنایا'' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اطمینان قلب حاصل ہو گیا، بعدازاں جبریل نے کہا: اقرا ''پڑھئے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: میں کیسے پڑھوں، کہا: سورۃ علق آیات 1 تا 5

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ﴿۵﴾

ترجمہ:۔ ''پڑھو اپنے رب کے نام سے۔ جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔''

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پیغام ربی کو قبول فرمایا: اور واپس لوٹے، راستے میں آپ علیہ السلام جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سلام پیش کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شاداں وفرحاں اپنے گھر والوں کے پاس آئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یقین کامل تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک عظیم معاملہ دیکھا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے، تو ان سے فرمایا ''آپ کو علم ہے کہ جبریل امین میرے سامنے نمودار ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بھیجا ہے، پھر آپ علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام روئداد سنائی تو انہوں نے کہا: مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کرنے والا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام آپ علیہ السلام کو ملا ہے اسے قبول کیجئے، کیونکہ وہ حق ہے، آپ کو بشارت ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔''

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے گئیں یہاں تک عتبہ بن ربیعہ کے ایک غلام، جو نینویٰ کا ایک عیسائی تھا اور اسے عداس کہا جاتا تھا، کے پاس آئیں اور فرمایا: اے عداس! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں، کیا تم مجھے نہیں بتاؤ گے کہ کیا تمہارے پاس جبریل کا علم ہے؟ اس نے کہا: کہ قدوس قدوس، بت پرستوں کی اس سرزمین میں جبریل کا ذکر چہ معنی وارد؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: مجھے جبریل کے متعلق بتاؤ، اس نے کہا: کہ جبریل اللہ اور انبیائے کرام کے درمیان پیغام رسانی کے ذمہ دار اور امین ہیں، وہی حضرت موسیٰ اور

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس اللہ کا پیغام لایا کرتے تھے، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے پاس سے لوٹ کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ ورقہ نے کہا شاید آپ کے رفیق حیات وہی نبی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کر رہے ہیں اور ان کا تذکرہ تورات وانجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے، پھر قسم کھا کر کہا اگر انہوں نے میرے جیتے جی دعویٰ نبوت کیا، تو میں ان کی اطاعت وامداد میں جان پر کھیل جاؤں گا مگر کچھ عرصہ کے بعد ورقہ فوت ہو گئے۔

امام بیہقی اور ابونعیم ابو میسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ''جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں تو ایک ندا سنتا ہوں، بخدا! مجھے تو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے'' عرض کیا نہیں، اللہ کی پناہ، اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ صرف بھلائی ہی کرے گا، بخدا! آپ علیہ السلام تو امانت ادا کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں اور راست گو ہیں۔

پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا، اور ان سے کہا کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ورقہ کے پاس لے جائیں، چنانچہ دونوں نے جا کر ورقہ کو یہ قصہ سنایا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جب میں خلوت گزیں ہوتا ہوں تو اپنے پیچھے سے یا محمد! یا محمد! کی ندا سنتا ہوں، پس میں زمین میں بھاگ جانے کے لئے نکلتا ہوں'' ورقہ نے کہا: کہ ایسا نہ کیجئے جب آپ کے پاس وہ آئے، تو پرسکون ہو کر اس کی آواز سنئے، پھر آ کر مجھے اس کی اطلاع کیجئے، چنانچہ آپ علیہ السلام جب تنہا ہوئے، ایک پکار آئی یَا مُحَمَّد یَا مُحَمَّد اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر کہا: کہئے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

(آخر تک) اس کے بعد کہا: کہئے لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللهُ اس ندا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ورقہ کے پاس تشریف لائے اور اسے سارا واقعہ بتایا، ورقہ نے سن کر کہا: آپ علیہ السلام کو بہت بہت مبارک ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی بے شک آپ علیہ السلام کی طرف وہی ناموس بھیجے گئے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجے گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بلاشبہ نبی ہیں، عنقریب آپ علیہ السلام کو جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر مجھے وہ وقت نصیب ہوا تو میں آپ علیہ السلام کے ہمراہ جہاد کروں گا، پھر جب ان کا وصال ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے قس یعنی ورقہ کو دیکھا ہے ان پر کمخواب کا لباس ہے، کیونکہ وہ میرے ساتھ ایمان لائے اور میری تصدیق کی''۔ ''میں نے آسمان سے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا''

''یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَ اَنَا جِبْرِیْلُ''

ترجمہ:۔ ''اے محمد! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں''

میں سر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھنے لگا، تو جبریل امین آدمی کی شکل میں نظر آئے انہوں نے اپنے قدم افق آسمان پر پھیلا رکھے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔

Marfat.com

''یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ''

ترجمہ:۔ ''اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں''

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل امین کو ان کی اصلی شکل میں صرف دو بار دیکھا، ایک بار اس وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل سے دیدار کا تقاضا کیا، تو انہوں نے دیدار کرایا، اس وقت جبریل پورے افق پر چھائے ہوئے تھے اور دوسری بار شب معراج سدرۃ المنتہی کے پاس۔

امام احمد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا، ان کے چھ سو (600) پر تھے اور انہوں نے افق کو گھیر رکھا تھا اور ان کے پروں سے موتی اور یاقوت وغیرہ گر رہے تھے۔

اہل سیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جبریل امین کو ان کی تخلیقی شکل میں صرف دو بار دیکھا، ایک بار انہیں آسمان سے زمین کی طرف اترتے ہوئے جبکہ ان کے جسم نے زمین اور آسمان کے درمیان کو بھر رکھا تھا، ایک اور روایت میں ہے، کہ ان پر سندس کا لباس تھا جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔

ابوالشیخ کی روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل سے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اصلی صورت میں دیکھوں تو انہوں نے اپنا ایک پر پھیلایا جو سارے افق پر چھا گیا، یہاں تک کہ آسمان کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا''۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم، سند جید کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جب وحی کا نزول ہوتا، تو آپ علیہ السلام کے پاس ایسی بھنبھناہٹ کی آواز آتی جیسے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔

حضرت ابواروی دوسی سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی کے نزول کی کیفیت دیکھی، آپ علیہ السلام اس وقت اونٹنی پر سوار تھے اور اونٹنی وحی کے بوجھ سے بلبلا رہی تھی، اس کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اس کے پاؤں ٹوٹ جائیں گے، کبھی بیٹھ جاتی اور کبھی کھڑی ہو جاتی مگر اس کے پاؤں ایک ہی جگہ گڑے تھے تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے وحی کی گرانی ختم ہوئی اور آپ علیہ السلام کی پیشانی سے پسینہ موتیوں کی طرح گرنے لگا۔

امام احمد اور امام بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی اس حالت میں نازل ہوتی کہ آپ علیہ السلام اس وقت اپنی ناقہ پر سوار ہوتے تھے، تو وحی کے بوجھ سے ناقہ کا اگلا حصہ زمین سے لگنے لگتا اور سخت سردی میں دن کے وقت آپ علیہ السلام کی جبین ناز سے

Marfat.com

پسینہ پھوٹ پڑتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے، کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول وحی کے وقت اپنا سر اقدس جھکا لیتے، روئے انور زرد ہو جاتا اور آپ علیہ السلام دانتوں میں سردی محسوس کرتے، نیز پیشانی مبارک سے پسینہ موتیوں کی طرح گرنے لگتا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ حارث بن ہشام قرشی مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا "کبھی گھنٹی کی مانند آواز آتی ہے، اور یہ حالت مجھ پر سخت گراں ہوتی ہے، پھر یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے، اس اثناء میں مجھے یہ وحی یاد ہو جاتی ہے کبھی فرشتہ انسانی روپ میں آتا ہے مجھ سے کلام کرتا ہے، تو میں اس کا کلام سن کر یاد کر لیتا ہوں"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے بارہا سخت سردی کے موسم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کے نزول کی کیفیت دیکھی ہے۔ وہ حالت جب ختم ہوتی تو آپ علیہ السلام کی جبیں اقدس پر پسینہ ہوتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے، کہ "مجھ پر وحی دو طریقوں سے نازل ہوتی تھی، کبھی جبریل میرے پاس آ کر یوں القاء کرتے جیسے ایک آدمی دوسرے کو کوئی بات بتاتا ہے، اور کبھی وہ کسی چیز کے پردے میں وحی پہنچاتے، مثلاً گھنٹی کی آواز آتی یہاں تک کہ وہ دل نشین ہو جاتی، اور پھر یہ کلام زائل نہ ہوتا تھا"

مسلم شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ علیہ السلام کو سخت تکلیف ہوتی اور چہرے کا رنگ خاکی ہو جاتا۔

ابو نعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہوتا تو آپ بڑا بوجھ محسوس کرتے۔ ارشاد ربانی ہے سورۃ المزمل آیت 5

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝

ترجمہ:۔ "اے حبیب! ہم عنقریب آپ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں" (یعنی نہایت جلیل و باعظمت۔ مراد اس سے قرآن مجید ہے)

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اترتی تو آپ علیہ السلام پر گرانی کی کیفیت طاری ہوتی اور جبین اقدس سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرتے، خواہ سردی کا موسم ہوتا۔

طبرانی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن

Marfat.com

غنم بن مالک بن نجار۔ قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں المتوفی 45ھ مدینہ منورہ۔ 92 حدیثیں روایت کی ہیں) سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے وحی لکھتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر وحی کا نزول ہوتا، تو آپ سخت تکلیف دہ حالت میں مبتلا ہو جاتے اور موتیوں کی طرح زبردست پسینہ پھوٹ پڑتا، پھر یہ کیفیت جاتی رہتی، میں اس وحی کو لکھ لیتا اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے لکھاتے جاتے، میں ابھی کتابت سے فارغ بھی نہ ہوتا کہ مجھے محسوس ہوتا کہ شاید قرآن کے بوجھ سے میرا پاؤں ٹوٹ جائے اور پھر کبھی چل نہ سکوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو لوگ اسے چہرۂ رسول علیہ السلام کے زرد ہونے سے پہچان لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس وقت خاموش ہو جاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی بات نہ کرتے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر وحی نازل ہوتی تو ہم میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا یہاں تک کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مکہ مکرمہ میں اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے، کہ اسی اثناء میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھ کر مسکرائے، آپ علیہ السلام نے فرمایا "عثمان! بیٹھو گے نہیں؟" عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پھر آپ علیہ السلام کے حضور آکر بیٹھ گئے، باہم گفتگو جاری تھی کہ ناگہاں رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، کچھ دیر اوپر دیکھتے رہے، پھر اپنی نظر دائیں طرف کر لی بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذرا ہٹ کر اس طرف ہو گئے جہاں آپ علیہ السلام نے نظر کی تھی، پھر سر اقدس کو حرکت دینے لگے گویا کسی کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں، ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ پس جب آپ علیہ السلام کا مقصد پورا ہو گیا، تو اپنی نگاہ پہلے کی طرح آسمان کی طرف اٹھائی اور نظر سے اس کا تعاقب کیا جسے آپ علیہ السلام دیکھ رہے تھے تا آنکہ وہ آسمان میں غائب ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے رخ انور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا اور آپ علیہ السلام پہلی حالت پر آکر بیٹھ گئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! جو کیفیت میں نے آج آپ علیہ السلام کی دیکھی ہے پہلے ایسا ہوتے نہیں دیکھا، فرمایا "تم نے کیا دیکھا؟" تو انہوں نے سارا ماجرا کہہ سنایا، فرمایا "کیا تم نے اس کیفیت کو سمجھا ہے؟" عرض کیا، ہاں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا "ابھی میرے پاس جبریل امین آئے تھے" حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا جبریل علیہ السلام

Marfat.com

نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے یہ آیت پہنچائی۔
سورۃ النحل آیت 90

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝٩٠

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ حکم فرماتا ہے عدل واحسان کا اور رشتہ داروں کو عطا کرنے کا اور منع کرتا ہے برائی بے حیائی اور سرکشی کے کاموں سے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پر عمل کرو۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر ایمان میرے دل میں راسخ ہوگیا اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوگئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا آغاز سچی خوابوں سے ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خواب رات کو دیکھتے اس کی تعبیر صبح کے اجالے کی طرح ظاہر ہو جاتی، پھر خلوت گزینی اور گوشہ نشینی آپ علیہ السلام کے لیے محبوب ہوگئی، اس خلوت گزینی کے لیے آپ علیہ السلام غار حرا میں تشریف لے جاتے وہاں کئی راتیں عبادت میں گزار دیتے، پھر اپنے اہل خانہ کے پاس آتے اور سامان خورد ونوش لے جاتے۔ جب وہ ختم ہو جاتا تو پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لوٹ آتے اور پہلے کی طرح کھانے پینے کی اشیاء کا بندوبست کر کے غارِ حرا کی خلوتوں میں چلے جاتے، آپ علیہ السلام کا یہی معمول تھا کہ آپ علیہ السلام کے پاس پیغام حق آپہنچا، آپ علیہ السلام اس وقت غار حرا میں تھے۔

آپ علیہ السلام کی خدمت میں ایک فرشتہ حاضر ہوا اور اس نے کہا: ''پڑھیے'' آپ علیہ السلام نے جواب دیا ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں'' ''تو اس فرشتے نے مجھے سینہ سے لگا کر بھینچا، یہاں تک کہ اس کے دبانے سے مجھے تکلیف محسوس ہوئی، اس نے مجھے چھوڑ کر دوبارہ کہا ''پڑھیے'' میں نے کہا: ''میں پڑھنے والا نہیں'' تو اسنے دوبارہ مجھے پکڑ کر بھینچا، یہاں تک کہ اس کے دبانے سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑ کر تیسری بار کہا ''اقراء'' ''پڑھیے'' میں نے وہی جواب دیا، تو فرشتے نے مجھے تیسری بار سینہ سے لگایا اور خوب بھینچا، پھر مجھے چھوڑ کر کہا: سورۃ العلق آیات 1 تا 5 کا نزول ہوا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۝٢
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۝٣ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا
لَمْ يَعْلَمْ۝٥

ترجمہ:۔ ''پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا''۔

اس واقعہ کے بعد آپ واپس گھر تشریف لائے، اسوقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دل کانپ رہا تھا، حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آکر فرمایا:

''زملونی زملونی'' ''مجھے چادر اوڑھادو، مجھے چادر اوڑھادو'' پس انہوں نے آپ علیہ السلام پر چادر اوڑھادی، یہاں تک کہ وہ خوف دور ہو گیا، پھر آپ علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام ماجرا سنایا اور فرمایا ''مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے'' حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا، خدا کی قسم! اللہ آپ علیہ السلام کو رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مفلس و نادار کو عطا کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں، حق کی وجہ سے کوئی مصیبت میں گرفتار ہو تو آپ علیہ السلام اس کی چارہ سازی کرتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ علیہ السلام کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں، ورقہ نے عیسائیت قبول کر لی تھی، وہ عبرانی زبان لکھنا جانتا تھا اور اس نے انجیل کو عبرانی زبان میں لکھنا شروع کر دیا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس سے کہا: اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی بات سنئے، ورقہ نے پوچھا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ کو کیا نظر آتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے سارا واقعہ اور مشاہدہ بیان کر دیا۔

ورقہ نے سن کر کہا یہ تو وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا، اے کاش! میں اس وقت جوان ہوتا جب آپ علیہ السلام اعلان نبوت کریں اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ علیہ السلام کی قوم آپ علیہ السلام کو مکہ سے نکال دے گی، حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا ''کیا اہل مکہ مجھے نکال دیں گے؟'' کہا جی ہاں! جو شخص بھی اس قسم کی دعوت لے کر آیا جو آپ علیہ السلام لے کر آئے ہیں تو لوگوں نے اس سے دشمنی کی، اگر مجھے آپ علیہ السلام کا وہ دن دیکھنا نصیب ہوا، تو میں آپ علیہ السلام کی پرزور مدد کروں گا اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔ ''بعض علماء نے ذکر کیا کہ یہ بھینچنا جو ابتدائے وحی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ واقع ہوا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے، کیونکہ کسی اور پیغمبر کے بارے میں منقول نہیں کہ اسکے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہو۔ اس بھینچنے کی حکمت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دوران نزول وحی کسی اور چیز کی طرف التفات نہ کریں یا امر وحی میں انتہائی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپ علیہ السلام کی طرف القاء کیا جانے والا کلام انتہائی گرانقدر ہے

Marfat.com

محدثین کرام حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول وحی کے متعلق بیان فرما رہے تھے آپ علیہ السلام نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا: میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی، نظر اٹھا کر دیکھا، تو وہی فرشتہ تھا جو غارِ حرا میں نمودار ہوا تھا اور وہ فضا میں کرسی پر جلوہ افروز تھا، میں اسے دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا، پھر گھر واپس آ کر کہا مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو، اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

سورۃ المدثر آیات 1 تا 5

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥

ترجمہ:۔ ''اے بالاپوش اوڑھنے والے! اٹھو اور ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے اور ہر قسم کے میل کچیل سے دور رہئے۔''

کتب حوالہ جات

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)
5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ۔256ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (202ھ۔275ھ)
7۔ سنن ابن داؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ (202ھ تا 275ھ)
8۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774)
9۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (384ھ۔458ھ)
10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)
11۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابونعیم، بریدہ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب دیکھا کہ اُن سے کہا گیا کہ ''تم خَیْرُ الْبَرِیَّہ اور سَیِّدُ الْمُرْسِلِیْن سے حاملہ ہو۔ لہٰذا جب ان کی تمہارے

Marfat.com

بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) رکھنا۔ اور اِس تختی کو ان کے گلے میں آویزاں کر دینا پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سرہانے ایک تختی موجود تھی، جس پر لکھا تھا:

''اعیذه بالواحد، من شرّ کلّ حاسد، و کلّ خلق رائد، مِن قائم و قاعِد، عَنِ السَّبیل عاند، علیَ الفَساد جا اهد، مِن نافثٍ اَو عاقد، و کُلّ خلق مارد، یافذ بالمراصد، فِیْ الحرق الموارِدُ، انها هُم عندَ بالله اَلاَ غلٰی، واحوطهِ منهُمْ بالیدا لعُلیَا ء، والکف الّذی لا یریٰ، یَد الله فَوْقَ اَیدیهِمْ وحجاب الله دون عادِیهم، لاَ یطر دوه و لاَ یضروه فی مقعد ولاَ منام، ولاَ سَیرو لاَ مقام اوّل اللیالی و اٰخر الایام.''

اَصحابِ فِیل کی بَیتُ اللہ پر چڑھائی اور اللہ تعالیٰ کی نُصرت وتائید

ابن سعد ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر، ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ، اصحابِ فیل نے وسط ماہِ محرم میں مکّہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔ اِس واقعہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت کے درمیان پچاس راتوں کا فاصلہ تھا۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اصحابِ فیل نے چڑھائی کی، اور وہ مکّہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدُ المطّلب ان کے پاس گئے اور ان کے بادشاہ سے فرمایا۔ تم نے ہم پر چڑھائی کر دی، اِس پر اس نے کہا۔ ''مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھر ایسا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہوا وہ امن یافتہ اور حفاظت یاب ہوا، پس میں اس کے صاحبِ خانہ کو ڈرانے آیا ہوں''۔ جناب عبدُ المطّلب نے بہ نظر رفعِ فساد پھر اُس سے کہا:

''تم ہم سے جو جائز مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور تم واپس ہو جاؤ۔'' مگر اُس نے اِن کی پیش کش کو رَدّ کر دیا اور خانۂ کعبہ کی بے حُرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی۔

عبدالمطلب لَوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا ''میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرمِ مقدس کے بے خطا ساکنوں کو ہلاک کرنیوالوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا۔ پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللّٰھمَّ ان لکل الہٖ حلا لاً فامنع حلا لک لاَ یغلبن محالھم محالک

اللّٰھمَّ فان فعلت فامر ما بدلک

(ترجمہ:۔ یعنی، اَے خدا! ہر معبود کے لئے ایک حِلّ ہوتا ہے، تو اَب تو اپنے حِلّ کی حفاظت فرما، تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں آسکتا۔ اَے خدا! اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے، حکم فرما۔)

بارانِ رحمت یعنی بارش

ابونعیم، حاکم اور بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت عمر

Marfat.com

بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا، ہمیں ''ساعت عسرت'' کے حیران کن واقعہ کے بارے میں بتائیے'' تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک منزل پر اترے تو ہمیں ایسی شدید پیاس لگی جس سے دم نکلنے کا یقین ہو چلا تھا اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ لوگ اونٹ ذبح کر کے ان کی پیٹوں سے پانی نچوڑ کر پینے لگے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو قبولیت دعا کا وعدہ دیا ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے۔ ابھی دست مبارک چہرہ انور کی طرف واپس نہ آئے کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی، بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی۔ پس تمام اہل لشکر نے اپنے برتن لبریز کر لئے، پھر وہاں سے روانہ ہوئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بارش صرف لشکر کے پڑاؤ تک محدود رہی، اس سے آگے تجاوز نہ کیا۔

ابونعیم، دلائل النبوت میں عیاش بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس کچھ پانی نہ تھا۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی۔ پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے اور اتنی بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہوگئے، نیز انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی ساتھ بھی لے لیا۔

سورۃ الواقعہ آیت 82

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو''

ابن ابی حاتم سورۃ الواقعہ آیت 82 کا ابوحرزہ سے شان نزول نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ تبوک میں ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ صحابہ کرام جب مقام حجر میں اترے تو حضور اقدس سید المرسلین نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ مقام حجر کا پانی اپنے ساتھ نہ لے جائیں کیونکہ وہ قوم ثمود، جس پر غضب الٰہی ہوا تھا، کا پانی ہے وہاں سے چلے تو ایک اور مقام پر پڑاؤ ڈالا جہاں ان کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس تکلیف کا اظہار کیا تو آپ علیہ السلام نے اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا مانگی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجے اور موسلا دھار بارش ہوئی یہاں تک کہ اہل لشکر نے سیراب ہو کر پانی پیا۔ اس موقع پر ایک انصاری نے دوسرے شخص سے جو کہ منافق تھا کہا تم پر افسوس! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا اثر دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے ہم پر بارش کی ہے۔ اس نے جواب دیا، یہ تو فلاں ستارے کے اثر سے بارش ہوئی تو اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ الواقعہ آیت 82۔

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ (قرآن کو) جھٹلاتے ہو''

بیہقی دلائل النبوۃ میں ابووجرہ یزید بن عبید السلمی سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر بنوفزارہ کا ایک وفد، جو کہ چودہ پندرہ آدمیوں پر مشتمل تھا، بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، اس وفد میں خارجہ بن حصن اور عیینہ بن حصن کا بھتیجا حر بن قیس بھی شامل تھا۔ یہ وفد کا سب سے کم عمر فرد تھا۔ وفد کے اراکین کمزور اونٹوں پر سوار تھے اور رملہ بنت حارث انصاری کے گھر میں اترے۔ یہ لوگ قحط زدہ تھے اور اسلام کا اقرار کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ان کے علاقے کے حالات دریافت فرمائے تو انہوں نے بتایا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے۔ مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ باغات سوکھ گئے ہیں اور اہل وعیال فاقہ کا شکار ہیں، پس آپ علیہ السلام ہمارے لئے اپنے رب ذوالجلال والاکرام سے دعا کریں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ آپ علیہ السلام اپنے پروردگار کے ہاں ہماری سفارش کریں ہم آپ علیہ السلام کے پروردگار کو آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں شفیع لاتے ہیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”سبحان اللہ! میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت اور سفارش کرتا ہوں مگر وہ کون ہے جس کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کو سفارشی بنایا جائے؟ وہی تو اکیلا مستحق عبادت ہے، عظمت وشان والا اس کی اقتدار کی کرسی آسمانوں اور زمین کو محیط ہے“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر اقدس پر جلوہ گر ہوئے اور چند کلمات ارشاد فرمانے کے بعد اپنے مبارک ہاتھ بلند فرمائے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِ بَلَدَكَ وَ بَهِيْمَتَكَ وَاحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا طَبَقًا وَاسِعًا عَاجِلاً غَيْرَ اٰجِلٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍ اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لاَ سُقْيَا عَذَابٍ وَلاَ هَدْمٍ وَلاَ غَرَقٍ وَلاَ مَحَقٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَانْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ

ترجمہ:۔ ”اے اللہ! اپنے اس علاقے پر اور مال مویشی پر مینہ برسا اور مردہ زمین زندہ فرما، اے اللہ! ہم پر بارش کر، مدد والی خوشگوار، نہال کرنے والی، دور دراز تک، فوری، بلا تاخیر، مفید جو نقصان دہ نہ ہو، الٰہی! رحمت کی بارش نہ کہ عذاب کی بارش، جو مکان ڈھانے والی، غرق کرنے والی اور نام ونشان مٹا دینے والی نہ ہو، اے اللہ! ہمیں بارش عطا کر اور دشمنوں کے مقابلہ میں مدد فرما“

دعا کے کلمات سن کر ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”ہماری کھجوریں خشک ہونے کیلئے مرابد میں پڑی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دعا کی اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اے اللہ بارش عطا فرما، یہ سن کر ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برہنہ پا مربد کی نالی کو اپنی تہہ بند سے بند کرنے کیلئے اٹھ بھاگے راوی بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا، نہ ہی مسجد نبوی سے سلع تک کوئی عمارت تھی، اچانک سلع کے پیچھے سے گھنگھور گھٹائیں اٹھیں جب آسمان کے وسط میں پہنچیں تو بکھرنے لگیں، یہ منظر اہل مدینہ دیکھ رہے تھے، پھر موسلا دھار بارش ہوئی۔ خدا کی قسم! مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے سورج ایک ہفتہ

Marfat.com

تک نظر نہ آیا۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر نالی محفوظ کرنے لگے کہ کہیں کھجوریں بہ نہ جائیں بعدازاں وہی شخص جس نے بارش کیلئے درخواست کی تھی۔ عرض کرنے لگا۔

يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ ''مال مویشی ہلاک ہوگئے ہیں اور رستے رک گئے ہیں۔''

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور دعا فرمائی، حالت استغراق میں اپنے مبارک ہاتھ اس قدر بلند فرمائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا عَلَى الْاٰكَامِ وَ الظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَ مَنَابِتِ الشَّجَرِ

ترجمہ:۔ ''مولیٰ! ہمارے گردونواح پر مینہ برسا ہمارے اوپر نہ برسا، ٹیلوں پر بارش دے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر، وادیوں کے دامن میں اور درختوں کے اگنے کی مقامات پر برسا''

اس دعا کے ہوتے ہی مدینہ طیبہ کے افق سے بادل یوں چھٹ گئے، جیسے کپڑا اپھٹ جاتا ہے۔

دلائل النبوت میں ابونعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امساک باراں کی شکایت کی جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام عیدگاہ کی طرف نکلے، پھر منبر اقدس پر جلوہ گر ہو کر دعا کیلئے دست اقدس اتنے بلند کئے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اچانک اللہ تعالیٰ نے ابر کرم بھیجا جو گرج چمک کے ساتھ خوب برسا، آپ علیہ السلام لوٹ کر مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ابھی تشریف نہ لائے تھے کہ راستوں میں جل تھل ہوگئی آپ علیہ السلام نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں''

ابن ماجہ وبیہقی حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ مضر کو بددعا دی جس کی وجہ سے قبیلہ مضر کے لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے اور ابوسفیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ علیہ السلام کی قوم قحط سالی کی وجہ سے ہلاک ہورہی ہے۔ آپ علیہ السلام ان کے لئے دعا کریں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا غَدَقًا طَبَقًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَ رَائِثٍ

اس کے بعد صرف ایک جمعہ ہی گزرا ہوگا کہ خوب بارش ہوئی، وہ آ کر شکایت کرنے لگے، مکانات گر گئے ہیں پس آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! ہمارے گردونواح میں بارش عطا کر ہمارے اوپر نہ برسا،،

ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آ کر یوں عرض گزار ہوا کہ میں ایسی قحط زدہ قوم کے پاس سے آ رہا ہوں جس کے چرواہے نہ تو چارہ مہیا کرتے ہیں نہ اپنے مویشیوں کے پاس جاتے ہیں کہ انہیں کھول کر چرائیں کیونکہ خشک سالی کی وجہ سے چرانے کیلئے کچھ نہیں یہ سن کر حضور

Marfat.com

انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر اقدس پر تشریف لائے اور حمد باری تعالیٰ بیان کرنے کے بعد دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا طَبَقًا مَرِیْعًا غَدَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر اقدس سے نیچے اتر آئے، پھر جس خطہ زمین سے کوئی آدمی آتا تو یہی کہتا کہ بارش کی وجہ سے ہمیں حیات تازہ ملی ہے۔

چہرۂ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض اوقات جب شاعر کا یہ شعر یاد آتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا کہ آپ علیہ السلام منبر اقدس پر رونق افروز ہو کر دعا فرماتے تو منبر سے اترنے سے پہلے ہی پرنالوں سے پانی گرنے لگتا۔ شاعر کا وہ شعر حسب ذیل ہے۔

وَاَبْیَضَّ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامیٰ عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی (طویل) دعا

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے بقیع غرقد کے طرف نکلے، آپ علیہ السلام کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا، جس کا ایک گوشہ سامنے اور دوسرا پشت اقدس کے پیچھے سے دونوں شانوں کے درمیان تھا نیز کمان شانہ اقدس کے ساتھ لٹک رہی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روبقبلہ ہو کر تکبیر تحریمہ کہی اور صحابہ کرام کو دو رکعت نماز پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی، پہلی رکعت میں سورہ اذا الشمس کورت اور دوسری میں والضحیٰ،، کی تلاوت فرمائی، بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیلی احوال کے لئے اپنی ردائے مبارک پلٹ دی، پھر حمد وثنا کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ ضَاحَتْ بِلَادُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَھَانَتْ دَوَابُنَا اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْبَرَکَاتِ مِنْ اَمَاکِنِھَا وَ نَاشِرَ الرَّحْمَۃِ مِنْ مَّعَادِنِھَا بِالْغَیْثِ نَسْتَغِیْثُ اَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الْاَلْمَامِ فَنَسْتَغْفِرُکَ لِلْجُمَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَ نَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ عَظِیْمِ خَطَایَانَا اَللّٰھُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْنَا مِدْرَارًا وَاکْفِنَا مَغْزُوْزًا مِّنْ تَحْتِ عَرْشِکَ مِنْ حَیْثُ یَنْفَعُنَا غَیْثًا مُغِیْثًا دَارِعًا رَائِعًا مُمَرِّعًا طَبَقًا عَامًا خَضَبَ تَسْرَعُ لَنَا بِہِ النَّبَاتُ وَ تَکْثُرُ کِتَابَۃُ الْبَرَکَاتُ وَ تَقَبَّلُ بِہِ الْخَیْرَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَللّٰھُمَّ لاَ حَیَاۃَ شَیْءٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ اِلاَّ بِالْمَاءِ اَللّٰھُمَّ وَ قَدْ قَنَطَ النَّاسُ اَوْ مَنْ قَنَطَ مِنْھُمْ وَ سَاءَ ظَنُّھُمْ وَ ھَامَتْ بِھَائِمُھُمْ وَ عَجَّتْ عَجِیْجَ الثُّکْلٰی عَلٰی اَوْلَادِھَا اِذْ حَبَسْتَ عَنَّا قِطْرَ

Marfat.com

السَّمَاءِ فَدَقَّ لِذٰلِکَ عَظْمُهَا وَ ذَهَبَ لَحْمُهَا وَ ذَابَ شَحْمُهَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اَنِیْنَ الْاٰنَةِ وَ حَنِیْنَ الطَّانَةِ وَ مَنْ لَّا یَحْمِلُ رِزْقَهٗ غَیْرُکَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْبَهَائِمَ الْحَائِمَةَ وَالْاَنْعَامَ السَّائِمَةَ وَالْاَطْفَالَ الصَّائِمَةَ اَللّٰهُمَّ الْمَشَائِخَ الرُّکَّعَ وَالْاَطْفَالَ الرُّضَّعَ وَالْبَهَائِمَ الرُّتَّعَ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِنَا وَلَا تُرِدَّنَا مَحْرُوْمِیْنَ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ.

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! ہمارے شہر ویران ہوگئے، زمین پر خاک اڑنے لگی اور جانور کمزور ہوگئے، اے برکتوں کے نازل کرنے والے! رحمت کے پھیلا دینے والے! ہم بارش کی التجا کرتے ہیں تو ہی ہے جس سے چھوٹے بڑے گناہوں کی بخشش طلب کی جاتی ہے، ہم اپنی تمام خطاؤں سے توبہ کرتے ہیں، ہم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیج، عرش کے نیچے سے زوردار مفید بارش، مدد والی گھاس اگانے والی، نشو ونما دینے والی، سرسبز کرنے والی، سطح زمین کو گھیرنے والی عام بارش جس سے ہمارے لئے جلد سبزہ اُگے اور برکتوں کی کثرت ہو اور نیکیاں درقبولیت تک پہنچیں، اے اللہ! تو نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا ہے۔ یااللہ! پانی سے پیدا ہونے والی چیز کیلئے پانی کے بغیر کوئی وجود نہیں، اے پروردگار! لوگ مایوس ہو چلے ہیں، ان کے گمانوں میں فتور آ گیا ہے ان کے جانور سخت پیاسے ہیں اور اس طرح چلاتے ہیں جیسے بچے چھن جانے والی ماں چیخ چلاتی ہے۔ اے پروردگار! آہ وفغاں کرنے والوں پر رحم فرما جن کا تیرے سوا کوئی روزی رساں نہیں، اے اللہ! بے زبان پیاسے جانوروں اور بھوکے بچوں پر رحم فرما، باری تعالیٰ بوڑھے حالت رکوع میں بچے شیر خوار اور چوپائے چرنے والے ہیں، ہماری قوت میں اضافہ فرما، ہمیں نامراد نہ لوٹا، بے شک تو دعا سننے والا ہے، اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت کے صدقے میں ہماری دعا قبول فرما''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ زوردار بارش ہونے لگی، یہاں تک کہ ہر شخص کو فکر لاحق ہوگئی کہ وہ گھر لوٹ کر کیسے جائے گا، اس بارش سے جانوروں کو حیات نو ملی، زمین سرسبز وشاداب ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سب لوگ خوشحال ہوگئے۔

حضور سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں اس حال میں آئے ہیں کہ فاقہ کشی کی وجہ سے ہمارے بچوں کی آوازیں نہیں نکلتیں، نہ ہمارے اونٹوں میں حرکت کرنے کی سکت ہے، پھر یہ اشعار پڑھے۔

اَتَیْنَاکَ وَالْعَذْرَا تَدْمِیْ لِثَاتُهَا
وَقَدْ شَغَلَتْ اُمَّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ
وَاَلْقٰی بِکَفَّیْهِ الْفَتٰی لِاسْتِکَانَةٍ
مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفًا مَا یُمِرُّ وَلَا یُحْلِی

Marfat.com

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ
مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّی یَا مُحَمَّدُ
وَلاَ شَیْءَ مِمَّا یَاکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا
سِوَی الْحَنْظَلِ الْقَانِی وَالْعِلْھِزِ الْغِسَلِ
وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اَلَیْکَ فِرَارُنَا
وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم آپ علیہ السلام کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ کنواری لڑکیوں کے مسوڑھوں کے پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری ہے اور مائیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور نوجوان بوجہ بھوک کمزور ہوکر گر پڑتے ہیں اور ان کے منہ سے تلخ وشیریں بات نہیں نکلتی اور سوائے کڑوے پھل اور ردی اشیاء کے ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں، مصیبت میں ہم سوائے آپ علیہ السلام کی بارگاہ کے کہاں بھاگ کر جائیں اور لوگوں کے لئے رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ جائے فرار ہے ہی کہاں؟''

یہ فریاد سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دامن کشاں منبر اقدس پر تشریف لائے اور آسمان کی طرف دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْأً مُرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرِ ضَارٍ تَمْلَاءُ بِہِ الْضَرْعَ وَ تَنْبُتُ بِہِ الزَّرْعُ وَ تَحْیِ بِہِ الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِھَا وَ کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! مینہ برسا، مدد والا، خوشگوار، نہال کرنے والا، بلا تاخیر نفع مند، بے ضرر، جس سے دودھ کے تھن لبریز ہوجائیں، کھیتی اگ پڑے اور زمین مرنے کے بعد زندہ ہوجائے، یونہی اے انسانو! تم کو بھی زمین سے نکلنا ہوگا۔''

خدا کی قسم! حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے بعد چہرہ اقدس پر نہیں پھیرے تھے کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی، یہاں تک کہ نشیبی علاقوں کے لوگ فریاد کرتے ہوئے آئے، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم غرق ہوگئے، ہم ڈوب گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ پھر دعا کے لئے اٹھا دیئے۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلاَ عَلَیْنَا

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر مینہ برسا، ہم پر نہ کر''

تو اسی وقت مدینہ کی فضاء سے بادل چھٹ گئے یہاں تک کہ روشن اور چمکدار ہوگئی، یہ منظر دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہونے لگے، پھر فرمایا ''ابو طالب نے کیا خوب کہا تھا، وہ اگر آج زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر خوش ہوتے'' حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! شاید آپ علیہ السلام کی مراد ان کے ذیل کے اشعار سے ہے۔

Marfat.com

وَابْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ

ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

یُطِیْفُ بِہِ الْھِلَاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمِ

فَھُمْ عِنْدَہٗ فِی نِعْمَۃٍ وَّ فَوَاضِلِ

کَذَبْتُمْ وَ بَیْتُ اللّٰہِ نُبْذٰی مُحَمَّدٌ

وَ لَمَّا تُطَاعِنْ حَوْلَہٗ وَ نُنَاضِلُ

وَنُسَلِّمُہٗ حَتّٰی لَصُرَعَ حَوْلَہٗ

وَ نُذْھِلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

ترجمہ:۔ ''وہ گورے رنگ والا جس کے چہرے کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کی پناہ، بنی ہاشم کے مفلس اس کے ہاں آ آ کر پناہ لیتے ہیں وہ سب اس کے دامان رحمت ونعمت میں ہیں کعبہ کی قسم! تم نے غلط خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سے چھین لیا جائے گا حالانکہ ابھی تک ہم نے اس کے تحفظ میں نہ نیزہ زنی کی ہے نہ تیراندازی، تمہاری خام خیالی ہے کہ ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے۔ ہرگز نہیں جب تک کہ ہم ان کے آس پاس بچھڑ نہ جائیں اور بیوی بچوں کو بھول نہ جائیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''! یہ سن کر بنی کنانہ کا ایک شخص کہنے لگا۔

لَکَ الْحَمْدُ وَالْحَمْدُ مِمَّنْ شَکَرَ

سُقِیْنَا بِوَجْہِ النَّبِیِّ الْمَطَرَ

دَعَا اللّٰہَ خَالِقَہٗ دَعْوَۃً

اِلَیْہِ وَاَشْخَصَ مِنْہُ الْبَصَرَ

فَلَمْ یَکُ اِلَّا کَمَا سَاعَۃً

وَاَسْرَعَ حَتّٰی رَاَیْنَا الدُّرَرَ

دَفَّاقَ الْعَزَالِیَ کَثِیْرُ الْبُعَاقِ

اَغَاثَ بِہِ اللّٰہُ عُلْیَا مُضَرَ

فَکَانَ کَمَا قَالَہٗ عَمُّہٗ

اَبُوْ طَالِبٍ ذَا رُوَاءٍ اَغَرَّ

فَمَنْ یَّشْکُرِ اللّٰہَ یُلْقِی الْمَزِیْدَ

وَمَنْ یَّکْفُرِ اللّٰہَ یُلْقِی الْغَدَر

ترجمہ:۔اے پروردگار! تیری حمد ہے، ہر شکر گزار کی طرف سے تعریف وثنا تو نے ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اللہ خالق کو پکارا اور اس کی طرف توجہ کی تو لمحہ بھر میں، ہم نے دیکھا کہ بارش کے قطرے گر رہے ہیں۔ گویا مشک کا دہانہ کھل گیا ہو اور جگہ جگہ سے اس میں شگاف پڑ گیا، اللہ نے اس بارش کے ذریعے مضر کے بالائی علاقوں میں امداد کی یہ واقعہ اسی طرح رونما ہوا جیسے آپ علیہ السلام کے چچا ابوطالب نے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن چہرے والے اور سیراب کرنے والے ہیں جو اللہ کا شکر بجالاتا ہے اللہ اسے مزید عطا کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اللہ اسے خسارے میں ڈالتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اشعار سن کر فرمایا ''اگر شعراء کی زبان پر عمدہ کلام آسکتا ہے تو فی الواقع تم نے بہت اچھا کلام کہا ہے''

قبیلہ مضر کیلئے دعا

ابونعیم حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ مضر کو بددعا دی تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نصرت وعطا سے نوازا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مقبول ہے اور آپ علیہ السلام کی بددعا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قوم ہلاک ہو رہی ہے ان کے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ ان کی خشک سالی دور فرمائے۔ اس درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْعًا طَبَقًا غَدَقًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍ

کعب کہتے ہیں کہ ابھی جمعہ کا دن نہیں آیا کہ اس سے پہلے بارش ہو گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ مضر کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، اور درخواست کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نزول باراں کی دعا فرمایئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا غَدَاقًا طَبَقًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَ رَائِثٍ

بنو مرہ کی درخواست

عبدالرحمٰن بن ابراہیم المری اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنو مرہ کا ایک وفد تبوک سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا۔

''كَيْفَ الْبِلَادَ''

ترجمہ:۔ ''ان کا علاقہ کیسا ہے''۔

انہوں نے عرض کیا، خدا کی قسم! انتہائی خشک سالی ہے، جانور کمزور اور دبلے ہو گئے ہیں، دعا فرمایئے

Marfat.com

اللہ بارش دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے اللہ! انہیں بارش سے سیراب کر'' بعدازاں جب وفد کے لوگ واپس اپنے علاقے میں آئے تو دیکھا کہ اسی دن بارش ہوگئی تھی جس روز رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی

اس کے بعد اس قبیلے کا ایک شخص حجتہ الوداع کے سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جب لوٹ کر اپنے علاقہ میں گئے تھے تو دیکھا کہ اسی دن بارش ہو گئی تھی جس روز آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔

باران رحمت

حضرت امام بخاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے۔ ایک مرتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

هَلَکَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِیَالُ

ترجمہ:۔ ''مویشی ہلاک ہوگئے ہیں اور کنبے فاقہ کشی میں مبتلا ہیں''۔

ہمارے لیے دعا فرمایئے، اس کی اس درخواست پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ اس وقت آسمان پر بادلوں کا نام ونشان تک نہ تھا۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا وَضَعَهُمَا حَتّٰی ثَارَ سَحَاب'' کَاَمْثَالِ الْجِبَالِ

ترجمہ:۔ ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو نیچے نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی مانند بادل اٹھ کر آ گئے''۔

پھر منبر اقدس سے نیچے نہیں اترے کہ بارش کے قطرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک سے گرنا شروع ہوگئے، پھر اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی، اگلے جمعہ کے روز وہی بدو اٹھ کر عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بارش کی وجہ سے مکانات گر گئے ہیں،، یہ گزارش سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! ہمارے گردونواح پر برسا، ہم پر نہ برسا''

پھر رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرف انگلی کا اشارہ فرماتے گئے، بادل پھٹتے گئے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کا سارا مطلع صاف ہوگیا، ایک مہینہ تک وادی میں سیلاب رہا اور کسی بھی علاقے میں سے جو آدمی آیا تو

Marfat.com

اس نے بارش ہی کی خبر دی۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے روز دارالقضاء کے دروازے سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

هَلَكَ الْاَمْوَالِ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّغِيْثَنَا

''مویشی ہلاک ہوگئے ہیں اور راستے رک گئے ہیں، اللہ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بارش دے''۔

راوی کا بیان ہے کہ حضور انور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست اقدس اٹھائے اور دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! بارش عطا کر، اللہ بارش دے۔ اللہ بارش دے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! اس وقت ہمیں آسمان پر کوئی بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا، نہ اس زمانے میں کوہ سلع تک کوئی گھر تھا، اچانک کوہ سلع کی پشت سے ڈھال کی مانند ایک ابر اٹھا، جب بڑھ کر آسمان کی وسط میں آگیا تو پھیل گیا، پھر برسنے لگا، اس کے بعد خدا کی قسم! ایک ہفتہ تک ہم نے سورج نہیں دیکھا، پھر دوسرے جمعہ کو اسی دروازہ سے ایک آدمی مسجد میں آیا، اس وقت حضور علیہ السلام خطبہ دے رہے تھے، اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال مویشی ہلاک ہوگئے ہیں اور راستے رک گئے ہیں، دعا فرمائیے کہ اللہ اب بارش روک دے'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔

''اے اللہ! بارش ہمارے آس پاس برسا، ہم پر نہ برسا، اے اللہ! پہاڑیوں پر، ٹیلوں پر، پہاڑی نالوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر برسا''

راوی کا بیان ہے کہ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ بادل فوراً چھٹ گئے اور ہم دھوپ میں چل کر گھروں کو گئے'' اس حدیث کے راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، دوسرے جمعہ کو جو شخص آیا تھا کیا وہی تھا جس نے پہلے جمعہ بارش کیلئے التجا کی تھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ''یہ مجھ کو معلوم نہیں''

ابر کرم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاشت کے وقت صحن مسجد میں کھڑے ہوکر تین بار فرمایا ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' پھر دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا سَمْنًا وَّ لَبَنًا وَّ شَحْمًا وَّ الَحْمًا

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! ہمیں رزق دے، ہمیں فربہی دودھ، چربی اور گوشت نصیب فرما''

اس وقت آسمان پر کوئی بادل نظر نہ آتا تھا، اچانک تیز آندھی چلی، پھر بادل امنڈ آئے اور دل کھول کر برسے یہاں تک کہ اہل بازار چلا اٹھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کھڑے تھے اور راستے ابل کر بہہ رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں اس سال جتنی فربہی، دودھ، چربی، اور گوشت دیکھنے میں آئے۔ کسی اور سال اس قدر نظر نہ آئے یہاں تک کہ بازاروں میں ان چیزوں کا کوئی خریدار نہ ملتا تھا۔

دلائل النبوت ابونعیم میں حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھے کہ لوگوں کو وضو کے پانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ مگر نہ ملا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کی دعا کی تو ابر کرم برس پڑا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے پانی بھر لیا اور سیراب ہو کر پی لیا۔

حوالہ جات کتب

1. تفسیر ابن کثیر-علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (المتوفی 774ھ)
2. تفسیر کبیر-علامہ فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ)
3. تفسیر در منثور-علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)
4. تفسیر طبری-علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5. صحیح بخاری شریف-امام محمد بن سماعیل (194ھ تا 256ھ)
6. صحیح مسلم شریف-امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری (204ھ تا 261ھ)
7. سنن ابن داؤد-امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث (202ھ تا 275ھ)
8. البدایہ والنہایہ-علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ)
9. دلائل النبوت-حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری (384ھ تا 458ھ)
10. خصائص الکبریٰ-علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

ب

بالوں کی چمک سیاہی برقرار رہتی اور وہ معطر ہو جاتے

بخاری نے تاریخ میں اور ابن مندہ و بیہقی و ابن سکن و ابن سعد اور ابن عساکر نے بروایت آمنہ بنت ابی اشعثاء اور قطبہ، ان دونوں نے مدلوک وابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس غلاموں کے ساتھ آیا اور میں مسلمان ہوا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دستِ

Marfat.com

اقدس میرے سر پر پھیرا۔ وہ دونوں کہتی ہیں کہ ہم نے دیکھا ہے کہ جس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اس جگہ کے بال سیاہ رہے اور بقیہ تمام بال سفید ہو گئے۔

ابن سعد وابن مندہ وبغوی وبیہقی اور ابن عساکر نے عطاء سے جو کہ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے روایت کی انہوں نے کہا کہ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر دماغ سے ان کی پیشانی تک سیاہ تھا اور ان کا بقیہ سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا اے میرے آقا! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے بالوں سے زیادہ عجیب میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ انہوں نے فرمایا اے بیٹے! تم کیا جانو کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاس سے گزرے اور میں بچوں کے ساتھ تھا۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کیا سائب بن یزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر پھیرا۔ اور فرمایا ''بارک اللہ فیک'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ مبارک لگنے کی وجہ سے میرا سر کبھی سفید نہ ہوگا۔

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے بطریق یونس بن محمد بن انس ان کے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دو ہفتہ کا تھا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس لوگ لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیر کر مجھے برکت کی دعا دی۔ اور فرمایا ''میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اس کی کنیت نہ رکھنا'' اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا تو میں دس سال کا تھا۔ یونس راوی حدیث نے کہا کہ میرے والد نے اتنی عمر پائی کہ ان کے تمام بال سفید ہو گئے لیکن وہ جگہ جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے سر پر دستِ اقدس پھیرا تھا سفید نہ ہوئی۔ اور نہ ان کی داڑھی سفید ہوئی۔ اور طبرانی نے محمد بن فضالہ ظفری سے اس کی مانند روایت کی۔

بغوی نے اپنی معجم میں اور بیہقی نے بسند ابوالوضاح بن سلمہ جہنی، ان کے والد سے انہوں نے عمرو بن تغلب جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ مگر جہاں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دستِ اقدس لگا تھا اس جگہ کے بال سفید نہ ہوئے نہ چہرے کے نہ سر کے۔

طبرانی وابن سکن نے مالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس ان کے سر اور چہرے پر پھیرا تو ان کی بڑی عمر ہوئی حتّٰی کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہو گئی مگر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دستِ اقدس پھیرا تھا سر اور داڑھی کے وہ بال سفید نہ ہوئے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت کی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عبدہ بن سعد بن عثمان زرقی کے سر پر دستِ اقدس پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی۔ تو وہ اسّی سال کے ہو کر فوت

Marfat.com

ہوئے مگر بال سفید نہ ہوئے تھے۔

ابن اسحاق رملی نے فوائد میں اور ابن عسا کر نے بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس روتا ہوا آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "تم کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس سے خوش نہیں کہ میں تمہارا باپ ہوں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہاری ماں"۔ پھر میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا تو میرے سر میں آپ کے دستِ اقدس کا اثر یہ ہوا کہ وہ تو کالا رہا باقی سارے جسم کے بال سفید ہو گئے اور میری زبان میں لکنت تھی اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ میری زبان میں گرہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے مُنہ میں لعابِ دہن اقدس لگایا تو زبان کھُل گئی۔ آپ صلی ا للہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے"۔ میں نے عرض کیا بجیر ہے فرمایا نہیں "بلکہ تمہارا نام بشیر" ہے۔

ترمذی نے حسن بتا کر اور بیہقی نے صحیح بتا کر بسند علباء بن احمر ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر اور داڑھی پر پھیرا۔ پھر فرمایا "اَللّٰھُمَّ جملہ" "اے خدا! ان کا حسن قائم رہے"۔ راوی نے کہا کہ ان کی عمر کچھ اُوپر سو سال کو پہنچی اور ان کی داڑھی میں سفیدی نہ تھی۔ اور ان کا چہرہ شگفتہ اور بشاش تھا اس میں جھرّیاں نہ پڑیں جب تک کہ وہ فوت ہوئے۔

ابن ابی شیبہ اور حاکم نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے بسند ابوتھیک ازدی، ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری، عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اخطب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پانی طلب فرمایا اور میں برتن میں پانی لایا۔ اور پانی میں ایک بال تھا جسے میں نے نکال دیا پھر آپ علیہ السلام کو پیش کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللّٰھم جملہ" راوی نے کہا انہوں نے ترانوے سال گزارے مگر ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال سفید نہ ہوا۔

بیہقی نے بسند ثمامہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اونٹنی کا دُودھ دُوہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے دعا دی "اَللّٰھم جملہ" تو اس کے بال سیاہ ہو گئے اور وہ بال سیاہی میں حد سے بڑھ گئے۔ معمر نے فرمایا کہ میں نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اوروں سے بھی سُنا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوّے سال کا ہوا۔ مگر بال سفید نہ ہوئے۔ اسے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے "المراسیل" میں اور بیہقی نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ماقبل کی حدیث کی شاہد ہے۔

امام احمد و بخاری نے تاریخ میں اور ابن سعد و ابویعلیٰ، بغوی و حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی و بیہقی رحمہما اللہ نے حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس ان کے سر پر پھیرا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دُعا کی کہ "تمہاری عمر میں برکت ہو"۔ زیال نے کہا کہ میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس بکری و اونٹ لایا جاتا جس کے تھن متورم ہوتے اور اس

Marfat.com

آدمی کو لایا جاتا جسے ورم ہوتا۔ تو وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور اُس ورم پر پھیر دیتے اور کہتے'' بِسمِ اللہ ' علی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ''اور ورم کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے جاتے یہاں تک کہ وہ ورم جاتا رہتا۔

بیہقی نے ابوالعلاء سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ملحان کی بیماری کے زمانہ میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے آخری حصّہ سے گزرا۔ میں نے اس شخص کا عکس قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ جس طرح کہ آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا اور میں نے ان کو بہت دیکھا ہے لیکن میں نے جب بھی انہیں دیکھا ہے تو اس حال میں دیکھا ہے کہ گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہے۔

بخاری نے تاریخ میں، بغوی، ابن مندہ، ابونعیم، ابن شاہین اور ثابت نے ''الدلائل'' میں کئی سندوں کے ساتھ بشر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثور کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں آئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اور چہرے پر دستِ اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ اقدس پھیرنے کے بعد ان کا چہرہ چاند کی مانند چمکنے لگا۔ اور وہ جس پر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔ ابن شاہین نے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عاصم عکلی سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں آئے اور مسلمان ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے چہرے پر دستِ اقدس پھیرا جس کی وجہ سے ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ رہتا یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے۔

طبرانی نے الکبیر والاوسط میں بسند جید اور بیہقی نے ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں ہم چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو کے لگانے میں خوب کوشش کرتی تھی تاکہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو۔ اور عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو خوشبو ہوا کرتی تھی وہ ہم سب کی خوشبوؤں سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی۔ باوجودیکہ وہ کوئی خوشبو نہ ملا کرتے تھے۔ اور جب عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے پاس جاتے تو وہ کہتے ہم نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو سے زیادہ تیز اور طیب کوئی خوشبو نہ سونگھی۔ تو ہم سب بیویوں نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی خوشبو کے بارے میں پوچھا۔ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں مجھے جسمانی بیماری ہوگئی تھی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اس کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے حکم دیا کہ برہنہ ہو جاؤ تو میں نے کپڑے اُتار دیئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دستِ اقدس پر دم فرمایا اور اپنا دستِ اقدس میری کمر اور میرے پیٹ پر پھیرا تو اس دن سے یہ خوشبو مجھ میں مہکنے لگی۔

بیہقی و ابن عساکر نے وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حجر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم سے مصافحہ کرتا یا میرا جسم آپ علیہ السلام کے جسم کے کسی حصّہ سے چھُو جاتا تو میں اپنے ہاتھ میں تین دن بعد تک مُشک سے زیادہ خوشبو پایا کرتا تھا۔

بیہقی نے ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کو فراس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو کہا جاتا ہے اسے شدید دردِ سر لاحق ہوا اسے اس کا والد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگلیاں اسکی پیشانی میں جس جگہ تھیں اس جگہ ایک بال اُگا۔ اور اس کا دردِ سر جاتا رہا۔ پھر کبھی اسے دردِ سر نہ ہوا۔ ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا کہ وہ سیئ (سیہ) کا کانٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ فراس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خروج کا ارادہ کیا۔ تو اسکے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا۔ اور اسے قید کر دیا۔ اس وقت وہ بال گر گیا۔ اس بال کا گرنا اس پر بے حد شاق ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا یہ بال اس بنا پر گرا ہے کہ تو نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا۔ اب تو از سرِ نو توبہ کر۔ تو اس نے توبہ کی۔ ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے بال کو اس کے گرنے سے پہلے بھی دیکھا ہے اور گرنے کے بعد جو دوسرا اُگا ہے اسے بھی دیکھا ہے۔

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں اس شخص کا فرزند پیدا ہوا۔ وہ شخص اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ اور اسکی پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی اور اس کی پیشانی میں اس جگہ ایک بال اُگ آیا۔ گویا وہ گھوڑے کی پیشانی کے موٹے بال کی مانند تھا۔ وہ بچہ جوان ہوا۔ جب خوارج کے خروج کا زمانہ آیا۔ تو اس نے ان کی حمایت شروع کر دی اور وہ بال اس کی پیشانی سے گر گیا۔ اس پر ہم نے اسے نصیحت کی اور اس سے کہا کیا تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت کی نشانی کو نہیں دیکھتے کہ وہ جاتی رہی ہے؟ اور یہ نصیحت اسے ہم برابر کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی میں وہ بال دوبارہ پیدا کر دیا۔

ابن سعد نے اپنے طبقات میں کہا کہ ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یزید بن عدی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار میں قاصد بن کر آئے اور وہ گنجے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور ان کے بال اُگ آئے۔ اسی بنا پر ان کا نام ہلب رکھا گیا۔ مدائنی نے اپنے راویوں سے روایت کی کہ اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی اناس کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دستِ اقدس پھیرا اور اپنا دستِ مبارک ان کے سینے پر رکھا تو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔

حاکم نے حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قیس سے روایت کی کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر بن کریز کو بارگاہِ نبوت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے لعاب دہن اقدس لگایا اور چند آیاتِ قرآنی پڑھ

کردم کیا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لعاب دہن اقدس کو رغبت و شوق کے ساتھ پینے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ سیراب کرنے والے ہونگے'' تو وہ جس زمین کو کھودتے اُن کے لئے اسی جگہ پانی نکل آتا۔

بچپن کی پاکیزہ عادات

ابو طالب بچوں کے سامنے ناشتہ رکھتے وہ اس پر چھینا جھپٹی کرتے، مگر رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم اس سے باز رہتے اور اپنی کرامت حیاء، طہارت نفس اور قناعت قلب کی وجہ سے اس چھین جھپٹ میں شریک نہ ہوتے، جب ابو طالب نے اس بات کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے آپ علیہ السلام کا ناشتہ الگ کر دیا مگر اس سے مراد دو پہر یا رات کا کھانا نہیں، کیونکہ ان کھانوں میں آپ علیہ السلام ان کے ساتھ شریک ہوتے۔

ابو طالب کے دیگر بچے جب صبح کو اٹھتے تو ان کے بال پراگندہ، آنکھیں گندی اور رنگ زرد ہوتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صبح اس حالت میں کرتے کہ آپ علیہ السلام کے بالوں میں تیل لگا ہوا ہوتا، آنکھوں میں سرمہ موجود ہوتا اور رنگ انتہائی صاف ہوتا، گویا لطف خداوندی سے مشرف ہوں۔

اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بچپن یا جوانی میں کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا، صبح سویرے اٹھ کر آب زمزم نوش فرماتے، بعض اوقات ہم ناشتہ پیش کرتے تو فرماتے میں شکم سیر ہوں، اور کبھی اہل خانہ کے ہمراہ تناول فرماتے۔

ابو طالب سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ شدید محبت کرتے، وہ اتنی محبت اپنے بچوں سے بھی نہیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کو اپنے پاس سلاتے اور جب باہر کہیں جاتے تو آپ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اپنے ساتھ لے جاتے۔

جلہمہ بن عرفطہ کہتے ہیں میں مکہ شریف آیا، وہ زمانہ شدید قحط اور خشک سالی کا تھا، لہٰذا کوئی کہتا لات وعزیٰ کے پاس چلو اور کوئی کہتا منات کا ارادہ کرو۔ ایک بوڑھے خوش شکل، ذی رائے شخص نے کہا: کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو؟ تمہارے درمیان ابراہیم علیہ السلام کے پسماندگان اور اسماعیل علیہ السلام کی نسل کے بہترین لوگ موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: تمہاری مراد ابو طالب ہے۔ اس نے کہا: ہاں! یہ سن کر وہ سب اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور جا کر ابو طالب کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر آئے تو سب نے کہا: ابو طالب! وادی میں قحط پڑ گیا ہے اور کنبے بھوک سے مرنے لگے ہیں، چلو بارش کیلئے دعا کرو۔ پس ابو طالب نکلے، ان کے ہمراہ ایک بچہ (یعنی رسول کریم صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم) تھا، گویا درخشاں آفتاب جس کے سامنے سے بادل چھٹ گئے ہوں، اس بچے کے اردگرد دوسرے بچے بھی تھے۔ ابو طالب نے اس بچے کو پکڑ کر اسکی پشت کعبہ شریف کے ساتھ مس کی۔ پھر اس بچے نے اپنی انگلی بڑی انکساری کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائی۔ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا، پس آناً فاناً بادل ادھر ادھر سے اٹھ کر آ گئے اور

Marfat.com

موسلادھار بارش ہوئی۔ جس سے وادی ابل پڑی اور شہر و جنگل میں بہار آ گئی۔ ابوطالب اہل قریش کو اسی واقعہ کی ذیل کے اشعار میں یاددہانی کراتے ہیں جب انہوں نے بعثت کے بعد رسول اللہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانا شروع کیا، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے احسانات اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتٰمٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
بَلُوْذُبِهِ الْهَلَاکُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَ فَوَاضِلَ"

ترجمہ:۔ "وہ گورے رنگ کا حسین جس کے رخِ انور کے تصدق میں بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کی پناہ گاہ، بیواؤں کا سہارا، خاندان ہاشم کے تباہ حال لوگ آپکے ذیل کرم میں پناہ لیتے ہیں اور وہ حضور کی بارگاہ میں انعامات اور احسانات کے سائے میں ہوتے ہیں۔"

علامہ سید دحلان سیرت النبی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ابوطالب نے باراں طلبی کا ایک منظر اس سے قبل بھی دیکھا تھا، خطابی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ قریش حضرت عبدالمطلب کے زمانے میں کئی سال شدید قحط سالی کا شکار رہے پس وہ اپنی قوم کے ساتھ کوہ ابوقبیس پر تشریف فرما ہوئے، پھر عبدالمطلب نے کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا، کیونکہ آپ علیہ السلام اس وقت ایک کم سن بچے تھے اور بارش کے لئے دعا کی جو فوراً قبول ہوئی۔

بخار کو شہر مدینہ چھوڑنے کا حکم

ابن سعد اور بیہقی حضرت اُم طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے میرے آقا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا، میں نے جا کر عرض کیا، پھر میں نے دروازے پر ایک آواز سنی کہ کوئی آدمی اجازت طلب کر رہا ہے، باہر نکل کر دیکھا تو کوئی موجود نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دے کر اس سے پوچھا "تو کون ہے" تو اس نے جواب دیا "میں ام ملدم ہوں" فرمایا "ہم تجھے خوش آمدید نہیں کہتے، کیا تو اہل قباء کے پاس جانا چاہتی ہے" اس نے کہا: "ہاں" فرمایا "تو اہل قباء کے پاس چلی جا" (ام ملدم ایک بخار کا نام ہے)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "بخار" رسول اللہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا "تو کون ہے" تو اس نے کہا: ام ملدم ہوں، فرمایا "کیا تو اہل قباء کے پاس جانا چاہے گی" تو اسنے جواب دیا "ہاں"

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد اہل قبا، بخار میں مبتلا ہو گئے اور بڑی سختی برداشت کی، بعدازاں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہم لوگ بخار کا شکار ہو گئے ہیں۔ فرمایا''اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے ازالہ کی دعا کروں اور اگر تمہیں پسند ہو تو یہ تمہارے لئے گناہوں کی طہارت کا باعث بن جائے''۔ انہوں نے عرض کیا، ٹھیک ہے ہمارے لئے طہارت کا سبب بن جائے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان فارسی صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بخار نے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وہ آلہ وسلّم نے اس سے پوچھا''تو کون ہے''اس نے کہا: ''میں بخار ہوں''''میں گوشت کو گھلا دیتی ہوں اور خون چوس لیتی ہوں''فرمایا''اہل قباء کی طرف چلی جا''اس کے بعد وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے، پھر رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے اور وہ بخار کی شکایت کر رہے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا''اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کے ازالہ کی التجا کروں اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تا کہ تمہارے گناہ ساقط ہونے کا موجب ہو''یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بخار نے رسول کریم رحمت اللعالمین راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آ کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے اپنی پسندیدہ اور محبوب قوم کی طرف بھیج دیجئے، فرمایا''انصار کی طرف چلا جا''پس وہ انصار کی طرف گیا اور انہیں بخار نے پچھاڑ دیا جس کی وجہ سے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں دعائے شفاء کی درخواست کی، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف دور کر دی۔

امام بیہقی حدیث سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تطبیق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس بار اہل قباء کے علاوہ انصار کی دوسری جماعت کے پاس ام ملدم (بخار) کو بھیجا گیا ہو۔

سنن سعید بن منصور میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو دعائے قنوت میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ''اے ام ملدم! تو بنی عصیہ کا تعاقب کر کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نافرمانی کی ہے''راوی بیان کرتے ہیں کہ اس حکم کے بعد ام ملدم بخار نے بنی عصیہ کو پچھاڑ کر رکھ دیا۔

برکات وہدایات

مسلم کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی میں اسلام کی طرف اسے بلاتا رہتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو اسلام کی طرف بلایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی

Marfat.com

کی مجھے اتنی تکلیف پہنچی کہ روتا ہوا ختم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کے لئے ہدایت کی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ'' اے اللہ! ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ماں کو ہدایت دے'' ''اِهْدِ اُمَّ اَبِی هُرَيْرَةَ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سن کر میں خوشی خوشی اپنے گھر لوٹا دیکھا کہ میرے گھر کا دروازہ بند ہے۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آہٹ سے اندازہ لگالیا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آرہا ہے اندر سے آواز دی کہ ابھی ذرا باہر ہی ٹھہرو۔ اس دوران میں نے پانی گرنے کی آواز سنی چنانچہ ماں نے نہا کر دروازہ کھولا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ آنسو نکل پڑے۔ میں روتا ہوں آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور خبر سنائی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزّت کی تعریف میں لگ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد فرمانے لگے۔ ایک طرف اتنی نفرت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی تھیں اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر کہ اسلام قبول کرلیا۔

برکت

محدثین کرام روایت کرتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ سے فرماتے ہیں کہ تم لوگ یہ شکایت کرتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور مجھ پر جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کا شبہ کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے روز یہ بات ظاہر ہوگی اور قیامت میں اس کے اس وعدے کا ظہور ہوگا جو جھوٹی حدیث بیان کرنے والوں کو پیش آئے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے مہاجر بھائی تجارت اور انصاری بھائی کھیتی باڑی میں مشغول رہا کرتے تھے اور میری حالت یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت ہی میں تجارت وزراعت سے الگ ہو کر ہمیشہ رہا کرتا تھا جو کچھ ملتا کھا کر وہیں پڑا رہتا ایک دن کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اس مجلس میں جب تک میں کلام کرتا رہوں اس وقت تک جو شخص اپنا کپڑا پھیلائے رہے اور پھر میرے کلام ختم کرنے پر کپڑا سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالے وہ کبھی میری حدیث نہ بھولے گا''۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی کملی پھیلا دی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام پورا فرما چکے تو میں نے کملی سمیٹ کر سینے سے لگالی قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا دین دے کر بھیجا ہے میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو نہ بھولا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے احادیث یاد رکھنے کی دُعا فرمائی جو قبول ہوگئی۔

بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اس وقت ہاتھ پھیرا تھا جب وہ بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ آنحضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دُعا فرمائی تھی دُعا کے اثر کا یہ حال ہوا کہ اگر کسی آدمی کے

منہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہو جاتا اور اس کو حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر سے لگا دیا جاتا تو ورم ایک دم جاتا رہتا تھا۔

طبرانی میں روایت ہے کہ عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ حنین میں جب زخمی ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ سے خون پونچھ کر ان کے حق میں دُعا فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی ان کی پیشانی سے چھوگئی تھی اس کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ وہ جگہ پیشانی کی روشن رہی۔

بیہقی میں عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثعلبہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقام سیالہ میں ملاقات کی اور وہیں مسلمان ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت سے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا اس کا اثر یہ ہوا کہ عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو برس کی عمر پا کر فوت ہوئے اور آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک ان کا سر اور داڑھی کے جتنے بالوں سے مس ہو گیا تھا اور چھوا تھا وہ آخر وقت تک سفید نہ ہوئے تھے۔

ابن عبدالبر نے استیعاب میں روایت کی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں تو ازراہ شفقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ پر پانی چھڑک دیا اس کا اثر یہ ہوا کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر بڑھاپے تک جوانی کی تازگی اور خوبصورتی باقی رہی۔

کتب احادیث میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالخاصہ کے بت خانے کے انہدام کا مجھے حکم فرمایا لیکن میرا حال یہ تھا کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح سوار نہ ہو سکتا تھا اکثر گر جایا کرتا تھا میں نے جب یہ اپنی کمزوری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عرض کی اور اس کمزوری کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دُعا فرمائی کہ ''یا اللہ اس کو ہادی مہدی بنا۔'' یعنی ''ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا''۔ جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس دن سے پھر کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا اور ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر گیا اور ذوالخاصہ بت خانہ کو گرا کر جلا دیا۔

ابوداؤد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر میں جب تین سو تیرہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو لے کر نکلے تو دُعا کی ''اے خدا یہ لوگ ننگے بدن ہیں ان کو کپڑے دے ننگے پاؤں ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ بھوکے ہیں ان کا پیٹ بھر دے''۔ چنانچہ لڑائی میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور لڑائی سے جب یہ لوگ واپس ہوئے تو ہر شخص کے پاس ایک دو اونٹ، کپڑے اور کھانے کی چیزیں موجود تھیں۔

ترمذی اور دارمی میں روایت ہے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن ہلال بن حریج بن مراہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن خشین بن لائی بن عاصم بن شمخ بن فزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان۔

Marfat.com

المتوفی 54ھ۔123 حدیثیں مروی ہیں) کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک پیالہ میں صبح سے رات تک ہم کھاتے رہے۔ ہوتا یہ کہ دس آدمی بیٹھے رہے وہ کھا کر اٹھتے تو دس آدمی دوسرے بیٹھ کر کھاتے یعنی نوبت بہ نوبت کھاتے رہے دس اٹھ گئے دس آ گئے۔ لوگوں نے اس واقعہ پر حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیرت زدہ ہوکر پوچھا اس پیالے میں کھانا کیسے بڑھتا رہا حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہاں سے بڑھتا رہا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میری ماں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خادم انس کے لئے اللہ سے دعا فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! انس کو بہت سی اولاد دے اور بہت سارا مال عطا فرما اس وقت جو مال اولاد ہے اس میں برکت دے''۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میرے پاس مال بہت ہے اور میری اولاد کا یہ حال ہے کہ بیٹے بیٹیاں اوران کی اولاد کی تعداد سو کے قریب ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ اورلوگوں کے باغ میں سال میں ایک بار پھل آتا اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں دوبار پھل آتا تھا۔

طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھارہے تھے ایک لڑکی آئی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھانا مانگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب برتن سے اٹھا کر اس کو دینے لگے تو لڑکی نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ میں سے کھانا مانگتی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہن مبارک کا کھانا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ میں سے نکال کر اس کو دیا وہ کھا گئی وہ لڑکی پہلے بہت بے حیا مشہور تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لقمہ کی برکت سے اس میں اتنی حیا آ گئی کہ مدینے میں اس سے زیادہ حیا والی عورت کوئی دوسری نہ رہی۔

بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبد جوف بن معبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری۔ 31ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی) کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اگر میں پتھر اٹھاتا تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے امید یہ ہوتی تھی کہ اس پتھر کے نیچے سے سونا نکلے گا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا کہ اتنا زیادہ سونا ان کے گھر میں تھا کہ پھاوڑوں سے کاٹ کاٹ کر وارثوں میں تقسیم ہوا تھا اور پھاوڑا چلانے والے تھک تھک جاتے تھے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں ایک بیوی بنو کلب میں سے تھی اس کا نام تماضر رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا اور اسکو مرض الموت میں عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق دے دی تھی اس کے حصے میں پورے مال کے آٹھویں حصے کا چوتھائی آتا تھا تو اس نے اسی ہزار

(80,000) دینار پر رضامندی ظاہر کی تھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت کی تھی اور ایک باغ چار لاکھ کی مالیت کا ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو دے کر وفات پائی تھی لاکھوں روپے کے صدقات وخیرات بھی کئے یہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کی برکت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

بیہقی اور طبرانی میں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف خزرجی۔ قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تھے۔ 52ھ میں قسطنطنیہ (استنبول) میں وفات پائی۔ بیعت عقبہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھانا تیار کرایا تھا کھانا صرف دو آدمیوں کے لئے تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''انصار میں سے تیس بڑے لوگوں کی دعوت ہے''۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تیس انصاری آ گئے اور تمام لوگوں نے اس کھانے میں سے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ رہا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور سب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ دیکھ کر اسلام قبول کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اُس دن ایک سو اسی (180) آدمیوں نے اسی کھانے میں آسودہ ہو کر کھایا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ہجرت کر کے شروع شروع رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے پہنچے تھے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ٹھہرے تھے اس وقت تک تمام انصار مسلمان نہ ہوئے تھے۔

محدثین کرام عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سوتیس آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) آٹے کی روٹی پکائی گئی اور بکری ذبح کر کے اس کی کلیجی بھونی گئی۔ کلیجی میں اتنی برکت ہوئی کہ خدا کی قسم ہم میں سے ہر ایک کو اس کی بوٹی پہنچی اور بکری کا گوشت دو بڑے پیالوں میں بھر دیا گیا۔ ہم ایک سوتیس آدمیوں نے خوب پیٹ بھر بھر کے کھایا اور پیالوں میں کھانا بچ رہا۔

مسلم اور طبرانی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا کہ صُفّہ والوں کو بلا لاؤ۔ میں ان سب کو جو تعداد میں ایک سو سے زائد تھے بلا لایا۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیالہ رکھا۔ تمام لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پیالہ بھرا کا بھرا رہ گیا۔ صرف اتنا فرق ہوا تھا کہ اس میں انگلیوں کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ (اصحاب صفہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو مسجد نبوی کے پاس ایک چبوترے پر رات دن علم وتقویٰ حاصل کرنے میں لگے رہتے تھے ان کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ ابونعیم محدث کا بیان ہے کہ ایک سو سے کچھ زیادہ آدمی تھے مگر عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ یہ چار سو سے کچھ کم ہی تھے)

امام احمد اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد

Marfat.com

المطلب کے خاندان میں چالیس آدمی تھے ان میں کچھ لوگ تو اتنے مضبوط تھے کہ اکیلا آدمی پوری بکری کھا جاتا اور آٹھ سیر دودھ پی جاتا تھا۔ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھ سیر آٹا پکوایا اسی میں ان سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور روٹی بچ رہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چار آدمیوں کے پینے کے لئے لائق ایک بڑے پیالے میں دودھ منگوایا ان تمام لوگوں نے دودھ سیر ہو کر پیا اور دودھ پورا بچ گیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے پیا ہی نہیں۔ آدھ سیر آٹے کی روٹی اور تین چار آدمیوں کے پینے کے لائق دودھ اور چالیس آدمیوں کا شکم سیر ہونا، سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اعجاز تھا۔

ابن سعد نے امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوپہر کا کھانا ایک ہانڈی میں پکایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ کھانے کے لئے بلوایا۔ آں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ایک ایک پیالہ ہانڈی سے نکال کر اپنی تمام ازواج کو بھجوایا۔ پھر ایک ایک پیالہ اپنے لئے، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے نکلوایا۔ اس کے بعد ہانڈی کو اٹھایا تو بالکل بھری ہوئی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس دن ہمارے گھر بھر نے اتنا کھایا جتنا خدا نے چاہا یعنی خوب سیر ہو کر تمام گھر والوں نے کھایا۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی کہ۔

"اَفْلَحَ وَجْھُکَ"

ترجمہ:۔ "تیرا چہرہ کامیاب اور فلاح مند ہو۔"

"یا اللہ! ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالوں اور بدن میں برکت عطا فرما"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستر برس کے ہو کر فوت ہوئے۔ لیکن ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا اور اس عمر میں چہرے کی رونق کا یہ حال تھا کہ پندرہ برس کے معلوم ہوتے تھے۔

ترمذی اور بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دُعا فرمائی کہ "اے اللہ! سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعائیں قبول ہوں" اس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی دُعا رد نہ ہوئی سب قبول ہوئیں یعنی جو دُعا مانگتے تھے وہ قبول ہوتی تھی۔"

محدثین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ "اے اللہ! ابن عباس کو دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم دے" اس دُعا کا اثر یہ ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی زیادتی کی وجہ سے "حبر" کا خطاب پایا اور تفسیر میں وہ مرتبہ ملا کہ ترجمان القرآن کا نام پایا (حبر یعنی بڑا علم والا)

ابونعیم نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقداد رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی، دعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ بہت جلد مال دار ہو گئے اور سرمائے کے ڈھیر ان کے گھر جمع ہو گئے مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن مقداد پائخانے کے لئے میدان میں گئے، آپ کے پاس ایک چوہا سوراخ میں سے ایک اشرفی لا کر ڈال گیا اور پھر دوسری اشرفی بھی یہاں تک کہ سترہ اشرفیاں لا کر ڈال گیا۔ مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب اشرفیاں لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی تفصیل سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ''مقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم نے سوراخ میں تو ہاتھ نہیں ڈالا؟'' انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''پس لے جاؤ یہ اللہ کی جانب سے صدقہ ہے۔ تمہارے لئے خدا برکت دے'' ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ان اشرفیوں میں سے آخری اشرفی ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں چاندی سے بھرے تھیلے میں نے دیکھے۔

بخاری، دار قطنی اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی الجعد بارقی کے لئے برکت کی دُعا فرمائی۔ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دُعا کا اثر بتاتے ہیں کہ خدا کی قسم میں کوفہ کے بازار کناسہ میں جا کر کھڑا ہوتا تھا اور جب واپس ہوتا تو چالیس ہزار کا نفع اٹھا کر لاتا۔ بخاری میں یہ بھی ہے کہ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مٹی بھی خریدتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثر سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

بیہقی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے عمران کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھا اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ بھوک کہ وجہ سے ان کا چہرہ پیلا پڑ رہا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دُعا فرمائی کہ ''اے بھوکوں کے پیٹ بھرنے والے اور گرے ہوؤں کو اٹھانے والے خدا! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بلندی عطا فرما یعنی ان کی تکلیف دور فرما'' عمران کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ سرخ روشن ہو گیا زردی جاتی رہی پھر دن میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ جس دن اللہ کے نبی نے دعا فرمائی اس دن سے پھر کبھی مجھے بھوک نے تکلیف نہ پہنچائی۔ بیہقی نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت سے پہلے کا ہے جبھی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آمنا سامنا ہوا تھا۔

بیہقی اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی کرامت یا نشانی عطا فرمایئے جس کو دیکھ کر میری قوم میری صداقت کی قائل ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ ''اے خدا طفیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ایک نور عطا کر جو برابر اس کے ساتھ رہے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کے اثر سے طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر بالکل سامنے

Marfat.com

ایک نور ظاہر ہو گیا طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا اللہ میری قوم طعنہ دے گی کہ اس کے چہرے پر سفید داغ (برص) ہے چنانچہ وہ نور طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوڑنے کے ایک کنارے پر ظاہر ہو گیا اور یہ نور ایسا تھا کہ رات کو چراغ کی طرح روشن رہتا اسی وجہ سے طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنور کہا جاتا تھا۔ ابن عبدالبر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ یوں بیان کیا ہے کہ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے اور بہترین شاعر بھی تھے جب یہ مکہ میں آئے تو قریش نے جا کر کہا کہ تم اپنی قوم کے سردار ہو ذرا بچ کے رہنا یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں بہکا نہ لے اس کے بہکاوے کا تو یہ عالم ہے کہ شوہر اور عورت کے درمیان اور باپ بیٹے کے درمیان جدائی پیدا کر دیتا ہے۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے اتنا انہوں نے ڈرایا کہ میں اپنے کانوں میں روئی ٹھونس کر کعبہ میں گیا کہ کہیں ان کی آواز سنائی نہ دے میں کعبہ میں داخل ہوا کہ اچانک میرے قریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ کھڑے ہوئے خدا کو منظور ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات میں سنوں چنانچہ میں نے اپنے دِل میں کہا کہ ان کی بات نہ سننا نادانی ہے میں خود سمجھ دار ہوں بھلے برے کی تمیز رکھتا ہوں اچھی بات کہیں گے تو مانوں گا ورنہ رد کر دوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام سنانا شروع کر دیا یہ ایسا کلام تھا کہ ایسا اچھا اور شیریں کلام اس سے پہلے نہیں سنا تھا۔ کلام سن کر میں انتظار میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں جائیں میں بھی ساتھ جاؤں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام اپنے گھر پر گئے اور میں بھی ساتھ ہو لیا۔ میں نے کہا کہ میری قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ڈرایا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سنا تو دل نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دین کی باتیں تیز کرنے اور نہ کرنے کے کام بتائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام مجھے سمجھایا اور میں مسلمان ہو گیا۔ اس وقت میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں قوم دوس کا سردار ہوں وہ میری فرماں برداری کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نشانی دیجئے کہ وہ لوگ ایمان لائیں چنانچہ ایک نور میری دونوں آنکھوں کے درمیان ظاہر ہو گیا جو ستارے کی طرح چمکتا تھا جب میں اپنے قبیلہ میں پہنچا تو مجھ کو اندیشہ ہوا کہ میری قوم اس کو برص کا داغ نہ کہے چنانچہ میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دُعا کی اور وہ نور میرے کوڑے کے کنارے میں ظاہر ہو گیا۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب چلتے تو قندیل کی طرح روشنی پڑتی تھی۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور ان کی بیوی مسلمان ہو گئے لیکن قوم نے ان کی بات نہ مانی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم دوس مسلمان نہ ہوئی۔ ان میں زنا اور سود کا بہت زور ہے ان پر بد دعا کیجئے۔ چنانچہ آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ "اے خدا دوس کو ہدایت نصیب فرما"۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں وہاں جا کر دوسیوں کو اسلام کی طرف بلاتا رہا جس کی قسمت میں خدا نے اسلام کی دولت لکھ دی تھی وہ مسلمان ہوا اور جب میں اُحد وخندق کی لڑائی کے بعد مدینہ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ساتھ میری قوم

Marfat.com

اور کنبے کے ستر اسّی (80) آدمی تھے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو مسیلمہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔

مبارک الیمامہ بچہ

خطیب نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حجۃ الوداع کے موقع پر یمامہ کا ایک شخص اپنے ساتھ ایک بچے کو لایا یہ بچہ اسی دن پیدا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ایک دن کے بچے سے پوچھا کہ "میں کون ہوں؟" اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تو سچ کہتا ہے۔ خدا تجھ کو بابرکت بنائے" یہ بچہ اس کے بعد اس وقت تک کبھی نہ بولا جب تک اس کی عمر بولنے کے لائق نہ ہوگئی۔ اس بچے کو لوگ مبارک الیمامہ یعنی یمامہ کا بابرکت شخص کہا کرتے تھے۔

موئے مبارک

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند بال (موئے مبارک) تھے۔ اس کا اثر یہ تھا کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس لڑائی میں وہ ٹوپی پہن کر گئے اس میں فتح نصیب ہوئی۔

جبہ مبارک

مسلم میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جبہ مبارک نکالا اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ اب اس کا اثر یہ ہے کہ اس جبہ مبارک کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں۔

لعاب مبارک

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اُم عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ام عاصم کا بیان ہے کہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں ہم تین بیبیاں تھیں اور ہم بہترین خوشبو لگاتی تھیں لیکن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے ایک خوشبو پھوٹتی تھی جو ہم پر غالب رہتی تھی۔ ایک دن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے خوشبو کی حقیقت پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کپڑے اتروا کر اپنا لعاب مبارک ہتھیلی پر مل کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ یہ وہی خوشبو تھی جو زندگی بھر تمام عود و عنبر عطریات کی خوشبوؤں کو مات کرتی تھی۔ اور ہر بہتر سے بہتر خوشبو پر غالب آتی تھی۔

Marfat.com

بھوک، پیاس، گرمی اور سردی

بیہقی وابونعیم نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبید بن خلف بن عبدنہم بن حذیفہ بن جھمہ بن غاضرہ بن حیشہ بن کعب بن عمرو الکعبی المتوفی 52ھ بصرہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 130 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھا۔ اچانک سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رُوبرو کھڑی ہوگئیں۔ آپ علیہ السلام نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ بھوک کی شدّت سے زرد تھا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دست اقدس اُٹھا کر ان کے سینے پر ہار کی جگہ پر رکھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی اُنگلیاں کشادہ فرمادیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی "اللّٰھم شبع الجاعه والرفع الوضعیه ارفع فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیه وآلـه وسلّم." "اے خدا! بھوک سے سیر کرنے والے، تکلیف کو دُور کرنے والے فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دور کردے"۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ان کے چہرے سے زردی جاتی رہی تھی۔ پھر میں نے دوسرے وقت ان سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اے عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کے بعد پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی۔ بیہقی نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان کا دیکھنا پردے کی آیت نازل ہونے سے پہلے ہے۔

قاسم بن ثابت نے الدلائل میں بطریق موسیٰ بن عقبہ، مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کرنے نکلے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو اچانک سرِ راہ ندا آئی کہ ٹھہر جاؤ تو ہم ٹھہر گئے۔ اس نے پوچھا کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم موجود ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کیا تو یہ بات سوچ سمجھ کے کہہ رہا ہے اس نے کہا ہاں۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو وصال فرما چکے ہیں۔ یہ سُن کر اس نے اِنَّا لِلّٰہِ (الخ) پڑھی پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس نے کہا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا وہ بھی رحلت کر چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے اِنَّا لِلّٰہِ (الخ) پڑھی پھر پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ اس نے کہا کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا وہ وہی ہے جو تم سے گفتگو کر رہا ہے۔ اس نے کہا "الغوث الغوث" فریاد ہے فریاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں حنش بن عقیل، بنی نضیلہ یا نضلہ کا ایک شخص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے بنی جعال سے واپسی کے وقت ملے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اپنا بچا ہوا ستو مجھے پلایا تو میں ہمیشہ اس کی سیرابی جب بھوک پیاس ہوتی پاتا ہوں۔ پھر میں نے رأس الابیض جانے کا قصد کیا اور وہاں میں مع اہل وعیال دس سال تک رہا۔ روزانہ پانچ وقت نماز

Marfat.com

پڑھتا۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھتا۔ اور دس ذی الحجہ کو قربانی کرتا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے یہی سکھایا تھا۔ اب مجھے خشک سالی کی مصیبت ہے۔ فرمایا میں تمہاری مدد کرنے آؤں گا۔ اور تمہارے چشمہ پر پہنچوں گا۔ پھر جب ہم واپس ہوئے تو ہم نے پوچھا اس چشمہ کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کی قبر ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی قبر پر پہنچے۔ اور اس کے لئے رحمت واستغفار کی دعا کی۔

ابو یعلی وبیہقی اور ابن عساکر نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو غالب سے انہوں نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہلی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں بھوکا تھا۔ انہوں نے میرا مذاق اُڑایا، میری تکذیب کی اور میری بات نہ مانی۔ میں ان کے پاس سے چلا آیا حالانکہ میں سخت بھوکا اور پیاسا تھا۔ مجھے شدید محنت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ میں سوگیا تو میرے پاس خواب میں آنے والا آیا۔ اور مجھے پیالہ دیا۔ جس میں دودھ تھا۔ میں نے اسے لے کر پیا۔ میں خوب سیراب ہوگیا۔ پیٹ بھر گیا۔ اور میرا پیٹ اونچا ہوگیا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے ان سے کہا تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا تم نے اسے واپس کردیا۔ جاؤ اسے کھانا پینا دو۔ جیسا بھی وہ چاہتا ہے۔ تو وہ میرے پاس کھانا پینا لائے۔ میں نے ان سے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں بھوک کی حالت میں دیکھا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور میں شکم سیر ہوگیا ہوں۔ میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا۔ یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔ اس روایت کی بعض اسناد میں ابن عساکر کے نزدیک اس طرح ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ میں نے ان سے کہا افسوس ہے تم پر مجھے ایک گھونٹ پانی تو دو۔ میں سخت پیاسا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم نہیں دیں گے۔ بلکہ ہم دعا کریں گے کہ تم پیاسے ہی مرجاؤ۔ اس پر میں غمگین ہوا اور میں نے اپنا سر عبا میں چھپالیا۔ سخت گرم ریت پر میں سوگیا۔ تو خواب میں کسی آنے والے نے بلور کا پیالہ مجھے دیا۔ میں نے اتنا خوبصورت پیالہ کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں پینے کی چیز تھی۔ کسی نے اس سے زیادہ لذیذ پینے کی چیز نہ دیکھی اور مجھے اس کے پینے کی قدرت ملی۔ میں نے اسے پیا۔ جب میں پینے سے فارغ ہوا تو میں بیدار ہوگیا تو خدا کی قسم اسکے پینے کے بعد نہ کبھی تشنگی معلوم ہوئی اور نہ بھوک کی تکلیف ہوئی۔

اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیہقی نے ثابت، ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان سے روایت کی۔ ان سب نے کہا کہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے پاس زادِ راہ نہ تھا جب وہ روحا کے قریب پہنچیں تو شدید تشنگی معلوم ہوئی۔ وہ فرماتی ہیں میں نے اپنے سر کے اوپر تیز ہوا کی آواز سُنی میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان سے سفید رسّی سے بندھا ایک ڈول لٹک رہا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور میں اسے تھامے رہی۔ میں

نے اس میں سے اتنا پیا کہ میں سیراب ہوگئی۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈول سے پانی پینے کے بعد شدید گرمی کے دن روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی تا کہ مجھے پیاس لگے مگر اس کے باوجود مجھے پیاس نہ لگتی۔ اس روایت کو ابن منیع نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ ہم سے روح نے ان سے ہشام نے ان سے عثمان بن قاسم نے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے۔ اور ابن سعد نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے جریر بن حازم سے انہوں نے عثمان بن قاسم سے اسے روایت کیا۔

بیہقی نے بطریق ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام روایت کی۔ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے پیغام نکاح دیا۔ تو میں نے عرض کیا اگر چہ مجھ جیسی عورتیں نکاح کر لیتی ہیں لیکن میں نکاح نہیں کرتی کیونکہ میرے بچے ہیں اور میں غیرت مند ہوں۔ اور صاحب عیال ہوں۔ یہ سن کر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں تم سے اکبر ہوں۔ جہاں تک غیرت کا سوال ہے اللہ تعالیٰ اسے دُور کر دے گا۔ اب رہا عیال کا سوال تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ ہیں''۔ اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے نکاح فرمالیا۔ راوی نے کہا ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں ان کی یہ شان تھی گویا وہ ان میں سے نہیں ہیں۔ جیسی غیرت ان میں پائی جاتی تھی ایسی کسی میں موجود نہ تھی۔ اسے ابن منیع نے دوسری سند کے ساتھ عمرو بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔ ابویعلی اور عبداللہ بن امام احمد نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس کی مانند روایت کی۔

ابونعیم نے اُم اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف ہجرت کی تو مجھ سے میرے بھائی نے کہا میں مکہ مکرمہ میں اپنا توشہ بھول آیا ہوں۔ پھر وہ اسے لینے مکہ مکرمہ واپس گئے۔ مگر میرے شوہر نے ان کو قتل کر دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چلّو میں پانی لیا۔ اور میرے چہرے پر اس کے چھینٹے دیئے تو جو مصیبت مجھ کو پہنچی تھی۔ اس پر آنکھ کے آنسو تو میری آنکھوں میں دیکھے جاتے تھے مگر وہ میرے رُخساروں پر بہہ کر نہ آتے تھے۔

ابن عدی و بیہقی اور ابونعیم نے بطریق ایوب بن یسار، محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے ابوبکر سے انہوں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو فرمایا ''لوگ کہاں ہیں؟'' میں نے عرض کیا سردی کی شدّت نے انہیں روک رکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا ان سے سردی کو دور کر دے''۔ تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ یا چاشت کی نماز کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔

امام احمد و ابن سعد و بیہقی و ابونعیم نے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ان سے کسی نے دریافت کیا آپ

Marfat.com

کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرا نام سفینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رکھا ہے۔ دریافت کیا اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ سفر میں تھے ان پر اپنا سامان بوجھ معلوم ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا "اپنی چادر پھیلاؤ"۔ میں نے چادر پھیلادی اور اس چادر میں ان سب نے اپنا سامان رکھ کر میرے حوالہ کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اٹھالو۔ کیونکہ تم سفینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (کشتی) ہوئے" اس دن کے بعد میں ایک اونٹ کا یا دو کا یا تین کا یا چار کا یا پانچ کا یا چھ کا یا سات کا بوجھ اُٹھالیتا ہوں تو مجھ پر بار نہیں معلوم ہوتا۔

بیماروں کو شفاء

بیہقی نے بطریق شمر بن عطیہ، اپنے کسی راوی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک عورت مجھ کو لے کے آئی جو جوان تھا۔ اس نے عرض کیا میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے بات ہی نہیں کرتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میں کون ہوں؟" اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن ابی شیبہ، ابن سکن، بغوی، طبرانی اور ابونعیم نے حبیب بن فدیک سے روایت کی کہ ان کو ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لائے۔ ان کی دونوں آنکھیں ایسی سفید تھیں کہ کچھ دیکھ ہی نہ سکتے تھے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا "تمہیں کیا صدمہ پہنچا"۔ حبیب نے کہا میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا تھا اس سے میری بصارت جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پھونک ماری اور وہ روشن ہو گئیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال رہے تھے اس وقت ان کی عمر اسّی (80) سال کی تھی اور دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

بیہقی نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں میں ایسا زخم تھا جس سے اطباء عاجز ہو گئے تھے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی انگشت مبارک لعاب دہن شریف پر رکھی۔ اس کے بعد چھنگلیا اٹھائی اور اسے مٹی پر رکھی پھر اسے اٹھا کر اس کے زخم پر رکھی۔ پھر فرمایا "باسمک اللّٰھُمّ ریق بعضنا بتربة ارضنا لیشفی سقیمنا باذن ربّنا" یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی نے بطریق سماک بن حرب، محمد بن حاطب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ہانڈی گر پڑی اور وہ جل گیا تو مجھے میری والدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے گئیں تو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پر لعاب دہن شریف لگایا۔ اور فرمایا "اذھب الباس رب الناس" تو وہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔

بخاری نے تاریخ میں کہا کہ ہم سے سعید بن سلیمان نے ان سے عبدالرحمٰن بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے محمد بن حاطب سے انہوں نے اپنی والدہ اُم جمیل رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے حدیث روایت کی انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لے کر سرزمینِ حبشہ سے چلی۔ یہاں تک کہ جب میں مدینہ منورہ سے ایک رات کے فاصلے پر تھی تو میں نے ہانڈی پکائی۔لکڑی ختم ہوگئی تو میں لکڑی تلاش کرنے نکلی تو تم نے ہانڈی کو پکڑا اور اسے اپنے ہاتھوں پر گرالیا میں تم کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئی تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا لعابِ دہن شریف تمہارے ہاتھوں پر لگایا اور پڑھا'' **اذھب الباس، رب الناس، اشف انت الشافی لا شفاء الاشفاء ک شفاء لا یغادر سقما**'' تو میرے اُٹھنے سے پہلے تمہارا ہاتھ اچھا ہوگیا۔اسے حاکم وبیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں، طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ اور بیہقی نے شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعفی سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاتھ میں گلٹی تھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ گلٹی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے۔جب میں تلوار کا قبضہ یا گھوڑے کی باگ پکڑتا ہوں تو یہ میرے اور اسکے درمیان حائل ہو جاتی ہے تو حضور رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دست اقدس اس گلٹی پر رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم برابر اسے ملتے رہے۔یہاں تک کہ وہ جاتی رہی۔اور اس کا نشان تک میں نے نہ دیکھا۔

بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ ابوسبرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے ہاتھ میں گلٹی ہے جو گھوڑے کی باگ تھامنے سے مجھے روکتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بغیر پیکان کا تیر لیا اور اسے میری گلٹی پر مارتے اور ملتے رہے یہانتک کہ وہ جاتی رہی۔

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے ابیض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان کے چہرے پر داد تھا۔اس داد نے چہرے کو سفید کر دیا تھا۔ایک روایت یہ ہے کہ اس داد نے ان کی ناک کھالی تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی اور ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔دن سے رات نہ ہونے پائی کہ اثر تک جاتا رہا۔

کٹا ہوا شانہ وہاتھ اور آسیب

بیہقی نے حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یساف سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھا۔میرے شانہ پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا ہاتھ کٹ گیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا۔آپ علیہ السلام نے لعابِ دہن اقدس لگا کر جوڑ دیا۔اور پیوست ہو کر ٹھیک ہوگیا۔ پھر میں نے اس مارنے والے کو قتل کیا۔

بیہقی نے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ان کے سر اور چہرے پر ورم آگیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بہ نیت شفا ان کے سر اور چہرے پر دستِ اقدس پھیرا۔اور فرمایا '' **بسم اللہ اذھب عنہا**

Marfat.com

سوره و فحشه بدعوة نبیک الطیب المبارک المکین عندک ''اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھی ان کا ورم جاتا رہا۔

ابن سعد نے عبید بن عمیر سے روایت کی کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گردن پر ورم ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس پر دستِ اقدس پھیرا۔ اور فرمایا'' اللّھم بھا فھامن فحشه و اذاه۔''

امام احمد و دارمی، طبرانی و بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے اس بیٹے پر آسیب ہے۔ وہ اس کے پاس صبح و شام آتا ہے۔ اور ہمیں تنگ کرتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بچّہ کے سینے پر دستِ اقدس پھیرا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ پھر اس بچّے نے زور کی قے کی اس کے پیٹ سے کالی ٹڈّی کی مانند کچھ نکلا اور وہ شفایاب ہو گیا۔

بیہقی نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں لائی۔ اور اس نے عرض کیا میرے اس بیٹے کو ایسی ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ وہ جیسا ہے آپ اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے موت دے دے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا۔ یہ جوان ہوگا اور مردِ صالح بن کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ پھر وہ شہید ہو کر جنّت میں داخل ہوگا''۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخشی۔ وہ جوان ہو کر مردِ صالح بنا اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہوا۔ بیہقی نے فرمایا یہ روایت مرسل جید ہے۔

بیہقی نے یزید بن نوح بن ذکوان سے روایت کی کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شاعر رسول علیہ السلام عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امراء القیس بن عمرو بن امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ شہادت غزوہ موتہ 8ھ) نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے دانتوں میں درد رہتا ہے اور وہ مجھے اتنی شدید تکلیف پہنچاتا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس اسکے رخسار پر رکھا۔ جس میں درد تھا۔ اور فرمایا'' اللّٰھم اذھب عنه سوء ما یجد و فحشه بدعوة نبیک المبارک المکین عندک۔'' یہ دعا سات مرتبہ پڑھی اور جانے سے پہلے اللہ نے ان کو شفا دے دی۔

بیہقی و ابو نعیم نے الصحابہ میں رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رافع سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے چربی لے کر نگل لی۔ اس سے میرے پیٹ میں ایک سال شکایت رہی۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس میرے پیٹ پر پھیرا اور میں نے قے کی تو وہ چربی تازہ برآمد ہوئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے بعد اب تک میرے پیٹ میں کبھی شکایت نہ ہوئی۔

طبرانی نے جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے فرمایا'' داہنے ہاتھ سے کھاؤ''۔ انہوں نے عرض کیا اس ہاتھ میں تکلیف ہے تو حضور ختم

Marfat.com

الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پر دم فرمایا پھران کی وفات تک اس ہاتھ میں شکایت نہ ہوئی۔

سر کی شق ہڈی اور شفائے امراض

طبرانی نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن انیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مستیز بن رزام یہودی نے میرے سر پر تلوار ماری اور میرے سر کی ہڈی یا اس کے اوپر کا پردہ شق ہوگیا۔ میں یہ زخم لے کر رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے زخم کھلوا کر اس پر پھونک ماری۔ اور وہ ساری تکلیف مجھ سے جاتی رہی۔

ابونعیم نے دازع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں اپنے مجنون بچّے کو لے کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس بچّے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے لئے دعا فرمائی حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کے بعد اس سفارت میں کوئی شخص اس بچہ سے زیادہ عقل مند نہ ہوا۔

واقدی وابونعیم نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ملاعب الاسند نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس نے اپنے درد کی شفایابی کی درخواست کی کیونکہ اس کے پیٹ میں دنبل تھا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مٹی کا ڈھیلا لیا۔ اور اس پر لعاب دہنِ اقدس ملا۔ پھر اسے دے کر فرمایا کہ ”اسے پانی میں گھول کر اسے پلا دینا“۔ تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف شہد کی کپّی بھیجی کہ اسے چاٹا کریں۔ تو وہ برابر چاٹتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ اچھے ہوگئے۔

ابن سعد نے روایت کی کہ ہم سے واقدی نے کہا اور ان سے ابی بن عباس بن سہل بن سعد ساعدی نے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چند اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے جن میں ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد تھے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیرِ بضاعۃ پر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ڈول میں پانی لے کر وضو کیا۔ وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا۔ پھر دوسرے ڈول میں لے کر اس میں لعاب دہن اقدس ڈالا۔ اس کا پانی نوش کیا۔ اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہد مبارک میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے بضاعہ کے پانی سے اسے غسل دو۔ اور وہ غسل کرتا اور وہ شفایاب ہو جاتا۔

محدثین کرام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری عیادت کو بنی سلمہ میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کسی کو پہچانتا نہ تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پانی طلب فرمایا۔ اور وضو کر کے وہ پانی مجھ پر چھڑکا تو میں تندرست ہوگیا۔

Marfat.com

ابن سکن اور ابونعیم نے الصحابہ میں معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حکم نے اپنے گھوڑے کو خندق سے کودایا۔ تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچل گئی۔ تو ہم ان کو اپنے گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی پنڈلی پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو وہ گھوڑے سے اُترنے سے پہلے اچھے ہوگئے۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حکم نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں کہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے کو کدایا تو اس طرح گرے جس طرح بھرا ہوا ڈول گرتا ہے۔ گھوڑے کو خندق کی دو صفوں پر کدایا اور اس کا خون وادی میں اس طرح گرا جیسے دن رات کی تاریکی ہوتی ہے اور وہاں کوئی روشنی نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی پنڈلی پر پٹی باندھی۔ وہ گھوڑے پر خوب چڑھے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے تو ہمیشہ ٹھیک رہے"۔ اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے زیادہ صحیح رہا۔

ماخذ کتب

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
7۔ سنن ابن داؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث (202ھ۔275ھ)
8۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ)
9۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری (384ھ۔458ھ)
10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

بشارات

کتب سماوی و دیگر بشاراتِ تشریف آوری

ابونعیم نے بہ طریق شہر رحمتہ اللہ علیہ بن حوشب، حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرا باپ تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی

Marfat.com

نہ تھا۔ اُس نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے علاوہ دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اُس کی اطلاع کر دوں اس لئے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو۔ لہٰذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے کے روزن میں رکھ دیا ہے اور اُن پر مہر لگا دی ہے۔ تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آ جائے تو تم اُس کی پیروی کرنا۔ اُس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ہم نے اُن کو دفن کر دیا۔ اُس کے بعد میرے لئے کوئی شے اُس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روزن کو کھولا اور ان ورقوں کو نکال لیا۔ اُن میں لکھا تھا:

''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النّبیّین ہیں' اُن کی جائے ولادت مکہ اور اُن کا مقامِ ہجرت مدینہ۔ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں۔ وہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے۔ اُن کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم۔ وہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کمر پر تہبند باندھیں گے۔ خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رحیم و کریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

کعب رحمۃ اللہ علیہ (احبار حمیری یمنی بن مانع بن ہنیوع بن قیس بن معن بن حشم) نے بیان کیا اُس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ٹھہرا رہا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت پر یقین کرنے کے لئے ثبوت مل جائے، اُس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ نے دنیا سے وصال فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور اُن کا لشکر ہمارے علاقہ کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا۔ میں اُن کے دین کو اُس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک میں ان کے اقوال و اعمال کو نہ دیکھ لوں۔ بالآخر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں اُن کے اندر وفائے عہد اور جملہ علامات دیکھ لیں تو جان لیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔
اللہ تعالیٰ گواہ ہے ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کلام الٰہی کی یہ آیت تلاوت کر رہا ہے۔ (سورۃ النساء آیت 47)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم تمہارے چہروں کو مسخ کر ڈالیں کچھ مونہوں کو تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت کی اصحاب سبت (ہفتہ والوں) پر اور خدا کا حکم ہو کر رہے گا۔''

جب میں نے اس آیت کو سُنا تو میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے منہ کو میری گدھی کی طرح کر دے۔ اُس وقت میری بس ایک خواہش تھی کہ کسی صورت سورج طلوع کر آئے اور کاش ابھی صبح ہو جائے۔

پھر جب صبح ہوئی تو میں مسلمانوں کے پاس گیا۔ (اس روایت کو ابن عساکر نے بہ طریق مسیّب بن رافع وغیرہ حضرت کعب سے نقل کیا ہے)۔

بیہقی نے وہب بن منبہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی:

''اے داؤد! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام ''احمد'' ''محمد'' اور ''صادق'' ہے۔ نہ اُس پر میرا کبھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اُس کی امت، امتِ مرحومہ ہے، میری بخشش اُن پر بہت ہوگی وہ دینِ حق کی مدافعت اور اشاعت کے لئے جہاد کریں گے، اے داؤد علیہ السلام! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ نیز میں ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں دی ہیں اور ان کی خطاء ونسیان پر مواخذہ نہ کروں گا''۔

ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر کے یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ علیہ السلام کے اوصاف اپنی کتابوں کے اندر پاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔ پھر جب حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو احبار یہود نے کہا کہ آج رات مجتبیٰ پیدا ہوں گے اس لئے کہ ستارہ طلوع ہو گیا۔ پھر جب اعلانَ نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا۔ بلاشبہ اعلان نبوت فرما دیا۔ وہ سب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار اور توصیف کیا کرتے تھے۔

ابن سعد اور ابونعیم اور ابن عساکر نے ابی نحلہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب الذکر کا درس دیا کرتے تھے اور آپ سرورِ کونین ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور مقامِ ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تو حسد وعصبیت کی بنا پر منکر ہو گئے۔

ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے سنا کہ: ''اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا:

''اس کی علامت و شناخت بتا دیجئے!'' اُس نے کہا:

''نہ وہ پستہ قد ہوگا نہ طویل قامت، آنکھوں میں سُرخ ڈورے ہوں گے، اُون کا لباس پہنے گا، دراز گوش پر سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر تلوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔''

اس کے بعد اپنی قوم بنی فدرہ لوٹ آیا، میں نے یوشع سے جو کچھ سنا تھا اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو کہتے سنا کہ تنہا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا ہے بلکہ یثرب کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے۔ پھر میں بنی قریظہ کے پاس آیا تو وہ سب مجتمع تھے اور نبی آخر الزماں کا ذکر کر رہے تھے۔ زبیر ابن باطا نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جو کسی نبی کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد مجتبیٰ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ اس کی ہجرت کا مقام ہے۔

ابونعیم نے یہ روایت محمود بن لبید، محمد بن مسلمہ سے نقل کی، انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کی طرف سے اس نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ جو کوئی اُس کو پائے، تصدیق کرے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد ہم تو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو بتانے والا وہ یہودی نہ صرف منکر رہا بلکہ اُس نے حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔

ابونعیم نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ تبع حمیری شاہ یمن نے اپنی وفات سے پہلے رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کر دی اس وجہ سے کہ یثرب کے یہود نے اس کو خبردار کر دیا تھا۔

ابن سعد نے بروایت عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور انہوں نے ابی بن کعب سے روایت کی کہ جب (شاہ یمن) تبع مدینہ آیا اور وادی قناۃ میں اُترا تو اس نے احبار یہود کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کر دوں گا۔ تو شامون نے اس کو جواب دیا:

''اے بادشاہ! بلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس میں بنی اسماعیل کا آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پذیر ہوگا جس کا نام ''احمد'' مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا میدان جان نثاران ''احمد'' اور دشمنانِ نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات امور کے واقع ہونے کا میدان ہے۔''

تبع نے پوچھا: ''اس نبی سے جنگ کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟''

شامون نے جواب دیا: ''اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔''

تبع نے پوچھا: ''اس نبی کا مزار کہاں ہوگا؟'' شاموں نے کہا ''اسی شہر میں۔'' تبع نے پوچھا: ''لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟ شاموں نے جواب دیا ''کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہلِ باطل مخالفین کے حق میں''۔ اور اس مقام پر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں نبی اللہ کو زحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں ان

Marfat.com

کے اتنے مجاہد شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔اس کے بعد اس نبی کے لئے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے،اور امرِ نبوت میں کوئی اُن سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تبع نے پوچھا: ''اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اور وصف کیا ہے؟''

اس کے جواب میں شاموں ے کہا ''وہ نہ پستہ قد ہوں گے نہ طویل قامت،ان کی آنکھوں میں سرخی ہو گی۔اونٹ پر سواری کریں گے،عمامہ کی بندھش میں شملہ ہوگا،اکثر تلوار شانے پر آویزاں ہوگی جو بھی طاقت اُن کے کاموں میں مزاحم ہوگی وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہو جائے گا''۔

ابن سعد نے بروایت عبدالحمید بن جعفر روایت کی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں،کہ زبیر بن باطا یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔اس نے ذکر کیا میں نے اُس کتاب کو حاصل کر لیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔اُس میں نبی ''احمد'' مبشر کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ گرم یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور اس کے یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابھی مبعوث بھی نہ ہوئے تھے اُس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپا دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کر لیا۔

ابونعیم نے سعد بن ثابت سے روایت کی کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے۔پھر جب سُرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی وہ نبی پیدا ہو گیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس کا نام ''احمد'' ہے وہ ہجرت کر کے یثرب میں آئے گا۔

پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا تو انہوں نے انکار کیا اور حسد و بغاوت کی روش اختیار کی۔

ابونعیم نے زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ مدینہ طیبہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھے انہوں نے سنا ''اے یثرب کے لوگو!خدا کی قسم سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو گیا،کیوں کہ نبی الآخر کی ولادت کا ستارہ افق پر نمودار ہو گیا ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے''

ابن سعد اور ابونعیم نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے روایت کی وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قبائل اُوس اور خزرج میں ابو عامر سے زیادہ کوئی شخص حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توصیف کرنے والا نہ تھا۔یہود بھی اُس کو پسند کرتے اور مسائل دریافت کرتے تھے۔نیز وہ اُن کو سرکارِ دو عالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کی بشارت اور ہجرت و اوصاف کے تذکرے سُناتا۔پھر وہ تیما کے یہودیوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اُس کے خیال کی تائید کی۔اس کے بعد وہ شام گیا اور نصاریٰ سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے منجملہ اوصاف کے ایک یہ بھی بتایا کہ ہجرت کے بعد ان کا مرکز یثرب ہوگا۔اس کے بعد ابو عامر لوٹ آیا اور کہنے لگا۔میں ''دینِ حنیفہ'' پر ہوں۔ترکِ دُنیا

Marfat.com

، رُہبانیت، لباسِ صُوف اُس کی وضع قطع تھی اور وہ ظہورِ نبوت کا انتظار کرتا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو وہ اپنے حالات میں مگن رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا تیرہ سال کے بعد ترکِ وطن کر کے آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ یعنی یثرب آ گئے تو اُس نے آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت، سیادت اور سعادت کی عظمتوں کو دیکھ کر رشک و رقابت اور حسد و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن وہ آں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں؟''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حنیفیت کے ساتھ۔'' اُس نے کہا:

''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حنیفیت کے ساتھ دوسری چیزوں کی آمیزش کرتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں روشن اور واضح حنفیت لایا ہوں۔'' اور ارشاد فرمایا: ''علماء یہود و نصاریٰ میری شناخت اور اوصاف کے بارے میں جو کچھ تجھ سے بیان کرتے تھے، وہ کہیں نظر آتے ہیں''؟

اُس نے کہا ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔''

اِس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تو جھوٹ بولتا ہے۔'' اُس نے کہا 'میں جھوٹ نہیں بولتا اس مرحلہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ اس حال میں موت دے گا کہ لوگوں نے اُسے دُھتکار دیا ہو اور وہ پھر بے سہارا رہ جائے۔ اس پر اُس نے کہا ''آمین۔''

پھر وہ قریش مکہ کے پاس چلا گیا، یہودیت کو ترک کر کے قریش کے ساتھ رہ و رسم مشرکانہ کو اختیار کر لیا۔

ابونعیم نے بروایت ابن اسحاق، جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی مگر اُس میں اتنا زیادہ ہے کہ، ابو عامر مکہ چلا گیا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو طائف چلا گیا اور اہل طائف جب مسلمان ہو گئے تو اُنہوں نے اس کو برداشت نہ کیا تو یہ شام میں چلا گیا اور پھر وہیں دل گرفتہ، بے سہارا اور بے یار و مددگار رہ کر مر گیا۔

طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام (بن حارث۔ حبر لقب۔ سلسلہ نسب حضرت یوسف علیہ السلام سے ملتا ہے۔ اہل یہود کے عظیم عالم اور مدینہ کے خاندان قینقاع سے تھے۔ غزوۂ خندق اور اُس کے بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر بیت المقدس میں ہمراہ تھے۔ 25 روایتیں منقول ہیں۔ 44ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے) سے روایت کی، کہ اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو زید سعنہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر نظر ڈالی تو علاماتِ نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے انور میں نہ دیکھ لیا ہو۔ صرف دو باتیں ایسی رہیں، جن کو چہرۂ انور سے نہ پہچان سکا: ایک یہ کہ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہل پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کے جہل کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدت کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلم ہی زیادہ ہوگا۔ چنانچہ اس کی پہچان کے لئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نرمی کا برتاؤ اختیار کر کے ایک معاملہ کیا تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کر کے آپ کے علم حِمل اور جہل کو پہچان سکوں۔ لہٰذا میں نے ایک خاص مدت مقرر کر کے ایک متعین کھجور کی مقدار خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیمت دے دی۔ پھر اس مدتِ مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیض اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک جذباتی ہیجان کے عالم میں کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم میرا حق ادا نہ کرو گے۔ واللہ تم سب آلِ مُطلب بد معاملگی کرنے والے لوگ ہو۔ اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لاپرواہی کو میں خوب جانتا ہوں''

میری یہ یاوہ گوئی سن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا ''اے دشمنِ خدا تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی بات کہتا ہے۔ اور پھر میں موجود سن رہا ہوں۔ خدا کی قسم، اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس درجہ احترام نہ ہوتا تو میری تلوار سے اب تک تیرا سر اُڑ چکا ہوتا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا:

''اے عمر! میں، اور یہ، تمہاری اس درشت بات کے علاوہ کسی اور ہی چیز کے متمنی تھے۔ اے عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) تم مجھ سے حُسنِ ادا کو کہتے اور ان کو مہذب طریقہ کے تحت مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ، اے عمر! انہیں لے جاؤ ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید بیس صاع کھجوریں ان کی خوش دلی حاصل کرنے کے لئے دینا کیوں کہ تم نے ان کو رنج دیا ہے، امید ہے یہ بددل نہ ہوں گے۔'' (ایک صاع میں چار مُد اور ایک مُد 56 تولے کے برابر ہوتا ہے)

انہوں نے تعمیل کی۔ اس کے بعد میں نے کہا:

''اے عمر رضی اللہ تعالی عنہ! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُر نور چہرے میں دیکھ لی تھیں۔ صرف دو علامتیں ایسی تھیں جن کو میں جاننا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا حلم ان کے غیظ پر غالب رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں کی ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی، اسی قدر ان کا حلم وانضباط اُن کے ساتھ بڑھے گا۔ تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لیں۔'' لہٰذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ:۔

''میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔''

ابن سعد نے زہری سے روایت کی کہ ایک یہودی نے کہا: توریت میں مذکور تمام صفتوں کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں مجتمع اور موجود پایا، صرف صفتِ حلم باقی تھی۔ اس صفت کو دریافت کرنے کے

Marfat.com

لئے ایک مقررہ مدت سے پیشگی تیس دینار کھجوروں کی قیمت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ اس نے مذکورہ بالا واقعہ آخر تک بیان کیا۔ مگر اس کے آخر میں یہ زائد ہے کہ:

''اس یہودی نے کہا۔ اے عمر رضی اللہ تعالی عنہ! جو بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اُس کے لئے مجھے کسی اور بات نے نہیں اُبھارا تھا سوائے اس کے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات میں توریت میں مذکور تمام صفتیں پاتا تھا مگر ایک صفتِ حلم کی مجھے آزمائش مقصود تھی جسے آج میں نے آزمالیا اور ویسا ہی پایا جیسا کہ توریت میں مذکور تھا۔ اس کے بعد وہ یہودی اور اس کے تمام گھر والے مسلمان ہو گئے۔''

ابونعیم نے یوسف بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام سے روایت کی، اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا، میں نے جتنی کتابیں پڑھی ہیں اُن میں سے ہر ایک میں تھا کہ ایک عَلَم صاحبِ عَلَم کے ساتھ اُٹھایا جائے گا اور اُس کے ساتھ اللہ ہوگا اور صاحب علم کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے بطریق موسیٰ بن یعقوب زمعی، سہل مولیٰ غثیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا نصرانی تھا یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اُس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا مطالعہ کے دوران مجھے ایک ورق گوند سے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اس طرح تحریر تھے کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ کوتاہ قد ہوں گے نہ طویل القامت، گورا رنگ ہوگا، دو زلفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی، احتباء کی ہیئت میں اکثر بیٹھیں گے، صدقہ کو قبول نہ کریں گے، دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے، بکری کا دُودھ دُوہیں گے، پیوند لگا لباس زیب تن فرمائیں گے۔ جو شخص اپنی خصلت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور تکبر سے پاک ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں یہ تمام اوصاف ہوں گے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسمِ گرامی ''احمد'' ہوگا''

سہل بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضور رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا تو میرا چچا آ گیا جب اُس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں کھولا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعود صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔

بیہقی نے عمر بن حکم بن رافع بن سنان سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ اُن کے پاس ایک ورق قدیم زمانۂ جاہلیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا۔ پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور اس کے نبی محترم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا، اُس میں لکھا تھا:

''بسم اللہ وقوله الحق وقول الظّٰلمين في ثياب''. ''اللہ کے نام سے شروع، اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی، وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں

گے اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے اور دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے۔ ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز قومِ نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قومِ عاد میں ہوتی تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور ثمود میں ہوتی تو وہ چیخ سے ہلاک نہ ہوتے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعجب فرمایا۔

ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کے لئے ہدایت اور رحمت کر کے بھیجا اور مجھے اس لئے مبعوث فرمایا کہ میں مزامیر اور معازف کو مٹاؤں"۔ اس موقع پر اوس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ قسم سے اُس ذاتِ گرامی کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ پیدا کیا، بلاشبہ میں نے توریت میں ایسا ہی پایا ہے۔

بیہقی اور ابونعیم نے کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا کہ "میں نے خواب میں دیکھا، تمام لوگ میدان حشر میں ہیں پھر انبیاء علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور انکے ہر امتی کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور چہرۂ انور کے ہر بال کے ساتھ جُدا جُدا نور تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر امتی کے ساتھ دو نور مثل انوارِ انبیاء علیہم السلام کے تھے۔"

یہ سن کر حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ قسم سے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، کیا واقعۃً تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟ اس نے کہا "ہاں"۔ تو کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا قسم سے کہتا ہوں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتابِ الٰہی میں مذکور ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ ایک حضرت اسحاق علیہ السلام دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام، چنانچہ فرمایا۔ سورۃ ھود آیت 71

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

ترجمہ: "اور اس کی بی بی (حضرت سارہ) کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اُسے (اس کے فرزند) اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔"

اور تیسرے حضرت یحیٰی علیہ السلام، چنانچہ ارشاد فرمایا۔ سورۃ مریم آیت 7

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾

ترجمہ: "اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحیٰی ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ

Marfat.com

کیا۔" (یعنی بے شک اللہ تمہیں یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دیتا ہے)۔

اور چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چنانچہ فرمایا۔

سورۃ آل عمران آیت 45

إِذْ قَالَتِ الْمَلَٰئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾

ترجمہ:۔ "اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا"

یعنی بے شک اللہ تمھیں اس کلمہ کی بشارت دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہے۔

اور پانچویں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت سورہ الصّف میں اس طرح دی گئی۔ سورۃ الصّف آیت 6

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِي إِسْرَٰءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَٰتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٦﴾

ترجمہ:۔ "اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلے توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام "احمد" ہے پھر جب "احمد" ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔"

یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بشارت دیتا ہوں اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو میرے بعد آنے والا ہے اس کا نام احمد ہے۔ یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

ابونعیم نے "حلیہ" میں وہب سے روایت کی کہ، بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال تک خدا کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اُسے کوڑے گھر پر ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ "جاؤ وہاں سے اُٹھا کر اس کی نمازِ جنازہ پڑھو"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دوسو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ حق تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی، "واقعتہً وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کے لئے کھولتا اور اسمِ گرامی احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر پڑتی

Marfat.com

تو وہ اُسے بوسہ دیتا اور اُسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا تھا تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا''۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ کتاب کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا:

''میرے پاس اپنے سب سے بڑے اُستاد اور عالم کو لاؤ'' تو انھوں نے کہا کہ:

''یہ ہیں، عبداللہ بن صوریا۔''

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو خلوت میں لے گئے اور اُن کو اُن کے دین، جملہ انعاماتِ الٰہیہ، مَن اور سلویٰ اور اُن پر ایک خاص وقت میں سایہ ابر ہوا تھا۔ ان سب کی قسم دی اور کہا:

''تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا ''خدا شاہد ہے، میں جانتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جملہ اہلِ کتاب واقف ہیں چونکہ توریت میں واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف مذکور ہیں۔ مگر میرے ہم مذہب حسد اور عصبیت کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر سوال کیا: ''تم کو اقرار اور اعتراف سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟''

انھوں نے عرض کیا: کہ ''میں اپنی قوم کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے عنقریب یہ لوگ دعوتِ اسلام قبول کرلیں گے، اس وقت میں بھی اسلام لے آوں گا۔''

امام احمد وابن سعد نے ابی صخر عقیلی سے روایت کی ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بدوی عرب نے بیان کیا کہ حضور اکرم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اس یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستہ پر توریت رکھے بیمار لڑکے کے آگے پڑھ رہا تھا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی، کیا تو اس توریت میں میرا اور میرے مقامِ ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟''

اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: ''نہیں'' مگر اس کے بیٹے نے کہا میں اس ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی کہ توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا۔ ''اس یہودی کو اُس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کر دو''۔ اس کے بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نمازِ

Marfat.com

جنازہ پڑھی۔ بیہقی نے اِسی حدیث کی مانند حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے بطریق کلبی، ابو صالح اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ ”قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کریں۔ تو یہ لوگ مدینہ میں آئے اور کہا کہ ہمیں ایک معاملہ درپیش ہے، وہ یہ کہ ہم لوگوں میں ایک شخص یتیم وحقیر ہونے کے باوجود بہت بڑا دعویٰ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں رحمٰن کا رسول ہوں۔

یہودیوں نے کہا کہ ہمیں اس کے اوصاف سے آگاہ کرو تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے اوصاف بیان کئے یہودیوں کے پیشوا نے کہا ”یہ وہی نبی ہے جس کا وصف ہماری کتابوں میں موجود ہے۔“

اس نے کہا ”ان کی تصدیق کرنا اور اتباع کرنا۔“

سرکارِ دوعالم ختم الرسل علیہ السلام کے دربارِ اقدس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری

حاکم وبیہقی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سلمان الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما بہ ابن بوذخشاں بن مورسلان بن یہوذان بن فیروز بن سہرک نسبی تعلق اصفہان کے آب الملک خاندان سے تھا۔ تقریباً 250 سال عمر پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں وفات۔ مرویات کی تعداد 60 ہے) سے روایت کی۔ انہوں نے بتایا کہ ”میری رام ہرمز میں سکونت تھی۔ میرا باپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلم کے پاس جا کر پڑھا کرتا میں نے حصولِ علم ودانش کے لئے اس معلم کی صحبت ورہائش اختیار کرلی۔ حتّٰی کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا وہاں معلّم سے ملا۔ معلّم مجھ سے اکثر کہتا ”اے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول مبعوث فرمائے گا جس کا نام ”احمد“ ہے وہ ہدیہ قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ میں نے سوال کیا ”اگر وہ اس دین کو جس کی تعلیم وتربیت آپ نے مجھے دی ہے۔ ترک کرنے کا حکم دے؟“

اس نے کہا: ”ہاں اگر وہ تمہیں اس کا بھی حکم دے۔“

”اس کے بعد وہ بیت المقدس کے عبادت خانے سے باہر آیا۔ اس کے دروازے پر ایک مجبور ولاچار شخص بیٹھا تھا۔ راہب نے اس سے کہا: مجھے اپنا ہاتھ دے۔ پھر اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا قُم بِسمِ اللہِ ”یعنی ”اللہ کے نام سے کھڑا ہوجا“۔ تو وہ کھڑا ہوگیا گویا کہ اسے رسیوں سے باندھ رکھا ہو پھر اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا، ہر طرف سے بے پروا اور کسی طرف توجہ کئے بغیر آگے بڑھتا گیا، اس معذور ولاچار شخص نے مجھ سے کہا: اے لڑکے! مجھ پر میرے کپڑے ڈال دے تاکہ میں چلا جاؤں، میں نے اس پر کپڑے ڈال دیئے۔ اس کے بعد میں

Marfat.com

تلاش راہب میں، اُس کے نقوشِ قدم پر روانہ ہوا، جب بھی لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا وہ جواب دیتے کہ تیرے آگے جا رہا ہے۔ایک مقام پر بنی کلب کے سوار مجھے ملے، میں نے راہب کے بارے میں ان سے پوچھا۔انھوں نے میرے طرز گفتگو سے جو بھی سمجھا ہو بہر حال ایک اونٹ پر اپنے پیچھے مجھے بٹھالیا اور اپنے علاقہ میں لے آئے۔پھر ایک یہودی نے مجھے خرید لیا اور اپنے باغ کی نگہداشت پر مقرر کر دیا۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے اس کی خبر جب مجھے ہوئی تو میں نے باغ سے کچھ کھجوریں لیں اور بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گیا۔بہت لوگ موجود تھے، میں نے کھجوریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ کیسی ہیں؟'' میں نے عرض کیا صدقہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے کہا کھاؤ مگر خود نہ کھایا۔

کچھ دیر وہاں قیام کے بعد میں آیا۔اور میں نے باغ سے پھر کھجوریں لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا، اصحابِ رسول موجود تھے، میں نے وہ کھجوریں جن کو ساتھ لے کر گیا تھا حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ کیسی ہیں'' میں نے عرض کیا یہ ہدیہ ہے۔پس رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بِسْمِ اللہ پڑھ کر کھایا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نبی موعود کی نشانیوں میں سے ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب خاموش رہا اور پھر پشت مبارک کی طرف گیا۔آپ علیہ السلام میرا مطلب سمجھ گئے جسم پر سے کپڑا ہٹایا تو مہر نبوت شانوں کے درمیان موجود تھی۔میں آ کر حضور سرکارِ دوعالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور صدق دل کے ساتھ کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.''

ابن سعد، بیہقی، اور ابونعیم نے بہ طریق ابن اسحاق سے اور انہوں نے باسناد عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے اور محمد بن لبید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس طرح بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ''میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشتکار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا حتیٰ کہ گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔وہ مذہباً آتش پرست اور عقائد میں شدید اور غلو کرنے والا۔میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا میں دوسرے لوگوں کے مذہبی نظریات اور رسوم سے واقف نہیں تھا اس سلسلہ میں مجھے بس اِسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔

میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے، ایک روز باپ نے بلا کر کہا: ''میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے، اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے، تم کھیتوں پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہر نہ جانا کیوں کہ تمھارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔''

Marfat.com

میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا اندر سے آوازیں آ رہی تھیں میں نے لوگوں سے پوچھا یہ عمارت کیسی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں، لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیسہ ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں یہ ان کی آوازیں ہیں جو تم سُن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طرزِ عبادت کو دیکھنے کے لئے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا یہ طرزِ عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے ہٹنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے۔ کیا میں نے تم کو جلد واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟

''میں نے کہا اے ابا جان! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں، مجھے ان کی عبادت اور دُعا بھلی معلوم ہوئی، میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔'' والد نے جواب دیا۔ اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباؤ اجداد کا دین ان سے بہتر ہے۔'' میں نے باپ سے عرض کیا:

''واللہ، ہم لوگوں کا دین اُن لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے، اس کی پرستش کرتے اور اس کے لئے عبادت کرتے ہیں، بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔''

''یہ جواب سُن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہٰذا اُس نے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا''۔

اِس کے بعد میں نے ان نصرانیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا ''تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟'' انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: ''آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کر دیں۔''

''کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلوا دیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھے اُس موقعہ پر خبر کرا دیں۔ لہٰذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے، تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے پیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کنیسہ کا منتظم ایک اسقف ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کیا کہ:

''میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔'' اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک بُرا آدمی تھا میں نے دیکھا وہ لوگوں کو صدقات کی تلقین کرتا، جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر یہ حاصل کئے تھے انہیں محروم رکھتا۔ مجھے یہ صورتِ حال دیکھ کر اُس سے نفرت ہو گئی۔ مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور مَر گیا۔ جب لوگ اسکے دفن کے لئے آئے تو میں نے اُن سے کہا۔ یہ بدنیت شخص تھا تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا

Marfat.com

تھا اور اس کے لئے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھا کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غرباء و مساکین کو کچھ نہ دیتا تھا۔

لوگوں نے کہا: ''اِس کا ثبوت کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں ابھی اُس کا جمع کیا ہوا مال و دولت نکال کر آپ کے رُو برُو رکھتا ہوں۔'' انہوں نے کہا: ''اچھا، لاؤ!'' میں گیا اور سات مٹکے سونے اور چاندی سے لبریز اُن کے سامنے لا کر رکھ دیئے۔

جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: ''ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے سُولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لے کر آئے جوان کے خیال میں ایک قابل اور ایماندار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح زاہد اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا، اس کے رات دن عبادت میں گزر رہے تھے، میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہر حال میں اُس کے ساتھ رہا، یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اُس وقت میں نے ان سے کہا: ''اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جوارِ الٰہی میں ہے اُسے آپ دیکھ رہے ہیں قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لئے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ براہِ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔ اس نے کہا: ''اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے، تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔''

''پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اُس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کو ریاضت و عبادت اور ترکِ دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔ میں نے اِس عابد کو بتایا کہ شام کے اسقف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہٰذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اے بیٹے شوق سے رہو میں مقیم ہو گیا، یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا:

''میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتظار میں ہے لہٰذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرما دیں۔'' اس نے کہا۔ اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ، اُمید ہے کہ تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے''۔

''اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا۔ اے صاحبزادے تم رہو۔ پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔ میں نے ان سے کہا۔

''اب آپ کے لئے بھی خدا کا حکم آ گیا ہے، آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں میں کہا جاؤں؟''

Marfat.com

اس نے جواب دیا ''اے برخودار! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو، مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جاسکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اِسی طریقہ ومسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔''

''پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاہدِ عموریہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اُسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔ میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔

''پھر ایک عرصہ بعد زاہد عموریہ کا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے وفات کا وقت آ گیا تو میں نے اُس سے کہا: اے میرے میزبان مجھے زاہدِ شام نے زاہدِ موصل کی طرف اور اُس نے نصیبین کی طرف اور عابد نصیبین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لئے بھی خدا کا حکم آ چکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں، کیا آئندہ کے لئے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو اس لئے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہوگا جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی کی نشانیاں واضح ہوں گی، اس کے شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی، وہ ہدیہ تو قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا۔ اگر تم تلاشِ حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ اس لئے کہ اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دورانِ سفر مجھے سوداگرانِ بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا: تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ اس کے معاوضہ میں، میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔ انھوں نے کہا ٹھیک ہے تو میں نے وہ سب جانور ان کو دے دئے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انھوں نے مجھ پر ظلم وتشدد کیا اور وادی القریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔

یہاں پہنچ کر جب میں نے کھجور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی، یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قُباء تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا عم زاد بھائی آیا اور کہا۔ اے فلاں! اللہ تعالیٰ اس قبیلہ کو ہلاک کرے، یہ سارے لوگ اس وقت قباء میں مکہ کے مسافر کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے، ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

Marfat.com

یہ سُنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہوگئی جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوں نیچے اُتر آیا:

''یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سُن رہا ہوں۔''

مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طمانچہ میرے رسید کیا اور کہا:

''کام سے کام رکھ۔'' اس کے جواب میں، میں نے کہا:

''اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سُن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔'' یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں شہر کی ایک عورت ملی میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہِ رسالت تک میری رسائی کی میں جس وقت حضور رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت شام ہو گئی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قباء ہی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مردِ صالح ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کچھ غریب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ حق دار ہیں لہٰذا یہ کھانا حاضر ہے، تناول فرمایئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب یہ سُنا تو اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا ''تم کھاؤ'' میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے آپ علیہ السلام کی نشانی کے بطور کیا تھا۔

''اس کے بعد لوٹ آیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قباء سے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دوبارہ حاضر ہوا، اور کہا:

''میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں، یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے صدقہ نہیں ہے۔''

''میری بات سُن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ وہ دونوں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ علیہ السلام کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے جھرمٹ میں تھے۔ میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد چکر لگانے لگا تا کہ میں آپ علیہ السلام کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت کی زیارت کرسکوں۔ آنحضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اس حال اور جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے پشت مبارک سے چادر اٹھا دی

تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی راہب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہوگیا۔

رسول کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان! پیچھے سے آگے آجاؤ۔'' تو میں سامنے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جو نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی گئی ہیں وہ میری زبانی سنیں جب میں اُن کے بیان سے فارغ ہوا تو رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے سلمان! مکاتب ہوجاؤ''۔

لہٰذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہوگیا۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس اور کسی نے دس پودے دیئے، ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پودوں کو لگانے کے لئے گڑھے کھودنے کے لئے فرمایا اور ارشاد ہوا ''جب تم گڑھے کھود لو تو مجھے بلا لینا، میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا''

میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیئے۔ اس مرحلہ پر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے میری مدد کی، وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے، میں وہاں وہاں گڑھے کھودتا۔ جب کھدائی کا یہ کام ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے چنانچہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پودے اُٹھا کر دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی ایک پودا بھی تو خشک نہیں ہوا۔

اب میرے ذمہ چالیس اوقیہ سونا رہ گیا تھا۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ سرورِ کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے ادا کردو۔'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرضہ کس طرح ادا ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کردے گا'' قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے اُس سونے سے یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کردیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

ابونعیم نے بہ طریق ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ ''رام ہرمز'' میں پیدا ہوا۔ ہم عمر بچوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا، اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک غار تھا۔ ایک روز میں تنہا اس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اس جگہ ایک دراز قد آدمی اُونی لباس اور بالوں سے بُنی چپل پہنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بُلانے کے لئے اشارہ کیا جب میں اُس کے پاس گیا تو اس نے کہا:

Marfat.com

''اے فرزند! تم عیسیٰ ابن مریم کو جانتے ہو؟''

میں نے جواب دیا: ''میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سُنا ہے۔''

اُس نے کہا: ''وہ اللہ کے رسول ہیں، اس لئے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اُن کو اللہ کی طرف سے پیغام بر سمجھتا ہے۔ اور جو عنقریب رسول تشریف لانے والے ہیں، اُن کا نام ''احمد'' ہے اور جو ان رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔''

میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا نور دیکھا جو اُس کے لب گویا سے نمودار تھا۔ میرے دل کو اُس کی باتیں لگیں میرے ضمیر کو شادمانی حاصل ہوئی۔ گویا یہ پہلا محسن تھا جس نے مجھے ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ عیسٰی بِن مَریَم رَسُولُ اللهِ وَمُحَمَّد بَعدہٗ رَسُولُ الله نالبعث بعد الموت'' کی تعلیم دی۔

پھر اُس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا۔ ''جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرنا۔ اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینانِ خاطر رکھنا اور اگر بہ حالتِ نماز فرض تمہارے والدین بھی بلائیں، تو ہرگز ان کی طرف بھی توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول بلائے تو نمازِ فرض کو بھی قطع کر دینا، کیوں کہ اُس کا بُلانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کے لئے ہوتا ہے۔''

اِس کے بعد اُس نے کہا کہ ''اگر تم محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پاؤ جو تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور فرمائے گا' تو اُس پر ایمان لانا اور ان کے حضور میرا اسلام پیش کرنا۔'' میں نے کہا ان کی کچھ علامتیں بیان فرمایئے۔ تو انھوں نے بتایا:

''ان کو نبی الرحمتہ محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کہا جائے گا۔ وہ تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے، وہ اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے پر سواری کریں گے، آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا، اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان بیضۂ کبوتر کی برابر ایک مُہر ہوگی۔ جس پر غیر مرئی حروف میں ''اللهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ مُحَمَّد رَّسُوْلُ اللهِ'' لکھا ہوگا۔ اور نمایاں اور مرئی حروف میں ہوگا ''وجه حدیث شئت فانک المنصور'' وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لئے پسند نہ فرمائیں گے، اُن کے اندر کسی کے لئے حسد وعناد نہ ہوگا' نہ وہ معاہد پر ظلم کریں گے اور نہ مسلمان پر۔''

طبرانی اور ابونعیم نے بہ طریقِ شرجیل بن السمط، سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا۔ ''میں تلاشِ حق میں نکلا، اہلِ کتاب کے راہبوں سے ملا، وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں سرزمین عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوگا۔ اُس نبی کی بہت سی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک بڑا سا تل ہوگا جو مُہرِ نبوت ہے۔''

Marfat.com

''میں یہ اطلاع پا کر سرزمینِ عرب پہنچ گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا اور جو کچھ راہبوں نے نشانیاں بتائی تھیں، وہ تمام نشانیاں آپ علیہ السلام میں موجود پائیں اور مہر نبوت کو دیکھا تو میں نے گواہی دی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔''

حاکم و بیہقی نے یہ روایت ابوالطفیل حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے انڈے کے برابر سونا دیا، اور پھر انگشتِ شہادت کو انگوٹھے پر رکھ کر حلقہ بنایا جو درہم کے برابر بن گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر اس سونے کی ڈلی کو ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے میں کوہِ اُحد تو یقیناً سونے کا پلہ وزنی رہے گا''۔

امام احمد و بیہقی نے ایک دوسری سند سے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سونا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا ''اس سے کتابت کا قرض ادا کر دو'' تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنا مجھے دینا ہے وہ اس سے کس طرح ادا ہوگا؟ یہ سُن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس ڈلی کو اپنی زبان مبارک پر پھرایا اور مجھے دیتے ہوئے فرمایا ''اسے لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کر دے گا''۔ میں اسے لے گیا اور وزن کر کے اس سے چالیس اوقیہ سونا ادا کر دیا۔

ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (99ھ تا 101ھ) سے سُنا کہ مجھے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ملی کہ عموریہ کے راہب نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی وفات کے وقت کہا۔ تم ملک شام کے دو پہاڑوں میں جاؤ ایک شخص وہاں پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کی طرف سال میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور اس کے رُوبرُو بیمار پیش کئے جاتے ہیں وہ جس مریض کے لئے دُعا کرتا ہے، شفایاب ہو جاتا ہے۔ تم اُس سے اُس دین کے بارے میں پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو۔

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہو گیا اور ایک سال تک اس ہستی کے نکلنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ وہ اس خاص رات میں نکلا۔ میں نے اُس کا کندھا اضطرابی طور پر پکڑ کر کہا: ''تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، کیا حنفیت دینِ ابراہیم میں ہے؟''

اُس نے جواب دیا ''اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا زمانہ تم پاؤ گے جو اُس بیت اللہ سے ظہور فرما کر اس حرم میں ظاہر ہوگا اور ''دینِ حنفیت'' کے ساتھ مبعوث ہوگا۔''

قرآن کریم میں بارہا دین حنیف کا ذکر فرمایا گیا ہے چند آیات کا حوالہ درج ذیل ہے:۔

(1) سورۃ آل عمران آیت 67،95

Marfat.com

(2) سورۃ البقرآیت 135

(3) سورۃ الانعام آیت 79، 111، 161

(4) سورۃ النساء آیت 125

(5) سورۃ یونس آیت 105

(6) سورۃ النحل آیت 120، 123

(7) سورۃ الروم آیت 30

دیگر بشارات اور پیشین گوئیاں

ابن اسحاق اور بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بزرگوں نے کہا کہ عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رفعت کو جاننے والا کوئی نہیں کیوں کہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی وہ اہلِ کتاب تھے اور ہم صنم پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہماری تنبیہ کے لئے کہتے

"جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے وہ ہمارا راہنما اور سردار ہوگا اور ہم تم کو عاد وارم کی طرح قتل کریں گے"۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی موعود یعنی رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم نے مانا اور اطاعت کی، اور انھوں (یہود) نے انکار کیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ البقرآیت 89

وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ ۙ وَكَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ ۚ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ:۔ "اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس کے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر"

بیہقی اور ابونعیم نے علی الازدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہودی یہ دُعا مانگا کرتے تھے "اے خدا! ہمارے لئے اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما، جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔"

حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی، بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہلِ خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اُس موقع پر ان الفاظ میں

Marfat.com

دُعا کرتے: ''اَے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اُس نبی موعود کے وسیلہ سے التجا کرتے ہیں کہ جس کا نام ''احمد'' ہے اور زمانۂ آخر میں ہماری راہنمائی کے لئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔'' اِس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے تو ان ہی یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کفر کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے ''سورۃ البقرہ آیت 89'' نازل فرمائی۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ

ترجمہ:۔ ''اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے''۔

ابن اسحاق، امام احمد، امام بخاری صاحب مستدرک حاکم کی صحت کے ساتھ اور بیہقی طبرانی و ابونعیم نے بہ روایت محمود بن لبید، از سلمہ بن سلامہ بن دنس روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ہمارے درمیان ایک یہودی تھا وہ اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا، اور اُس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اُٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حقیقت اُن بُت پرستوں کے لئے حیرت افزا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتے اس یہودی نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل کہی تھی۔ یہ سُن کر لوگوں نے کہا اَے شخص یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اُس گھر کی طرف اُٹھائے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ اس نے کہا، ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا حصہ اُس آگ میں ہو جس کو تم اپنے گھروں کے صحنوں میں جلاتے ہو، تم اُسے جلاؤ، پھر تم مجھے اس روشن تنور میں ڈال کر اوپر سے اُس کا منہ بند کر دو۔ اور پھر میں اِس کے عوض کل سزا کے دن آتشِ جہنم سے نجات پاؤں۔

لوگوں نے پوچھا: ''اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟''

اُس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔''

لوگوں نے پوچھا: ''تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟''

اِس پر اُس نے میری طرف دیکھا۔ میں اُس وقت اپنے قبیلہ کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا۔ پس اُس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: ''اگر اِس نے اپنی عمر کو پورا کر لیا، تو یہ اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پائے گا۔''

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور وہ یہودی ہمارے سامنے زندہ تھا۔ بحمد اللہ، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کی اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے اور وہ یہودی بغاوت و حسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا۔ اور جب ہم نے اس سے کہا۔ کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں، یہ اور یہ پیش گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟ اُس نے جواب دیا ''یہ وہ نبی نہیں ہیں۔''

بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور خرائطی نے ''ہواتف'' میں خلیفہ بن عبدۃ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد

بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا۔ زمانۂ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام "محمد" کیسے رکھا؟ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے بھی اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم بنو تمیم کے چار آدمی تھے، ایک میں دوسرے سفیان مجاشع بن وارم تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ اور چوتھے اُسامہ ابن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے، جب ہم ملک شام پہنچے، تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے اُترے، تو کچھ دیر بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اُس نے کہا: "تم کون لوگ ہو؟"

ہم نے جواب دیا: "ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں۔"

ہمارا جواب سُن کر اُس نے کہا: "آگاہ ہو جاؤ، عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ لہٰذا ابلا تاخیر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اس سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یاب بنو۔ کیوں کہ وہ خاتم النبیّین یعنی آخری نبی ہے۔"

ہم نے پوچھا کہ "اس کا کیا نام ہے؟"

بتایا کہ "اس کا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔"

سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا، اور چاروں نومولود بچوں کا نام "محمد" رکھا۔

ابن سعد نے سعید بن میبّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ اہلِ عرب، اہلِ کتاب اور کاہنوں سے سُنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ تو اہلِ عرب میں سے جس نے یہ بات سُنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچہ کا نام "محمد" رکھ لیا۔

بیہقی نے مروان بن الحکم کی سند سے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ، مجھ سے ابوسفیان بن الحرب نے حدیث بیان کی کہ میں اور اُمیہ بن الصّلت شام کی طرف روانہ ہوئے تو دورانِ سفر ہمارا گزر اس بستی میں ہوا جس کے باشندے انصاری تھے۔ جب اُن کی نظر اُمیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پذیرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ اُمیہ نے مجھ سے کہا اے ابوسفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو کیوں کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علومِ نصرانیت کا عالم اور بڑا فاضل ہے۔

میں نے کہا، میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ تو اُمیہ چلا گیا۔ پھر واپس آ کر اُس نے کہا۔ جو بات میں تم سے کہوں گا، کیا تم اُسے پوشیدہ رکھو گے؟ میں نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا۔ مجھ سے ایک شخص نے جو علم توریت کا سب سے بڑا محقق ہے ایک اہم بات کہی ہے، وہ یہ کہ بلاشبہ ایک نبی مبعوث ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ میں ہی ہوں۔ مگر اس نے بتایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہلِ مکہ میں سے ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آئیں گے۔ اَب ایک زلزلہ باقی ہے جس سے شام میں عناد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔

Marfat.com

پھر جب ہم واپس ہو کر ثنیہ پہنچے تو اچانک ایک سوار آتا ہوا ملا ہم نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے جواب دیا شام سے۔ ہم نے پوچھا وہاں سے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے کعب رحمتہ اللہ علیہ اور وہب بن منبہ سے روایت کی کہ بخت نصر نے بہت بُرا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اُٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اُس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثراتِ خواب کو بیان کیا، اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں رہا۔ انھوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو، تعبیر کہاں سے ہوگی۔ پھر اس نے حضرت دانیال علیہ السلام کو بلایا اور سارے حالات بیان کئے۔ انہوں نے فرمایا:

''اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے، جس کے پاؤں زمین میں ہیں، اور سر آسمان میں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اُس کا نچلا دھڑ تانبے کا اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں کھنکھناتی مٹی کے ہیں، اُس دوران کہ تم اُس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاری گری پر حیرت کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے وسط پر گرا اور وہ از سر تا پا ریزہ ریزہ ہو گیا۔ حتّٰی کہ اس کا سونا، چاندی، تانبہ، لوہا اور مٹی اس طرح مرکب ہو گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جنّ و انس مل کر بھی اس کے مخلوط اور مرکب اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ انکو الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے۔ کہ اگر ہوا چلے گی تو اسے اُڑا لے جائے گی۔ اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھیلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔'' بخت نصر نے کہا:

''آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے یہی خواب دیکھا ہے۔ تو اب اس کی تعبیر کیا ہے؟''

پیغمبر دانیال نے جواب دیا: ''بُت تو وہ مختلف اُمتیں ہیں جو ابتدا، وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بُت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ کا دین ہے۔ جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام اُمتوں کو ختم کیا جائے گا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ بھاری پتھر نے بُت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا ہے۔ اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے''۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن داب سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہم صحنِ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمر بن طفیل بھی بیٹھا تھا اتنے میں امیہ بن ابی الصلت

گزرا، اس نے کہا خبردار ہو جاؤ، جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے، وہ یا تو تم میں سے ہوگا یا فلسطین والوں میں سے۔حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سُنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے۔اس کے بعد میں ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ (جو کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے چچا زاد بھائی تھے اور بت پرستی سے سخت متنفّر تھے) کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا، ہاں اے بھتیجے۔اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی منتظر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا۔میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔میں نے کہا اے چچا وہ نبی کیا تعلیم کرے گا؟ ورقہ جو کہ کتب سماوی کے زبردست عالم تھے نے کہا ان کی تعلیم وہی ہوگی، جس کی ہدایت ان کو ہوگی نہ وہ خود ظلم کرے گا نہ ظالموں کو برداشت کرے گا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تو میں ان پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

طیالسی اور ابونعیم نے سعید بن زید بن عمر بن نفیل سے روایت کی کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو اور تلاش میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟

زید نے کہا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔''

اس نے کہا: ''کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟''

زید نے جواب دیا: ''سچے دین کی۔''

راہب نے کہا: ''لوٹ جاؤ کیوں کہ وقت آ گیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو، جس کے لئے تم اپنی سرزمین سے دُور سرگرم جستجو ہو۔''

امام بغوی نے اپنی ''معجم'' میں اور ابونعیم نے بروایت اُسامہ بن زید، زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن عمر بن نفیل سے ملاقات کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کہا۔اے چچا ''میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟'' انہوں نے کہا۔ان کی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو مجھ میں ان کی طرف سے ہے۔دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی پر دیکھا تو دینِ حق کی جستجو میں گھر سے نکلا اور جزیرہ میں ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے سفر اور آمد کا مقصد بیان کیا۔اس نے پوچھا ''تم کن لوگوں سے ہو؟'' میں نے کہا اہل بیت اللہ سے۔اس نے کہا بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ نبی یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے کیوں کہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔لہٰذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔میں یہ سن کر لوٹ آیا اور راہب کے قول کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔

ابن سعد اور ابونعیم نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی کہ عامر نے کہا۔مجھے زید بن عمرو بن نفیل مکہ مکرمہ سے

Marfat.com

غارِ حرا کی جانب سے جاتے ہوئے ملے۔ اُس زمانے میں اُن کے اوران کی قوم کے درمیان اس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرزِ فکر اختیار کرلیا تھا اُن کی اصنام پرستی سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں زید نے عامر سے کہا: ''اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملتِ ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے، میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسلِ عبدالمطلب سے ہوں گے، جن کا نام ''احمد'' صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کا زمانہ نہ پاسکوں گا۔ مگر میں اُن پر ایمان لاتا ہوں اور اُن کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور اُن کے عہدِ سعادت کو پاؤ تو میری جانب سے ان پر سلام عرض کرنا اے دوست عامر! میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں تاکہ وہ ذاتِ گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

''وہ ہادیٔ برحق میانہ قد ہوں گے، جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم، آنکھوں کا رنگ شربتی ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی، نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ''احمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ یہ شہر اُن کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں اُن کو قوم جلاوطن کر دے گی اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے پھر باطل، حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔''

اے میرے رازدار عامر! متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر فریب طرزِ عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ''دینِ ابراہیمی'' کی تلاش میں ملکوں اور شہروں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی، نصرانی اور زرتشتی نے یہی بتایا کہ ''یہ دین تو تیرے پیچھے آرہا ہے۔'' اور انھوں نے تقریباً بالاتفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے۔ اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔

زرتشتی، مذہب زرتشت کا پیرو، زرتشت پارسی مذہب کے بانی کا نام ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے (660ق م۔583ق م) تقریباً چھ سو برس پہلے میڈیا یعنی وسطی ایران میں پیدا ہوئے اور نظریہ خیر و شر یعنی یزدان واہرمن کی دوئی پیش کی اس وجہ سے اس مذہب کے اس نظریہ کو نظریہ شنویت بھی کہتے ہیں۔ پہلوی زبان اسی عہد کی زبان ہے۔

عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب میں نے زید بن عمر کے اس پورے واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زید کے لئے رحمت کی دعا فرمائی اور فرمایا ''میں اُن کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں''

ابن سعد نے بہ روایت شعبی، عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے روایت کی کہ، زید بن عمرو بن نفیل نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے اس سے بُت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا:

''اے مکہ کے بیٹے! تم دین ابراہیمی کا نظام چاہتے ہو، وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا، تم مکہ ہی کو لوٹ جاؤ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ''دینِ حنیف'' کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و نافذ کرے گا اور وہ بارہ گاہِ خالق میں اکرم الخلائق ہے۔''

ابونعیم نے بہ روایت ابی امامہ باہلی، عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عامر بن خالد بن غاضرہ بن عتاب بن امراؤ القیس۔ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری کے ماں جائے بھائی تھے۔ فوتیدگی عہد خلافت عثمانی میں بتائی جاتی ہے آپ سے 48 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی، انہوں نے کہا۔ میں زمانہ جاہلیت ہی میں اپنی قوم کے اصنام سے بیزار ہو گیا تھا میرا خیال تھا یہ ''پرستشِ اصنام'' کا طریقہ و مسلک قطعی باطل ہے۔ اسی زمانے میں مجھے ایک اہلِ کتاب ملا اُس سے میں نے افضل دین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک شخص پیدا ہو گا جو اصنام پرستی اور شرک کو مٹائے گا اور وحدہٗ لاشریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور افضل دین کو لائے گا تو جب تم اس کا ذکر سنو، تو اس کی دعوتِ دین پر لبیک کہنا۔

اِس کے بعد میرا یہ ایک وظیفہ ہو گیا کہ مجھے جو شخص بھی مکہ سے آیا ہوا ملتا، میں اُس سے مکہ کے مخصوص حالات کے بارے میں دریافت کرتا جب کوئی خاص خبر دریافت نہ ہوتی، پھر میں اپنے گھر کو لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی میں راستے پر بیٹھا ہی رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا:

''تم کہاں سے آ رہے ہو؟''

اُس نے کہا ''مکہ سے''۔ میں نے پوچھا''

''کیا، کوئی خاص خبر ہے؟''

اُس نے جواب دیا: ''ہاں، ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباؤ اجداد کے مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک معبود کی بندگی کی طرف بُلاتا ہے۔'' تو میں نے سوچا شاید یہ شخص وہی ہے جس کا میں انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور سرکارِ دوعالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موجود پایا۔ میں نے عرض کیا ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں نبی ہوں''، میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟'' فرمایا ''رسول کو''، میں نے عرض کیا کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے؟ فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے۔'' میں نے سوال کیا ''آپ کے بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا'' ''کہا گیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو، جان و مال کی حفاظت کرو، راستوں کو مامون کرو، بُت شکنی کر کے صرف خدائے واحد کی بندگی اختیار کرو۔''

میں نے شگفتہ دلی کے ساتھ عرض کیا: ''بہت خوب! کیا ہی اچھی باتوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا میں اطمینان قلب کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان

Marfat.com

لایا، اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی۔" پھر میں نے عرض کیا، میں آپ علیہ السلام کے ساتھ رہوں یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو رائے ہو؟ فرمایا "تم دیکھ رہے ہو کہ جو دعوتِ دین میں دے رہا ہوں لوگ اُسے کس قدر تلخ اور ناگوار سمجھ رہے ہیں لہٰذا تم اپنے گھر ہی رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ میں فلاں مقام پر ہجرت کر کے پہنچ چکا ہوں، تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا۔ اب واپس چلے جاؤ"

چنانچہ جب میں نے سُنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں تو میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ (اس حدیث کو ان ہی الفاظ میں ابن سعد نے بہ روایت شہر بن حوشب، عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

ابو نعیم نے اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی اسرائیل کو جب اُن پر بخت نصر کے غلبہ سے بے شمار مصائب پہنچے ان کی وجہ سے وہ ذلیل وخوار ہو کر منتشر ہو گئے۔ وہ اپنی کتاب میں ختم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ پاتے تھے مثلاً یہ کہ وہ عرب کی بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں ظاہر ہوں گے، جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ پھر جب وہ ملک شام پہنچے تو منتشر ہو کر حصے بخرے ہو گئے۔ ہر حصے کے لوگوں میں گھل مل گئے شامی اور یمنی مخلوط ہو گئے میں جہاں کھجوروں کے درخت دیکھتا اور دوسرے مذکورہ اوصاف پاتا ٹھہر جاتا کہ شاید حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طلبِ سعادت کا موقع مل جائے، یہاں تک کہ اولادِ ہارون علیہ السلام جو تورات کی حامل تھی، یثرب میں آ کر ٹھہرا ان کے بزرگ اور پیر مرد اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتقاد و ایمان رکھتے تھے کہ آپ علیہ السلام بعثت فرمائیں گے اور اپنی آئندہ اور نو خیز نسل کو نصیحت کرتے کہ جب وہ تشریف فرما ہوں تو اطاعتِ امر و تعاون کریں۔ انجامِ کار جس نے ان کی نسل میں سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا، انھوں نے انکار کا رویہ ہی اختیار کیا باوجودیکہ وہ خوب واقف تھے۔

ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج۔ المتوفی تقریباً 41ھ۔ مختلف روایات ہیں کہ تقریباً 120 سال میں انتقال فرمایا) سے روایت کی، انھوں نے کہا۔ واللہ میں اپنے گھر میں سات سال کا بچہ تھا اور میری حالت یہ تھی کہ جو کچھ سُنتا یا دیکھتا اُسے یاد رکھتا۔ ایک روز میں والد کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جس کو ثابت بن ضحاک کہتے تھے۔ اُس نے بتایا کہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کا خیال ہے کہ وہ نبی پیدا ہو گیا ہے جو ہماری کتاب کی مانند کتاب لائے گا اور عاد کی مانند تم کو قتل کرے گا۔ نیز حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں صبح کے وقت اپنی چھت پر تھا تو میں نے ایک ایسی آواز سنی، ایک ایسی آواز جو اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی، دفعتاً ایک یہودی مدینہ کے قلعہ پر نظر آیا اس کے ہاتھ میں مشعل تھی، لوگ جمع ہونے لگے اور کہنے لگے، تیری خرابی ہو تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کہتے ہیں اس کے بولنے کی آواز سُن رہا تھا۔اس نے کہا یہ ستارہ ''احمد'' کا ہے جو طلوع ہوا ہے اور ہمیشہ اس ستارہ کا طلوع اور نبوت کا ظہور ایک ساتھ ہوتا ہے۔اور اب انبیا علیہم السلام میں سوائے ''احمد'' کے کسی کا ظہور و شہود باقی نہیں ہے۔

حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس پر لوگوں نے اس کا مضحکہ اُڑایا اور اس کی بات پر حیران ہوئے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی، جس میں سے نصف جاہلیت میں اور باقی عمر اسلام میں گزری۔

واقدی اور ابونعیم نے حویصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، ہم یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ مکرمہ سے مبعوث ہوگا اور یہ نبی آخر ہے، یہ خبر ہماری کتابوں میں ہے نیز یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔علاوہ ازیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد و پیمان بھی لیا جاتا تھا۔حویصہ نے کہا میں اس زمانے میں کم سن تھا جو دیکھتا یا درکھتا اور جو سُنتا اسے نہ بھولتا۔اسی زمانے میں، میں نے ایک مرتبہ قبیلۂ بنی اشہل کی جانب سے شور وغل کی آوازیں سُنیں، جس کی وجہ سے لوگوں کو اندیشہ اور خوف ہوا اور خیال کیا کہ کوئی بات ضرور ہے پھر آوازیں کچھ آہستہ ہوئیں پھر بلند ہوئیں، اب ہم گوش بر آواز ہو گئے تو ہم نے سُنا، بنی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے:

''اے ساکنانِ یثرب! یہ ستارہ تو ''احمد'' کا ہے اور اس کے طلوع پر اُن کو بھی پیدا ہونا چاہئے۔'' حویصہ نے کہا۔اس اعلان یا پکار کو ہم نے کچھ تعجب سے سنا۔پھر بہت زمانہ گزر گیا اور اس واقعہ کو ہم بھول گئے۔ اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش و اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہو گیا۔اب پھر حسب سابق شور وغل ہوا کوئی کہہ رہا تھا ''اے یثرب کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہوگئی اور اُس کے پاس وہ ''ناموس اکبر'' آتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے۔'' (ناموس اکبر یعنی احکام الہیٰ لانے والا جبریل علیہ السلام)

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سُنا۔مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے، نوعمر لوگ ایمان لائے۔مگر میرے لئے حکم الٰہی نہ ہوا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف سے نقل کیا کہ، کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا ''اے برادرانِ قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔رات تاریک اور دن روشن ہے، زمین بچھونا اور آسمان ہماری چھت ہے، پہاڑ میخ اور ستارے راہ نما اور پچھلے اگلوں کی مانند، ویسے ہی مرد و عورت ہیں۔اور روح پرانی ہونے والی ہے لہٰذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قرابت کی حفاظت کرو، اپنے اموال کو بڑھاؤ۔تم نے کسی مرنے والی کی بازگشت دیکھی یا دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ اُٹھا؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت میں اس اندازہ و گمان کے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو اپنے حرم کو زینت دو اور اُس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھامو کیوں کہ عنقریب اس کے لئے ایک عظیم خبر ہونے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت

Marfat.com

والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔

نهار و ليل كل ادب بحارث سواء علينا ليلها و نهارها

"روزانہ دن ورات نو بہ نو رونما ہوتے ہیں ہم پر دن ورات سب یکساں ہیں"

علے غلفة ياتي النّبي محمّد بخبر اخبار اصدوق خبيرها

"اچانک نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف لانے والے ہیں، وہ ایسی خبریں دیں گے کہ جن کا خبر رکھنے والا بہت سچا ہے"

خدا کی قسم اگر میں شنوائی اور بینائی اور دست و پار کھنے والا ہوتا تو اُن کے عہد نبوت میں ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے، اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے۔ پھر کہا:

يا ليتني شاهدًا نضواء دَعوَته حين العشِيرَة تبغِي الحقّ خذ لانا

"کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا جب کہ قبائل حق کو چھوڑنے کی خواہش کریں گے"۔ حالانکہ کعب بن لوی کی وفات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن اسحاق زہری نے نقل کیا، انہوں نے سعید بن میسّب سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ قیس بن ساعدہ اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا، عنقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رُو، سیاہ چشم، لوی بن غالب کی نسل سے ہوگا وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص، ابدی زندگی اور کبھی کم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا۔ تم اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

خرائطی نے کتاب الہواتف میں اور ابن عساکر نے جامع بن حبران سے نقل کیا کہ جب اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی۔ اُس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے۔

شهدت اسر آيا يوم ال محرق وادرک عمری صيحة اللّٰه فی الحجر

آلِ محرق کی جنگ کے دن میں ان قیدیوں میں موجود تھا اور میری عمر کو عذابِ الٰہی نے مقامِ حجر میں پالیا تھا۔

نلم ارذاملک من الناس واحداً ولا سوقة الا الی الموت والقبر

تو اُس دن نہ کسی دولت مند اور سرمایہ دار شخص کو اور نہ کسی بے مایہ اور محتاج کو دیکھا گیا مگر یہ کہ وہ موت اور قبر کی طرف جا رہا تھا۔

الم يأت قومي ان للّٰه دعوة يفوز بها اهل السّعادة والقبر

کیا میری قوم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے اس دعوت کے ذریعہ سعادت مند اور نیکوکار کامیاب ہوں گے۔

اذ بعثَ المَبعُوث من ال غالب بمكّه فيما بين زمزم والحجر

Marfat.com

جس وقت وہ منتخب کائنات مبعوث ہونے والا آلِ غالب (کعب بن لوی بن غالب) سے حرم مکہ میں زمزم اور حجر اسود کے درمیان ظہور کریگا۔

(آلِ غالب سے کنایہ قریش کی طرف ہے کہ غالب قریش کے فرزند تھے، جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گیارھویں مورث ہیں یعنی عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ قریش کو آل عدنان بھی کہا جاتا ہے۔ عدنان ان کے مورث اعلیٰ تھے۔)

هنالک نا بغو انصره ببلاركم بنی عامر ان السّعادة فی النصر

اُس وقت اپنے علاقوں سے اُٹھ کر اُس کے ساتھ موثر تعاون کرنا لازمی ہے۔ اے بنو عامر بلا شبہ تمہاری سعادت نصرت کرنے میں ہی ہے۔

ابن سعد نے حرام بن عثمان انصاری سے نقل کیا کہ اسعد بن زراق اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ بغرض تجارت شام پہنچا تو اس نے خواب میں دیکھا کسی آنے والے نے کہا۔ ''اے ابوامامہ مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظہُور فرمائے گا تم اس کی پیروی کرنا۔ اور اس سلسلہ کی ایک علامت یہ ہے کہ تم ایک ایسی منزل پر اُترو گے کہ تمہارے ساتھیوں کو مصیبت پہنچے گی مگر تم محفوظ رہو گے اور فلاں کی آنکھ میں برچھے کی بھال لگ جائے گی۔''

پھر وہ ایک منزل پر اُترے تو اُن سب افراد کو رات میں وبائی طاعون نے گھیر لیا صرف ابوامامہ اس سے محفوظ رہے اور ان کے ایک ساتھی کی آنکھ میں بھالا بھی لگ گیا۔

ابن ابی الدنیا، بیہقی، اور ابونعیم نے شعبی سے روایت کی کہ، مجھ سے جہینہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم میں سے ایک شخص جس کا نام عمیر بن حبیب تھا، بیمار ہو گیا۔ اُس پر بے ہوشی کا غلبہ ہوا اور ہم نے مردہ سمجھ کر اس پر چادر ڈال دی اور اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا۔ ہم اُس کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ''میں جس حالت سے واپس ہوا ہوں، اس کو تم دیکھ رہے تھے کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ اسی حالت میں مجھ سے کہا گیا کہ تجھ پر تیری ماں روئے گیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اس قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کے لئے بدل دیا اور قصل نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا ہے۔ تو کیا اب تو اس نبی مُبشّر پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے ساتھ شکر و احسان اور ابنائے نوع کے ساتھ صلۂ رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اور ضلالت اور مشرکانہ جہالت کے طور طریقے کو چھوڑ دے گا؟ میں نے پُر اخلاص انداز میں عرض کیا۔ ہاں ضرور ایمان لاؤں گا۔ لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اس عجیب واقعہ کے بعد قصل نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے ایک جماعت کو روانہ کیا جس کی تحقیقات یہ تھی کہ واقعی وہ مر چکا اور اُسی گڑھے میں اُس کو دبا دیا گیا ہے۔ عمیر اس واقعہ کے بعد عرصۂ دراز تک زندہ رہا، یہاں تک کہ عہدِ رسالت آیا اور وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں سطیح و دیگر کاہنوں کی پیشین گوئیاں

ابونعیم اور ابن عساکر نے بہ روایت اسمٰعیل بن عیاش از یحییٰ بن ابی عمر شیبانی از عبداللہ بن دیلمی از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی کہ ایک شخص حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور اس نے کہا۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ سطیح کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی مثل نہیں پیدا کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا، ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو تختہ پر گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا۔ اُس کی نقل وحمل تختہ ہی پر ہوئی، اُس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھہ۔ نہ اس کی کھوپڑی تھی اور نہ گردن، ہتھیلیاں بھی غائب تھیں، اُس کے اس جسم۔ یعنی گوشت کے ٹکڑے کو مثل گٹھڑی کے لپیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس وحرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے کہنے پر اس کو تختہ پر رکھ کر مکہ لایا گیا تو اُس کے پاس چار قرشی آئے۔ آلِ قصی میں سے عبدشمس، عبدمناف، احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے اپنا نام اور نسبی تعارف کرایا۔ لوگوں نے کہا کہ جمح والے ہیں، جو تمہاری زیارت کے لئے آئے ہیں۔ عقیل نے ایک ہندی تلوار اور روبینیہ برچھا بہ طور تحفہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا۔ تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ سطیح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا ہے یا نہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد سطیح نے کہا ''اے عقیل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لاؤ۔'' اُس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس کے بعد سطیح نے کہا:

''قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی، قسم ہے پورا ہونے والے عہد کی، اور قسم ہے بیت الحرام کی! تم نے جو تحفہ پیش کیا ہے اس میں شمشیرِ ہندی اور دوسرا روبینی نیزہ ہے۔''

اُن قرشیوں نے کہا: ''اے بزرگ سطیح! آپ نے درست فرمایا۔'' اس کے بعد سطیح نے کہا: ''قسم ہے فرح کے ساتھ لات کی، قسم ہے قوس قزح کی قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی، قسم ہے تازہ کھجور کے درخت کی، قسم ہے خشک وتر خُرموں کی، بلاشبہ کوّا جس طرف اُڑا مبارک ہے، اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ جمح سے تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔''

ان چاروں نے کہا: ''اے سطیح! آپ ٹھیک کہتے ہیں ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ اب جب کہ ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہوگیا ہے تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے میں اور ہمارے بعد کیا کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اگر اس بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے۔ سطیح نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اچھا اب میری باتوں کو سنو! جو اللہ نے الہام کے ذریعہ مجھے بتائی ہیں:

Marfat.com

''اے گروہِ عرب تم بڑھاپے کے عالم میں ہو، تمہاری بصیرتیں اور عجم بصیرتیں برابر ہیں، تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھ اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواعِ علم کے متلاشی ہوں گے اور بُت شکنی کرتے ہوئے روم تک پہنچیں گے، عجمی مفسدوں کو قتل کر کے غنائم حاصل کریں گے۔''

اس تقریر کو سُن کر ان چاروں نے کہا: ''اے بزرگ محترم سطیح! وہ کون لوگ ہوں گے؟ اُس نے جواب دیا: ''رُکنوں والے گھر! امن وغلبہ کی قسم! وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری ہی اولاد میں سے ہوں گے جو بُتوں کو توڑیں گے اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ کی فرمانبرداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے اور امین وصادق کے دین پر چلیں گے، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے عامیوں پر سبقت لے جائیں گے۔''

انھوں نے پوچھا: ''اے سطیح! وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟'' اُس نے جواب دیا: ''قسم ہے اشرف الاشراف کی، قسم ہے اسراف کے نگہبانی کرنے والے کی، قسم بلا وعاد کو ہلا دینے والے کی اور قسم ہے کمزوروں کو وقت دینے والے کی۔ وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف سے بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے۔''

چاروں قرشیوں نے کہا: ''اے غیبی خبر دینے والے سطیح! ہمیں یہ بتا دیجئے کہ وہ کس شہر سے ظہور کریں گے؟'' اس نے کہا: ''قسم ہے ذاتِ ازل وابد کی اور قسم ہے مددگارِ اعلیٰ کی شہر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا جو سیدھی راہ دکھائے گا اور یغوث واصنام سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان کی پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو محمود کر کے وفات دے گا وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر وموجود ہوگا۔ اُس کے بعد صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُن کا خلیفہ ہوگا، اُس کے فیصلے صحیح اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اعتدال ہوگا۔ اس خلیفۂ اول کے بعد دوسرا صاحبِ عدل واستقامت خلیفہ ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا مدبر تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا، وہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ ان کے بعد وہ شخص خلیفہ اور نائب ہوگا جو اپنے سابقین کی طرح مستعد، زرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا، بایں ہمہ غدار منصوبے بنائیں گے اور یہ اشرار تعمیری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ در گروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے۔ پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اکابرین ومعززین امت اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوگا جو اپنی ذاتی رائے کو، فریب دینے والے کی رائے سے متفق کر دے گا۔ پھر قلم رو میں لشکرِ عظیم مدِ مقابل ہوں گے۔ پھر اس کے بعد اُس کا بیٹا جانشین ہوگا وہ جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اُس کو پسند کریں وہ عوام کے خزانے میں تصرف کرے گا اور آیندہ جانشین کے لئے بھی خزانہ بھرے گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی۔ بعد ازاں اُن کا والی ایک مفلوک الحال شخص ہوگا وہ اُن کو فرش کی طرح پامال کرے گا۔ پھر ایک مضبوط گرفت والا ابوجعفر ہوگا جو حق کو دُور اور مُضر کو قریب کرے گا اور بہت بُری طرح زمین کو فتح کرے گا۔ اُس کے بعد ایک پستہ قد شخص والی ہوگا، اس کی پشت پر نشان ہوگا، وہ سلامتی کی موت

مرے گا۔ پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا اور وہ ملک کو خالی اور بے کار چھوڑ دے گا۔ پھر اس کا بھائی والی ہوگا جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا وہ منبر و اموال کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اس کے بعد والی وہ شخص ہوگا جو غصہ کو ضبط نہ کر سکے گا وہ دُنیا پسند اور مال دار ہوگا، اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ نیز اُس کے اقارب اُسے جنگ پر اُبھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے معزول کر دیں گے اور پھر وہ قتل کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد ساتواں شخص برسرِ اقتدار آئے گا۔ وہ ملک کو قحط زدہ ویران اور پسماندہ بنا دے گا اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریص کی طرح لُوٹ کھسوٹ کرے گا۔ اُس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ و حریص لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور ننگے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلۂ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے۔ اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نبرد آزما ہوں گے اس دن اہل یمن کے دو طبقے ہوں گے ایک غالب اور دوسرے مغلوب۔ صحرانشینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کُھلے پاؤ گے اور قیدیوں کو پابہ زنجیر دیکھو گے۔ یہ واقعات وادیِ فرات اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے اُس زمانے میں منبر ویران ہوں گے اور بیوہ خواتین لُوٹی جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گریں گے اور زمزمے اور ساز کا دور دورہ ہوگا۔ وائل نامی شخص خلافت کو طلب کرے گا۔ اس وقت قومِ نزار مشتعل ہو جائے گی وہ غلاموں اور شرپسندوں کو مقرب بنائے گی اور نیک لوگ وعباد سے دُور رہے گی۔ لوگ بھُوکے مریں گے، غلہ اور عام ضرورت کی چیزیں گراں ہو جائیں گی اور ایک موقع پر ماہِ صفر میں ان جابروں کو قتل کیا جائے گا جنہوں نے خندقیں، نہریں، سرسبزی و شادابی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا، حاکمِ وقت ان جابروں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اِس حالت مغلوبیت کو پہنچیں گے تو وہ خوف کے باعث سو سکیں گے اور نہ فرار کر سکیں گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضا و قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیراندازوں کی جماعت آئے گی اور وہ صالحین کو اکٹھا کرے گی تاکہ آہن پوشوں کو قتل کریں، اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں، اس مرحلہ پر بادشاہ کو آبی راہِ سفر پر پالیں گے۔ پھر دین اور اس کے اُمور میں خلل واقع ہو جائے گا اور زبور پوشیدہ کر دیئے جائیں گے، معبدوں کو توڑ دیا جائے گا۔ اور کوئی محفوظ و مامون نہ ہوگا مگر وہ جو کہ دور دراز کے جزیروں میں چلے جائیں گے۔

اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اُٹھے گا اور دیہاتی گنوار غلبہ کریں گے، ان میں کوئی بھی بدکاری، جنگ جوئی اور ہٹ دھرمی سے پاک و مبرا نہ ہوگا۔ یہ زمانہ بہت ہی خراب ہوگا، کاش قوم میں اُس دن کچھ حیا ہوتی اور تمناؤں کی خواہش نہ کرتی۔

ان چاروں قریشی حضرات نے دریافت کیا: ''اے سطیح! اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟''

اُس نے کہا ''اس کے بعد یمن سے ایک شخص اُٹھے گا وہ خوبصورت اور برف کے مانند سفید ہوگا وہ صنعاء اور عدن کے درمیان میں ایک علاقے سے ظاہر ہوگا۔ اس کا نام حسین یا حسن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سر پر فتنوں کو لے

Marfat.com

جائے گا۔"

ابن عساکر نے بروایت ابن اسحاق چند راویوں سے نقل کیا ہے کہ" ربیعہ بن نصر لخمی نے ایک خوفناک خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہو گیا تو اُس نے اپنی مملکت کے تعبیر بتانے والوں کے پاس لوگوں کو بھیجا اور کسی کاہن، جادوگر، شگون لینے والے اور منجم کو نہ چھوڑا سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے میں خائف اور دہشت زدہ ہو گیا ہوں لہٰذا مجھے اُس کی تعبیر دو"۔ تعبیر بتانے والوں نے کہا: "خواب کو بیان فرمایئے تا کہ ہم تعبیر دیں۔"

اُس نے جواب دیا: "کہ میں خواب بیان کروں اور پھر تم اس کی تعبیر دو، یہ طریقہ کار میرے لئے اطمینان کا باعث نہیں۔ کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا جو اُس خواب کو میرے بیان کئے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں۔"

ربیعہ کا نقطۂ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا "اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو سطیح یا شق کے پاس کسی کو بھیجنا چاہیۓ۔ ان دونوں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔"

طلبی پر شق سے پہلے سطیح آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: "اے سطیح میں خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ہوں، تم اس کی تعبیر دو۔"

سطیح نے جواب میں کہنا شروع کیا: "اے بادشاہ! آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا، وہ تہامہ کا علاقہ ہے اور اُس شعلہ نے ہر کھوپڑی والے کو کھا لیا ہے۔"

بادشاہ نے کہا "اے سطیح! تم نے خواب کے بیان میں کوئی کوئی بھی غلطی نہیں کی۔ ہاں اب تم اس کی تعبیر بیان کرو۔"

سطیح نے کہا! "میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چرند اور پرند کی، تمہاری مملکت میں حبشی اُتریں گے اور ابین سے لے کر جرش تک کے علاقہ پر وہ قبضہ کر لیں گے۔"

یہ سُن کر بادشاہ نے کہا: "یہ بات ہمارے لئے موجب فکر والم اور خوف و ہراس کا باعث ہے، بتاؤ یہ بات تمھارے زمانہ میں ہو گی یا بعد میں؟"

سطیح نے کہا "نہیں بعد کو، ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہو گی۔"

بادشاہ نے پوچھا "یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا؟" سطیح نے کہا کچھ اوپر ستر برس کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا، پھر ان میں سے اکثر قتل کئے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ سکیں گے۔"

بادشاہ نے پوچھا "ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر دینے والا شخص کون ہو گا؟" سطیح نے جواب دیا کہ "ارم ذی یزن ان کا حاکم عدن سے یورش کرے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔"

بادشاہ نے پوچھا: "حاکمِ عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟" سطیح نے جوب دیا کہ: کچھ اوپر ستر برس کے بعد اُس کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔ بادشاہ نے دریافت کیا "اس کی حکومت کو پھر کون ختم کرے گا؟"

سطیح نے کہا "ایک نبی برحق، جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔"

Marfat.com

بادشاہ نے سوال کیا: ''وہ نبی مکرم کس قبیلہ سے ہوگا؟'' سطیح نے کہا: ''غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے۔ اس کی امت میں حکومت آخر زمانے تک باقی رہے گی۔'' بادشاہ نے پوچھا ''کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے؟'' سطیح نے کہا ''ہاں وہ جس روز تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ اس روز نیکوکار سعادت مند ہیں اور بدکار لوگ بدبخت ہیں۔'' بادشاہ نے کہا ''اے واقفِ حالات سطیح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے۔''

سطیح نے کہا ''ہاں میں قسم کھاتا ہوں شفق عنق اور فلک کی کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حق ہے۔''

جب سطیح اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شق کو بادشاہ ربیعہ نے اپنے پاس بُلایا اور کہا: ''میں ایک خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ہوں۔'' اور جو سوال و جواب سطیح سے ہو چکے تھے اُن کو بادشاہ نے مخفی رکھا تا کہ وہ معلوم کر سکے کہ دونوں کاہنوں کے بیان اور تعبیر میں کیا اور کس قدر اتفاق یا اختلاف ہے۔

شق نے کہا: ''ہاں آپ نے تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے دیکھا پھر وہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا پھر اس نے ہر جان دار کو کھا لیا ہے۔'' بادشاہ نے پوچھا ''اس کی تعبیر تم کیا کرتے ہو؟''

اُس نے کہا: ''میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیانی انسانوں کی، آپ کی سرزمین میں سوڈانی یلغار کریں گے اور وہ نازک انگلیوں والوں پر غالب ہو جائیں گے اور ابین اور نجران تک قبضہ کر لیں گے۔''

بادشاہ نے کہا: ''یہ بات ہمارے لئے موجبِ اشتعال بھی ہے اور باعثِ رنج و تفکر بھی، بتا سکتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے عہد میں ہوگا یا میرے بعد؟'' شق نے جواب دیتے ہوئے کہا ''کچھ زمانے کے بعد یہ حالات و حادثات رُونما ہوں گے، اس کے بعد تم لوگوں کو ان سوڈانیوں سے ایک عظیم اور صاحبِ شان چھڑائے گا اور وہ ان کو ایک دردناک مزہ چکھائے گا۔'' بادشاہ نے پوچھا ''وہ عظیم ترین شخص کون ہے؟''

شق نے کہا: ''وہ لڑکا نہ زیادہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز۔ ذی یزن کے گھر میں پیدا ہوگا۔''

بادشاہ نے دریافت کیا ''اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟'' کاہن نے جواب دیا ''ایک رسول مرسل اس کے اقتدار و سلطنت کو ختم کرے گا۔ وہ رسول حق اور دین و عدل کو لائے گا وہ ایک خاص نظامِ زندگی کا داعی اور صاحب فضل ہوگا۔ یہ حکومت اُس کے صاحبوں اور متبعین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔''

بادشاہ نے سوال کیا ''وہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟'' شق کاہن نے جواب دیا ''یہ وہ دن ہوگا جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا، آسمان سے بلانے والے کی ندا سُنی جائے گی جسے ہر زندہ اور مُردہ سنے گا۔ اُس دن تمام لوگ موقف میں جمع ہوں گے۔ جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔''

ابن عساکر کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ سطیح کاہن سیل عرم کے زمانے میں پیدا ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالِ ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے علاوہ دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

Marfat.com

ابوموسیٰ مدینی ''الذیل'' میں بہ روایت ابن کلبی از عوانہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا۔ کیا تم میں سے کوئی شخص زمانۂ جاہلیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا جو اس کے سامنے واقع ہوئی ہو۔ طفیل بن حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر 160 برس تھی کہا۔ ہاں امیر المومنین! ایک شخص مامون بن معاویہ تھا وہ نبی علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کی خبر ملی۔ حتّٰی کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور اسلام لایا۔

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرمایا اور جب انسانی مخلوق کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھ کو بہترین قبیلہ میں رکھا اور جب جانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے درمیان بہت بہتر جان بنایا اور جب خاندانوں کو بنایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا۔ میں جان اور خاندان اور ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔''

بنی ہاشم کی فضیلت

بیہقی وطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدم علیہ السلام کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہلِ عرب میں مضر کو اور مضر میں قریش کو، اور قریش میں بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا۔ تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں''۔

بیہقی وطبرانی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا، تو مجھے ان دونوں میں بہترین قسم میں رکھا۔ پھر ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا، تو مجھے اُن میں تیسری بہترین قسم میں رکھا، پھر جب ان تین قسموں میں قبائل بنائے تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر جب قبائل کو گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۃ الاحزاب آیت 33

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾

ترجمہ:۔ ''اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر کے خوب اچھی طرح پاک و بہتر بنائے۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔''

بیہقی وابن عساکر، بروایت مالک زُہری سے اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب لوگوں کے دو حصے ہوئے تو مجھے میرے رب نے اُن میں سے بہترین قسم میں رکھا حتّٰی کہ میں اپنے والدین کریمین سے متولد ہوا۔ اسی لئے مجھے عہد جاہلیت سے قطعی کوئی بُرائی نہ پہنچی اور مجھے ازدواجی رشتہ سے پیدا کیا گیا۔ اور آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک بُرے طریقہ پر کبھی ذُرّیات کی منتقلی نہ ہوئی۔ اس بنا پر ذات کے اعتبار سے بھی اور آبا وَاجداد کے لحاظ سے بھی تم میں بہتر ہوں''

بیہقی نے محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو چنا۔ پھر عرب میں سے کنانہ کو چنا۔ پھر ان میں سے قریش کو چنا۔ پھر اُن میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا۔ پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا''

بیہقی وطبرانی نے اوسط میں، اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے زمین کے مشرق ومغرب کو چھان ڈالا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل کسی شخص کو میں نے نہیں پایا اور نہ کسی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا''

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جب سے میں صلب آدم علیہ السلام سے باہر آیا ہوں مجھ کو کسی بدکار عورت نے منتقل نہیں کیا اور سلف میں ہمیشہ امتیں مجھ سے منازعت کرتی رہیں، یہاں تک کہ میں نے عرب کے دو بہترین قبیلوں سے جو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ میں ظہور کیا''

ابن مردویہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیتِ کریمہ سورۃ التوبہ آیت 128

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔''

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَنْفَسُكُمْ یعنی ''میں حسب ونسب اور قرابت میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں، اور میرے آبا وَاجداد میں آدم علیہ السلام سے اب تک بدکاری اور زنا نہیں ہوا۔ پورا سلسلہ تولید، نکاح اور رشتۂ زوجین کی بنیاد پر رہا''

ابن ابی عمر عدنی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے، وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے صُلب میں ودیعت

فرمادیا''۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''اللہ تعالیٰ نے مجھے آدم علیہ السلام کے صلب میں زمین پر اُتارا،اس کے بعد صلب نوح علیہ السلام میں رکھا اوراس کے بعد صُلبِ ابراہیم میں اسی طرح اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ اصلاب اور مطہرارحام میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعہ ظاہر فرمایا۔میرے اجدادی سلسلے میں کوئی ایک مردوعورت بھی رشتۂ مناکحت (نکاح) کے بغیر قریب نہیں ہوئے''۔

سرکاردوعام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب مطہروپاک اس طرح ہے،حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔(عدنان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے)

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام

ابن عساکر نے تاریخِ دمشق میں کعب سے نقل کیا کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بغرضِ تجارت شام گئے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔بحیرہ نے پوچھا:

''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟''

انھوں نے جواب دیا''تہامہ کے شہر مکہ کا''

بحیرہ نے سوال کیا:''تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟''

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''قبیلہ قریش سے۔''

بحیرہ نے پھرسوال کیا:''آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:''تجارت۔''

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی یہ تعبیر کی کہ''اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے صاحب،معتمداورمُشیراعلیٰ ہوگےاوروفات کے بعد خلیفہ نبی ہوگے''۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صاحب ہونا ارشادخداوندی سے ثابت ہے۔سورۃ التوبہ آیت 40

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ
لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ترجمہ:۔ ''(انہیں وقت ہجرت باہرتشریف لے جانا ہوا)صرف دوجان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے

Marfat.com

یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتمد۔ مشیر اعلیٰ اور خلیفۃ النبی ہونے پر تاریخ عالم شاہد ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ ''تعبیر وخواب'' کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے آقا! آپ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا آپ یہ جواب سُن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمٹ گئے، پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع وطاعت اور استجابت وشہادت کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ کہا:

''اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُولُ اللّٰهِ''

ترجمہ:۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔''

ابن عساکر نے ابن عبدالرحمٰن سے نقل کیا۔ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہدِ اسلام سے قبل ''دلائلِ نبوت'' کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا ''ہاں۔'' اور مزید کہا کہ ''کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آثار ودلائلِ نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانۂ جاہلیت میں درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ سر کے قریب آ گئی۔ میں حیران تھا کہ عجیب بات ہے کہ اتنے میں درخت مذکور سے آواز سُنی وہ کہہ رہا تھا' ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو اُس کی سُپردگی میں دینا ہے''۔

کتبِ سماویہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا ذکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سورۃ الانبیاء آیت 105

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾

ترجمہ:۔ ''اور بلاشبہ ہم نے ذکر (نصیحت) کے بعد زبور میں لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث اللہ تعالیٰ اپنے نیکوکار بندوں کو کرے گا۔''

اُمتِ محمدیہ کا تذکرہ

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا آیتِ کریمہ کی تشریح میں یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا

Marfat.com

نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں، اپنے ازلی اور قبل آفرینش علم سے خبر دی ہے کہ امت محمدیہ زمین کی وارث ہوگی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انھوں نے جب ''اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ'' پڑھا تو کہا۔ ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سُورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے داؤد! میں جو سُناتا ہوں اُسے سُنو اور سلیمان (علیہ السلام) کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی امت کو اس کا وارث کروں گا۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلۂ ازد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو متبحر عالم اور کتبِ سماوی کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر دس کم چار سو برس کی تھی۔ اس ازدی عالم نے مجھ سے کہا۔ میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا ''ہاں'' پھر اس نے کہا ''میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو۔'' میں نے کہا ''ہاں۔'' اس نے کہا ''میرا خیال ہے کہ تم تیمی ہو؟'' میں نے کہا ''ہاں۔''

اُس نے کہا: ''اب صرف ایک نشانی تمھاری طرف سے باقی رہ گئی ہے، جس سے میں واقف نہیں ہو سکا ہوں'' میں نے پوچھا ''وہ کونسی نشانی ہے؟''

اس نے کہا ''تم اپنے پیٹ سے قمیض اٹھاؤ۔'' میں نے کہا کس لئے؟ اُس نے کہا کہ میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ:

''حرمِ کعبہ میں عنقریب ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کے دعویٰ نبوت میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مددگار ہوں گے اور جوان شدتوں اور دشمنوں کی متحدہ قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور اُن کا زور توڑ کر رکھ دے گا۔ اور دوسرا ادھیڑ عمر شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اُس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور بائیں ران پر ایک نشان ہو گا۔ تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھا دو اور تمہارے ساتھ جو اوصاف میں پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہو جائے اور اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔'' حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اُٹھالیا۔ اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگے:

''رب کعبہ کی قسم! بلاشبہ تم ہی وہ شخص ہو۔''

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے ربیع رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کتب سابقہ میں ہے کہ حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال قطراتِ بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر نے ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ان کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: ''تم کتب سابقہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟'' اس نے جواب دیا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔''

دینوری نے ''المجالسہ'' میں اور ابن عساکر نے بروایت زید بن اسلم نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ بغرض تجارت شام گیا، پھر جب ہم مکہ واپس ہونے لگے تو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا جسے میں بھول گیا تھا لہٰذا میں نے ساتھیوں سے کہا ''میں ایک کام کر آؤں پھر تم سے آ کر مل جاؤں گا'' واللہ میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعتاً ایک بطریق نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھ کو کنیسہ تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک بہت بڑے مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر ٹوکری اور پھاوڑہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دو۔میں بیٹھ گیا اور پیش آمدہ حالت پر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔وہی بطریق کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا۔میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا اور پھر ایک مُکا بنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔میں برقی رو کی طرح اُٹھا اور وہی پھاوڑہ سامنے سے اُٹھا کر اس کے سر پر رسید کیا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجہ نکل کر بکھر گیا۔اسکے بعد بلا توقف میں کنیسہ سے باہر نکل آیا اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلتا رہا حتٰی کہ میں ایک صبح کو گرجا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو جی چاہا اور گرجا کے سایے میں سُستانے لگا۔اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا۔اور کہا اے اللہ کے بندے، اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔اس کے بعد وہ کھانا اور پانی لایا، اور وہ مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا۔پھر بولا:

''اے اجنبی! اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ رُوئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتابِ الٰہی کا جاننے والا نہیں ہے۔اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی ہوگا کہ ہمیں اس گرجا سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائے گا۔''

میں نے اس کے جواب میں کہا: ''اے اُستاذ! میں ایک دوسرے مذہب کا پیرو ہوں۔''

پھر اُس نے پوچھا: ''تیرا نام کیا ہے؟''

میں نے بتایا ''عمر بن الخطاب۔'' اسکے بعد اُس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: ''واللہ

ایسا ہی ہوگا اور تو ہی ہمارا غالب و فاتح ہے، اس میں کوئی مغالطہ اور شُبہ نہیں۔ مہربانی کر تو میرے لئے، اس گرجا کے لئے اور اس کے جملہ اشیاء ولوازمات کے لئے ایک دستاویز لکھ دے۔''

میں نے کہا: ''اے صاحبِ علم! تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے، پس اب تو ایسی باتیں کر کے مجھے مکدر نہ کر۔''

اُس نے اصرار کیا کہ ''ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں تجھ کو کس وجہ سے گریز ہے؟ حالانکہ بات واضح ہے اگر تو ہمارا حاکم ہو گیا تو یہ تحریر ہمارے منشاء میں مفید ہوگی، اور اگر ایسا نہ ہوا، تو تیری ذات کو کیا نقصان۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر

میں نے کہا ''اچھا سامان کتابت لاؤ۔'' وہ جلدی ہی کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کر دیئے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا اور وہ ''دیر القدس'' کا نگران تھا۔ اُس نے وہی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس تحریر کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور جو مسلمان ساتھ میں موجود تھے انہیں تحریر کا پس منظر بتایا۔ راہب نے عرض کیا۔ میرے لئے جو شرط منظور ہو چکی ہے اُسے پورا فرمایئے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا۔ اس معاملہ میں نہ عمر کو اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔

ابن سعد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے، اتفاقاً ران پر تہبند اُڑا اور اہلِ بخران میں سے کسی نے ران پر سیاہ تل کو دیکھ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے کہا۔ یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور یہی شخص اپنے اس علاقے سے نکالے گا۔

حضرت عبداللہ بن امام احمد نے ''زوائد الزہد'' میں بروایت ابی اسحاق، ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے تو قبا کا دامن اُڑ جانے سے اُن کی ران کھل گئی۔ آپ کی ران پر سیاہ تل کو دیکھ کر بخران کے ایک شخص نے کہا۔ یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں سے ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔

ابونعیم نے بروایت شہر بن حوشب، کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر و دیار اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور فسادیوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرنے میں قریب و بعید برابر ہے۔ اُس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور دن میں شیر ہیں وہ آپس میں رحم دل، شفیق اور نیکوکار ہیں۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب گرامی کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ سورۃ الفتح آیت 29

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

ترجمہ:۔ ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی (اصحاب) آپس میں بڑے نرم دل لیکن کافروں پر بڑے سخت گیر ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور صفت انجیل میں۔ جیسے ایک کھیتی اس نے پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے کعب! تم نے ٹھیک کہا۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہر طرح کی حمد و ثنا کے لائق وہی ذاتِ اقدس ہے جس نے ہمیں عزت وغلبہ دیا اور ہمیں شرافت وکرامت سے سرفراز کر کے ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کو باہم شفقت کرنے والا بنایا۔

ابن عساکر نے عبید بن آدم، ابی مریم اور ابی شعیب بن عمر سے نقل کیا کہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامِ جابیہ میں تھے۔ اُس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہبوں نے ان سے کہا۔ آپ کا نام کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا ''خالد بن ولید۔''

پھر انہوں نے پوچھا: ''آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔'' پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشانیاں بیان کیں۔ جن کو سن کر راہب بولے: ''تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، البتہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر شہر دوسرے سے پہلے فتح ہو جائے گا اور ہر اُس شخص کی جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں، ہماری کتبِ مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے ''قیساریہ'' فتح ہوگا۔ پس جاؤ پہلے اُسے فتح کرو، پھر اپنے

Marfat.com

امیر کو ساتھ لے کر آنا۔"

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی نے اور ابونعیم نے "حلیہ" میں مغیث اوزاعی سے نقل کیا کہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم توریت میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ کعب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ ایسا خلیفہ جو آہنی عزم کا حامل اور شدید قوت کا حامل، اور احکامِ خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا۔ پھر تمہارے بعد ایسا خلیفہ ہوگا جسے امت قتل کرے گی اور وہ لوگ اس خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں پھر اس کے بعد ملت مصائب میں مبتلا ہو جائیگی۔

ابن عساکر نے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موذن اقرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسقف کو بلایا اور دریافت فرمایا "کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین) بھی کچھ ذکر پاتے ہو؟" اسقف نے جواب میں کہا:

"ہم تمہاری علامات اور اُوصاف کو تو پاتے ہیں مگر اُن کا ذکر نام بنام نہیں ہے۔" حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا:

"تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟" اُسقف نے جواب دیا: "آہن کے مانند، لوہے کے مشابہ" آپ نے پوچھا: "اس کا کیا مطلب ہوا؟" اُس نے کہا: "اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنانِ دین کے لئے "مردِ آہن" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا صرف اللہ کے لئے بڑائی ہے ہر طرح کی تعریف بھی اسی کے لئے ہے۔

پھر حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟" اُس نے کہا: "وہ ایک حلیم الطبع، بہت ہی باحیا اور صالح مرد ہے۔ جو اقرباء کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ برادرم عفان کے بیٹوں پر رحم فرمائے۔ پھر سوال کیا کہ "جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں کیا مذکور ہے؟" اسقف نے جواب دیا: "لوہے کا میل ہے۔" اس پر حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہائے افسوس!" اسقف راہب امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قطعِ کلام کرتے ہوئے بولا: "اے امیر ٹھہریے! وہ مرد تو صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام خون ریزی اور کھنچی ہوئی برہنہ تلواروں کے درمیان (حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوگا۔

ابن عساکر نے ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کعب احبار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ، کیا آپ نیند میں کچھ دیکھتے ہیں؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جھڑک دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا "میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو خواب میں امت کے معاملات دکھاتا ہے"

Marfat.com

ابن راہویہ نے اپنی مُسند میں بہ سندِ حسن حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام افلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ مصر کے آنے سے پہلے سردارانِ قریش کے پاس جا کر کہتے تھے کہ حضرت امیر یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہ کرو، وہ کہتے خدا کی قسم ہمارا قتل کرنے کا ارادہ نہیں۔ مگر انہوں نے واپس لوٹتے ہوئے کہا۔ واللہ یہ لوگ ضرور ارتکاب کریں گے۔ ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا خدا کی قسم وہ چالیسویں دن فوت ہو جائیں گے۔ باغیوں نے انکار کیا اور کہا ہم شہید نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن محاصرین کے پاس پہنچے اور سمجھایا خلیفہ معصوم کو شہید نہ کرو۔

ابن عساکر اور ابن سعد نے طاؤس سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے موقع پر لوگوں نے پوچھا: ''تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کیا اوصاف پاتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا کہ: ''ہم نے پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے روز قتل کرنے والے اور ان کو چھوڑنے والے لوگوں پر امیر ہوں گے۔''

ابن عساکر نے بہ روایت محمد بن یوسف نقل کیا کہ، وہ اپنے دادا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اور اس سے باز رہنے میں کونسی بات آپ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ قیامِ حجت کے لئے جنگ سے ہاتھ روکنا بہتر ہے، کیوں کہ ہم نے کتابِ آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپ قیامت کے دن قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔

ابن عساکر نے مذکورہ سند ہی سے روایت کی کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصریوں سے کہا۔ تم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے درپے نہ ہو کیوں کہ وہ ماہ ذی الحجہ ختم نہ کرسکیں گے کہ ان کی وفات ہو جائے گی۔

ابو القاسم بغوی رحمتہ اللہ علیہ نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔ تو لوگوں نے ذی قربات حمیری سے جو علمائے یہود میں سے تھا پوچھا ''اے ذی قربات! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟''

اُس نے کہا: ''الامین'' (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو رسول کریم علیہ السلام نے امین الامت کا لقب عطا فرمایا) لوگوں نے پھر پوچھا: ''اُن کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟''

اُس نے کہا: ''مردِ آہنی'' یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قوتِ ارادی اور ہمت و عزیمت کا پہاڑ اور اصول و انصاف کی پابندی میں مردِ آہنی ہیں۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ: ''اُن کے بعد یہ خلافت و سیادت کس کی طرف منتقل ہوگی؟''

اُس نے کہا: ''الازہر یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اپنے اخلاق اور کردار میں انفاق

Marfat.com

اور حلم وحیا میں از ہر تھے) پھر ان کے بعد کے لئے پوچھا گیا:
اُس نے کہا: ''الوضاح المنصور'' یعنی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ابن راہویہ اور طبرانی نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کی کہ، مجھ سے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کہا کہ اب چالیس ہجری کا آغاز ہے اور عنقریب اسی سال میں صلح ہو جائے گی (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین معاہدہ صلح کی طرف اشارہ)

ابن سعد نے ابوصالح سے روایت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ چرانے والا ایک روز یہ حُدی گا رہا تھا:

انّ الا میر بعده علی   وفی الزبیر خلف مرضی

ترجمہ:۔ ''بلاشبہ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہوں گے اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسندیدہ خصلت والے پس رو ہوں گے۔''

کعب نے سن کر کہا نہیں بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ یہ خبر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی تو انھوں نے کعب سے کہا، اے ابواسحاق یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں؟ انھوں نے کہا، تم ہی امیر ہو گے۔

دارمی رحمتہ اللہ علیہ اور ابن راہویہ رحمتہ اللہ علیہ نے بہ سند حسن ابوجریر ازدی اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں اس طرح ملتا ہے، کہ قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب کے حضور اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں رخسار سُرخ ہوں گے اور آپ علیہ السلام کے بعد امت جو کارنامے انجام دے گی ان کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محجوب اور شرمندہ ہوں گے اور حیا آئے گی۔

قضیۂ صحابہ کا ذکر

طبرانی اور بیہقی نے محمد بن یزید ثقفی سے روایت کی کہ قیس بن خرشہ اور کعب احبار دونوں ہمراہ جا رہے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقامِ صفین پہنچے تو کعب ٹھہر گئے اور کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈالی پھر فرمایا اس خطۂ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطۂ زمین پر نہ بہا ہوگا۔ اس پر قیس نے کہا۔ یہ بات تمہیں کس ذریعہ سے معلوم ہوئی۔ حالانکہ یہ بات علم غیب سے ہے اور غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس پر کعب نے کہا۔ زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر توریت منزلہ موسیٰ علیہ السلام میں نہ ہو۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ

Marfat.com

بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الاسدی۔ 1ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ 35ھ میں مفسدہ پردازوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کیا تو یہ باغیوں سے لڑنا چاہتے تھے۔ تقریباً 50ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ (استنبول) کی تسخیر کے لئے لشکر روانہ کیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر اس میں شریک ہو گئے بعض روایات کلے مطابق یہ وہی لشکر تھا جس کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ:۔

''میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر جہاد کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ہے''۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت حکومت پر بیٹھا تو جن لوگوں نے بیعت نہیں کی تھی ان میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو ایسی شخصیتیں تھیں جنہیں یزید کسی صورت نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے ولید بن عتبہ امیر مدینہ کو تاکیدی حکم بھیجا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کر دیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راتوں رات اہل وعیال سمیت مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ آ گئے اہل مکہ مکرمہ نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوفہ جانے کیلئے مکہ مکرمہ پہنچے تو انہیں بھی مکہ مکرمہ میں ہی مقیم رہ کر خلافت کا مطالبہ کرنے کا مشورہ دیا۔ حاکم مدینہ کی ایک چھوٹی فوج نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے شکست دے کر کھلم کھلا یزید کی معزولی کا اعلان کر دیا۔ اہلِ مدینہ نے بھی ان کی مثال کی پیروی کی اور عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا مگر شامی فوج نے انہیں بہت سے ساتھیوں سمیت شہید کرنے کے بعد مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر لیا۔ 64ھ کو یزید پلید نے وفات پائی تو حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نُمیر نے محاصرہ اٹھا لیا۔ اُدھر یزید کی موت کے بعد اس کا بیٹا معاویہ (64ھ۔64ھ) اُس کے بعد مروان بن الحکم (64ھ۔65ھ) اور اس کے بعد عبدالملک بن مروان (65ھ۔86ھ) مسند حکومت پر بیٹھا۔ عبدالملک نے تین ہزار فوج سے حجاج کو بھیجا اور پھر پانچ ہزار فوج کی مزید کمک روانہ کی جس نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے کوہ ابوقبیس پر منجنیقیں لگا کر بیت الحرام پر پتھر اور آگ کے گولے برسانے شروع کر دیئے یہ محاصرہ یکم ذی القعدہ 72ھ (25 مارچ 692ء) کو شروع ہوا اور سات ماہ سے بھی زیادہ مدت تک جاری رہا۔ شدید جنگ ہوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بے جگری سے لڑتے رہے آخر ایک شامی نے ایک پتھر ان کے سر پر دے مارا جس سے شدید زخم آیا اور سر اور ماتھے سے خون کے فوارے پھوٹنے لگے اسی حالت میں شامیوں نے نرغہ میں لے کر ان پر تلواروں کی بارش کر دی اس طرح حواریٔ رسول اور اپنے دور کا شجاع ترین انسان شہادت سے سرفراز ہوا) سے روایت کی کہ جب مختار کا سر اُن کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ کعب نے جو باتیں بتائی تھیں ان سب باتوں کو میں نے درست پایا سوائے اس ایک بات کے جو مجھ سے کہی کہ عنقریب ایک ثقفی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ اعمش کہتے ہیں کہ وہ اِسے نہ جان سکے کہ حجاج ثقفی کو ان کے لئے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

حجاج کے ظلم کا ذکر

حاکم نے مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کا خون بہائے گا اور دوسروں کے اموال کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔ میری حیات میں اگر اُس طرح کے واقعات رُونما ہوئے تو میں دیکھ ہی لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو ذرا یاد رکھنا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بات بنی مغیرہ کی جبل ابوقبیس پر رہنے والی عورت سے کہی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں حجاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر اُس خاتون نے کہا۔ خدا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر

عبد اللہ بن امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ''زوائد الزہد'' میں ہشام بن خالد ربعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے توریت (تورات) میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ پر چالیس دن تک آسمان و زمین روئیں گے۔

محمد فضالہ سے مروی ہے کہ ایک راہب نے کہا۔ ہم عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ (99ھ تا 101ھ) کا تذکرہ عادل اماموں میں پاتے ہیں جس طرح حرمت والے مہینوں میں رجب حرمت و امن والا ہے اسی طرح عمر کا زمانہ حُرمت و امن والا زمانہ ہے۔

ولید بن ہشام بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے مروی ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے کہا تم نے اِس راہب کے قول کو سُنا؟ وہ کہتا ہے کہ، امیر سلیمان (96ھ تا 99ھ) نے وفات پائی اور اس کی جگہ پیشانی پر ایک چوٹ لگا شخص امیر ہوا ہے۔ چنانچہ جب ہم آئے تو ایسا ہی پایا جیسا کہ راہب نے خبر دی تھی۔ (عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ (99ھ تا 101ھ) کی پیشانی پر نشان تھا۔ اشارہ ان کی طرف ہے)

راوی کا بیان ہے کہ پھر جب ہم چوتھے سال اسی مقام پر ٹھہرے تو اس شخص نے اسی راہب سے جا کر کہا: ''اے راہب! اُس موقع پر تم نے جو خبر دی تھی، ہم نے ویسا ہی پایا۔'' راہب نے جواب دیا ''خدا شاہد ہے، عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کو زہر پلا دیا گیا ہے۔'' پھر جب ہم واپس لوٹے تو واقعی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کو زہر دیا جا چکا تھا۔

ابن عساکر نے بہ طریق مغیرہ بن نعمان ایک بصری شخص سے روایت کی۔ اس نے بتایا کہ میں بیت المقدس کے ارادے سے چلا تو میں ایک جگہ بارش میں گھر گیا اور میں نے ایک راہب کے صومعہ میں پناہ لی۔ تو راہب نے میرے رُوبرُو آ کر کہا:

Marfat.com

''ہم کو اپنی کتابِ مقدسہ میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ تمہارے دین کے کچھ لوگ مقامِ عذراء میں قتل کیے جائیں گے، اور ان پر حساب ہوگا نہ عذاب۔''

تو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ حجر بن عدی اور اُن کے ساتھیوں کو مقامِ عذراء میں لایا گیا اور انھیں قتل کیا گیا۔

بیہقی نے کعب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا۔ بنی عباس کے سیاہ جھنڈے نکلیں گے یہاں تک کہ شام میں قیام کریں گے اور ان کے ہاتھوں سے ہر جابر اور اُن کے ہر دشمن کو اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا۔

دولابی نے الکنیٰ میں بہ روایت حماد بن سلمہ از یعلی بن عطاء از بجیر بن ابی عبید از سرح بن یرموکی جو اہلِ کتاب سے تھا، روایت کی۔ اس نے کہا میں کتابِ آسمانی میں لکھا پاتا ہوں کہ اس امت میں بارہ رئیس ہوں گے اُن بارہ میں ایک نبی ہوگا۔ اور جب ان کی تعداد پوری ہو جائے گی تو لوگ آپس میں سرکشی و بغاوت اور جنگ و جدال کرنے لگیں گے۔

بشارات

ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا۔ میں ایک قافلہ کے ساتھ بغرض تجارت یمن گیا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے تو ایک خط حنظلہ بن ابوسفیان کا پہنچا، جس میں لکھا تھا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ابطح میں کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تم سب کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔''

یہ اطلاع اَب پورے یمن میں پھیل گئی۔ جس کو سُن کر ایک یہودی عالم میرے پاس آیا، اور اس نے کہا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے قافلے میں اُس شخص کا چچا ہے جس نے حرم میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے۔''

حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''ہاں' میں اس کا چچا ہوں۔'' اِس کے بعد یہودی عالم نے کہا:

''میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے بھتیجے میں جوانی کی خودسری یا عقل و دانش کی کمی ہے؟'' میں نے جواب دیا:

''واللہ بالکل بھی نہیں۔ وہ نہ جھوٹے ہیں نہ خیانت کرنے والے، اسی وجہ سے تمام قریش اُن پر اعتماد کرتے اور ''الامین، کہہ کر پکارتے ہیں۔'' پھر یہودی نے سوال کیا:

''کیا وہ لکھنا جانتے ہیں؟'' عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ لکھنا جانتے ہیں مگر پھر خیال ہوا ابوسفیان سُنے گا، کہیں مجھے جھٹلا نہ دے۔ اِس لئے میں نے جواب دیا:

''نہیں، وہ لکھنا نہیں جانتے۔'' میرے جواب کو سُن کر وہ یہودی اُچھل پڑا اور اپنی رِدَا چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہوگیا۔ وہ کہتا جاتا کہ اب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابوسفیان

Marfat.com

نے کہا: "اے ابوالفضل! یہودی تو تمہارے بھتیجے سے مرعوب ہیں" میں نے کہا تم نے دیکھ ہی لیا۔ تو کیا ابوسفیان بہتر نہ ہوگا کہ تم اُن پر ایمان لاؤ۔ کیوں کہ اگر وہ حق پر ہیں تو تم قبولِ حق میں سبقت لے جاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہیں تو تمہارے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے جو انجام ان کا ہوگا وہی تمہارا بھی ہوگا۔"

ابوسفیان نے کہا: "میں تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں مقام کداء میں گھوڑے نمودار ہوتے نہ دیکھ لوں گا۔"

میں نے کہا: "تم کیا کہہ رہے ہو؟"

ابوسفیان نے جواب دیا: "کچھ نہیں، یہ کلمہ تو میری زبان پر یونہی آ گیا، ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کداء پر گھوڑے نہیں نمودار ہونے دے گا۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ فتح مکّہ کے روز ہم نے دیکھا کہ گھوڑے مقامِ کداء پر نمودار ہو رہے تھے۔ چنانچہ میں نے ابوسفیان سے کہا تمہیں اپنی وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا ہاں، اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (41ھ تا 60ھ) سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، میں اور امیّہ بن ابی الصلت شام گئے تو امیّہ نے مجھ سے کہا۔ نصرانی علماء میں سے کسی کو تم جانتے ہو کہ جو علومِ کتبِ سماویہ کا ماہر ہو؟ تا کہ ہم اس سے مِل کر، کچھ سوالات کریں۔ مَیں نے جواب دیا کہ، مجھے تو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امیہ میرا جواب سن کر چلا گیا۔ اور پھر واپس آ کر اس نے مجھ سے کہا:

"میں فلاں عالم کے پاس گیا تھا اور مَیں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں اور میں نے اُس سے 'نبی منتظر' کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے بتایا وہ عربی نژاد ہے۔ میں نے پھر سوال کیا: "وہ عرب کے کس علاقے سے ہوگا؟" اس نے جواب دیا: "وہ ساکنانِ حرم قرشیوں میں سے ہوگا۔"

پھر میں نے نبی منتظر کے اَوصاف بیان کرنے کو کہا۔ تو اُس نے بتایا "وہ ابھی نوجوان ہیں جب ادھیڑ عمری میں داخل ہوں گے تو نبوّت و بعثت سے سرفراز ہوں گے۔ وہ مظالم و جاہلوں (سورۃ اعراف آیت 199) سے بیزار ہونگے، حُسنِ عمل اور صِلہ رحمی (سورۃ التوبہ آیت 128) ان کا مشرب ہوگا، نسبًا نجیبُ الطرفین ہوں گے اور ان کو تائید و نصرتِ خداوندی حاصل ہوگی۔"

میں نے کہا: "اُن کے ظہور و بعثت کے آثار کیا ہوں گے؟" اُس نے بتایا: "جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے گئے ہیں، ملک شام میں تیس زلزلے آ چکے ہیں جن میں ہر زلزلہ ایک بڑی مصیبت تھی، اَب صرف ایک زلزلہ باقی ہے جس کے اثرات عام ہوں گے۔"

ابوسفیان راویِ حدیث کہتے ہیں کہ میں نے اُمیّہ سے کہا: "یہ سب باتیں افسانہ اور غلط ہیں اور اِن پر یقین

Marfat.com

کر لینا سادہ لوحی ہے۔"

اُمیّہ نے جواب دیا: "قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کی سوگند اور قسم کھائی جاتی ہے، یہ باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں اور جن کا تعلق آنے والے دِنوں سے ہے وہ رُونما ہو کر رہیں گی۔"

پھر ہم واپس آنے لگے تو اچانک ہمارے پیچھے ایک سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ تمہارے بعد شام میں ایسا زلزلہ آیا کہ اہل شام ہلاک ہو گئے اور ایک ابتلائے عام میں گرفتار ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اُمیّہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم نے نصرانی کی بات کو کیا پایا؟ میں نے کہا واللہ اس کی بات حق ہے! جب سامان تجارت فروخت کر کے مکّہ واپس آیا تو لوگ میرے پاس آئے اور سب سے پہلے اپنے مال کے بارے میں انہوں نے استفسار کیا پھر میرے پاس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے مجھے خوش آمدید کہا میرے سفر اور قیام کے بارے میں دریافت کیا لیکن اپنے مال تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی ہند سے کہا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) پر تعجّب ہے کہ انہوں نے اپنے مال کے بارے میں کچھ نہ پوچھا ہند نے کہا کہ تم ان کی شان کو نہیں جانتے وہ گمان کرتے ہیں کہ "میں اللہ کا رسول ہوں"۔ ہند نے یہ باتیں کچھ اس طرح کہیں کہ میں قائل سا ہو گیا۔ اس وقت مجھے اس نصرانی کی بات یاد آ گئی۔ میں نے ہند سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) گمان سے زیادہ عاقل ہیں کہ وہ یہ فرمائیں کہ "میں اللہ کا رسول ہوں"۔ ہند نے کہا کہ ہاں واللہ وہ یہی کہتے ہیں کہ "میں اللہ کا رسول ہوں"

حضرت امیر معاویہ اپنے والد ابوسفیان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا درازی عمر کے حُسن و قبح کے سلسلہ میں اُمیّہ اور میرے درمیان بات چھڑی ہوئی تھی۔

اُمیّہ نے کہا: "ابوسفیان! قطع کلام نہ کرو۔ میری بات تمام ہونے دو۔ ہاں تو، میں نے اپنی کتاب میں ایک نبی کا ذکر پڑھا ہے جو ہمارے علاقہ میں پیدا ہوگا اور یہیں مبعوث ہوگا میرا گمان خود اپنے بارے میں بھی تھا کہ شاید یہ منصب مجھ کو مِل جائے۔ میں نے پھر مزید معلومات اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ نبی اَولادِ عبد مناف سے ہوگا۔ پھر میں نے اُن سب کا پوری احتیاط سے فرداً فرداً جائزہ لیا تو میری نظر سب برادری پر سے گزرتی ہوئی عُتبہ بن ربیعہ پر ٹھہری۔ اَب جب تم نے عتبہ کی عمر کے بارے میں وضاحت کی تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ نبی عتبہ بھی نہیں ہو سکتا اِس لئے کہ اُس کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے"۔

ابوسفیان نے بیان کیا جب میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نزولِ وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ میں اُمیّہ کے پاس پہنچا اور استہزاء کے طور پر کہا۔ جس نبی کے بارے میں تم ذکر کرتے تھے وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ امیّہ نے جواب میں کہا۔ "آگاہ ہو جاؤ وہ نبی برحق ہے، اُس کی پیروی کرو اور گواہ رہو کہ میں اس کی پَیروی کرتا ہوں"۔

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مُسند میں عکرمہ بن خالد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے دنوں میں قریش کے کچھ لوگ سمندری سفر پر تھے، طوفانی ہَواؤں نے کشتی کو ساحلِ جزیرہ پر لگا دیا۔ جزیرہ کے

Marfat.com

ایک شخص نے اہلِ کشتی سے پوچھا:

''تم کون لوگ ہو؟''

انہوں نے بتایا: ''ہم قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔'' اُس نے پوچھا:

''قریش کون لوگ ہیں؟''

اہل کشتی نے جواب دیا: ''ساکنانِ حرم۔'' جب اُس نے پہچان لیا تو کہا: ''اہلِ حرم تو ہم ہیں، تم اہلِ حرم نہیں ہو سکتے۔'' اُس وقت معلوم ہوا کہ وہ قدیم قومِ جُرہم سے تعلق رکھتا تھا جو اس وادیِ غیر ذی زرع کے اوّلین آباد کار تھے۔ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے گھوڑوں کا نام اجیاد رکھا گیا؟ پھر خود ہی کہا، اِس لئے کہ وہ تیز رفتار تھے۔

اِس کے بعد قریشیوں نے اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر کیا کہ ہم میں ایک شخص اِس طرح دعویِ نبوّت کرنے لگا ہے۔ جُرہمی شخص نے کہا۔ تم سب اُس کی پیروی کرو اگر میں اِس قدر بوڑھا نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور پہنچتا۔

ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن حمید کے دادا سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے سالِ اول میں یمن کا سفر کیا۔ اور عسقلان حمیری کے پاس قیام کیا۔ وہ بہت بوڑھا کمزور تھا اور ثقلِ سماعت بھی تھا۔ اس کی اولاد در اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے، پوتے اور پڑپوتے وغیرہ سلیقہ کے ساتھ اس کے رُوبرُو بیٹھے مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔ حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا:

''قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو۔''

میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا: ''میرا نام عبدالرحمٰن ہے اور میں عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں۔'' اس نے کہا: ''اَے معزّز زہری مہمان! بس کافی ہے کیوں کہ باقی سے میں واقف ہوں کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر نہ دوں جو تمہارے لئے تجارت کے فائدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟'' میں نے کہا: ''ضرور بتایئے۔'' اس نے کہا۔ میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت وشوق پیدا کرنے والی بشارت سُناتا ہوں:

''گذشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے، جس کے خصائل پسندیدہ ہیں اور اُس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کے لئے ثواب مقرر کیا گیا ہے۔ وہ اصنام پرستی سے روکتا اور اسلام کی طرف بلاتا ہے، حق کی تلقین کرتا اور اُس پر عمل پیرا رہتا ہے۔''

میں نے دریافت کیا: ''وہ کس قبیلہ سے ہے؟''

انہوں نے کہا ''وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اُس کے ننھیالی ہو۔ تو عبدالرحمٰن تم قیام کو مختصر کر دو اور جلد لوٹ جاؤ، جا کر اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اسکی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرو

اشھَدُ باللہ ذی المتعالی وفالق اللَّیْلِ وَالصَّباح

Marfat.com

ترجمہ:۔ میں اُس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں والا اور سلسلہ رُوز و شب کا قائم رکھنے والا ہے۔

انک فی السر و من قریش　　　یا ابن المغذی من الذّباح

ترجمہ:۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جواں مردی میں قریش ہیں، اور اس شخص کے فرزند جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔

ارسلت تدعوا الی یقین　　　ترُشد للحقّ و الفلاح

ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور تذبذُب اور شک وشبہ سے نکال کر یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حقّ وفلاح کی راہ دِکھاتے ہیں۔

اشھد با للہ ربّ مُوسیٰ علیہ السلام　　　انک ارسلت بالبطاح

ترجمہ:۔ میں اُس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو موسیٰ علیہ السلام کا رَبّ ہے، بلا شبہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) بطحا میں رسول ہو کر تشریف لائے ہیں۔

فکن شفیعی الیٰ حَلیْک　　　لیدعو البرایا الی الفلاح

ترجمہ:۔ اَے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! آپ بارگاہِ خداوندی مٰیں میری شفاعت فرمایئے۔ کیوں کہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف بُلاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ ”میں نے ان اشعار کو جن میں شہادتِ رسالت، مدحِ نبوت فلاح کی دعوت اور منصبِ شفاعت کا مضمون، بے پناہ ارادت اور جذبۂ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکّہ لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات اور تبادلۂ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بن عبداللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ میں بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیتِ خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تشریف فرما تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ علیہ السلام نے تبسّم فرمایا اور کہا کہ ”میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔“

میں نے عرض کیا: ”اَے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ کونسی بات ہے؟“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میرے لئے ایک امانت لے کر آئے ہو، کسی بھیجنے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔“

پھر مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیام یاد آ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں اُس کے اِرادتمندانہ اشعار جو دراصل اُس کے والہانہ جذبات تھے جو شعر و نغمہ میں اپنی پُر زور کیفیت کی وجہ سے ڈھل گئے تھے، سُنائے۔ اور میں نے اسلام قبول کیا۔

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''معمّر حمیری خاص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشمِ سر سے مجھے نہ دیکھا مگر میری تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں آنکھوں کو پُرنم اور دلوں کو داغدار کرلیا وہ لوگ میرے سچے بھائی ہیں''

ماخذ کتب

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشا پوری (204ھ۔261ھ)
7۔ سنن ابن داؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث (202ھ۔275ھ)
8۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ)
9۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشا پوری (384ھ۔458ھ)
10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

بشارات واخبار راہبین

قبل بعثتِ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ جلال الدین سیوطی خصائص الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حاکم وبیہقی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان سے لوگوں نے پوچھا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں پہلے کونسا واقعہ محرّک ہوا؟

انہوں نے بتایا ہمارے گھرانے کی ''رام ہرمز'' میں سکونت تھی، میرا باپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلّم کے پاس جا کر پڑھا کرتا تھا۔

معلّم کی عادت تھی کہ جب اسکی مجلسِ درس سے شاگرد رخصت ہوجاتے تو وہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا، تاکہ لوگ نہ جان سکیں کہ پہاڑی پر روزانہ جانے والا یہ اُستاد اور معلّم ہے۔ ایک روز میں نے اس سے کہا:

''آپ روزانہ جہاں جاتے ہیں، وہاں مجھے لے کر نہیں جاتے؟''

Marfat.com

انہوں نے کہا: ''تم بچہ ہو، اندیشہ ہے کہ دوسروں سے کہہ دو گے۔'' میں نے کہا:
''اس کا خوف نہ کیجئے ایسا نہیں ہوسکتا۔'' انہوں نے بتایا کہ:

''اِس پہاڑ پر ایک قوم رہتی ہے جس کی عبادت وتزکیہ کا ایک خاص طریقہ ہے، وہ لوگ اللہ اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ ہم لوگ آتش پرست اور بُت پرست ہیں، صحیح راہ سے بھٹکے ہوئے۔''

میں نے کہا: ''مجھ کو اُن کی خدمت میں لے چلیئے۔'' عالم اُستاد نے کہا: ''میں اللہ والوں سے اجازت لے لوں۔'' پھر عالم نے اُن سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں عالم کے ساتھ روانہ ہوکر ان کے پاس پہنچا، وہ چھ یا سات (7) آدمی تھے اور حالت اُن کی یہ تھی کہ کثرتِ ریاضت وعبادت سے نیم جان، دن میں روزہ اور رات میں قیام۔ غذا کے لئے درختوں کے پتّے کھا لیتے ہم ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کچھ انبیاء سابقین علیہم السلام کا ذکر کیا حتّٰی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ذکر تک پہنچے۔ بتایا کہ اللہ نے انہیں بغیر مرد کے پیدا فرمایا اور خدا نے اُن کو منصبِ رسالت عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اُن کو مسیحا یعنی مُردوں کو زندہ اور بیماروں کو شِفاء دینے والا بنایا۔ مگر کچھ لوگوں نے اُن کے معاملے میں کفر اور بعض نے پیروی اختیار کی۔ اِس کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

''اَے برخوردار! بے شک سب کا رَبّ ایک ہے، سب کو آخرت درپیش ہے اور سب کا انجام طرفین سے کِسی ایک طرف ہوگا۔ جنّت کی طرف یا دوزخ کی جانب۔ جو لوگ آگ کی پرستش کرتے ہیں، لاَ رَیب وہ کفرو ضلالت میں مُبتلا ہیں، اُن سے اُن کے اعمال کی بِنا پر اللہ بیزار ہے اور وہ دینِ حق سے برگشتہ اور گم کردہ راہ ہیں''۔

پھر ہم لوٹ آئے، دوسرے دن پھر گئے، انہوں نے پھر خطاب کیا اور خوب اچھی طرح ہم کو سمجھایا چنانچہ میں اب مستقلاً ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ مجھ کو ہمہ وقت حاضر پا کر انہوں نے مشفقانہ انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

''اے سلمان! تم ابھی بچّے ہو، تم اتنا زہد وریاضت نہ کرسکو گے۔ لہٰذا جو میسّر ہو کھاؤ پیو اور عبادت کر کے سو جایا کرو۔'' کچھ ہی عرصہ بعد بادشاہ کو خبر ہوگئی اور اُس نے اُن کو جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ میں نے راہبوں سے کہا ''وطن چھوڑ سکتا ہوں پر آپ سے جُدا نہیں ہوسکتا۔''

چنانچہ میں اُن کے ہمراہ روانہ ہوگیا۔ سفر طے کر کے موصل پہنچے، وہاں لوگوں نے اُن کو گھیر لیا، اِس کے بعد غار سے ایک شخص باہر آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سب لوگ ادب واحترام کے جذبات کے ساتھ اس کے رُوبرو مودّب تھے کہ اُس نے میرے ساتھی راہبوں سے سوال کیا:

''اب تک تم لوگ کہاں تھے؟''

انہوں نے سارے حالات بتائے اُس نے دریافت کیا: ''یہ بچّہ کون ہے؟'' انہوں نے میری خوب تعریف کی اور بتایا پوری طرح ہدایت لیتا اور عمل کرتا ہے۔ اِس کے بعد اُس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور انبیاء و

مرسلین علیہم السلام کا ذکر کیا اور حق تعالیٰ نے اُن پر جو اکرام و انعام فرمائے۔ ان کو بیان کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا۔ بعد ازاں سامعین کو نصیحت کی، اور کہا اللہ سے ڈرو اور جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے ہیں اسے اپنے لئے لازم کرلو، ان کی مخالفت نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری مخالفت کرے گا۔''

اِس کے بعد اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے کہا۔ ''میں اَب تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' اُس نے جواب دیا: ''اَے بچّے تم اتنی برداشت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ رہ سکو۔ میں اپنے اِس غار سے علاوہ اتوار کے باہر نہیں آتا۔

میں نے کہا: ''میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' میری دوبارہ درخواست پر اُس نے مجھے ساتھ لے لیا اور غار میں داخل ہوگئے۔ میں نے غار نشین راہب کو سوتے اور کھاتے پیتے نہیں دیکھا وہ تمام وقت رکوع و سجود میں رہتا۔ یہاں تک کہ دوسرا اتوار آ گیا پھر جب صبح ہوئی تو ہم نکلے۔ لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے۔ اِس کے بعد حسب سابق اس نے لوگوں سے خطاب کیا۔ پھر وہ اپنے غار میں چلا گیا اور میں بھی اسکے ساتھ ہی چلا گیا۔ جب تک خدا نے چاہا میں اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہر اتوار کو نکلتا، لوگوں کا اجتماع ہوتا پھر وہ اس کو وعظ و نصیحت کرتا۔ ایک اتوار کو وہ نکلا اور معمول کے مطابق تقریر کرکے اُس نے کہا:

''اَے لوگو! میری عمر بہت ہوگئی اور میری ہڈّیاں گھل گئی ہیں، میرا وقتِ اخیر قریب ہے ایک عرصہ سے میں بیت المقدس کی حاضری کا ارادہ کررہا ہوں۔ مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔'' میں نے کہا میں تم سے جُدا نہیں ہوں گا۔

چنانچہ ایک روز ہم دونوں روانہ ہوگئے۔ حتّی کہ بیت المقدس پہنچ گئے اور وہ وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہوگیا وہ مجھ سے اکثر باتیں کرتا، کبھی کہتا:

''اَے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام ''احمدؐ'' ہے وہ تہامہ (جزیرہ نمائے عرب یعنی تہامہ) سے ظاہر ہوگا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ''ہدیہ'' قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوّت ہوگی۔ یاد رکھو اس کا ظہور بہت نزدیک ہے لیکن میں بہت ہی معمر اور ضعیف ہوگیا ہوں اس لئے خیال ہے کہ اس عہدِ سعادت کو نہ پا سکوں گا۔ تم اگر پاؤ تو ان کی تصدیق کرنا اور اتباع کرنا۔''

باقی روداد اسی باب میں بیان کردی گئی ہے۔

بشاراتِ نبوی و واقعاتِ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

غزوۂ موتہ

بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کا حال خبر آنے سے پہلے ہی لوگوں کو سنا دیا۔ آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے''۔ ''پھر جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گئے''۔ یہ بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخر میں فرمایا کہ سیف اللہ ''(خدا کی تلوار) نے جھنڈا لیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی''

یہ واقعہ غزوۂ موتہ کا ہے۔ موتہ شام میں ایک مقام ہے۔ یہ مدینہ سے ایک مہینہ کی دوری پر ہے وہاں کے حاکم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایلچی کو قتل کر دیا تھا اسی لئے اس سے لڑنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لشکر کا امیر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارثہ کو مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اگر زید شہید ہو جائیں تو امیر لشکر جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں گے تو عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر لشکر ہوں گے اور اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنا امیر کسی اور کو اپنے میں سے مقرر کر لیں گے''۔ چنانچہ اس لڑائی میں بالکل ایسا ہی ہوا کہ یکے بعد دیگرے تینوں شہید ہو گئے تو لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر بنایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر فتح دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس واقعہ کی خبر ایک ماہ کی مسافت پر بیٹھے بیٹھے دے دی تھی۔

نجاشی کی وفات

محدثین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے انتقال کی اسی دن خبر دے دی جس دن اس نے وفات پائی آپ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ عید گاہ کی طرف گئے اور نجاشی کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی۔ حبشہ کے بادشاہوں کا لقب نجاشی ہوا کرتا تھا اس بادشاہ کا اصل نام اصحمہ تھا یہ پہلے نصرانی تھا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دعوت نامہ مبارکہ پہنچا تو مسلمان ہو گیا اور صاف کہہ دیا کہ جس نبی کے متعلق پچھلی کتابوں میں پیشین گوئی ہے وہ یہی ہیں چنانچہ وہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گرویدہ ہو گیا۔ جب اس نے وفات پائی تو اگرچہ وہ بہت لمبی مسافت پر رہتا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کی موت کا حال معلوم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

منافق کی موت

مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک سفر سے واپس ہو رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو اتنی تیز آندھی چلی کہ سوار گرنے کے قریب ہو گئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے'' جب مدینہ طیبہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید منافق مر گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔

Marfat.com

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور حاکم وبیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غزوۂ بدر کے بعد کفار کے ساتھ قید ہوکر آئے تو رہائی کے لئے فدیہ کی ایک مقدار مقرر کی گئی تا کہ یہ فدیہ ادا کر کے قیدی رہا ہوں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جتنا فدیہ میرے ذمہ ڈالا گیا ہے اتنا میرے پاس نہیں ہے میں کیسے ادا کرسکتا ہوں۔ آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''عباس! وہ مال کیا ہوا جو تم نے اُم الفضل کے پاس زمین میں دبا رکھا ہے اور تم بدر میں جاتے ہوئے اس سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میری اولاد کو ملے گا''۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سن کر حیرت سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے میرے اور اُم الفضل کے اس مال کی کسی اور کو خبر تک نہ تھی پھر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مال سے جس قدر جرمانہ ان پر ڈالا گیا تھا منگوا کرادا کیا۔ اس طرح آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ غائبانہ خبر بطور اعجاز بتادی ورنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُم الفضل کے علاوہ کسی کو اس مال کی خبر نہ تھی۔

عورت کے پاس خط

محدثین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم لوگ مقام خاخ تک جاؤ (یہ مکہ اور مدینے کے درمیان واقع ہے)، وہاں تم کو ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے چھین لاؤ ہم تینوں گھوڑے پر سوار ہوکر وہاں جا پہنچے عورت وہاں مل گئی ہم نے اس سے کہا کہ خط حاضر کردے اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا اگر تو خود خط نہیں نکالے گی تو ہم تجھے ننگا کردیں گے اور تلاشی لیں گے۔ یہ سن کر اس نے سر کے جُوڑے سے ایک خط نکالا ہم وہ خط آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین مکہ کے پاس لکھ کر بھیجا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین مکہ سے لڑائی کا ارادہ کیا تھا اور یہ بات راز میں رکھی تھی۔ لیکن حاطب نے اس راز کو کھولنا چاہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب سے اس کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میرے آل اولاد مکہ میں ہیں میرا کوئی دوسرا رشتہ دار وہاں نہیں ہے کہ میرے بچوں کی مدد کرے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ قریش پر ایک احسان کردوں تا کہ وہ میرے بال بچوں کو نہ ستائیں یہ حال سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں بدری صحابیوں پر خدا کی خاص مہربانی ہوئی ہے'' حاطب بھی بدری تھے بدریوں کی

Marfat.com

خطائیں خدا نے معاف فرمائی ہیں۔ مکہ پر چڑھائی کرنے کا جو ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا اس کو حاطب نے قریش پر ظاہر کرنا چاہا چنانچہ اس مضمون کا خط لکھ کر بھی بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر ایک بڑا لشکر لے کر چڑھائی کرنے والے ہیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف تنہا بھی تم پر چڑھائی کریں تو قسم ہے خدا کی اللہ ان کی مدد کرے گا اور وہ تم پر غالب آئیں گے۔ تمہیں اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہئے۔ یہ خط نہایت مخفی طور پر ایک بڑھیا کے ہاتھ قریش تک پہنچانا چاہا تھا مگر اللہ نے اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی اور عورت پکڑ لی گئی۔ اس میں رسالت کی شان اور بدری صحابیوں کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے حاطب کی بزرگی اور جلالت قدر کی وجہ سے حاطب کو محض تنبیہ کر کے معاف کر دیا گیا۔ حاطب نے صاف کہہ دیا کہ اس سے یہ قصور محض بال بچوں کی محبت میں ہوا ہے کفر کی محبت ہرگز نہ تھی۔

عہد نامہ قریش

بیہقی نے دلائل النبوت میں زہری سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو خبر دی کہ وہ عہد نامہ جس میں لکھا تھا کہ تمام لوگ بنی ہاشم کی عداوت و دشمنی پر متفق رہیں اور ان سے سارے تعلقات توڑ لیں اس کو دیمک نے بالکل کھا لیا اس کاغذ پر صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے باقی کل عبارت ختم ہوگئی ہے قریش نے اس عہد نامہ کو دیکھا تو واقعی ایسا ہی پایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب نبوت مل گئی اور مکہ میں اسلام پھیلنے لگا اور بتوں کی مخالفت ہونے لگی تو کفار قریش کو بہت رنج ہوا پہلے تو قریش نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابوطالب و بنو ہاشم سب کے سب ایک گھاٹی میں چلے گئے اس سلسلے میں کفار قریش نے ایک عہد نامہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ جس میں اس بات کی تاکید تھی کہ بنو ہاشم سے کوئی تعلق نہ رکھے یہاں تک کہ گاؤں والے غلہ بیچنے آتے تو ان کو بھی منع کر دیا جاتا کہ بنو ہاشم کے ہاتھ کوئی چیز نہ بیچنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین برس تک اسی گھاٹی میں مقیم رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس وقت اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دے دی کہ جو عہد نامہ قریش نے متفقہ طور پر لکھا ہے اس کو دیمک کھا گئی صرف اللہ کا نام اس میں باقی رہ گیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر ابو طالب کو بتائی اور انہوں نے قریش کے پاس جا کر کہہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ خبر بتائی ہے تم اس عہد نامے کو منگوا کر دیکھو اگر یہ بات جھوٹی ہوگی تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر سچی ثابت ہوئی تو چاہئے کہ اب زیادہ ہم کو نہ ستاؤ اور ہمیں اس گھاٹی سے نکلنے دو۔ قریش نے عہد نامہ منگوا کر دیکھا تو واقعی اللہ کے نام کی جگہ باقی تھی اس کے علاوہ باقی سب کو دیمک کھا گئی تھی یہ دیکھ کر قریش نادم ہوئے اور بنو ہاشم سے کہا کہ تم گھاٹی سے نکل کر آبادی میں آجاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خبر غائبانہ دی تھی وہ سچی ثابت ہوئی۔ یہ آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی بات کی خبر دی جس کی کسی کو خبر نہ تھی۔

کسریٰ کی موت

بیہقی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کے مقتول ہونے کی خبر اس رات کی صبح کو دے دی جس رات کسریٰ مارا گیا تھا واقعہ کی تفصیل یہ ہے 6ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے بہت سے بادشاہوں کو خطوط بھیجے جن میں اسلام کی طرف ان لوگوں کو بلایا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی چنانچہ ایک خط اسی طرح فارس کے بادشاہ پرویز کسریٰ کو بھی لکھا تھا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نام کو میرے نام سے پہلے کیوں لکھا۔ کسریٰ نے اپنے علاقہ یمن کے گورنر (امیر) باذان کو حکم دیا کہ تم دو چالاک اور تیز آدمیوں کو بھیجو وہ جا کر نبوت کے اس دعوے دار کو تمہارے پاس لائیں باذان نے دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ میں آکر بڑی بے باکانہ تقریر کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”تم کل آنا۔ آدھی رات پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور اس کی خبر اللہ نے وحی کے ذریعے رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو شخصوں کو بلا کر فرمایا کہ ”تم جاؤ رات کسریٰ کو شیرویہ نے مار ڈالا“ وہ دونوں اپنے حاکم باذان کے پاس گئے اور یہ خبر بیان کی باذان نے کہا کہ اگر یہ خبر سچی ثابت ہوئی تو واقعی وہ پیغمبر ہیں۔ چنانچہ ان ہی دنوں شیرویہ کا خط باذان کے پاس اس مضمون کا پہنچا کہ کسریٰ پرویز ظالم تھا اس لئے میں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ ملک عرب میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس سے کوئی مخالفت اور چھیڑ چھاڑ مت کرو باذان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کی صداقت معلوم ہوئی تو اپنے دو بیٹوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ جب کسریٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو پھاڑا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بددعا فرمائی تھی کہ ”اے خدا اس کے خاندان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے“ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کی حکومت تھوڑے دنوں میں مٹ گئی۔

مسئلہ دریافت کرنا

معجم کبیر اور بزار میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا چنانچہ ایک انصاری اور قبیلہ ثقیف کا ایک شخص وہاں آیا۔ دونوں نے سلام کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ علیہ السلام سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ”تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ کہو تو میں ابھی بتا دوں“۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرمایئے ہم کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تم پوچھنے آئے ہو کعبہ کی زیارت کرنے کا ثواب اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرنے اور دوڑنے کا ثواب اور عرفات میں قیام

Marfat.com

کرنے اور کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے کا ثواب کیا ہے؟'' ان دونوں نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے ہم یہی سب باتیں پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں مخفی ارادوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان لیا اور سچ سچ بیان فرما دیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز تھا۔

ابن عساکر میں واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اَسْقع سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے باتیں کر رہے تھے میں حلقہ کے بیچ میں جا کر بیٹھ گیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حلقہ کے بیچ میں بیٹھنے کی ممانعت ہے اس لئے یہاں سے اٹھ جاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اسے یہیں بیٹھا رہنے دو مجھے معلوم ہے کہ وہ کس مقصد سے یہاں آیا ہے'' واثلہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتائیے میں کس لئے آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم بِرّ اور شک کے بارے میں پوچھنے آئے ہو'' میں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں بِرّ اور شک ہی کی حقیقت پوچھنے آیا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''بِرّ وہ ہے جو دل میں ٹھہرے اور جس پر مومن کے دل کو اطمینان ہو دل اس پر جم جائے اور شک یہ ہے کہ اس پر اطمینان نہ ہو۔ تجھے چاہئے کہ شبہ اور شک والی چیز کو چھوڑ کر غیر شبہ والی چیز کو اختیار کر لے چاہے فتویٰ دینے والے تجھے اس کے خلاف فتویٰ دے دیں'' واثلہ کی غرض یہ تھی کہ بہت سے امور ایسے ہیں جن کا صریح حکم نہیں ہے کہ یہ بھلے ہیں یا برے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے امور میں مومن صالح کے دلی اطمینان کو معیار قرار دیا۔ صحابی کے دل کی بات یہاں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھول دی۔

بشارت جائے ہجرت مدینہ طیبہ

دارمی مسند میں اور ابن عساکر حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ تورات کے سفر اول میں ہے۔

''مُحَمَّد رَّسُوْلُ اللهِ عَبْدِی الْمُخْتَارُ لاَ فَظّ وَلاَ غَلِيْظ وَلاَ سَخَاب فِي الْاَسْوَاقِ وَلاَ يُجْزِیُّ بِالسِّيِّنَةِ السَّيِّنَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةِ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ''

ترجمہ:۔ ''محمد رسول اللہ میرے مختار بندے ہیں نہ بدخلق ہیں، نہ درشت خو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے، نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ درگزر کرنے والے اور مغفرت سے کام لینے والے، جائے پیدائش آپ کی مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت طیبہ یعنی مدینہ منورّہ اور حکومت آپ علیہ السلام کی شام میں ہوگی''۔

بشارت حمد کرنے والے

تورات کے سفر ثانی میں ہے۔

Marfat.com

''مُحَمَّد رَّسُوْلُ اللهِ اُمَّتَهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيُكَبِّرُوْنَهُ عَلىٰ كُلِّ شَرَفٍ دُعَاةُ الشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَاءَ وَقْتُهَا وَلَوْ كَانُوْا عَلىٰ رَأْسِ كَبَسَةٍ اَىْ نَخْلَةٍ وَ يَاتَزِرُوْنَ اَوْسَاطَهُمْ وَاَصْوَاتَهُمْ بِالَّيْلِ فِىْ جَوِّ السَّمَاءِ كَاَصْوَاتِ النَّحْلِ''

ترجمہ:۔ ''محمد اللہ کے رسول ہیں۔امت آپ کی حمادون ہے جو ہر رنج وراحت میں اللہ کی حمد کرنے والے اور ہر منزل میں اللہ کی تعریف کرنے والے ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہنے والے ہیں؛ وہ سورج کے نگہبان ہیں، پابندی وقت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں خواہ وہ کھجور کی چوٹی پر ہوں، ہمیشہ کمر بستہ، رات کے وقت ان کی آوازیں فضائے آسمانی میں یوں گونجتی ہیں جیسے مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔''

بشارت سلطنتِ شام

دارمی، ابن سعد اور ابن عساکر میں ابی فروہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اوصاف کیسے پاتے ہیں؟ جواب دیا۔

" نَجِدُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ تُوْلَدُ بِمَكَّةَوَيُهَاجِرُ اِلىٰ طَابَةَ وَيَكُوْنُ مُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَا بِسَخَابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَافِيُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفُرُ وَ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِيْ كُلِّ سَرَّاءٍ وَضَرَّاءٍ وَيُكَبِّرُوْنَ فِيْ اَوْسَاتِهِمْ وَيَصُفُّوْنَ فِيْ صَلَاتِهِمْ كَمَايَصُفُّوْنَ فِيْ قِتَالِهِمْ دَوِيُّهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ كَدَوِيِّ النَّحْلِ يَسْمَعُ مَنَادِيْهِمْ فِيْ جَوِّالسَّمَا "

ترجمہ:۔ ''ہم آپ کو تورات میں محمد بن عبداللہ پاتے ہیں۔آپ مکہ میں پیدا ہوں گے طابہ (مدینہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔سلطنت آپ کی شام میں ہوگی آپ نہ بیہودہ گو ہیں نہ بازاروں میں شور کرنے والے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگزر اور معافی سے کام لیتے ہیں، امت آپ کی حمادون ہے جو ہر رنج وراحت میں اللہ کی حمد سرا، ہر بلندی پر اللہ کی بڑائی بیان کرنے والی، وہ اطراف اعضاء کا وضو کریں گے، ٹخنوں تک ان کے ازار ہوں گے، نماز میں ان کی صفیں ایسی ہوں گی جیسے جنگ میں صف بندی ہوتی ہے۔مساجد میں ان کی آوازیں یوں ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ، ان کی پکار فضائے آسمانی میں سنائی دے گی۔''

ماخذِ کتب

1۔ طبقات ابن سعد
2۔ تورات

Marfat.com

3۔ تفسیر کبیر۔علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ
4۔ تاریخ طبری
5۔ فتح الباری
6۔ دلائل النبوۃ
7۔ معارج النبوت
8۔ جواہر البحار

بشارات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم از سطیح کاہن

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کاہن کا ذکر کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ نے اس جیسی کوئی حیران کن چیز پیدا نہیں فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ نے سطیح کو گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا ہے جو تختہ پر پڑا رہتا اور اسی تختے پر اسے اٹھا کر لایا جاتا جہاں وہ جانا چاہتا اسکے جسم میں ہڈی پٹھے کچھ نہ تھے سوائے کھوپڑی، گردن اور ہتھیلیوں کے اسے پاؤں سے ہنسلی کی ہڈی تک یوں دوہرا کیا جاسکتا تھا جیسے کپڑا لپیٹا جاتا ہے اسکے جسم میں حرکت کرنے والی کوئی چیز نہیں تھی سوائے اسکی زبان کے جب اس نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو اسے تختے پر ڈال کر مکہ مکرمہ لایا گیا، اس کے پاس قریش کے چار آدمی آئے۔ قصیٰ کے دو بیٹے عبد شمس اور عبد مناف، احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص، جنہوں نے اپنے آپ کو غیر نسب کی طرف منسوب کیا اور کہا ہم خود سر اور سرکش قسم کے لوگ بنو جمح سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم آئے ہیں تاکہ آپ سے ملاقات کریں، کیونکہ ہمیں آپ کے آنے کی اطلاع ملی تھی اور ہم نے خیال کیا کہ ہمارا آپ کے پاس آنا لازم ہے۔ پھر عقیل نے سطیح کو ہندی تلوار اور رُدینی نیزہ بطور ہدیہ پیش کئے اور انہیں بیت اللہ شریف کے دروازے پر رکھ دیا تاکہ اس کی آزمائش کریں کہ آیا سطیح انہیں دیکھتا ہے کہ نہیں۔ تو سطیح نے عقیل سے کہا کہ میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دو، تو اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔ سطیح نے کہا:

"وَالْعَالِمُ الْخَفِيَهِ وَالْغَافِرُ الْخَطِيَهِ وَالذِّمَّةُ الْوَفِيَهِ وَالْكَعْبَةُ الْمَبْنِيَّةُ اِنَّکَ لَلْجَائِیْ بِالْهَدِيَةِ الصَّفِيحَةِ الْهِنْدِيَةَ وَالصَّعْدَةَ الرُّ دَنِيَّة"

ترجمہ:۔ "اس ذات کی قسم جو مخفی امور کا عالم ہے خطاؤں کا معاف کرنے والا ہے جو ایفائے ذمہ کرتا ہے نیز کعبہ کی قسم کہ تم ہندی تلوار اور ردینی نیزہ کا ہدیہ لیکر آئے ہو۔"

انہوں نے کہا: اے سطیح! آپ نے سچ کہا ہے۔ تو سطیح نے کہا:

''وَالْاٰتِیْ بِالْفَرَحِ وَقَوْسِ قَزَحٍ وَالسَّابِقِ الْقَرِحِ وَاللَّطِیْمِ الْمُنْطَبِحِ وَالنَّخْلِ وَالرُّطَبِ وَالْبَلَحِ اَنَّ الْغُرَابَ حَیْثُ مَا طَارَ سَخ وَاَخْبَرَ اَنَّ الْقَوْمَ لَیْسُوْ مِنْ جَمَحٍ وَ اَنَّ نِسْبَتَهُمْ مِنْ قُرَیْشِ ذِی الْبَطْحِ''

ترجمہ:۔ ''خوشی اور قوس قزح لانے والے کی قسم پھر قرح اور لطیم گھوڑوں کی قسم، شاخ خرما کچی اور پکی کھجوروں کی قسم کہ کوا جہاں اڑ کر گیا دائیں طرف ہی مڑا پھر بتایا یہ لوگ بنو جمح سے نہیں ہیں بلکہ ان کی نسبت بطحائے مکہ کے قریش کی طرف ہے۔''

ان لوگوں نے کہا: اے سطیح! آپ کی بات سچی ہے ہم اہل مکہ آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں، کیونکہ ہمیں آپ کے علم وفراست کی خبر پہنچی ہے پس اگر آپ کے پاس علم ہے تو ہمیں ہمارے زمانے میں اور ہمارے زمانے کے بعد رونما ہونے والے واقعات کی خبر دیجئے۔ سطیح نے جواب دیا اب تم نے صحیح بات کی ہے، للہذا مجھ سے اب سنو جو بات اللہ نے میرے دل میں ڈالی ہے۔

اَنْتُمُ الْاٰنَ یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ فِیْ زَمَانِ الْهَرِمِ سَوَاءٌ بَصَائِرَ کُمْ وَ بَصِیْرَۃَ الْعَجَمِ لَا عِلْمَ عِنْدَ کُمْ وَلَا فَهْمَ وَنَیْشَأُ مِنْ عَقِبِکُمْ وَهُمْ یَطْلُبُوْنَ اَنْوَاعَ الْعِلْمِ یَکْسِرُوْنَ الصَّنَمَ یَبْلُغُوْنَ الرُّوْمَ یَقْتُلُوْنَ الْعَجَمُ یَطْلُبُوْنَا الْغَنَمَ.

ترجمہ:۔ ''اے گروہ عرب! تم اب پیرانہ سالی میں ہو، تمہاری بصارت اہل عجم کی بصیرت گمراہی کے لحاظ سے یکساں ہے۔ نہ تمہارے پاس علم ہے نہ دانش، البتہ! تمہاری نسل میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو طرح طرح کے علوم حاصل کریں گے، وہ بت پاش پاش کریں گے روم تک پہنچیں گے عجمیوں کو قتل کریں گے اور مال غنیمت کی تلاش میں نکلیں گے''۔

ان سردارانِ قریش نے پوچھا: اے سطیح! وہ لوگ کس گروہ سے ہوں گے؟

اس نے جواب دیا

''وَالْبَیْتُ ذِی الْاَرْکَانِ وَالْاَمْنُ وَالسُّلْطَانُ لَیَنْشَأَنْ مِنْ عَقِبِکُمْ وِلْدَانٌ یَکْسِرُوْنَ الْاَوْثَانَ وَیَتَوَلَّوْنَ عِبَادَۃَ الشَّیْطَانِ یُوَحِّدُوْنَ الرَّحْمٰنَ وَ یَسُنُّوْنَ دِیْنَ الدَّیَّانِ یَشْرُفُوْنَ الْبُنْیَانَ وَ یَسْبِقُوْنَ الْعُمْیَانَ''

ترجمہ:۔ ''ستونوں والے گھر کی قسم جو امن ودہشت کا گھر ہے۔ تمہاری نسل میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو بت شکن ہوں گے شیطان کی پوجا چھوڑ دیں گے رحمٰن کی توحید مانیں گے، اللہ کا دین نافذ کریں گے بڑی عمارت بنائیں گے اور اندھوں کی دستگیری کریں گے''۔

انہوں نے پھر دریافت کیا وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟ تو اس نے بتایا

''وَاَشْرَفُ الْاَشْرَافِ وَالْمُحْصِی الْاَسْرَافُ وَالْمُزَعْزَعُ الْاَحْقَافُ وَالْمُضَعَّفُ الْاَضْعَافُ

Marfat.com

لَیَمْشُوْنَ الاٰفَ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّمَنَافٍ یَّکُوْنُ فِیْهِمْ اِخْتِلَاف""

ترجمہ:۔ ''سب سے زیادہ ذی شرف کی قسم ریتلے میدان کو تہہ و بالا کرنیوالے کی قسم بے حساب اضافہ کرنیوالے کی قسم! کہ بنو عبد شمس اور بنو عبد مناف ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے ان کے درمیان اختلاف و انتشار ہوگا۔''

انہوں نے کہا: اے سطیح! آپ ہمیں ان کے امیر و حاکم کے متعلق کیا بتاتے ہیں؟ وہ کس شہر سے ظاہر ہوگا؟ تو اس نے بیان کیا۔

''وَالْبَاقِیْ الْاَیَدُ وَالْبَالِغُ الْاَمَدُ لَیَخْرُ جَنَّ مَنْ ذَا الْبَلَدْ بَنِیْ مُهْتَدٍ یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ یَرْفَضُ یَغُوْثُ وَالْفَنَدُ یَبْرَأُ مِنْ عِبَادَتَ الصِّلَدِ یَعْبُدُ رَبًّا الْفَرَدِ ثُمَّ یَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ مُحَمَّدًا وَّ مِنَ الْاَرْضِ مَفْقُوْدًا وَّ فِی السَّمَاءِ مَشْهُوْدًا''

ترجمہ:۔ ''ہمیشہ ابد تک باقی رہنے والے پروردگار کی قسم! اس شہر سے ایک ہدایت یافتہ نبی ظاہر ہوگا جو رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرے گا، یغوث و فند بتوں سے اظہار برأت کرے گا، حجر پرستی سے انکار کرے گا، صرف ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ اس حالت میں اسے وفات دے گا کہ سارا زمانہ اسکی تعریف میں رطب اللسان ہوگا۔ وہ زمین سے مفقود ہوگا اور آسمان میں موجود ہوگا''۔

اس کے بعد سطیح نے انہیں خلفائے راشدین کے حالات اور ان کے بعد کے واقعات سے آگاہ کیا جن کا مختصر ذکر پیشین گوئیوں میں کیا گیا ہے جو شخص اس کی تفصیلی گفتگو سے واقف ہونا چاہتا ہے وہ اصل کتاب یعنی خصائص الکبریٰ کی طرف مراجعت کرے۔

خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)
اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی (المتوفی 450ھ)
طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168-230ھ)

بشارت ورقہ بن نوفل

ورقہ بن نوفل بن اسد ایام جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اور انجیل کے حصوں کو عربی زبان میں لکھتے جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آغاز وحی کی خبر دی (وہ حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے جنہیں قریش ''قس'' کے لقب سے یاد کرتے تھے) تو انہوں نے کہا کہ یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اے کاش میں اس وقت زندہ ہوں جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکال دے گی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے جواب دیا ہاں جس آدمی نے آپ جیسی دعوت پیش کی تو اسکے ساتھ عداوت کی گئی ہے۔ اے کاش مجھے وہ دن نصیب ہو تو میں آپ کی نصرت و اعانت کا

Marfat.com

فریضہ سرانجام دوں۔ یہ تمام گفتگو صحیح بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں ثابت ہے۔

ابونعیم عروہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ورقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال بیان کیا اور ورقہ نے کہا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جبریل علیہ السلام آیا ہے جو سبوح ہے حالانکہ جبریل کا ذکر ایسی زمین میں کیسے کیا جا سکتا ہے جہاں بتوں کی پوجا کی جاتی ہو۔ جبریل تو اللہ اور اسکے رسولوں کے درمیان اس کے کلام کے امین ہیں۔ جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس جگہ لے جاؤ جہاں آپ نے وہ جو کچھ دیکھا ہے۔ پس جب آپ اس کو دیکھنے لگو تو حجاب اتار دینا اگر وہ اللہ کی طرف سے فرستادہ ہوگا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کو دیکھ نہیں سکیں گے، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا تو جبریل غائب ہو گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم انہیں نہ دیکھ سکے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے واپس آ کر ورقہ کو اسکی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ یہ ناموس اکبر ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آتا ہے اس کے بعد ورقہ دعوت اسلام کے اظہار کا انتظار کرنے لگے۔ اس بارے میں ان کے یہ اشعار ہیں۔

لَجَجْتُ وَ كُنْتُ فِي الذِّكْرىٰ لُجُوْجًا　　لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيْجَا

ترجمہ:۔ میں ایک خیال میں مستغرق تھا کہ ایک فکرمندی نے مجھے پریشان کر دیا اور رونے پر مجبور ہو گیا۔

وَوَصْفٌ مِنْ خَدِيْجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ　　فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِىْ يَا خَدِيْجَا

ترجمہ:۔ اور وہ فکر خدیجہ کے بتکرار بیان کے متعلق ہے تو میں نے اس سے کہا اے خدیجہ! میرا انتظار بہت طویل ہو گیا ہے۔

بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ عَلٰى رَجَائِىْ　　حَدِيْثُكِ اَنْ اَرٰى مِنْهُ خُرُوْجًا

ترجمہ:۔ تمہارے بیان کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ بطن مکہ میں اس کا ظہور دیکھوں گا۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا سَيَسُوْدُ قَوْمًا　　وَيَخْصُمُ مَنْ يَّكُوْنُ لَهٗ حَجِيْجًا

ترجمہ:۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) عنقریب قوم کے سردار بن جائیں گے اور جو دلیل و حجت لے کر آئے گا اس کا مقابلہ کریں گے۔

وَيَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءَ نُوْرٍ　　تُقَامُ بِهِ الْبَرِيَّةُ اَنْ تَعُوْجَا

ترجمہ:۔ شہر بہ شہر آپ کی روشنی پھیلے گی جس کے باعث مخلوق کو کج روی سے بچائیں گے۔

فَيَالَيْتَنِىْ اِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ　　شَهِدْتُّ وَ كُنْتُ اَوَّلَهُمْ وُلُوْجًا

ترجمہ:۔ اے کاش میں اس وقت وہاں موجود ہوتا تو آپ کی رسالت کی شہادت دیتا اور سب سے پہلے آپ کے دین میں داخل ہوتا

وُلُوْجًا فِي الَّذِىْ كَرِهَتْ قُرَيْشٌ"　　وَلَوْ عَجَّتْ بِمَكَّتِهَا عَجِيْجًا

Marfat.com

اس دین میں داخل ہوتا اگرچہ قریش اس دین کو ناپسند کریں اور مکہ میں ہنگامہ بپا کریں۔

بطن المکتین کا مفہوم بیان کرتے ہوئے امام عینی ''شواہد الکبریٰ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں اطراف ہیں یا اسکے بالائی اور زیریں حصے مراد ہیں۔ اس لئے اس کی تعریف بیان کی ہے۔

حاکم نے از طریق ابن اسحاق عبدالملک بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائے وحی کے بارے میں جو بیان کیا ورقہ بن نوفل نے اسکے متعلق مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں۔

يَا لِلرِّجَالِ وَصَرْفَ الدَّهْرِ وَالْقَدْرِ وَمَا لِشَيْءٍ قَضَاهُ اللهُ مِنْ غَيْرِ

ترجمہ:۔ اے لوگو زمانہ اور قضا وقدر کے انقلابات پر حیرت وتعجب کا اظہار کرو اور اللہ کے فیصلہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا

حَتّٰى خَدِيْجَةَ تَدْعُوْنِيْ لَا خَبْرَهَا وَمَا لَهَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرٍ

ترجمہ:۔ خدیجہ چاہتی ہے کہ اسے وہ بات بتادوں جو میرے نزدیک ظاہر ہونے والی ہے حالانکہ اسے پوشیدہ بات کی خبر نہیں۔

جَاءَتْ لِتَسْأَلَنِيْ عَنْهُ لَا خَبْرَهَا اَمْرًا اَرَاهُ سَيَأْتِي النَّاسَ مِنْ اٰخِرِ

ترجمہ:۔ وہ مجھ سے پوچھنے کے لئے آئی ہے تا کہ میں اسے ایک بات کے متعلق خبر دوں جو میرے خیال میں بالآخر ظاہر ہونے والی ہے۔

وَ خَبَّرَتْنِيْ بِاَمْرٍ قَدْ سَمِعْتُ بِهٖ فِيْمَا مَضٰى مِنْ قَدِيْمِ الدَّهْرِ وَالْعَصْرِ

ترجمہ:۔ اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جس سے میرے کان قدیم زمانے سے ہی آشنا تھے۔

بِاَنَّ اَحْمَدَ يَأْتِيْهِ فَيُخْبِرُهٗ جِبْرِيْلُ اَنَّكَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْبَشَرِ

ترجمہ:۔ کہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جبریل امین آکر کہیں گے کہ آپ بنی نوع انسان کی طرف مبعوث ہیں۔

فَقُلْتُ عَلَّ الَّذِيْ تُرْجِيْنَ يُنْجِزُهٗ لَكِ الْاِلٰهُ فَرُجِّي الْخَيْرَ وَانْتَظِرِيْ

ترجمہ:۔ تو میں نے کہا: شاید اللہ تمہاری امید پوری کرے، لہٰذا خیر و برکت کی امید رکھو اور انتظار کرو۔

وَاَرْسَلَتْهُ اِلَيْنَا كَيْ نَائِلُهٗ عَنْ اَمْرِهٖ مَا يَرٰى فِي النَّوْمِ وَ السَّهَرِ

ترجمہ:۔ تم ان کو ہمارے پاس بھیجو تا کہ ہم ان سے ان کے احوال پوچھیں جو وہ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔

فَقَالَ حِيْنَ اَتَانَا الْمُصْطَفٰى عَجَبًا يَقِفُ مِنْهُ اَعَالِي الْجِلْدِ وَالشَّعْرِ

ترجمہ:۔ تو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمارے پاس آکر ایسی عجیب بات بتائی جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

اِنِّیْ رَأَیْتُ اَمِیْنَ اللهِ وَاجَهَنِیْ فِیْ صُوْرَةٍ اَکْمَلَتْ مِنْ وَاهِبِ الصُّوَر

ترجمہ:۔ میں نے کلام الٰہی کے امین کو دیکھا کہ وہ مصور اشیاء کی عطا کردہ بہترین شکل وصورت میں میرے سامنے تشریف لائے۔

ثُمَّ اسْتَمَرَّ فَکَانَ الْخَوْفُ یَذْعُوْنِی فَمَا یُسْلِمُ مِنْ حَوْلِیْ مِنَ الشَّجَر

ترجمہ:۔ پھر آپ تشریف لے گئے اور میں اپنے اردگرد کے ان درختوں سے خوفزدہ ہو رہا تھا جو آپ پر سلام پیش کر رہے تھے۔

فَقُلْتُ ظَنِّیْ وَمَا اَدْرِیْ أَیُصَدِّقُنِیْ اَنْ سَیَکُوْنَ تَبْعَثُ تَتْلُوْ مُنْزِلَ السُّوَر

ترجمہ:۔ تو میں نے کہا گمان غالب ہے کہ آپ عنقریب رسول بن کر مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔

وَسَوْفَ اٰتِیْکَ اَنْ اَعْلَنْتُ دَعْوَتُهُمْ مِنَ الْجِهَادِ بِلاَ مَنٍّ وَلاَ کَدَرِ

ترجمہ:۔ اگر آپ نے کفار کو لڑائی کے لئے للکارا تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو بغیر کسی پریشانی اور احسان کے فتح کامرانی سے سرفراز کرے گا۔

دلائل النبوۃ۔ حافظ: ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)

کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)

شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384۔458ھ)

صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری (204ھ۔261ھ)

موطا امام مالک۔ ابوعبداللہ مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ اصبحی (103ھ۔179ھ)

بشارت مامون کاہن

خصائص الکبریٰ میں بحوالہ ابوموسیٰ مدینی، عوانہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے دریافت کیا کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جسے ایام جاہلیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق کوئی بشارت ملی ہو؟ تو طفیل بن زید حارثی نے جو کہ ایک سو ساٹھ سال کے ہو چکے تھے۔ کہا ہاں! اے امیر المومنین! مامون بن معاویہ کہانت میں بڑا کمال رکھتا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں کہا۔

"یَالَیْتَ اَنِّیْ اَلْحَقُهٗ وَلَیْتَنِیْ لَا اَسْبُقُهٗ"

ترجمہ:۔ اے کاش! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے میری ملاقات ہو جائے اور آپ سے پہلے نہ گزر جاؤں۔

Marfat.com

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کی اطلاع ملی تو میں نے کہا یہ تو وہی نبی ہے جس سے مامون ڈرایا کرتا تھا پھر ایک زمانہ بیت گیا یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

بشارت ظہور نبوی (علیہ السلام)

ابونعیم یعقوب بن یزید بن طلحہ تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرا، آپ نے اس سے پوچھا: کیا تو کاہن ہے؟ اور تیرا ملاپ تیری بیوی سے کب ہوا تھا؟ اسنے جواب دیا۔ ظہور اسلام سے کچھ عرصہ پہلے وہ میرے پاس آئی اور بلند آواز سے پکاری، اے سلام! اے سلام!

"اَلْحَقُّ الْمُبِیْنَ وَالْخَیْرُ الدَّائِمُ غَیْرَ حِلْمٍ نَائِمٍ"

ترجمہ:۔ واضح حق اور دائمی بھلائی کا ظہور ہو گیا ہے جو کسی سوئے ہوئے شخص کی خواب نہیں ہے۔

تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں بھی آپ کو اسی طرح کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ بخدا! ہم پر کیف گنگناہٹ میں چل رہے تھے اور ہمیں سوائے صدائے بازگشت کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا کہ اچانک ہماری نظر سامنے سے آتے ہوئے شتر سوار پر پڑی، اس نے پکار کر کہا

یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ اللّٰہُ اَعْلٰی وَاَمْجَدُ
اَتَاکَ مَا وَعَدَکَ مِنَ الْخَیْرِ یَا اَحْمَدُ

ترجمہ:۔ یا احمد! یا احمد! اللہ اعلیٰ و امجد ہے۔ آپ کے پاس وہ بھلائی آ گئی ہے جس کا آپ کو وعدہ دیا گیا تھا پھر وہ شخص چلا گیا۔

اس کے بعد ایک انصاری نے یہ واقعہ سنایا کہ میں شام جا رہا تھا جب ہم مقام قفر یا بے آب و گیاہ میدان میں پہنچے تو پیچھے سے ہاتف نے آواز دی۔

"قَدْ لَاحَ نَجْم" فَاَضَاءَ مُشْرِقَهٗ یَخْرُجُ مِنْ ظُلْمِ غُسُوْ فِ مَوْبِقِهٖ ذَاکَ رَسُوْلُ مُفْلِح" مَنْ صَدَقِهِ اللّٰہُ اَعْلٰی اَمْرُهٗ وَ حَقَّقَهٗ"

ترجمہ:۔ ستارہ احمد چمک اٹھا ہے جس نے مشرق جگمگا دیا ہے، وہ رسول ہے جو تصدیق کرنے والوں کو فلاح و کامرانی عطا کرنے والا ہے اور اللہ نے اپنا دین برتر اور ثابت کر دیا ہے۔

الخصائص الکبریٰ۔ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 911ھ)
دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (التوفی 430ھ)

Marfat.com

بشارت رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم از شامی راہب

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر راہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اعلان نبوت سے پہلے آپ کے اوصاف بیان کیا کرتا تھا، کیونکہ ابو عامر شرک سے بیزار ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل تھا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کا متلاشی تھا۔ اس نے علماء اہل کتاب یہود ونصاریٰ سے دین حنیف کے بارے میں پوچھنے کے لئے اطراف واکناف میں کئی بار سفر کئے۔ ان علماء نے اسے بتایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ملت ابراہیم کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف بھی بیان کئے۔ خزیمہ کہتے ہیں کہ ابو عامر ایک دن سرداران اوس وخزرج کی مجلس میں بیٹھا تھا تو وہاں اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا تذکرہ کیا اور آپ علیہ السلام کی بعثت وہجرت کے وقت کی تعیین کی۔ پھر آپ علیہ السلام کے زبردست اوصاف بیان کئے تو بنی عبد الاشہل کے ایک حلیف ابوالہیثم بن تیہان قضاعی نے جو کہ خود موحد تھا اور دین حنیف کی تلاش میں تھا کہا اے ابا عامر تو اگر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا بچشم خود مشاہدہ بھی کرے۔ تو ان اوصاف سے زیادہ بیان نہیں کر سکے گا۔ ابو عامر نے کہا ہاں اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے یہ اوصاف مجھ سے انسانوں اور جنّوں نے بیان کئے ہیں تو ابوالہیثم نے کہا: یہ انسان تو آپ سے اوصاف بیان کر سکتے ہیں، کیونکہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں لیکن جنّوں نے یہ کیونکر بتائے۔ ابو عامر نے جواب دیا مجھے یمن کے ایک کاہن کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ آئندہ آنے والے واقعات بتانے کا بڑا شوقین ہے۔ تو میں نے اس کی طرف تنہا عزم سفر اختیار کیا اور مسلسل چلتا رہا میں ایک چاندنی رات میں چل رہا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا جب نیند کا اثر زائل ہوا تو دیکھا کہ میری سواری راستہ سے ہٹ چکی ہے جس سے مجھے بڑی پریشانی ہوئی اور میں انتہائی خوفزدہ ہوا کہ اسی اثناء میں مجھے ستاروں کی مانند روشنیاں نظر پڑیں، میں گرتا پڑتا ان روشنیوں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ ان کے قریب آ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آگ ہے جسے تاپنے والوں نے گھیر رکھا ہے مگر وہ انسانوں سے مشابہت نہیں رکھتے اور وہ شور و غل کر رہے ہیں مگر مجھے ان کے گھر اور جانور نظر نہ آئے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میری سواری رک گئی پھر وہ بدک اور بھڑک اٹھی جس کی وجہ سے میں گر گیا تو وہ شکلیں گروہ در گروہ میری طرف بڑھنے لگیں میں نے بلند آواز میں چیخ ماری کہ میں ان گروہوں کے سردار کی پناہ میں آتا ہوں اور دیکھا کہ ان میں سے ایک پکارنے والا انہیں قول و فعل سے پکار رہا ہے تو وہ پیچھے ہٹ گئے ان میں سے چار میرے پاس آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے وہ انتہائی بدصورت اور کریہہ المنظر تھے۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: تم انسانوں کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے کہا: غسان کے بنو قیلہ سے ہوں۔ پھر پوچھا: کدھر جا رہے ہو، میں نے کہا: کیا میں پناہ نہیں لے چکا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں! تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا تو میں نے انہیں بتایا کہ میں کاہن کے پاس جا رہا ہوں ہم انسان کا

Marfat.com

ہنوں پر بڑا اعتماد کرتے ہیں جو تم سے علم حاصل کرتے ہیں۔

تو تینوں نے چوتھے کی طرف اشارہ کیا اور کہا تو جاننے والے پر گرا ہے، لہٰذا تو نے اس کو سوال اور رغبت سے مختص کیا ہے اسنے پوچھا: تم کس کے باپ ہو؟ میں نے کہا: عامر کا اس نے کہا: ہاں! اے عامر! اور پھر ایک مسجع کلام بیان کیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بشارت تھی۔ ابو عامر نے کہا: کیا تم اس نبی کے اوصاف بیان کرو گے۔ اس نے جواب دیا: ہاں! آپ کا چہرۂ انور صاف اور روشن ہے نہ آپ لمبے تڑنگے ہیں نہ پست قد، جب دیکھتے ہیں تو ٹکٹکی باندھ کر غور سے دیکھتے ہیں اور اگر آپ کو اذیت دی جاتی ہے تو چشم پوشی فرماتے ہیں، گویا انجان ہیں آپ کی آنکھوں میں کشادگی ہے اور سرخی ہے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ آپ ایک آسان و سیدھی شریعت لے کر آئیں گے لہٰذا جو چاہے آپ کے نقش قدم پر چل کر سعادت مند ہو جائے۔

پھر وہ اٹھا اور دوسرے تینوں بھی اس کے پیچھے ہو لئے مگر میں ساری رات اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا جب صبح ہوئی تو اپنے کام کی طرف واپس ہوا پھر میں حجر کی مجلس میں بیٹھا یہ قصبہ یمامہ ہے تو ایک شخص نے بتایا کہ ایک دن میں ھوذہ بادشاہ معظم کے دربار میں بیٹھا تھا کہ اس کا پہرے دار اندر داخل ہوا اور عرض کیا کہ دمشق کا ایک راہب اذن باریابی کا طلب گار ہے۔ ھوذہ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی، چنانچہ جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے راہب کو خوش آمدید کہا پھر ان کے مابین گفتگو ہوئی۔ راہب نے ھوذہ سے کہا بادشاہ معظم کا ملک کتنا پاکیزہ اور عمدہ ہے، ھوذہ نے کہا: ہاں۔! یہ عرب کی زینت اور اس کا بہترین ملک ہے راہب نے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی ولادت کہاں ہوگی جو بادشاہ کے اہالیان سلطنت کو اپنے دین کی طرف دعوت دے گا۔ ھوذہ نے جواب دیا وہ شہر ہمارے قریب ہے یعنی یثرب، میرے پاس اس کا دعوتی خط آیا ہے مگر میں نے اسکا اسلام لانے کا مطالبہ پورا نہیں کیا۔ راہب نے پوچھا کیوں؟ اسنے جواب دیا اگر میں اسکی پیروی اختیار کرلوں تو مجھے اپنے ملک کے چھن جانے کا خوف ہے۔ تو راہب نے کہا: اگر آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی کر لیتے تو آپ کی حکومت کو کوئی خطرہ نہ تھا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اتباع میں آپ کی بھلائی تھی، کیونکہ آپ وہ نبی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے اور انجیل میں آپ (علیہ السلام) کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ ھوذہ نے راہب سے پوچھا: تم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی اتباع کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا میرے دل میں ان کے خلاف حسد ہے دوسری بات یہ ہے کہ میں شراب کا رسیا ہوں مگر وہ شراب کو حرام ٹھہراتے ہیں ھوذہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اتباع کرلوں اور آپ علیہ السلام سے یہ درخواست کروں کہ آپ علیہ السلام مجھے میرے ملک پر برقرار رکھیں آپ علیہ السلام کے قاصد نے مجھے اس بات کا وعدہ بھی دیا ہے۔

اس کے بعد ھوذہ نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں خط تحریر کرے، چنانچہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا اور ایک ایلچی کے ہاتھ ارسال کیا

Marfat.com

اور ہدیہ بھی بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ اسکی قوم کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ اسکے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی اتباع کریں گے تو ہم آپ کو معزول کر دیں گے یہ دھمکی سن کر اس نے اپنا ایلچی واپس بلوالیا اور اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ راہب اس کے دربار میں عزت و کرامت سے رہا اور پھر ہر سال اس کے پاس حاضر ہوتا پھر شام کی طرف کوچ کرتا۔ دم رخصت میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا: تم نے ھوذہ سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں جو بات کہی ہے کیا وہ سچی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! بالکل سچی ہے، لہٰذا تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی غلامی اختیار کرو، ابو عامر بیان کرتے ہیں میں راہب کی بات سن کر گھر لوٹ آیا اور تیاری کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور جو کچھ راہب سے سنا تھا اس کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دی اور دولت ایمان سے مشرف ہو گیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دلائل النبوت۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (المتوفی 430ھ)

مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل بن ادریس (164-241ھ)

سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان (202-275ھ)

بشاراتِ رسول کریم محمد مصطفیٰ علیہ السلام

قرآن کریم فرقانِ حمید میں ارشاد ربانی ہے۔ (سورۃ الاعراف آیت 157)

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ

ترجمہ۔ ''وہ اس عظیم الشان امی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی اتباع کرتے ہیں جس کے اوصاف اپنے ہاں تورات وانجیل میں لکھے پاتے ہیں۔''

یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اگر حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے احوال و اوصاف تورات وانجیل میں لکھے ہوئے نہ ہوتے تو قرآن حکیم میں اس کلام کا تذکرہ نہ ہوتا لہٰذا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تورات وانجیل میں اپنے احوال واوصاف کے ہونے کا ذکر فرمایا تو فی الواقع یہ تورات وانجیل میں نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہونے کی دلیل ہے اور صحت نبویہ محمدیہ کی زبردست شہادت ہے مگر اہل کتاب دانستہ اخفائے حق سے کام لیتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ (سورۃ البقر آیت 146)

وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

ترجمہ۔ ''بے شک ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر چھپاتے ہیں''

سورۃ المائدہ آیت 13

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:۔ ''اور وہ کلام الٰہی میں تحریف کر کے اس کے مقام سے ہٹا دیتے ہیں''۔حالانکہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات مقدسہ سے اس طرح آگاہ تھے جیسے وہ اپنی اولاد کو جانتے تھے، وہ تورات وانجیل میں آپ کے ذکر مبارک کو لکھا ہوا پاتے تھے لیکن انہوں نے ان دونوں کتابوں میں ردوبدل کر دیا:
(سورۃ توبہ آیت 32)

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ۔ ''چاہتے ہیں کہ نور خداوندی کو اپنی پھونکوں سے بجھا ڈالیں مگر کافروں کی ناگواری کے باوجود اللہ نے نور حق کو پورا کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے''۔(سورۃ التوبہ آیت 32)

یہ دونوں کتابیں تحریف وتبدل کے باوجود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نبوت سے بھرپور ہیں اور حضور کی شریعت ورسالت کی نشانیاں ان میں ہویدا ہیں۔لہٰذا یہود ونصاریٰ کا انکار انہیں اس سے کیسے مستغنی کر سکتا ہے۔

سریانی زبان میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرام ''مشقّح'' ہے جو اسم 'محمد' کا مترادف ہے وہ لوگ جب الحمد للہ کہنا چاہتے تو کہتے 'شقحالاھا'' تو الحمد اللہ کا معنیٰ 'شقحا'' ہوا اور مشقّح ''محمد'' ہوا اور وہ صفات جن کا اعتراف یہود ونصاریٰ کرتے ہیں وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال زمانہ جائے ظہور اور بعثت کے موافق ہیں۔سوال یہ ہے کہ ان صفات کا مصداق اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہیں ہیں تو ان صفات کا مصداق کون ہے؟ وہ کون ہے جس کے لئے امتوں کو نکالا گیا؟ کس کے سامنے وہ سرنگوں ہوئیں؟ اور کس کی دعوت پر امتوں نے لبیک کہی؟ وہ شتر سوار کون ہے جس نے بابل اور اس کے بتوں کا ستیاناس کیا؟ اگر ہم یہود ونصاریٰ کی کتابوں سے اخبار وقصص بطور ثبوت پیش نہ بھی کریں تو اس حقیقت پر کیا قرآنی دلیل کافی نہیں ہے؟ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔(سورۃ الاعراف آیت 157)

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

ترجمہ۔ کہ وہ امی رسول ونبی کی پیروی کرتے ہیں جن کا نام گرامی وہ تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

قرآن حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ نقل فرماتا ہے۔(سورۃ الصّف آیت 6)

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا
بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۝۶

ترجمہ۔ ''اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد ہوگا اور اس کا اسم گرامی ''احمد'' ہے۔ پھر جب ''احمد'' ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے''۔

(سورۃ آل عمران آیت 71)

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ
وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۷۱

ترجمہ۔ ''اے کتابیو! تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور دانستہ حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ آیت 146 میں ارشاد فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَهُمْؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۝۱۴۶

ترجمہ۔ ''جنہیں ہم نے کتاب عطا کی وہ ''محمد'' رسول اللہ کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں''۔

یہودی بوقت قتال اپنے مخالفین سے یہ کہا کرتے۔ ''اس نبی'' کی ولادت کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے وہ اپنی کتاب میں موجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کا ذکر کیا کرتے۔

سورۃ البقرۃ آیت 89 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْۙ
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْاۚ فَلَمَّا
جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ٘ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ۝۸۹

ترجمہ۔ ''جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب آپ تشریف لے آئے تو اچھی طرح جاننے کے باوجود آپ کا انکار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر''۔

اس انکار کا سبب حسد اور زوال ریاست کا خوف تھا انکار کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے گمان میں

Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور بنی اسرائیل میں ہونا تھا، مگر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نسل اسماعیل میں مبعوث فرمایا تو انہیں گراں گزرا۔ لہٰذا انہوں نے رسالت محمدی کی تکذیب کی۔

مواہب لدینہ میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کو اپنی اتباع اور تصدیق کی دعوت دی۔ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ آپ انہیں اپنی رسالت پر ایمان لانے کیلئے باطل دلائل سے استدلال فرماتے اور پھر ان دلائل کے لئے انہی کی کتابوں کا حوالہ دیتے اور فرماتے کہ میری نبوت اور صداقت کی علامت تمہاری کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہے اور پھر انہیں یہ دلائل اپنی کتابوں میں نہ ملتے۔ کیا اس سے وہ زیادہ دور اور متنفر نہیں ہو سکتے تھے؟ حالانکہ آپ کو اس طرح کی دعوت کی قطعاً ضرورت نہ تھی جو نفرت کا باعث بنے۔ آپ کی صداقت کی یہ زبردست دلیل ہے کہ بہت سے یہودی علماء مثلاً عبداللہ بن سلام، تمیم الداری اور کعب الاحبار وغیرہم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسی قسم کے دعوؤں پر آگاہ ہوکر مسلمان ہوئے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرنیوالی ایسی خبریں قرآن حکیم میں بار بار آئی ہیں اور آپ علیہ السلام نے ان خبروں کے ذریعے اہل کتاب پر شہادت سے ثابت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کے احوال کا ذکر ان کی کتابوں میں مذکور ہے جو ایک عقلمند شخص کیلئے پختہ دلیل ہے کہ فی الواقع آپ علیہ السلام کا ذکر اقدس گزشتہ کتابوں میں موجود ہے کیونکہ احوال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عارف ہر شخص خواہ وہ مسلمان ہے یا کافر، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے سب سے زیادہ عقلمند اور صاحب فہم وخرد ہیں بلاشبہ آپ علیہ السلام اس علم و آگہی اور صداقت کے مالک ہیں جس کے ذریعے آپ علیہ السلام نے ایک عظیم دین قائم فرمایا، یہ اعزاز آپ علیہ السلام سے پہلے کسی کو ملا نہ آپ علیہ السلام کے بعد کسی کو حاصل ہوگا قدیم کتابوں میں سو سے زیادہ مقامات ہیں جہاں آپ علیہ السلام کا ذکر مبارک مکتوب ہونے پر علماء نے استدلال کیا ہے۔ بہت سے اہل کتاب سے بھی آپ کے ذکر اقدس کا ان کتابوں میں ہونا بالتواتر منقول ہے۔ یہی چیز بہت سے ایمان لانے والوں کیلئے اسلام قبول کرنے کا سبب بنی۔ انصار مدینہ اپنے ہمسایہ اہل کتاب یہودیوں سے آپ علیہ السلام کے ذکر و نعت اور آپ علیہ السلام کے لئے انتظار کرنے کے متعلق سنتے رہتے تھے، بہت سے یہودی علماء نے ارض شام کی پر تعیش زندگی چھوڑ کر یثرب کو اس کی سختیوں اور آلام کے باوجود اپنا مسکن بنایا کیونکہ وہ پیغمبر آخر الزمان کے لئے منتظر تھے جو بنی اسماعیل میں مبعوث ہونے والا تھا۔

اہل کتاب کے ہاں اصحاب رسول مثلاً حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نیز ان کے عدل و انصاف اور سیرت کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے مذکور ہے، جب اپنی کتابوں کو کھول کر اس ذکر کو دیکھتے یا علمائے کتاب کی زبان سے سنتے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثناء میں رطب اللسان ہو جاتے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ انبیائے متقدمین نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر پاک مدح و

ثناء کے ساتھ کرتے تھے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ سورۃ الانعام آیت 93:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ

ترجمہ۔ ''اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے یا کہے کہ میرے پاس وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کوئی وحی نہیں کی گئی''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ کے اوصاف بیان کئے اور آپ کی نبوت ورسالت کی بشارت دی۔ میں نے حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مختلف نوع کی بشارتوں کو قابل اعتماد کتابوں سے نقل کیا ہے اور انہیں مختلف ابواب پر مرتب کیا ہے۔

بشارت رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلّم کتب سماوی میں

علامہ محقق شیخ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اظہار الحق'' میں واضح دلائل اور قاطع براہین سے یہ ثابت کیا ہے کہ ان بشارتوں کا مصداق ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والتسلیم کی ذات مقدسہ ہے۔

Marfat.com

بشارات بعثت نبوی علیہ السلام

1. بشارت شیلوہ قوموں کا حکمران

کتاب پیدائش کے باب انچاس (49) آیت دس (10) میں ہے۔

''یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی''

اس آیت کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کیونکہ قوموں کا اجتماع فقط آپ کی ذات گرامی پر ہوا ہے۔

2. بشارت حمد سرا امت

زبور باب ایک سو انچاس (149) میں ہے۔

خداوند کی حمد کرو

خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ،

اور مقدسوں کے مجمع میں اس کی مدح سرائی کرو
وہ دف اور ستار پر اس کی مدح سرائی کریں
ان کے منہ میں خدا کی تمجید
اور ہاتھ میں دو دھاری تلوار ہو،
تا کہ قوموں سے انتقام لیں
اور امتوں کو سزا دیں

اس بشارت کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہیں کیونکہ مذکورہ تمام اوصاف انہیں پر صادق آتے ہیں۔

3. بشارت حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نوید

کتاب۔شعیاہ باب نمبر 54
اے بانجھ! تو جو بے اولاد تھی، نغمہ سرائی کر، تو جس نے
ولادت کا درد برداشت نہیں کیا، خوشی سے گا اور زور سے چلا
کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی اولاد شوہر والی
کی اولاد سے زیادہ ہے اپنی خیمہ گاہ کو وسیع کر دے، ہاں اپنے
مسکنوں کے پردے پھیلا، دریغ نہ کر، اپنی ڈوریاں لمبی اور
میخیں مضبوط کر، اس لئے کہ تو داہنی اور بائیں طرف بڑھے گی اور تیری
نسل قوموں کی وارث ہوگی اور ویران شہروں کو بسائے گی، خوف نہ کر

اس بشارت میں بانجھ سے مراد ''مکہ مکرمہ'' کی زمین ہے کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کے بعد (بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کسی نبی کا یہاں ظہور نہ ہوا نہ وحی اتری، جو شخص بھی مکہ شریف کی حرمتوں کو پامال کرنے کے لئے اٹھا، اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کیا جیسا کہ اصحاب فیل کی عبرت انگیز داستان ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کانا دجال بھی مکہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا جیسا کہ صحیح احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے۔

4. بشارتِ پیکر حسن و جمال

زبور باب 44 میں ہے۔
''میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے۔
میں وہی مضامین سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلمبند کئے ہیں۔
میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔

Marfat.com

تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔
تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔
اس لئے خدا نے تجھے ہمیشہ کیلئے مبارک کیا
اے زبردست! تو اپنی تلوار کو
جو تیری حشمت وشوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر
اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر
اپنی شان وشوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو
اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا،
تیرے تیر تیز ہیں
وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل لگے ہیں
امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں
تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت
تیرے ہر لباس سے مروارید عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔
تیری معزز خواتین میں شاہزادیاں ہیں
جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔
میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔
اس لئے امتیں ابدالاباد تک تیری شکر گزاری کریں گی''

داؤد علیہ السلام اس زبور میں ایک نبی کی بشارت دے رہے ہیں جس کا ظہور ان کے زمانہ کے بعد ہوگا۔

5. بشارت قیدار کے ریوڑ

حضرت شعیاء علیہ السلام اپنی کتاب بائیسویں (22) فصل میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''اے ارض مکہ اٹھ اپنا چراغ روشن کر، تیرا وقت قریب آ گیا ہے۔ خدا کا وقار تجھ پر طالع ہے اس نے زمین کو سائے سے ڈھانپ دیا ہے اور قوموں پر دھند چھا گئی ہے اور خداوند تجھ پر جلوہ گر ہونے والا ہے اور اپنی کرامت ظاہر کرنے والا ہے، امتیں تیرے نور کی طرف چلیں گی اور بادشاہ تیرے طلوع کی روشنی کی طرف، تو اپنی نگاہ اٹھا کر اپنے ماحول کو دیکھ اور غور کر وہ تیرے پاس جمع ہوں گے، تیرا حج کریں گے، تیرے بیٹے دور دراز سے آئیں گے اور تو خوشی اور شادمانی سے سرشار ہو گی کیونکہ سمندر کے ذخیرے تیری طرف مائل ہوں گے اور امتوں کے لشکر تیرا قصد کریں گے یہاں تک کہ تجھے اونٹوں سے بھر دیں گے، تیرے پاس آنے والی اونٹوں کی قطاروں سے تیری زمین کا دامن تنگ ہو

Marfat.com

جائے گا۔ مدین کے مینڈھے تیری طرف ہنکائے جائیں گے۔ اہل سباء اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرتے ہوئے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے آئیں گے، قیدار کے ریوڑ تیری طرف چلیں گے اور میری قربان گاہ پر چڑھائے جائیں گے جو میری رضا کیلئے ہوں گے۔ اس وقت میں اپنے گھر کی تعریف بیان کروں گا''۔

یہ تمام صفات مکہ شریف میں پائی جاتی ہیں اور اس پیشین گوئی کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوا، قیدار کے ریوڑوں سے مراد عرب کے ریوڑ ہیں کیونکہ عرب قیداز بن اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔

6. بشارت بحر و بر میں ثنا

کتاب اشعیا کے باب بیالیس (42) میں مرقوم ہے،

''دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں، میرا برگزیدہ جس سے
میرا دل خوش ہے، میں نے اپنی روح اس پر ڈالی، وہ قوموں
میں عدالت جاری کرے گا، وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا''
''میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا، میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں
گا اور تیری حفاظت کروں، اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے
نور کیلئے تجھے دوں گا، کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں
کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے
اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں سلع کے بسنے والے
تسبیحہ جدیدہ سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں، وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں
اور جزیروں میں اس کی ثناء خوانی کریں،
مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے گا، وہ نعرہ مارے گا، ہاں! وہ للکارے
گا، وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا،

''تسبیحہ جدیدہ'' سے مراد ہے جدید طرز سے عبادت، جو شریعت محمدیہ کی خصوصیت ہے،
اور لفظ ''قیدار'' اس بات کا قوی اشارہ ہے
کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیدار بن اسماعیل کی اولاد ہیں۔

7. بشارت بابرکت نبی (علیہ السلام)

بابرکت نبی اور عظیم و کبیر امت

کتاب پیدائش باب سترہ (17) آیت بیس (20) میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں وعدہ فرمایا۔

''اور اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں بھی میں نے تیری دعا سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور برومند کروں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا''

بڑی قوم بنانے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت مراد ہے ورنہ اولاد اسماعیل میں اور کوئی بڑی قوم نہ ہوئی۔ قرآن حکیم میں ابراہیم واسماعیل علیہم السلام کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ دعا آئی ہے۔ سورۃ البقرآیت 129

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ
يُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾

ترجمہ۔ ''اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں ایک عظیم الشان رسول بھیج انہیں میں سے جو ان پر تیری آیات پڑھے انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اوران کا تزکیہ نفس کرے، بے شک تو غالب حکمت والا ہے''

8. بشارت شتر سوار

شعیا علیہ السلام نے فرمایا:

''میرے خداوند نے مجھ سے فرمایا جا اٹھ کر جھروکے میں دیکھ جو تمہیں نظر آئے ہم تمہیں اس کے بارے میں بتائیں تو اس نے دو سوار دیکھے ایک گدھا سوار اور دوسرا اشتر سوار، وہ اسی حالت میں تھا کہ ایک سوار آیا وہ کہہ رہا تھا بابل برباد ہو گیا، اس کے بت پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ یہ ہے جو میں نے خداوند بنی اسرائیل کے معبود سے سنا میں نے تمہیں بتا دیا''

اس بشارت میں گدھا سوار سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور شتر سوار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

9. بشارت مہر نبوت محمدیہ

شعیا علیہ السلام اپنی کتاب کی سولہویں (16) فصل میں فرماتے ہیں۔

''پیاسا بادیہ اس کے لئے خوش ہو اور دشت جبل فرحاں ہوں کہ عنقریب احمد کی برکت سے نباتات کو محاسن اور باغات کو رعنائیاں عطا ہوں گی، انبیاء اس کے ساتھ اللہ کا جلال دیکھیں گے'' شعیا علیہ السلام فرماتے ہیں

''اس کی حکومت کی نشانی اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ہوگی''

اس سے مراد ہے نبوت محمدیہ، اور یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ہے اور یہ بادیہ سے مراد

Marfat.com

حجاز مقدس ہے کیونکہ اسم احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ صراحت موجود ہے۔

10. بشارت نیرّ فاران کا طلوع

سفر استثناء کے باب 33 میں ہے۔

''موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور ہزاروں قدسیوں کے جلو میں آیا اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی، وہ بے شک قوموں سے محبت کرتا ہے اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے، ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا''

پس سینا سے آنا موسیٰ علیہ السلام کو تورات (توریت) عطا کرنا ہے ساعیر کی روشنی عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل ہے اور کوہ فاران سے جلوہ گری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن کا اترنا ہے کیونکہ کوہ فاران مکہ مکرمہ کا پہاڑ ہے جس کی دلیل تورات سفر پیدائش (باب 21) میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حالات میں یہ آیت مذکور ہے۔ کہ اسماعیل علیہ السلام دشت فاران میں سکونت پذیر ہوئے اور یہ حقیقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی رہائش اور سکونت تھی۔

11. بشارت حج بیت اللہ

کتاب شعیا فصل 17

شعیا علیہ السلام نے فرمایا ''بادیہ'' میں ہاتف کی آواز گونجی، خداوند کا راستہ خالی کرو، ہمارے معبود کی راہ تیار کرو، عنقریب وادیاں پانی سے بھر کر بہیں گی پہاڑ پایاب ہوں گے، ٹیلے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور بنجر زمین صاف و ہموار ہوگی اور خداوند کے معجزات ظاہر ہوں گے جنہیں ہر کوئی دیکھے گا''

''راستے کی ہمواری'' حج بیت اللہ کی عبادت کی صورت میں ظاہر ہوئی اور باقی مذکورہ صفات عرب وعجم میں جہاد کی شکل میں سامنے آئیں جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات ظاہری اور بعد وصال باطل کے خلاف ہوا۔

12. بشارت ارض قیدار

کتاب شعیا فصل بیس اور مزمور داؤد 153

''بادیئے اور بستیاں پر امن ہو جائیں ارض قیدار چراگاہیں ہو جائے، غاروں کے رہنے والے تسبیح بیان کریں اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے خداوند کی حمد پکاریں اور اس کی تسبیح بولیں کیونکہ خداوند کوہ وقار کی طرح آتا ہے جو جھڑکے اور اپنے دشمنوں کو قتل کرے گا''

ارض قیدار سرزمین عرب ہے کیونکہ اہل عرب قیدار کی اولاد ہیں اور مروج مکہ کے اردگرد چراگاہیں ہیں

جہاں کھجور کے درخت، باغات اور چشمے ہیں۔

13. بشارت نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

یوبال ابن بوثال نبی اپنی کتاب میں کہتے ہیں

''ایک بڑی اور زبردست امت جس کی مانند نہ کبھی ہوئی اور نہ اس کے بعد ہوگی پہاڑوں پر صبح صادق کی طرح پھیل جائے گی گویا ان کے آگے آگے بھسم کرتی جاتی ہے اور ان کے پیچھے پیچھے شعلہ جلاتا جاتا ہے ان کے آگے زمین باغ عدن کی مانند ہے اور ان کے پیچھے ویران بیابان ہے جب اسے عبور کرتے ہیں تو اسے پامال کر کے رکھ دیتے ہیں وہ پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں وہ گھوڑ سواروں کی مانند بھاگتے ہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر رتھوں کے کھڑ کھڑانے اور بھوسے کو بھسم کرنے والے شعلہ آتش کے شور کی مانند بلند ہوتے ہیں۔ان کے سامنے زمین کانپتی ہے۔آسمان تھرتھراتا ہے سورج تاریک ہو جاتا ہے ستارے بے نور ہو جاتے ہیں اور خداوند اپنے لشکر کے سامنے للکارتا ہے کیونکہ اس کا لشکر بے شمار ہے اور اس کے حکم کو سرانجام دینے والا زبردست ہے کیونکہ خداوند کا روز عظیم نہایت خوفناک ہے'' دوسری روایت نور الرب عظیم ہے۔یعنی خداوند کا نور عظیم نہایت خوفناک ہے''

اس بشارت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

14. بشارت قدرت کا کارنامہ

''ضعفاء اور مساکین پانی مانگتے ہیں، حالانکہ ان کے پانی نہیں، ان کی زبانیں پیاس سے خشک ہیں، میں خداوند اس روز ان کی دعا سنوں گا، انہیں رائیگاں نہ جانے دوں گا بلکہ ان کے لئے پہاڑوں میں سے نہریں بہاؤں گا، گڑھوں میں چشمے جاری کروں گا، بادیوں میں جھنڈ پیدا کروں گا اور پیاسی زمینوں میں پانی رواں کروں گا اور سنگلاخ گڑھوں میں صنوبر، آس اور زیتوں اگاؤں گا، اور پست ہموار جگہوں پر پودے پیدا کروں گا۔تاکہ وہ ان کو دیکھیں پھر غور کریں اور جان لیں کہ یہ سب دست قدرت کا کارنامہ ہے'' ''یہ سب بلاد عرب کی تصویر ہے جو اللہ نے اہل عرب کو اسلام کی بدولت پیدا فرمائی ہے''

15. بشارت روح حق ''فارقلیط'' کی آمد

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ ''فارقلیط'' تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا، گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے''

Marfat.com

مسیح علیہ السلام کی یہ بشارت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے کیونکہ یہ لفظ محمد اور احمد کے مترادف ہے۔

16. دانیال علیہ السلام

کتاب دانیال کے باب ثانی میں ہے کہ شاہ بابل بخت نصر (605ق م-562ق م) بخت نصر نے 586ق م میں یروشلم تباہ کیا اور یہودیوں کو قید کر کے بابل لے گیا جہاں انہیں 586 قبل مسیح سے 538 قبل مسیح (ق م) تک قید میں رکھا) نے ایک خواب دیکھا اور بھول گیا تو حضرت دانیال نے وحی کے ذریعے اس خواب کی وضاحت فرمائی، اور تعبیر بھی بیان کی، فرمایا

''اے بادشاہ! تو نے ایک بڑی مورت دیکھی جس کی رونق بے نہایت تھی، تیرے سامنے کھڑی ہوئی اور اس کی صورت ہیبت ناک تھی، اس مورت کا سر خالص سونے کا تھا، اس کا سینہ اور اس کے بازو چاندی کے اس کا شکم اور اس کی رانیں تانبے کی تھیں، اس کی ٹانگیں لوہے کی اور اس کے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے تھے تو اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی کاٹا گیا اور اس مورت کے پاؤں پر جو لوہے اور مٹی کے تھے، لگا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، تب لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اور ہوا ان کو اڑا کر لے گئی یہاں تک کہ ان کا پتہ نہ ملا اور وہ پتھر جس نے اس مورت کو توڑا اور ایک بڑا پہاڑ بن گیا اور تمام زمین میں پھیل گیا، وہ خواب یہ ہے اور اس کی تعبیر بادشاہ کے حضور بیان کرتا ہوں، اے بادشاہ! تو شہنشاہ ہے جس کو آسمان کے بادشاہ نے بادشاہی و توانائی اور قدرت و شوکت بخشی ہے اور جہاں کہیں بنی آدم سکونت کرتے ہیں اس نے میدان کے چرندے اور ہوا کے پرندے تیرے حوالے کر کے تجھ کو ان سب کا حاکم بنایا ہے، وہ سونے کا سر تو ہی ہے اور تیرے بعد ایک سلطنت تانبے کی جو تمام روئے زمین پر حکومت کرے گی اور چوتھی سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہو گی اور جس طرح لوہا توڑ ڈالتا ہے اور سب چیزوں پر غالب آتا ہے ہاں! جس طرح لوہا سب چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور کچلتا ہے اسی طرح وہ ٹکڑے ٹکڑے کرے گی اور کچل ڈالے گی اور جو تو نے دیکھا کہ اس کے پاؤں اور انگلیاں کچھ تو کمہار کی مٹی کی اور کچھ لوہے کی تھیں سو اس سلطنت میں تفرقہ ہوگا مگر جیسا کہ تو نے دیکھا کہ لوہا مٹی سے ملا ہوا تھا اس میں لوہے کی مضبوطی ہوگی اور چونکہ پاؤں کی انگلیاں کچھ لوہے کی اور کچھ مٹی کی تھیں اس لئے سلطنت کچھ قوی اور کچھ ضعیف ہوگی اور جیسا تو نے دیکھا کہ لوہا مٹی سے ملا ہوا تھا وہ بنی آدم سے آمیختہ ہوں گے لیکن جیسے لوہا مٹی سے میل نہیں کھاتا ویسے ہی وہ بھی باہم میل نہ کھائیں گے اور ان بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور اس کی حکومت کسی دوسری قوم کے حوالہ نہ کی جائے

گی، بلکہ وہ ان تمام مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کرے گی اور وہی ابد تک قائم رہے گی۔ جب تو نے دیکھا کہ وہ پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی پہاڑ سے کاٹا گیا اور اس نے لوہے اور تانبے اور مٹی اور چاندی اور سونے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، خدا تعالیٰ نے بادشاہ کو وہ کچھ دکھایا جو آگے کو ہونے والا ہے اور یہ خواب یقینی ہے اور اس کی تعبیر یقینی''

پس اس مملکت اولیٰ سے مراد سلطنت بخت نصر ہے اور دوسری سلطنت سے مراد مادئین کی سلطنت ہے جو بلشاصرین کے قتل کے بعد سلطنت بخت نصر پر قابض ہو گئے اور ان کی سلطنت، سلطنت کلدانیہ کی نسبت کمزور تھی۔ تیسری سلطنت سے مراد کیانیوں کی سلطنت ہے چونکہ وہ ایک طاقتور اور قاہر حکومت کے مالک تھے، لہٰذا زمین کے ایک بڑے حصہ پر ان کا تسلط اور غلبہ تھا اور چوتھی سلطنت سکندر رومی کی سلطنت تھی وہ فولاد کی مانند مضبوط اور طاقتور تھی پھر سلطنت فارس بٹ کر طوائف الملو کی کا شکار ہوگئی اور اس میں ضعف پیدا ہو گیا یہاں تک کہ ساسانیوں کا ظہور ہوا، جو کبھی طاقتور ہوئے کبھی کمزور حتیٰ کہ نوشیروان کے عہد حکومت میں سیدنا نبی آخر الزماں محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اللہ ذوالجلال والاکرام نے آپ علیہ السلام کو ظاہری اور باطنی سلطنت سے نوازا، اور آپ علیہ السلام کے غلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ایک قلیل مدت میں دیار فارس کے شرق و غرب پر چھا گئے۔ یہ خواب اسی ابدی سلطنت کی تفسیر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی نہ کوئی دوسری قوم اس پر غالب و قابض ہو گی۔ یہی وہ چٹان ہے جو بے ہاتھ لگائے کاٹی گئی اور اس نے لوہے تانبے چاندی اور سونے کو پاش پاش کر دیا۔ یہی وہ کوہ گراں ہے جو ساری زمین تک پھیل گیا، اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مقدسہ مراد ہے۔

17. بشارت نبوت کا شجر

انجیل متی کے تیرہویں (13) باب میں یوں مرقوم ہے۔

''اس نے ایک تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لیکر اپنے کھیت میں بو دیا وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں''

آسمان کی بادشاہی وہ راہ نجات ہے جو شریعت محمدیہ کے ذریعے ظاہر ہوئی،

18. بشارت امین

سفر استثناء باب 32 آیت 21 میں ہے۔

''انہوں نے اپنی باطل باتوں سے مجھے غصہ دلایا، سو میں بھی ان کے ذریعے سے جو کوئی امت نہیں ان کو غیرت اور ایک نادان قوم کے ذریعے سے ان کو غصہ دلاؤں گا۔ اس ''نادان اور جاہل قوم'' سے مراد اہل عرب ہیں

Marfat.com

کیونکہ وہ انتہائی جہالت وضلالت میں مبتلا تھے اور سوائے بت پرستی کے کچھ نہ جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا اس نے ان عربوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا جن کی کاوشوں سے یہ گمراہ صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے جیسا کہ سورۂ جمعہ آیت 2 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲﴾

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک عظیم الشان رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر کتاب اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے"

19. بشارت، آسمانی بادشاہت

انجیل متی کے تیسرے باب میں ہے۔

"ان دنوں میں یوحنا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے" یہ وہی ہے جس کا ذکر شعیاہ نبی کی معرفت یوں ہوا۔

"بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔
اس کے راستے سیدھے کرو"

انجیل متی کے چوتھے باب میں ہے۔

"جب اس نے سنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا تو گلیل کو روانہ ہوا اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفرنحوم میں جا بسا اس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو، آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے اور یسوع تمام گلیل میں پھرتا رہا اور ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا رہا اور بادشاہی کی منادی کرتا اور لوگوں کی ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری دور کرتا رہا"

چھٹے باب میں نماز ودعا کی تعلیم کے ضمن میں التجا کی

"خدا کرے تیری بادشاہی آئے"

جب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو اسرائیلی شہروں میں وعظ وتبلیغ کے لئے بھیجا تو انہیں یہ وصیت کی۔
"اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک

Marfat.com

آ گئی ہے"

اس پیشین گوئی کی تصریح انجیل متی باب دس میں بھی ہے۔

انجیل لوقا کے نویں باب میں یہ الفاظ وارد ہیں،

"پھر اس نے ان بارہ کو بلا کر انہیں سب بدروحوں پر اختیار بخشا اور بیماریوں کو دور کرنے کی قدرت دی اور انہیں خدا کی بادشاہی کی منادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے بھیجا"

لوقا کے دسویں باب میں ہے۔

"ان باتوں کے بعد خداوند نے ستر (70) آدمی اور مقرر کئے اور جس جس شہر اور جگہ کو خود جانے والا تھا وہاں انہیں دو دو کر کے اپنے آگے بھیجا اور جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول کریں تو جو کچھ تمہارے سامنے رکھا جائے، کھاؤ، اور وہاں کے بیماروں کو اچھا کرو، اور ان سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمہارے نزدیک آ پہنچی ہے لیکن جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول نہ کریں تو اس کے بازاروں میں جا کر کہو کہ ہم اس گرد کو بھی جو تمہارے شہر سے ہمارے پاؤں میں لگی ہے، تمہارے سامنے جھاڑے دیتے ہیں مگر یہ جان لو کہ خدا کی بادشاہی نزدیک آ پہنچی ہے"

اور جب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو دعا کے یہ الفاظ سکھائے کہ

"اللہ کرے تیری بادشاہی آئے"

یہ پیشین گوئی صرف نبوت محمدیہ پر صادق آتی ہے۔

20. بشارت فولادی عصاء

مکاشفہ باب دوم آیت 26

"جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے موافق آخر تک عمل کرے میں اسے قوموں پر اختیار دوں گا، اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا"

اس قاہر فولادی عصا اور اقتدار کے مالک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

21. بشارت عرب قوم

کتاب۔ شعیاہ کے 65 ویں باب میں یہ پیشین گوئی مذکور ہے۔

"جو میرے طالب نہ تھے میں ان کی طرف متوجہ ہوا، جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پا لیا، میں نے ایک

Marfat.com

قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے ایسے لوگ جو ہمیشہ میرے روبرو باغوں میں قربانیاں کرتے اور اینٹوں پر خوشبو جلانے سے مجھے برافروختہ کرتے ہیں، جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے اور سور کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے برتنوں میں نفرتوں کا شوربا موجود ہے جو کہتے ہیں تو الگ ہی کھڑا رہ، میرے نزدیک نہ آ، کیونکہ میں تجھ سے زیادہ پاک ہوں یہ میری ناک میں دھوئیں کی مانند اور دن بھر جلنے والی آگ کی طرح ہیں، دیکھو میرے آگے یہ قلمبند ہوا پس میں خاموش نہ رہوں گا، بلکہ بدلہ دوں گا، خداوند فرماتا ہے ہاں ان کی گود میں ڈال دوں گا، تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بدکرداری کا بدلہ اکٹھا دوں گا''

اس پیشین گوئی کا واضح مصداق عرب قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اور شرائع سے مطلقاً بے خبر تھی اسے اللہ تعالیٰ کی طلب اور تلاش نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں ارشاد فرمایا (سورۃ آل عمران آیت 164)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ۔ ''بلاشبہ اللہ کا مومنوں پر احسان عظیم ہے کہ اس نے انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے''

22. بشارات بعثت نبوی علیہ السلام

تورات سفر استثناء کے باب اٹھارہ میں ہے۔

''خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے دوں گا وہی ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا، نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔

یہ پیشین گوئی نہ یوشع علیہ السلام کے بارے میں ہے نہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

23. بشارت آمد نبی علیہ السلام

''اللہ طور سینا سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ زمین اس کے ''محاسن ومحامد'' سے معمور ہوگئی اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند ہے وہ اپنے ملک کی حفاظت کرے گا۔ موتیں اس کے آگے چلیں گی، پرندے اس کے لشکر کے

Marfat.com

ساتھ ہوں گے، وہ اٹھا اور زمین کو پامال کیا، قدیم پہاڑ لرزہ براندام ہوئے۔ قدیم ٹیلے جھک گئے۔ ارض مدین کے پردے ہل گئے مسائی قدیمہ برآئیں۔ بیت الاثیم کا سر قطع ہوا اور اس کے قہر و غضب کے باعث بادشاہوں کے سر کچل دیئے گئے"
یہ مشہور و معروف ہے کہ "محمد" و "احمد" نبی کریم کا اسم گرامی ہے سریانی زبان میں یہی اسم گرامی مشیخ آیا ہے۔

24. بشارت پسندیدہ زبان عربی

بنی اسرائیل کے پیغمبر شعیا علیہ السلام اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔
"لوگو! مجھے امید ہے کہ آج میں شہادت دوں گا کیونکہ وقت آ گیا ہے کہ میں قوموں کے حشر اور بادشاہوں کے اجتماع کے معاملہ کو ظاہر کروں تا کہ ان پر اپنا غصہ اتاروں اور قوموں کیلئے پسندیدہ زبان کی تجدید کروں تا کہ وہ اپنے خداوند کا چرچا کریں اور مل کر اس کی عبادت کریں اور قربانیاں پیش کریں"
یہ بات محقق اور معلوم ہے کہ لغت عرب ہی پسندیدہ اور منتخب زبان ہے جو کرہ ارض کے ایک بڑے حصے پر بولی جاتی ہے۔ قربانیوں اور اجتماعی عبادت کا تعلق حج بیت اللہ سے ہے کہ لوگ وہاں تمام اقطار ارض سے اکٹھے ہوتے ہے اور وہ سب مناسک حج میں شریک ہوتے ہیں۔

25. بشارت حشمت لازوال

حضرت دانیال اپنی کتاب میں یہ پیشین گوئی کرتے ہیں
"کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا، وہ اسے اس کے حضور لائے اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اسے دی گئی، تا کہ سب لوگ اور امتیں اور اہل لغت اس کی خدمت گزاری کریں۔ اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اس کی مملکت لازوال ہوگی"

26. بشارت محمود علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور میں بشارت دی:۔
"اِنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ مِنْ صَيْفُوْنَ اِكْلِيْلاً مَّحْمُوْدًا"
ترجمہ۔ "اللہ نے صیفون (عرب) سے اکلیل (نبوت) محمود کو ظاہر فرمایا"
"صیفون عرب کو کہتے ہیں۔ مراد تاج نبوت ہے اور محمود محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم پاک ہے۔"

27. بشارت ظہور در بادیہ عرب

حضرت حزقی ایل (حزقیل) کی کتاب میں یہ پیشین گوئی مذکور ہے کہ

Marfat.com

''بے شک وہی جو بیابان سے ظاہر ہوگا اس کے ظہور میں یہود کی موت ہے جیسے باغ، جس نے آب رواں کے باعث شاخیں نکالیں اور پھل دیئے اور ٹہنیاں اور شاخیں تہہ بہ تہہ ہوگئیں مگر وہ باغ عذاب الٰہی کے باعث قائم نہ رہا اور کٹ کر زمین پر آ گرا اور آسمانی آگ نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا، اسی لئے اس باغ کو اب بیاباں کی ویراں پیاسی زمین میں لگایا گیا ہے جس کی فالتو ٹہنیوں سے آگ نکلی جس سے پہلے باغ کے پھول خاکستر ہو گئے یہاں تک کہ اس کی کوئی لکڑی نہ بچی''

یہ پیشین گوئی واضح طور پر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے کیونکہ آپ ہی بادیہ عرب سے ظاہر ہوئے اور دنیائے یہودیت کیلئے موت ثابت ہوئے۔ پیشین گوئی میں دیگر اوصاف بھی بالکل ظاہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے قہر و عذاب نازل کیا اور ان سے انتقام لیا۔

28. بشارت سلطان عرب وعجم

(میکاہ) میخا نبی نے فرمایا

''اب وہ انہیں اس وقت کے حوالے کرے گا جس میں والدہ جنے گی، وہ کھڑا ہوگا، وہ خداوند اپنے خدا کے نام کی بزرگی سے گلہ بانی کرے گا اور وہ قائم رہیں گے اور کیونکہ اس کا اقتدار اقطار ارض تک ہوگا اور وہ بہترین سلامتی پر ہوگا''

حضرت سلطان عرب وعجم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کو اقطار ارض کا اقتدار نصیب نہ ہوا۔

29. بشارت تشریف آوری محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

زکریا علیہ السلام کتاب زکریا کے باب چہارم میں فرماتے ہیں

''اور وہ فرشتہ جو مجھ سے باتیں کرتا تھا پھر آیا اور اس نے گویا مجھے نیند سے جگا دیا اور پوچھا تو کیا دیکھتا ہے اور میں نے کہا کہ میں سونے کا ایک شمعدان دیکھتا ہوں جس کے سر پر ایک کٹورا ہے اور اس کے اوپر سات چراغ ہیں اور ان سات چراغوں پر ان کی نلیاں اور اس کے پاس زیتون کے دو درخت ہیں، ایک تو کٹورے کی داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف اور میں نے اس فرشتہ سے جو مجھ سے کلام کرتا ہے پوچھا یہ کیا ہیں؟ تب اس فرشتے نے جو مجھ سے کلام کرتا تھا کہا کیا تو نہیں جانتا یہ کیا ہیں میں نے کہا نہیں اے میرے آقا تب اس نے مجھے جواب دیا کہ یہ ''زربابل'' کے لئے خداوند کا کلام ہے، یعنی ''محمد'' کیلئے جو میرے نام سے پکارا جائے گا اور میں اس کو جواب دوں گا، نصیحت اور پاکیزگی کیلئے اور جھوٹے نبیوں اور ناپاک روحوں کو پھیر دے گا، نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے''

اس پیشین گوئی میں زیتون کے دو درختوں سے مراد دین اور سلطنت اور زربابل حضرت محمد رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے۔

30. بشارت معد بن عدنان

یرمیاہ علیہ السلام کی پیشین گوئی ہے کہ بخت نصر کے ایام حکومت (605ق م - 562ق م) میں جب اہل فارس نے اپنے نبی کو شہید کردیا، تو بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اللہ نے یرمیاہ نبی کو حکم دیا کہ وہ بخت نصر کو عربوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دے اور انہیں نبی کی شہادت کے جرم میں قتل کرے۔ بخت نصر اس حکم کی تعمیل میں بلاد عرب پر حملہ آور ہوا اور انہیں قتل کرتے ہوئے اور قیدی بناتے ہوئے تہامہ تک پہنچ گیا۔ وہ معد بن عدنان کے پاس آیا اور اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر یرمیاہ نبی نے منع فرمادیا کہ اس شخص کی پشت میں ''وہ نبی'' ہے جو آخری زمانے میں مبعوث ہوگا اور اللہ اس پر سلسلہ انبیاء ختم کردے گا۔ بخت نصر نے معد کو چھوڑ دیا اور اسے ساتھ لے گیا حتیٰ کہ یمن کے قلعوں کو آ گرایا اور قلعہ بند یمنیوں کا قتل عام کیا۔ اس نے معد کا نکاح یمن کی ایک خوبصورت عورت سے کیا۔ اسے وہیں چھوڑا جہاں اس کی نسل بڑھی، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت سورۃ الانبیاء آیت 11 اسی بارے میں ہے:

سورۃ الانبیاء آیت 11

وَكَمْ قَصَمْنَا
مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿11﴾

ترجمہ:۔ ''اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کردیں کہ وہ ستمگار تھیں اور ان کے بعد اور قوم پیدا کی۔''

31. بشارت مبعوث نبی (علیہ السلام)

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ایک مزمور میں دعا مانگی

''اے اللہ! اس کو مبعوث فرما جو سنت قائم کرے گا اور لوگوں کو بتائے گا کہ وہ انسان ہے'' یعنی ایسے نبی کو مبعوث فرما جو اس بات کا علم دے کہ مسیح علیہ السلام انسان ہیں، خدا نہیں کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم تھا کہ عنقریب ایک قوم عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے کا دعویٰ کرے گی۔''

32. بشارت حضرت حبقوق علیہ السلام

قدیم مؤرخین نے حضرت حبقوق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:۔

''جاء اللہ من الیمن و ظهر القدس و امتلات الارض من تحمید احمد و ملک بیمینه رقاب الامم و اضائت بنوره و حملت خیله فی البحر''

ترجمہ۔ اللہ یمن سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے (جلوہ گر ہوا) اور زمین احمد کی حمد سے معمور ہوگئی وہ رقاب امم، امتوں

کی گردنوں کا مالک ہوا اس کا نور جگمگا اٹھا اس کے گھوڑ سوار حملے کیلئے سمندر میں گھس گئے۔

33. بشارت مکہ وجائے ہجرت مدینہ

شفا شریف میں بحوالہ تورات دارمی حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبرانی اور ابونعیم دلائل نبوت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صفات کے بارے میں ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''

''میرا بندہ احمد مختار ہے، جائے ولادت مکہ شریف اور جائے ہجرت مدینہ شریف ہے آپ کی امت ہر حالت میں خدا کی حمد سرا ہوگی۔''

اس بارے میں بہترین تصنیف امام ابوعبداللہ محمد بن ظفر المکی کی تالیف ''خیر البشر لخیر البشر''، جو امام ابو البرکات محمد بن علی الانصاری الموصلی نے 566ہجری میں ان سے نقل کی ہے۔ یہ قابل اعتماد کتاب ہے امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے مواہب میں اس کتاب سے اخذ واستفادہ کیا ہے:۔

''جَاءَ اللّٰہُ بِبَیَانٍ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَاتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ تَسْبِیْحِہٖ وَتَسْبِیْحِ اُمَّتِہٖ''

ترجمہ۔ ''اللہ کوہ فاران سے بیان کے ساتھ جلوہ گر ہوا آسمان وزمین اس کی تعریف اور اس کی امت کی تعریف سے معمور ہو گئے''

34. بشارت درود پاک

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک مزمور ہے۔

''وہ بحر سے بحر قطع کرے گا اور دریا سے دریا حتیٰ کہ خاکدان ارضی پایاب ہو جائے گا۔ جزیرے اس کے گھوڑ سواروں کے قدموں سے پائمال، اس کے دشمن خاک چاٹیں گے۔ بادشاہ اس کے حضور جھکیں گے۔ امتیں اس کی مطیع ہوں گی کیونکہ وہ ضعیفوں کو طاقتوروں سے رہائی دلائے گا، کمزوروں کو نجات دے گا اور مسکینوں پر مہربانی کرے گا، ملک سبا کا سونا اس کے ہاتھ آئے گا جمیع اقطار ارض سے اس پر اتنا درود پڑھا جائے گا کہ اس کا شمار صرف اللہ ہی جانتا ہے، ہمہ وقت اس پر درود پڑھا جائے گا اور اس پر روزانہ برکتیں ہوں گی اور ابد تک اس کا چرچا ہوگا''

واضح رہے کہ اس پیشین گوئی میں مذکورہ اوصاف کا مصداق محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جمیع اقطار ارض سے آپ علیہ السلام کی امت آپ علیہ السلام پر اتنا درود پڑھتی ہے کہ جس کا شمار صرف اللہ کو معلوم ہے اس سے وہ درود وسلام خارج جو اللہ، اس کے فرشتے اور مومن جنات پڑھتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کی ذات پر بے حدو نہایت درود وسلام۔

35. بشارت شاہد ومبشر

تورات کی بشارت شفائے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں عطاء بن یسار کی سند منقول ہے وہ کہتے ہیں، میری عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے تورات میں موجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے متعلق بتایئے۔فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! تورات میں آپ علیہ السلام کی بعض صفات وہی بیان ہوئی ہیں جو موجود ہیں۔تورات کی عبارت یہ ہے۔

"یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَحِرْزًا لِلْاُمِّیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدِی وَرَسُوْلِی سَمَّیْتُہُ الْمُتَوَکِّلُ لَیْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِیْظٍ وَلاَ صَخَابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلاَ یَدْفَعُ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَ یَغْفِرُوْلَنْ یَّقْبِضَہُ اللّٰہُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِہِ الْمِلَّۃَ الْعَرْجَاءَ بِاَنْ یَّقُوْلُوْا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ یَفْتَحُ بِہٖ اَعْیُنًا عَمْیًا وَ اٰذَانًا صَمًّا وَ قُلُوْبًا غُلْفًا"

ترجمہ۔ "اے نبی! ہم نے تم کو شاہد، مبشر، نذیر اور امیوں کی پناہ گاہ بنا کر بھیجا، تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا، نہ بدخلق نہ تندخو نہ بازاروں میں شور وغل کرنے والے، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کردیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔اللہ انہیں ہرگز قبض نہیں فرمائے گا، حتّٰی کہ اللہ ان کے ذریعے کج روا مت کو سیدھا کردے کہ وہ کہہ اٹھیں۔لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ۔اللہ ان کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل کھول دے گا"

اسی طرح عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے بعض دیگر طریق کے ذریعے ابن اسحاق روایت کرتے ہیں۔

36. بشارت نبوت

بنی اسرائیل کے ایک نبی عبدیاہ کی پیشین گوئی ہے۔

"ہم نے خداوند سے خبر سنی اور قوموں کی طرف ایک ایلچی بھیجا ہے کہ اٹھو چلو تو وہ اس کے خلاف برسرپیکار ہو جائیں گے، اے پہاڑوں کی غاروں اور شگافوں میں رہنے والے! تیرا مکان بلند ہے سب قوموں پر خداوند کا دن آپہنچا ہے جیسا کہ تو نے کیا ہے ویسا ہی تجھ سے کیا جائے گا"

اس بشارت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی طرف اشارہ ہے۔

ماخذ کتب

1- تفسیر درمنثور۔علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

2- تفسیر ابن کثیر۔علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)

Marfat.com

3- تفسیر کبیر۔علامہ فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)
4- تفسیر طبری۔علامہ محمد ابن ابن جریر طبری (التوفی 310ھ)
5- تفسیر مجاھد بن جبیر۔علامہ مجاھد بن جبیر (التوفی 103ھ)
6- تفسیر ابن ابی حبان۔علامہ ابن ابی حبان (التوفی 369ھ)
7- تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔علامہ ابراہیم بن معقل النسفی التوفی (295ھ)
8- تفسیر ابن ابی حاتم۔علامہ ابن ابی حاتم (التوفی 327ھ)
9- تفسیر امام ابن مردویہ۔علامہ ابن مردویہ (التوفی 410ھ)
10- انجیل شریف
11- کتاب شعیا
12- زبور شریف
13- تورات (توریت) شریف
14- اعلام النبوت۔قاضی ابوالحسن ماوردی (متوفی 450ھ)
15- فتوحات مکیہ۔شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (التوفی 638ھ)
16- ہدایۃ الرسول فی تفصیل الرسول۔علامہ عزالدین بن عبد السلام (متوفی 660ھ)
17- تہذیب الاسماء واللغات۔حضرت محی الدین یحییٰ النووی الشافعی (متوفی 676ھ)
18- شرح شفاء۔علامہ ملا علی قاری حنفی (متوفی 1016ھ)
19- اھل الاسلام ولا یمان۔علامہ شیخ علی نور الدین حلبی (متوفی 1044ھ)
20- شرح مواہب لدینہ۔امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی (التوفی 1172ھ)
21- تفسیر بغوی۔علامہ بغوی (التوفی 516ھ)
22- کتاب مکہ والحرم۔عبید بن شریہ (110ھ۔209ھ)
23- وفاء الوفاء۔حضرت علامہ سمہودی (متوفی 991ھ)
24- معجم البلدان۔علامہ شہاب الدین ابی عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحموی (متوفی 626ھ)
25- تاریخ ابن خلدون۔علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون (732ھ۔808ھ)
26- تاج العروس۔حضرت علامہ زبیدی (التوفی 791ھ)
27- البدایہ والنہایہ۔علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (التوفی 774ھ)
28- طبقات ابن سعد۔علامہ محمد بن سعد (168ھ۔230ھ)

Marfat.com

بصارت تاریکی وپشت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں دیکھتے تھے۔

اس حدیث کی مانند بیہقی اور ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کی ہے اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ اس طرف ہے اور میں سامنے ہی دیکھتا ہوں۔ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور سجدے مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتے، میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

مسلم کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا ''لوگو! میں تمہارا امام ہوں، لہٰذا رکوع وسجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو کیونکہ میں تمہیں آگے اور پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں۔''

حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ رسول اللہ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے صفوں کا اسی طرح مشاہدہ فرمایا کرتے تھے جس طرح اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

علمائے کرام کا ارشاد ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مشاہدہ حقیقی ادراک وبصارت کا مشاہدہ تھا جو آپ علیہ السلام کی خصوصیت ہے اور بطور خرق عادت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے، اس لحاظ سے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔

Marfat.com

پ

پانی کی کثرت

حدیبیہ کا پڑاؤ

بخاری شریف میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن نوفل بن اہیب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الزہری۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بھانجے تھے۔ یزید اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختلافات میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ تھے۔ شامی فوجوں کے محاصرہ میں 64ھ میں حطیم (بیت اللہ شریف) میں پتھر لگنے سے شہید ہوئے) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حدیبیہ کے مقام پر ایک کم پانی والے کنوئیں کے پاس پڑاؤ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں سے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی لینے لگے، زیادہ دیر نہیں گزری کہ انہوں نے کنواں خالی کر دیا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پانی کی نایابی اور پیاس کی شکایت کی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اسے کنوئیں میں گاڑنے کا حکم دیا۔ اس تیر کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا یہاں تک کہ وہ اس سے سیراب ہوئے، اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

حدیبیہ کا کنواں

حضرات براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ مروی احادیث کی تعداد 305 ہے۔ 22 پر بخاری اور مسلم متفق ہیں۔ 72ھ میں کوفہ میں انتقال فرمایا) بیان کرتے ہیں "تم لوگ تو فتح مکہ کو "فتح مبین" کا مصداق سمجھتے ہو بلاشبہ فتح مکہ ایک عظیم فتح ہے، لیکن ہم تو "بیعت رضوان" کو جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی۔ "فتح مبین" سمجھتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جس کا پانی ہم نے کھینچ کر نکال لیا تھا یہاں تک کہ اس میں پانی کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی پہنچ گئی۔ آپ تشریف لائے اور اسکی منڈیر پر آ کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک برتن میں کچھ پانی منگایا۔ اس سے وضو فرمایا اور کلی کر کے وہ پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا، نیز دعا فرمائی ابھی تھوڑی ہی دیر گزری کہ اس میں اس قدر پانی آ گیا جتنا ہم نے چاہا تھا اور اونٹوں کو بھی پلا کر سیراب کیا، اس وقت ہماری تعداد چودہ سو سے کچھ زیادہ تھی، احمد طبرانی اور ابونعیم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے ڈول اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دست اقدس اس

میں ڈبو کر دوبارہ اسے کنوئیں میں ڈال دیا اور ''ماشاء اللہ'' کے کلمات ارشاد فرمائے، تو اس کنوئیں سے نہر جاری ہو گئی۔

امام مسلم صحیح مسلم میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ حدیبیہ پہنچے حدیبیہ کے کنوئیں میں اس قدر پانی تھا کہ پچاس بکریاں بھی سیراب نہیں ہو سکتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر دعا کی یا لعاب دہن کنوئیں میں ڈالا جس کی وجہ سے کنوئیں میں پانی جوش مارنے لگا۔ پس ہم نے خود بھی سیر ہو کر پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔

ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کئے دیکھا۔ پانی ختم ہو چکا تھا، سخت گرمی تھی اور لوگوں کی تعداد بکثرت تھی۔ آپ علیہ السلام نے پانی کا ایک بڑا پیالہ طلب فرمایا پھر لوٹے میں وضو فرمایا اور کلی کر کے اس پانی کو کنوئیں میں انڈیل دیا، چنانچہ وہ ابھی منڈیر ہی پر تشریف فرما تھے کہ کنوئیں میں پانی جوش زن ہو گیا اور لوگ اس سے چلو بھر کر لینے لگے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ناجیہ بن اعجم بتلایا کرتے تھے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے قلت آب کی شکایت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے طلب فرمایا اور اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر میرے حوالے کیا اور کنوئیں سے ایک لوٹا پانی منگوا کر اس سے وضو فرمایا پھر پانی منہ میں گھما کر لوٹے میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ ''اس لوٹے کو کنوئیں میں ڈالو۔ پھر تیر کے ذریعے پانی نکالو''۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے حکم کی تعمیل کی تو پانی اس طرح جوش زن ہونے لگا جیسے ہنڈیا ابلتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منڈیر پر سیدھے بیٹھ کر چلو بھرنے لگے یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر پانی لیا، پانی پر اس وقت کچھ منافقین بھی تھے وہ اس حیران کن پانی کا مشاہدہ کر رہے تھے جس نے سارے لشکر کو سیراب کر دیا۔ یہ دیکھ کر اوس بن خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (بن عبد اللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ وصال کے بعد حضور علیہ السلام کے حجرہ اقدس میں داخلے کی اجازت اور لحد اقدس میں اترنے کی سعادت سے مشرف ہوئے) عبد اللہ بن ابی سے کہنے لگے، اے ابو الحباب! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرے، کیا اس معجزہ کے بعد بھی کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ ہم جب کنوئیں پر پہنچے تو اس میں اتنا قلیل پانی تھا کہ بڑے پیالے میں نہیں نکالا جا سکتا تھا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لوٹے میں وضو کر کے پانی کنوئیں میں ڈال دیا جس کی وجہ سے کنواں ابلنے لگا۔ عبد اللہ بن ابی سن کر کہنے لگا ہم نے اس قسم کے واقعات پہلے بھی دیکھ رکھے ہیں۔ اس کے اس تبصرہ پر حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے اللہ تمہارا برا کرے۔ بعد ازاں ابن ابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے پوچھا ''اس قسم کا معجزہ کہاں تم نے دیکھا ہے'' اس نے جواب دیا میں نے تو ایسا معجزہ پہلے کبھی نہیں دیکھا، فرمایا ''پھر تم نے ایسی بات کیوں کی ہے؟'' کہنے لگا استغفر اللہ، یہ سن کر اس کے بیٹے نے استدعا کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے لئے مغفرت طلب فرمایئے۔

Marfat.com

کلی میں برکت

بخاری شریف وصحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمرکاب تھے۔لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پیاس کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ایک اور شخص کو طلب فرما کر حکم دیا کہ جا کر پانی تلاش کرو۔وہ دونوں پانی کی تلاش میں نکلے۔راستے میں ان کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو اپنے اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے لاد کر جارہی تھی تو انہوں نے اس عورت سے پانی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے جواب دیا یہاں پانی نہیں ہے، پس وہ دونوں اس عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں لے آئے۔آپ علیہ السلام نے ایک بڑا برتن منگا کر ان مشکیزوں سے کچھ پانی اس برتن میں لے لیا، پھر منہ مبارک میں پانی لے کر اس برتن میں کلی کی بعدازاں دونوں مشکیزوں کا منہ بند کر دیا۔

اس کے بعد لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ آؤ اور آ کر پانی پیو، نیز پانی بھرلو، چنانچہ سب نے پانی سے پیاس بجھائی اور ضرورت کے لئے پانی ذخیرہ بھی کرلیا، وہ عورت کھڑے کھڑے سارا منظر دیکھتی رہی کہ اسکے پانی کے ساتھ کیا کیا جارہا ہے اللہ کی قسم! سب نے پیٹ بھر کر پانی نوش کیا۔ادھر برتن کی یہ حالت تھی کہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا نظر آتا تھا۔بعدازاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حکم دیا کہ ''اس عورت کے لئے کچھ اکٹھا کرو'' تو لوگوں نے تعمیل ارشاد میں کھجوریں، روٹی کے ٹکڑے اور ستو جمع کیا۔یہاں تک کہ انہوں نے کافی طعام اکٹھا کر دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس عورت سے فرمایا ''تمہیں پتہ ہے، خدا کی قسم! ہم نے تمہارے پانی کو کم نہیں کیا یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پانی کا اہتمام فرمایا ہے'' حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ عورت کچھ تاخیر کے ساتھ اپنے خاندان والوں کے پاس آئی تو انہوں نے پوچھا: تمہارے رکنے اور دیر سے آنے کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا ''بڑی عجیب بات ہوئی ہے کہ مجھے دو آدمی ملے اور پھر مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں۔اس شخص نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا۔خدا کی قسم آسمان کی ساری مخلوق سے زیادہ بڑا جادوگر ہے یا پھر وہ اللہ کا سچا رسول ہے'' مسلمان بعد میں آس پاس کے مشرکین پر حملہ آور ہوتے رہے مگر کبھی ایسی جماعت سے تصادم نہ ہوا جس میں وہ عورت شامل ہو ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا: میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ تمہیں سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔کیا تم اسلام قبول کرنے کیلئے تیار ہو؟ تو انہوں نے اس عورت کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہوگئے۔

امام بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ستر (70) سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور رات بھر چلتے رہے، صبح کے قریب آرام کے لئے اترے تو سو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صحابہ کرام کے ساتھ اس وقت بیدار ہوئے جب سورج طلوع ہو چکا تھا، سب سے

Marfat.com

پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ سورج طلوع کر آیا ہے تو تسبیح و تکبیر پڑھنے لگے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بیدار کرنا انہیں ناگوار ہو، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے وہ انتہائی بلند آواز تھے۔ انہوں نے اونچی آواز میں سبحان اللہ، اللہ اکبر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آنکھ بھی کھل گئی۔ ایک صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہماری نماز فوت ہوگئی ہے، فرمایا ''نہیں تمہاری نماز فوت نہیں ہوئی''۔ بعدازاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں کوچ کا حکم دیا تو وہ اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور چل دیئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ایک اور مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ گویا آپ علیہ السلام کو پسند نہ تھا کہ آپ علیہ السلام اس جگہ نماز پڑھیں جہاں سونے کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے تھے۔

بعدازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''میرے پاس پانی لے آؤ'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حکم کی بجا آوری میں پانی کا ایک گھونٹ ایک برتن میں ڈال کر لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کو ایک برتن میں انڈیل کر اس میں اپنا دست اقدس رکھ دیا۔ پھر صحابہ کرام سے فرمایا: ''وضو کرلو'' تو ستّر (70) کے قریب آدمیوں نے اس پانی سے وضو کیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اذان دینے کا حکم دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے متصل ہی جماعت کھڑی ہوئی جب سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک صحابی الگ کھڑے ہیں، آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع تھی'' انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھ پر حالت جنابت طاری ہوگئی ہے، فرمایا ''مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لو، پھر جب پانی ملے تو غسل کر لینا'' جب صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم نہ تھا کہ پانی کہاں ہے؟ رسول کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ کچھ لوگ پانی کی تلاش میں روانہ کئے۔ یہ لوگ ایک دن اور ایک رات چلتے رہے تا آنکہ ایک عورت سے ملاقات ہوئی جس نے اپنے اونٹ پر پانی کی دو مشکیں رکھی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: تو کہاں سے آرہی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یتیم بچوں کے لئے پانی لا رہی ہوں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ ان کے اور پانی کے درمیان ایک رات دن کی یا زیادہ کی مسافت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر فرمایا: خدا کی قسم! ہم اگر چلیں تو پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہو جائیں گے اور ہمیں بھی موت کا خطرہ ہے۔ پھر فرمایا: چلو ہم یہ دونوں مشکیزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لے جاتے ہیں تاکہ آپ علیہ السلام ان کے بارے میں غور فرمائیں، چنانچہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس عورت کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ عورت فلاں مقام پر ہاتھ آئی ہے میں نے اس سے پانی کے متعلق سوال کیا تو اس نے بتایا کہ پانی تو ایک دن رات یا زیادہ کی مسافت پر ہے (اس کے بعد حدیث کے الفاظ گزشتہ حدیث میں آچکے ہیں)

Marfat.com

عجیب واقعات

صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ رات بھر چلنے کے بعد آنکھ لگ گئی، پھر اس وقت بیدار ہوئے جب سورج طلوع کر آیا تھا، آپ علیہ السلام نے وضو کا برتن طلب فرمایا جس میں کچھ پانی تھا۔ پھر وضو کرنے کے بعد فرمایا ''اس پانی کو سنبھال کر رکھو، عنقریب اس کے متعلق ایک عجیب و غریب واقعہ رونما ہوگا'' بعدازاں وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ دن کا کافی حصہ گزر گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم پیاس سے ہلاک ہو رہے ہیں، فرمایا ''نہیں تم ہلاکت میں نہیں پڑو گے، تم چھوٹے پیالے کی طرف بڑھو'' پس آپ علیہ السلام نے وضو کا باقی ماندہ پانی منگا کر انڈیلنا شروع کیا جبکہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلاتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا ''اچھی طرح اپنے برتن بھر لو۔ عنقریب تمہیں یہ سیراب کریں گے'' چنانچہ سب نے سیراب ہونے کے بعد اپنے برتن بھر لئے اور کوئی بھی اس بابرکت پانی سے محروم نہ رہا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک لشکر مشرکین کی طرف ارسال فرمایا، اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''تم تیز رفتاری سے چلو تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی کا چشمہ ہے۔ مشرکین اگر بڑھ کر تم سے پہلے چشمے پر پہنچ گئے تو لوگوں کے لئے مشقت بنے گی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہوں گے'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے ان میں نواں میں تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا ''کچھ دیر آرام کرلیں پھر پیچھے سے لشکر کے ساتھ جا ملیں گے'' انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ٹھیک ہے، چنانچہ انہوں نے رات بھر آرام کیا، صبح سورج کی کرنوں نے انہیں بیدار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اب آگے روانہ ہو جاؤ'' انہوں نے تعمیل ارشاد کی، پھر آپ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آئے تو آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے'' ایک شخص نے عرض کیا، جی ہاں! میرے پاس وضو کے پانی والا برتن ہے جس میں کچھ پانی ہے۔ حکم دیا ''اسے لے آؤ'' تو وہ شخص لے آیا آپ علیہ السلام نے اسے پکڑ کر اوپر دست مبارک پھیرا اور دعائے برکت کی۔ پھر صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ''آ کر وضو کرلو'' چنانچہ وہ آ گئے تو آپ علیہ السلام نے پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ سب نے وضو کیا، پھر آپ علیہ السلام نے انہیں نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے برتن والے صحابی سے فرمایا ''اس برتن کو حفاظت سے رکھو۔ عنقریب ایک تعجب خیز واقعہ رونما ہونے والا ہے'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لوگوں سے پہلے سوار ہوئے اور فرمایا ''تمہیں معلوم ہے کہ اہل لشکر نے کیا کیا ہے'' انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، فرمایا ''اس

لشکر میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں وہ اہل لشکر کی رہنمائی کریں گے۔"

ادھر مشرکین نے پہلے پہنچ کر چشمہ پر قبضہ کرلیا جس کی وجہ سے لوگوں کو سخت مشقت اور شدید پیاس کا سامنا کرنا پڑا، نیز ان کی سواریوں کے اونٹ بھی پیاس سے بے حال ہو گئے۔ اس پریشان کن صورت حال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس شخص کو پانی لانے کا حکم دیا جس کے پاس وضو کا بچا ہوا پانی تھا۔ وہ برتن لے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے فرمایا "آؤ، پانی نوش کرو" پھر آپ علیہ السلام نے اس برتن سے پانی انڈیلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا۔ انہوں نے اپنے جانوروں اور سواریوں کو بھی پلایا۔ نیز چھاگلیں اور مشکیزے بھر لئے۔ بعد ازاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابہ کرام مشرکین کے مقابل صف آراء ہونے کے لئے تیار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک تیز آندھی بھیجی، جس نے دشمن کے منہ پھیر دیئے۔ اللہ جل جلالہٗ کی مدداتری تو اس نے مسلمانوں کو مشرکین پر قابو دیا جنہوں نے بہت سے مشرکوں کو قتل کر دیا اور ایک بہت بڑی تعداد کو قیدی بنالیا اور کثیر تعداد میں بکریاں ان کے ہاتھ لگیں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین بہت عمدہ مال لے کر لوٹے۔

کئی ہزار مجاہدین

دلائل النبوۃ میں ابونعیمؒ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سنان بن عبداللہ بن عبداللہ بن قشیر بن حزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم اقصی۔ 74ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حدیبیہ سے لے کر تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ احادیث مرویات کی تعداد 77 ہے) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ غزوہ ہوازن میں شرکت کی۔ اس مہم میں رسد کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی منگایا جسے بڑے برتن میں انڈیل دیا گیا تو ہم سب نے پیا اور طہارت بھی کی حالانکہ ہماری تعداد کئی ہزار تھی۔

غزوہ تبوک

ابونعیم نے دلائل النبوہ میں حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جس زمانے میں تبوک میں پڑاؤ ڈالا، اس زمانے میں پانی کی قلت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک چلو بھر کر کلی کی، پھر اس کلی کو چشمے میں ڈال دیا جس سے پانی ابلنے لگا یہاں تک کہ وہ لبریز ہو گیا، پھر آج تک وہ اسی طرح ہے۔

امام مسلم نے صحیح مسلم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدی بن سعد بن علی بن ساردۃ بن یزید بن جشم بن خزرج۔ قبیلہ خزرج۔ لقب امام الفقہاء و عالم ربانی۔ 18ھ میں دریائے اردن کے قریب واقع شہر بیسان میں وفات پائی جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان

پر اٹھا لئے گئے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 156 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لئے نکلے آپ علیہ السلام نے پیشین گوئی فرمائی ''انشاء اللہ تم لوگ کل صبح تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے۔ اس وقت سورج اٹھ آیا ہوگا۔ پس جو آدمی وہاں پہلے پہنچے تو وہ پانی میں ہاتھ نہ ڈالے'' آپ علیہ السلام جب تشریف لائے تو وہ چشمہ جوتے کے تسمے کی مانند تھوڑا تھوڑا رس رہا تھا آپ علیہ السلام نے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی اکٹھا کیا پھر اس سے منہ ہاتھ دھو کر اسے دوبارہ چشمے میں ڈال دیا جس کی وجہ سے چشمے کا پانی زور سے بہنے لگا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے جی بھر کر پیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے معاذ! اگر تم نے عمر دراز پائی تو دیکھو گے کہ یہ علاقہ باغات سے بھرپور ہوگا''

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ ہم جب تبوک کے چشمے پر پہنچے تو ہم سے پہلے دو آدمی چشمے پر پہنچ چکے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے دریافت فرمایا ''کیا تم نے پانی کو چھوا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''ہاں'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو سخت سست کہا، بعد ازاں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کیا اور ایک مشکیزے میں ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے منہ ہاتھ دھویا اور اس پانی کو دوبارہ چشمے میں ڈال دیا جس کی وجہ سے چشمہ موجزن ہوگیا۔

ابن عبد البر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بعض محدثین کرام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہم نے اس مقام کا مشاہدہ کیا ہے اور اس چشمے کے آس پاس سرسبز و شاداب باغات دیکھے ہیں۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ چشمے کا پانی پھوٹنے سے اس طرح شور ہوا جیسے بجلیاں کڑکتی ہیں۔

واقدی اور ابو نعیم حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ تبوک کی فوجی مہم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ جا رہے تھے کہ پیاس کا غلبہ ہوا قریب تھا کہ لوگ، گھوڑے اور اونٹ شدت پیاس سے دم توڑ دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک مشکیزہ جس میں کچھ پانی تھا۔ طلب فرمایا آپ علیہ السلام نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تو آپ علیہ السلام کی انگشتان مبارک سے پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا تو لوگوں نے اسے جی بھر کر پیا، یہاں تک کہ ان کے گھوڑے اور اونٹ بھی سیراب ہو گئے۔ اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی اس فوج کے پاس بارہ ہزار اونٹ بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار مجاہدین تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تبوک سے مدینہ شریف کی طرف تشریف لا رہے تھے سخت گرمی اور تپش کی وجہ سے تیسری بار بھی تشنگی لوگوں پر غالب آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی کی جستجو میں روانہ فرمایا، وہ تلاش کرتے ہوئے مقام تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں تھوڑا سا پانی دیکھا، حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے اس سلسلہ میں بات کی اور

Marfat.com

اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی میں برکت کی دعا کی، پھر فرمایا۔

''لوگو! آؤ، پانی نوش کرو'' چنانچہ کوئی برتن خالی نہ چھوڑا گیا، سب بھر لئے گئے، اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ اور گھوڑے لانے کا حکم دیا تو انہوں نے بھی سیراب ہو کر پانی پیا۔ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔16ھ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے بیت المقدس گئے اور انہیں کے عہد خلافت میں وفات پائی) کو پانی لانے کا حکم دیا، وہ لے آئے تو آپ علیہ السلام نے اسے ایک بڑے لگن یعنی طشت میں انڈیل دیا پھر آپ علیہ السلام نے اس میں اپنا دست اقدس داخل فرمایا اور چہرہ اقدس اور پاؤں دھو کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، بعدازاں دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے جب لوٹے تو لگن میں پانی جوش زن تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''لوگو آؤ پانی لے لو'' چنانچہ لوگوں نے سو سو دو دو سو کی قطاریں بنالیں یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے اس کے باوجود لگن کے پانی میں کمی نہ آئی۔

بیرِ غرس

بیہقی" دلائل النبوت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے بیرِ قباء کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایسا کنواں تھا جس کا سارا پانی نکال کر ایک گدھے پر لادا جا سکتا تھا۔حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے ایک بڑا ڈول منگایا، پھر اسے بھروا کر یا تو اس سے وضو فرمایا یا اس میں لعاب دہن ڈالا اور ڈول کو دوبارہ کنوئیں میں الٹ دیا، اسکا اثر یہ ہوا کہ اسکے بعد کبھی کنوئیں کے پانی میں کمی نہ آئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں اس کنوئیں کا نام ''بیرِ غرس'' منقول ہے۔(مدینہ طیبہ کے بہت سے کنوؤں میں حضور علیہ السلام کے لعاب دہن کی برکت سے پانی کی کثرت کا ذکر پہلے ہی متعلقہ باب مدینہ طیبہ کے کنوئیں میں گزر چکا ہے)۔

پانی، مٹی، ہوا اور آگ

مٹی سے متعلق معجزات

غزوہ بدر

بیہقی، ابن جریر اور ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

Marfat.com

"اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ وَفِی بَعْضِ الرِّوَایَاتِ لَنْ تُعْبَدَا اَبَدًا"

ترجمہ:۔ "اے خدا اگر مسلمانوں کی اس جماعت کو تو ہلاک کر دے گا تو پھر دنیا میں کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی"۔

اس دعا کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ مٹھی بھر مٹی یا کنکریاں لے کر کافروں پر ماریئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مٹھی بھر کنکریوں اور مٹی سے تمام کافروں کی آنکھیں اور نتھنے بھر گئے وہ سب شکست کھا کر بھاگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے کفار پر سخت حملہ کیا، بہت سے کفار کے سردار مارے گئے اور بہت سے قید ہوئے اور کافروں کا بقیہ لشکر بھاگ گیا۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے لئے یہ آیت اُتری۔ سورۃ الانفال آیت 17

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ
لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ:۔ "تم نے نہیں اللہ نے ان کو قتل کیا اور تم نے اے محبوب وہ خاک نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔"

مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہی معجزہ غزوۂ حنین میں بھی ظاہر ہوا کہ جب خوب گھمسان کی لڑائی گرم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریاں لے کر کافروں کی جانب پھینکیں۔ کنکریاں پھینکتے ہی کفار ٹھنڈے پڑ گئے اور شکست کا اثر نمایاں ہو گیا۔ سلمٰی بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکتے ہوئے فرمایا "شَاھَتِ الْوُجُوْہُ" ترجمہ: "پست اور رُسوا ہوئے کفار کے چہرے" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار کی آنکھوں میں دھول اور کنکریاں بھر گئیں اور وہ سب آنکھیں ملتے ہوئے ہزیمت خوردہ ہو کر بھاگے"۔

مرتد کی لاش

محدثین کرام نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کاتب تھا۔ اچانک وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرکین میں جاملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا فرمائی کہ "ہرگز زمین اس کو نہ سمائے گی"۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے وہ مرتد شخص جہاں دفن ہوا تھا وہاں میں آ گیا تو دیکھا کہ اس کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کئی بار لوگوں نے اسے قبر میں رکھا لیکن زمین نے ہر بار اس کو باہر پھینک دیا۔

Marfat.com

جھوٹی نسبت کا انجام

بیہقی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص جھوٹی بات بنا کر میری طرف منسوب کرے گا اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا''۔ چنانچہ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہیں بھیجا تھا اس نے جا کر جھوٹی باتیں گھڑ کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ان کی نسبت کر دی اور ان جھوٹی باتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بددعا کی نتیجہ یہ ہوا کہ مرنے کے بعد اس شخص کا پیٹ پھٹ گیا اور زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر نکال کر پھینک دیا۔

بددعا فرمانا

بیہقی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلّم بن جثامہ پر بددعا فرمائی چنانچہ جب اس کا انتقال ہوا اور زمین میں دفن کیا گیا تو زمین نے باہر پھینک دیا۔ کئی بار اس طرح ہوا۔ مجبوراً اس کو ایک پہاڑی درے میں ڈال کر اوپر سے پتھر چن دیئے گئے۔ محلم کو ایک لشکر کے ساتھ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام اضم کی طرف بھیجا تھا۔ اضم کی طرف سے عامر بن اضبط نے محلم کے لشکر سے آ کر سلام کیا محلم نے بڑھ کر عامر بن اضبط کو قتل کر دیا اور اس کا سارا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا ''اے اللہ تو محلم کو نہ بخشیو!'' چنانچہ محلم مر گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''زمین نے تو اس سے بھی بدتر اور بُرے لوگوں کو قبول کر لیا ہے۔ لیکن خدائے تعالیٰ تمہیں عبرت دلانا چاہتا ہے اس لئے ایسا ہوا''

پانی سے متعلق معجزات

چشمے جاری ہو گئے

محدثین کرام نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مقام حدیبیہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک لوٹا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں پینے اور وضو کے لئے پانی بالکل نہیں ہے بس وہی تھوڑا سا پانی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوٹے میں وضو کے بعد بچ گیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ لوٹے میں ڈال دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی اُبلنے لگا۔ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے وضو کیا اور خوب پانی پیا۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس لشکر میں کتنے آدمی تھے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو آدمی تھے۔ لیکن ایک لاکھ ہوتے تب بھی یہ پانی کافی ہو جاتا۔ اس طرح کا معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ظاہر ہوا تھا کہ چھڑی مارتے ہی پتھر سے پانی کے چشمے نکل پڑتے تھے لیکن

Marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے افضل ہے کیونکہ عام طور پر عادتاً پتھروں سے پانی نکلا ہی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ البقرہ آیت 74

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٧٤﴾

ترجمہ:۔ ''پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ اس سے زیادہ سخت اور بیشک بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں سے پانی کے چشمے نکلتے ہیں۔ بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی بہہ نکلتا ہے۔ اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے افعال سے بے خبر نہیں''۔

لیکن گوشت پوست سے پانی نکلنا کبھی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ بہت عجیب ہے پھر وہاں عصا پتھر پر مارنے سے پانی نکلتا تھا اور یہاں دست مقدس کی انگلیاں چشموں کا کام دے رہی تھیں۔ یہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کی امتیازی شان ہے۔

بخاری شریف میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہم چودہ سو افراد حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا اس کا پانی ہم نے سب کھینچ کر استعمال کر لیا۔ ایک قطرہ بھی اس میں پانی نہ بچا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور اس کے کنارے بیٹھ گئے اور ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو فرما کر پھر کلی کی اور دعا کی اور بچے ہوئے پانی کو کنوئیں میں ڈال کر فرمایا کہ ''تھوڑی دیر کنوئیں کو چھوڑ دو''۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اتنا پانی ہو گیا کہ ہمارے لشکر اور لشکر والوں کے مویشی خوب سیر ہو گئے۔ بیس دن تک یہاں قیام رہا برابر اس کنوئیں سے پانی لیتے رہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں تعداد پندرہ سو تھی اور براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں چودہ سو آدمی بیان کئے گئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ چودہ سو سے زیادہ پندرہ سو سے کم تھے۔ جس راوی نے کسر کو شمار کر کے بیان کیا اس نے پندرہ سو بتائے اور جس نے کسر کو چھوڑ کر بتایا اس نے حدیبیہ میں مسلمانوں کی تعداد چودہ سو بتائی دونوں بیان تخمینی ہیں۔ حدیبیہ میں آنحضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام بیس دن رہا۔

انگلیوں مبارکہ سے فوارے جاری ہو گئے

حدیث بخاری شریف:۔

'' حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

Marfat.com

مَالِکٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَآءَتْ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ الْوَضُوْءُ فَلَمْ یَجِدُوْہُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْاِنَاءِ فَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَّتَوَضَّاءُ وَامِنْہُ فَرَأَیْتُ الْمَآءَ یَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِہٖ فَتَوَضَّا النَّاسُ حَتّٰی تَوَضَّاءُ وْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِ ھِمْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُبَارَکٍ حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَخَارِجِہٖ وَمَعَہٗ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَانْطَلَقُوْا یَسِیْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَمْ یَجِدُوْا مَآءً یَتَوَضَّأُوْنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ یَسِیْرٍ فَاَخَذَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ وْا اَصَابِعَہُ الْاَرْبَعَ عَلَی الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْ فَتَوَضَّأُ وْا فَتَوَضَّاءَ الْقَوْمُ حَتّٰی بَلَغُوْا فِیْمَا یُرِیْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَکَانُوْا سَبْعِیْنَ اَوْ نَحْوَہٗ''

ترجمہ:۔ ''عبداللہ بن مسلمہ، مالک، اسحاق، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت آ گیا تھا لوگوں نے وضو کے واسطے پانی تلاش کیا مگر جب پانی نہ ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس کچھ تھوڑا سا پانی لایا گیا تو رسول کریم خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں، تو میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی انگلیوں کے نیچے سے ابلتا تھا۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

عبدالرحمٰن بن مبارک، حزم، حسن، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہمراہی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کچھ اصحاب بھی تھے۔ چلتے چلتے نماز کا وقت آ گیا، تو ان کو وضو کرنے کے لئے پانی نہیں ملا۔ ان میں سے ایک شخص گیا اور ایک پیالہ جس میں تھوڑا سا پانی تھا لے آیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لیا اور وضو فرمایا اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنی چار انگلیاں پیالہ کے اوپر رکھ دیں اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور وضو کرو''

چنانچہ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا اور وہ سب ستر یا ستر (70) کے قریب آدمی تھے۔

محدثین کرام نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب مقام ردراء پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک برتن لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ برتن میں رکھ دیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ اُبلنے لگا تین سو (300) کے قریب آدمی تھے سب نے اس پانی سے وضو کیا۔

Marfat.com

انگشتان مبارکہ سے چشمے جاری ہو گئے

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو برکت وخوشحالی کی علامت سمجھتے تھے اور تم لوگ سمجھتے ہو کہ معجزات ڈرانے کے لئے ہیں۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ پانی تھوڑا سا رہ گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچا ہوا پانی منگوایا اور اپنا مبارک ہاتھ اس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ ''پاک کرنے والے پانی اور اللہ تعالیٰ کی برکت حاصل کرو اور لو یہ پاک پانی اور اللہ کی برکت ہے''۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی جوش مار کر نکلتے ہوئے میں نے خود دیکھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح کی آواز سنی۔ بخاری شریف کی اس روایت میں رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو معجزے مذکور ہیں۔ ایک انگشتہائے مبارک سے پانی کا نکلنا دوسرے کھانے کی تسبیح کا سننا۔

کثرتِ آب

مسلم شریف میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ ''تم آج دن ڈھلنے کے بعد سے رات بھر سفر جاری رکھنا کل اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں پانی ملے گا'' لوگ تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات تک چل کر راستے سے ایک کنارے پر ساتھیوں کے ساتھ رات گزارنے کے لئے اُتر پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہدایت فرما دی کہ ''تمام لوگ نہ سو جانا نماز کا خیال رکھنا۔ فجر کی نماز فوت نہ ہو جائے'' اتفاق کی بات کہ شب میں تمام لوگوں کی آنکھ لگ گئی اور سب سوتے رہ گئے۔ یہاں تک کہ سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بیدار ہوئے جب کہ دھوپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر پڑنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھیوں کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہاں سے چل کر جب سورج ذرا اونچا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری سے اترے ایک بڑا لوٹا میرے پاس تھا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منگوا کر اس پانی سے درمیانی اور معمولی وضو فرمایا اور تھوڑا سا پانی لوٹے میں بچا دیا اور ارشاد فرمایا کہ ''اس پانی کو حفاظت سے رکھنا اس پانی کا ایک حال اور شان ہے''۔ اس کے بعد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور سنتوں کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضاء نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد سفر شروع ہوا جب دھوپ زیادہ ہوگئی تو لوگوں نے کہا کہ پیاس کے مارے مسافر جاں بلب ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''گھبراؤ نہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ لوٹا منگوایا اور لوٹے سے پانی ڈالنا شروع کیا اور ابوقتادہ نے لوگوں کو پلانا شروع کیا پانی دیکھ کر قافلے کے سب لوگ ٹوٹ پڑے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' مت گھبراؤ۔ تم سب آسودہ ہو

Marfat.com

جاؤ گے"۔ چنانچہ پلاتے پلاتے سب لوگوں کو سیراب کر دیا۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بعد میں رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں دو آدمی بچ گئے میں نے درخواست کی کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوش فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے تم پیو پلانے والے اور ساقی کو پیچھے ہی پینا چاہئے"۔ چنانچہ میں نے پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے بعد میں پانی نوش فرمایا۔

باران رحمت

بیہقی اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑائی کے موقع پر مجاہدین کو پیاس کی سخت تکلیف ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم الرسل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ پانی کے لئے خدا سے دعا فرمایئے۔ آنحضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اسی وقت ایک گھٹا اُٹھی اور اتنی بارش ہوئی کہ لوگ خوب سیر ہو گئے۔ بعض شارحین نے لکھا ہے کہ یہ معجزہ غزوہ بدر میں ظاہر ہوا تھا اور اسی معجزہ کی طرف سورۂ انفال کی اس آیت میں اشارہ ہے۔ الانفال آیت 11

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم
مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ
الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾

ترجمہ:۔ "جب اُس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے"۔

کثرت آب

بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کا پانی قباء کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ قباء ایک مقام کا نام ہے جو مدینے سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ تو اس میں اتنا پانی ہو گیا کہ کبھی اس میں کمی نہ پیدا ہوتی۔

آبِ شیریں

ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جنب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ قبیلہ نجار۔ آپ کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رشتہ میں رسول کریم علیہ السلام کی خالہ ہوتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

2286 احادیث مروی ہیں۔ صحیح بخاری میں ان سے 80 اور مسلم شریف میں 70 حدیثیں منقول ہیں اور متفق علیہ روایات کی تعداد 128 ہے۔ بصرہ کے قریب موضع طف میں 93ھ میں وفات پائی) کے مکان میں ایک کنواں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک اس کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا میٹھا ہو گیا کہ مدینے میں اس کے مقابل کسی کنوئیں کا پانی نہ رہا۔

خوشبو

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ڈول زم زم کا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں کلی کر دی اسی وقت اس پانی میں مُشک سے زیادہ خوشبو پیدا ہو گئی۔

دودھ اور مکھن

ابن سعد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو سامان سفر کے طور پر پانی سے بھری ہوئی ایک مشک منہ بند کر کے دی اور دعا بھی فرمائی۔ جب نماز کے وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشک کا منہ کھولا تو اس میں دودھ بھرا ہوا ملا اور اس کے منہ پر مکھن جما ہوا موجود تھا۔

دریائے نیل

علامہ مستغفری نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب مصر فتح ہوا تو مصر کے لوگوں نے وہاں کے امیر (گورنر) عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ دریائے نیل کا یہ دستور ہے کہ جب اس مہینہ کی بارھویں تاریخ کو ایک کنواری حسین لڑکی کو اس کے ماں باپ سے اجازت لے کر اپنے کپڑے اور زیور پہنا کر نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس میں پانی جاری ہو جاتا ہے۔ بغیر اس رسم کے نیل میں پانی نہیں آتا۔ اس لئے آپ بھی ایسا ہی کریں۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ رسم اسلام میں نہیں چلے گی۔ اسلام نے سابقہ تمام بری رسوم کو مٹا دیا ہے۔ چنانچہ تین مہینہ تک دریائے نیل خشک رہا اور چونکہ مصر کی کھیتی کا دارومدار نیل کے پانی پر ہی تھا۔ اس لئے تمام آبادی نے پریشان ہو کر مجبوراً شہر چھوڑنے کا ارادہ کر لیا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا حال لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ مصر کی پُرانی رسم پر عمل نہ کیا، اسلام تو اس قسم کی رسموں کو مٹانے کے لئے آیا ہے نہ کہ اس قسم کی مشرکانہ رسوم کی سرپرستی کرنے کو۔

اس خط میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ملفوف رقعہ رکھ کر حکم دیا کہ تم اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب خط عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور وہ رقعہ پڑھا اور اس میں لکھا تھا کہ "اللہ کے بندے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المسلمین کی طرف سے یہ رقعہ نیل کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اے نیل! اگر تیرا جاری ہونا

Marfat.com

خود تیرے اختیار میں ہے اور تو جاری ہوتا ہے تو تو مت جاری ہو اور اگر خدائے واحد کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم اس ذات سے دعا کرتے ہیں کہ جاری کر دے" عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رقعہ کو نیل میں ڈال دیا۔ اسی رات نیل کا پانی جاری ہو گیا سولہ ہاتھ پانی ایک رات میں بڑھ گیا۔ اسی وقت سے وہ رسم بد ختم ہو گئی رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے ایک فرد کی یہ کرامت ہے جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں یہ کرامت پیدا ہوا اس کا یہ معجزہ اُسی کا کہا جائے تو بے جا نہیں۔

آگ سے متعلق معجزات کا بیان

کھانے میں برکت

محدثین کرام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر اس میں آ نکلا جو کسی طرح ہم لوگوں سے نہ ٹوٹ سکا۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور خندق میں اترے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن کے بھوکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کدال اس پتھر پر ماری تو ریت کے ٹیلے کی طرح وہ ریزہ ریزہ ہو گیا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے اپنے گھر جا کر بیوی سے پوچھا کہ کچھ کھانے کا انتظام ہو تو بتاؤ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بھوکا دیکھا ہے۔ انہوں نے تھوڑے سے تقریباً ایک صاع (کوئی پونے تین سیر) جو نکالے اور ایک بکری کا بچہ تھا اس کو ذبح کیا میری بیوی نے جو کا آٹا پیسا اور گوشت کی ہنڈیا چولھے پر چڑھا دی ادھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چپکے سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر میرے یہاں تشریف لے چلیں۔ ایک بچہ ذبح کیا ہے اور تھوڑا سا جو کا آٹا ہے آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باآواز بلند تمام لوگوں میں اعلان فرما دیا کہ "اے خندق کھودنے والو! جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری دعوت کی ہے، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جلدی چلو" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "جب تک میں نہ آؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور روٹی بھی پکوانی نہ شروع کرنا"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور لعاب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی اور ڈال کر دعا فرمائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی پکانے والی کو بلوایا اور ہدایت فرمائی کہ ہانڈی کو چولھے پر سے نہ اتارنا اور پیالے بھر بھر کے کھلاتے رہنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خندق والے ہزار آدمی تھے۔ خدا کی قسم سب نے خوب آسودہ ہو کر کھایا اور پھر بھی ہانڈی بھری ہوئی اسی طرح جوش مار رہی تھی اور آٹے میں سے بھی کچھ کم نہ ہوا تھا۔ اس واقعہ میں آگ کے اثر سے نہ پتیلی کا سالن خشک ہوا اور نہ جلا اگرچہ آگ کی خاصیت خشک کر دینے اور جلا دینے

Marfat.com

کی ہے۔ لیکن یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک لعابِ دہن کی برکت تھی کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہنڈیا بالکل محفوظ رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس معجزے کا تعلق طعام میں برکت اور آگ سے تھا۔

آگ ٹھنڈی ہوگئی

قطب الدین قسطلانی نے اپنی کتاب ''اجم الایماز فی الاعجاز نبار الحجاز'' میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق جو آگ حجاز میں سے ظاہر ہوئی تھی وہ پتھروں تک کو گلا دیتی تھی وہ آگ حرم کے ایک پہاڑی ٹیلہ کے پتھروں تک پہنچی جس کا آدھا حصہ حرم سے باہر تھا اور آدھا حصہ حرم میں داخل تھا باہر والے حصے کو اس نے جلا کر خاک کر دیا اور جب آگ دوسرے حصہ پر جو حرم میں داخل تھا پہنچی تو خود بخود بجھ گئی۔ قرطبی نے لکھا ہے کہ وہ آگ مدینہ منورہ سے ایک منزل کی دوری پر ظاہر ہوئی تھی دریا کی طرح اس کی موجیں اٹھتی تھیں اور اس کا اثر اتنی دور تک پہنچا کہ یمن کے گاؤں تک کو بھی جلا ڈالا لیکن باوجود اس کے مدینہ طیبہ کی جانب اس آگ سے ٹھنڈی ہوا نکل کر جاتی تھی۔

نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ عدیم ابن ظاہر علوی کے پاس آنحضورؐ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک تھے جن کی تعداد چودہ تھی انہوں نے حلب کے ایک امیر کے پاس جو علویوں سے محبت رکھتا تھا۔ ان بالوں کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ امیر حلب نے ان بالوں کو بڑی عزت وتکریم سے قبول کیا اور علوی کی بھی معقول خدمت کی۔ ایک مدت کے بعد وہ علوی جب اس امیر کے پاس گیا تو امیر حلب نے اس علوی سے رُخ دے کر بات نہ کی اور ناراض ہوا۔ علوی نے غصہ کا سبب پوچھا تو امیر نے بتایا کہ میں نے سنا ہے جو بال تم لائے ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب غلط طور پر منسوب کئے گئے ہیں۔ علوی نے کہا کہ انکو منگوایئے چنانچہ وہ بال لائے گئے اور آگ جلائی گئی۔ آگ میں بال ڈال دیئے گئے لیکن وہ بجائے جلنے کے اور بھی اچھے ہوگئے یہ دیکھ کر امیر نے اپنی رائے بدلی اور علوی کی پہلے سے زیادہ تعظیم کی اور نذر پیش کی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزہ تھا کہ آگ نے بال پر اثر نہ کیا۔

ایک تیسرا معجزہ آگ کے بارے میں مثنوی مولانا روم میں مذکور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک کے یہاں ایک شخص مہمان ہوا اس مہمان نے یہ واقعہ بیان کیا کہ کھانے کے بعد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ دسترخوان پر شوربے اور چکنائی وغیرہ کے داغ دھبے لگے ہوئے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادمہ کو بُلا کر کہا اس دسترخوان کو تھوڑی دیر کے لئے دہکتے ہوئے تنور میں ڈال دو۔ خادمہ نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت تمام مہمان اس دسترخوان کے جلنے اور چکنائی کے جلنے کی بو کا انتظار کرنے لگے لیکن یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ یہ کپڑا جلنے کی بجائے بالکل بے داغ ہوگیا اور خادمہ نے صاف ستھرا دسترخوان تنور میں سے نکال لیا جیسے بھٹی چڑھا ہوا کپڑا۔ لوگوں نے حیران ہو کر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے کہ کپڑا آگ میں نہ جل

Marfat.com

سکا۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت حال بتائی اور لوگوں کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرما کر اسی دستر خوان سے اپنا روئے مبارک پونچھا کرتے تھے جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ کپڑا آگ کی گزند اور جلنے سے محفوظ رہتا ہے مولانا کی مثنوی کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

از فرزند مالک آمدہ است | کہ بمہمانی اور شخصے شدہ است
او حکایت کرد کز بعد طعام | دید انس دستار خواں را زرد فام
چرکن وآلودہ گفت اے خادمہ | در تنورش افگن اور ایک دمہ
در تنور پر ز آتش درفگند | آں زمان دستار خواں را ہوشمند
جملہ مہماں دراں حیران شدند | انتظار دود کاندروئے بدند
بعد یک ساعت برآورد از تنور | پاک اسفید داز اں اوساخ دور
قوم گفتند اے صحابی عزیز | چوں نسوزید و منقی گشت نیز
گفت زانکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست ودہان | بس بمالید اندریں دستار خواں
اے دل ترسندہ از نار عذاب | باچناں دستار لب کن اقتراب

چوں جمادے راچنیں تشریف داد
جان عاشق راچہا خواہد کشاد

ہوا سے متعلق معجزات کا بیان

بارانِ رحمت کا نزول

کتب احادیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا اور بارش نہیں ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے اسی دوران ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری دولت ہلاک ہوگئی اور ہمارے اہل وعیال بھوکے مر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش کی دعا فرمائیں آنحضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی اس وقت آسمان پر کہیں ابر کا نام ونشان نہ تھا۔خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ دعا سے ہٹائے نہ تھے کہ چاروں طرف سے پہاڑوں کی طرح گھٹاؤں کے ٹکڑے آنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک داڑھی سے قطرے ٹپک رہے تھے اس جمعہ کے بعد سے دوسرے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی۔دوسرے جمعہ کو وہی دیہاتی یا اور کوئی کھڑا

ہوا اور عرض کیا کہ بارش کی شدت سے مکانات گر گئے اور مال مویشی ڈوب گئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے۔ آں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی ''اے اللہ! ہمارے اوپر نہیں ہمارے آس پاس بارش برسا جنگلوں اور پہاڑوں پر برسا''۔ دُعا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلی سے چاروں طرف اشارہ کرتے جاتے تھے اور جس طرف اشارہ فرماتے تھے اَبر وہاں کُھلتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب لوگ مسجد سے نماز پڑھ کر نکلے تو مدینے میں دھوپ نکلی تھی اور چاروں طرف بادل تھے آس پاس بارش ہوتی رہی اور باہر سے جو لوگ آتے تھے وہ بارش کی زیادتی کا واقعہ بیان کرتے تھے۔ اس روایت میں ایک معجزہ تو پانی سے متعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے بارش ہوئی۔ دوسرا معجزہ ہوا اور فضا سے تعلق رکھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرف اشارہ کیا فضا صاف ہوتی چلی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے کفار پر سخت ہوا مسلط فرمادی

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ سورۃ الاحزاب آیت 9

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾

ترجمہ:- ''اے ایمان والو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم پر کفار کے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر سخت آندھی مسلط کردی اور ایسے لشکر سے تمہاری مدد کی جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔''

اس آیت میں جس واقعہ کا تذکرہ ہے وہ غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) میں کفار قریش مع غطفان اور بنو قریظہ کے یہود وغیرہ بارہ ہزار کا لشکر مدینہ پر چڑھ آیا اور اہل کتاب و کفار نے اجتماعی حملے کا ارادہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے مدینہ کے اردگرد خندق کھود دی ایک مہینہ تک کفار کا محاصرہ رہا۔ تیروں اور پتھروں سے مقابلہ ہوتا رہا اللہ نے مسلمانوں کی سخت ہوا سے مدد کی اور ایسی سخت ہوا بھیجی کہ کفار کے تمام چولھے اور کھانے کی ہنڈیاں اُلٹ گئیں اور تمام خیمے اُکھڑ گئے گھوڑے اِدھر اُدھر چھوٹ کر بھاگنے لگے اور اتنی سخت سردی پڑی کہ ان کے ہاتھ پیر بے کار ہو گئے۔ کفار پریشان ہو گئے۔ طلیحہ بن خویلد اسدی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے چنانچہ کفار سب بھاگ گئے۔

بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''نصرت بالصبا واھلکت عاد بالدَّبُوْرِ''

ترجمہ:- ''سخت ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد آندھی والی ہوا سے ہلاک کی گئی''۔

یعنی جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو معجزہ ملا کہ ہوا سے قوم کفار ہلاک ہوئی اسی طرح آنحضور سید المرسلین

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہوا کا معجزہ ملا کہ کفار شکست کھا گئے فرق اتنا ہے کہ یہاں ہوا سخت تھی اور ہُود علیہ السلام کی قوم پر ہوا آندھی تھی۔

یاساریۃ الجبل

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساریہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا تھا۔ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ میں باآواز بلند پکارنے لگے یا ساریۃ الجبل الجبل یعنی کہ ''اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کی طرف بڑھو'' اس کے بعد اس لشکر کا ایک آدمی آیا اور اس نے سارا حال بیان کیا کہ اے امیر المومنین دشمن سے ہم نے مقابلہ کیا اور دشمن نے ہمیں بھگا دیا اچانک ایک بلند آواز ہم نے سنی کہ ''اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پہاڑ کو لے'' ہم سب نے پہاڑ کی طرف پُشت کر کے لڑائی لڑی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ یہ کرامت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوئی کہ لشکر کا حال ان پر ظاہر ہوا۔ باوجودیکہ لشکر بہت دور تھا اور ان کی کرامت ہوا پر ظاہر ہوئی کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا دی۔ اُمت میں سے کسی فرد کی کرامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ ان ہی کی پیروی سے یہ کرامت حاصل ہوئی۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''خیر التابعین'' کا لقب عطا فرمایا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ (بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن دودمان بن ناجیہ بن مراد بن مالک بن ادمرادی مزحجی) یمن کے مشہور قبیلہ مراد سے تھے اگرچہ وہ یمنی تھے لیکن ان کی محبت کی لہریں حجاز تک رواں دواں تھیں اور غائبانہ اسلام قبول کیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نادیدہ وارفتۂ محبت کی ایک ایک علامت بتا دی تھی اور فرمایا تھا کہ ''تمہارے پاس اہل یمن کی مدد کے ساتھ قبیلہ مراد اور قرن کا ایک شخص اویس بن عامر آئے گا۔ جس کے جسم پر برص ہوگا لیکن ایک درہم کے برابر کے سوا سب مٹ چکا ہوگا۔ اس کی ایک ماں ہوگی جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہوگا جب وہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو اس کو پوری کرتا ہے۔ اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لینا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیں'' چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں (17ھ کے بعد) یمن سے فوجی مدد آئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلاش کرتے کرتے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے اور اُن سے عرض کیا کہ ''میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس امداد میں یمن سے تشریف لائے تھے وہ یقیناً جنگی سلسلہ میں آئی ہوگی۔ ''اصابہ'' کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آذربائیجان کے معرکہ (20ھ تا

Marfat.com

22ھ) میں شریک تھے۔ راہِ خدا میں شہادت کی شدید تمنا رکھتے تھے۔ دنیاوی تعلقات میں حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تنہا ماں تھی ان کی خدمت کو سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب تک وہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حج نہیں کیا اور ان ہی کی وجہ سے وہ جمالِ نبوی علیہ السلام کے دیدار سے محروم رہے۔ ان کی وفات کے بعد فریضہ حج ادا کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ صفین (37ھ) میں شہادت کی آرزو پوری فرما دی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں چالیس زخم کھا کر شہادت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا منبع صحیفۂ قلب تھا اور ذات گرامی علوم باطن کا سر چشمہ تھی۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ ''زہد کا یہ عالم تھا کہ گھر بار۔ لباس اور کھانے پینے وغیرہ جملہ علائق دنیاوی سے ہمیشہ آزاد رہے۔

سفینۃ الاولیاء میں شہزادہ دارا شکوہ قادری (شہنشاہ شاہ جہان کا عالم و فاضل ولی عہد بیٹا) رقم طراز ہے کہ ''حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حد درجہ محبت وخلوص تھا۔ جب معلوم ہوا کہ غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کچھ دانت مبارک شہید ہو گئے ہیں۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کتنے اور کون سے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام دانتوں کو توڑ ڈالا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ''میرا خرقہ اویس قرنی کو پہنچا دیا جائے اور اس سے میری طرف سے کہہ دو کہ میری امت کے حق میں دعائے خیر کریں''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خرقہ مبارک اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا اور امت کے حق میں دعا کے لئے کہا'' ''کشف المحجوب میں سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور تذکرۃ الاولیاء میں فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان کی موافقت میں جنگ صفین میں لڑے اور شہید ہوئے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشین گوئیاں

خلفائے راشدین کے متعلق پیشین گوئیاں

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اور اس کی بنیاد کھودی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے ایک پتھر اس مسجد کی بنیاد میں رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا پتھر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برابر رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا پتھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پتھر کے قریب

Marfat.com

رکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ''تم اپنا پتھر بنیاد میں حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پتھر کے برابر رکھ دو''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''یہ لوگ خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ اسی کے مطابق واقع ہوا اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بھی روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قبیلہ بنی المصطلق کے بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کروں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اپنے صدقات کس کے پاس لائیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روبرو پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میرے بعد اپنے صدقات ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں پیش کرو۔''

چنانچہ یہ جواب میں نے بنی المصطلق کے لوگوں کو سنا دیا۔ انہوں نے پھر کہا کہ اب یہ دریافت کرو کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو پھر ہم اپنے صدقات کس کی خدمت میں پہنچائیں۔

چنانچہ میں نے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں پیش کریں'' میں نے بنی المصطلق کے لوگوں کو جواب دیا انہوں نے مجھ کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بھیج کر یہ دریافت کیا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کوئی حادثہ پیش آ جائے تو پھر ہم اپنے صدقات کس کی خدمت میں لے جائیں چنانچہ میں نے حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں پیش کریں''۔ میں نے یہی جواب بنی المصطلق کے لوگوں کو سنا دیا انہوں نے پھر مجھ کو لوٹایا اور کہا یہ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کرو اگر حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی کسی حادثے کا شکار ہو جائیں تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کس کی خدمت میں صدقات لے کر حاضر ہوں۔ میں پھر رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اگر عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھی کوئی حادثہ پیش آ جائے تو پھر تمہارے لئے ہمیشہ کو خرابی ہی خرابی ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کتب احادیث میں منقول ہے کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ اپنا خواب بیان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں کنوئیں پر ایک ڈول ہے میں نے اس کنوئیں سے جس قدر خدا کو منظور تھا پانی کھینچا پھر اس ڈول کو ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ سے لیا اور اس کنوئیں میں سے ایک ڈول یا دو ڈول آہستگی کے ساتھ نکالے پھر وہ ڈول بہت بڑا ہو گیا تو اس کو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے لے لیا اور میں نے کوئی قوی جوان ان سے بہتر پانی نکالنے والا نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگ خوب سیر ہو گئے اور کنوئیں کے چاروں طرف لوگ جمع ہو گئے''۔

Marfat.com

اسی قسم کی ایک روایت ابوداؤد اور حاکم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد صالح نے یہ خواب دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلق کئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلق کئے گئے پھر جب ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت سے اٹھے تو ہم نے آپس میں کہا کہ یہ خواب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ معلق ہونے مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ملک کے والی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب ہوں گے اور جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیجا ہے اس کام کے یہ والی بنائے جائیں گے۔

حاکم نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ صبح نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں سے دریافت فرماتے تھے کہ ''تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرو'' ایک دن اتفاق سے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت کیا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے دیکھا ہے کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری اس کے ایک پلڑے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رکھا گیا اور دوسرے پلڑے (پلے) میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا گیا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پلہ بھاری رہا پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا گیا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلہ بھاری رہا۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا گیا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلہ بھاری رہا، اس کے بعد وہ ترازو اٹھالی گئی۔ اس شخص کا خواب سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ مبارک پر کچھ تغیر کے آثار پیدا ہوئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''خلافت تیس سال رہے گی اس کے بعد بادشاہت اور ملوکیت ہو جائے گی'' مطلب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے نے ترازو دیکھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہلے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تولا گیا پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تولا گیا پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تولا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بات سن کر خلافت اور بادشاہت کی بات فرمائی۔ اس حدیث کے مضمون کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابوداؤد نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنا خواب اس طرح بیان کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اس ڈول کو اس کی رسیاں پکڑ کر پانی پیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہوں نے ڈول کی رسیوں کو تھام کر پانی پیا یہاں تک کہ خوب سیر ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے اس ڈول کی رسیوں کو تھام کر پانی پیا یہاں تک کہ خوب سیر ہو گئے۔ پھر ان کے بعد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور ڈول کی رسیوں کو تھاما تو وہ رسیاں کھل گئیں اور اس میں سے کچھ پانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ پر آ پڑا۔ خلفائے راشدہ کے سلسلے میں اور بہت سی احادیث منقول ہیں۔ مگر ہم ان احادیث پر اکتفا کرتے ہیں تاریخ بتاتی ہے کہ اسی قسم کے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد رونما ہوئے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبل حرا مکہ معظمہ کے مشہور پہاڑ پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ اس وقت پہاڑ کے پتھر میں حرکت ہوئی تو رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا ''ٹھہر جا تجھ پر کوئی نہیں مگر نبی یا صدیق یا شہید''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سوائے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہوئے اور چاروں جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے۔ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔

کتب احادیث میں شقیق نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ اے ''حذیفہ! اگر تم کو اس فتنے کے متعلق معلوم ہو اور تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس فتنہ کے بارے میں کچھ سنا ہو جو سمندر کی طرح موجیں مارتا ہوگا تو مجھ کو بتاؤ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم کو اس فتنے سے کیا ہے تمہارے اور اس فتنے کے درمیان ایک دروازہ بند ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا وہ دروازہ کھلے گا یا ٹوٹے گا یا ڈھایا جائے گا۔ میں نے کہا ٹوٹے گا کھلے گا نہیں۔ شقیق کہتے ہیں ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا اے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ جس کی طرف پیشین گوئی میں اشارہ ہے وہ کون ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ بے شک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دروازے کو ایسا جانتے تھے جیسا کل سے پہلے رات کو جانتے تھے۔ حضرت شقیق فرماتے ہیں ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت کے باعث آپ سے اس دروازے کو دریافت نہ کر سکے۔ ہم نے مسروق سے کہا تم دریافت کرو کہ وہ دروازہ کون ہے چنانچہ انہوں نے دریافت کیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا اور باہمی خانہ جنگی شروع ہوگئی اور یہ پیشین گوئی لفظ بہ لفظ ثابت ہوئی وہ دروازہ توڑا گیا اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اکثر صحابہ کو یہ بات معلوم تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی فتنوں کے لئے ایک روک تھی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ وہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ہاتھ مروڑا اور دبایا تو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا ہاتھ چھوڑ، اے فتنوں کے قفل! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا اے ابوذر تم نے مجھ کو فتنوں کا قفل کیوں کہا۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تم بھی

Marfat.com

وہاں آئے اور لوگوں کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ اس وقت حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" جب تک یہ شخص تم میں رہے گا کوئی فتنہ تم کو نہیں پہنچے گا" اس لئے میں نے آپ کو فتنوں کا قفل کہا۔

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا" یہ اس فتنے میں بے گناہ مارا جائے گا"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا، مصر اور عراق کے بلوائیوں نے دارالخلافہ (مدینہ منورہ) پر بلوہ کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب کہ وہ اپنے مکان میں محصور تھے پانی بند کردیا اور مکان میں گھس کر ایسی حالت میں ان کو شہید کیا جب کہ وہ قرآن شریف کی تلاوت کررہے تھے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو باہم ہنستے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دریافت کیا " اے علی! کیا تم زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دوست رکھتے ہو۔"

انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ان کو کیسے نہ رکھوں یہ میری پھوپھی کے بیٹے اور میرے دین کے پابند ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا" اے زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دوست رکھتے ہو"۔ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کیسے دوست نہ رکھوں۔ یہ میرے ماموں زاد بھائی ہیں اور میرے دین کے پیرو ہیں۔ پھر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک دن تم علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے"۔ چنانچہ جنگ جمل میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلہ کیا اور جنگ کی۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو یاد دلایا کہ تم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان یاد ہے کہ" تم علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے"۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں یہ بات حضور نے فرمائی تھی لیکن مجھ کو یاد نہیں رہی تھی اس کے بعد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہو گئے مگر ابن جرود نے وادی السباع میں جو ایک مشہور وادی ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کردیا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی ویسا ہی ہوا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالمقابل ہوئے اور جب یہ وادی میں سو رہے تھے تو سوتے میں ہی ابن جرود نے ان کو شہید کردیا۔

امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ" اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرا حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہے کہ ان کو یہود نے دشمن رکھا۔ یہاں تک کہ ان کی والدہ کو تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو دوست رکھا یہاں تک کہ ان

Marfat.com

کو اس مرتبہ پر پہنچایا جو مرتبہ ان کا نہ تھا“

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”اگلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی کون ہے اور اس امت میں سب سے زیادہ شقی کون ہے؟“ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں فرمایا ”پہلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں قدار بن سالف تھا جس نے ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹی تھیں اور اس امت میں زیادہ شقی وہ ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا۔ یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمہارے خون سے سُرخ ہو جائے گی اور تم اس تلوار کی زخم سے شہید ہو گے“۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اطلاع لفظ بہ لفظ صحیح ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کی تلوار سے صبح کی نماز کے وقت شہید ہوئے۔ اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر تلوار ماری اور آپ کی داڑھی اس خون سے رنگین ہوگئی اور اسی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے اپنی شہادت کی تفصیل معلوم تھی۔ جس شب کی صبح کو شقی ابن ملجم نے آپ کو زخمی کیا آپ نے اس شب میں کئی مرتبہ نکل کر آسمان کو دیکھا اور آپ نے فرمایا واللہ نہ میں نے جھوٹ بات کہی اور نہ مجھ سے جھوٹی بات کہی گئی۔ یہ تو وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا اور سحر کے وقت بطخیں آپ کے سامنے چلانے لگیں تو لوگوں نے انہیں بلانا چاہا تو آپ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو یہ اپنے غم کا اظہار کر رہی ہیں۔ پھر مؤذن نے آکر نماز کے لئے کہا آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ ابن ملجم نے آپ کی پیشانی پر تلوار ی ماری۔ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی حالت میں جب کہ آپ کوفہ کے منبر پر تھے دریافت کیا اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کا کیا مطلب ہے اور اس سے کون لوگ مراد ہیں۔ سورۃ الاحزاب آیت 23

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ:۔ ”مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں کہ انہوں نے اس بات کو سچا کیا اور پورا کر دیا جس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا پس ان میں سے بعض تو اپنے کام کو پورا کر چکے اور بعضے ان میں سے انتظار کرنے والے ہیں۔ اور وہ ذرا نہ بدلے“۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا یہ آیت میری شان میں اور میرے متعلق نازل ہوئی اور میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے سو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کام پورا کیا اور وہ غزوۂ بدر کے دن شہید ہوئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُحد کے دن شہید ہوئے اور میں منتظر ہوں اس امت کے شقی ترین کا کہ وہ میری داڑھی کو میرے خون سے رنگے گا مجھ سے میرے حبیب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن ملجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سواری مانگنے آیا آپ نے اس کو سواری دے دی اور پھر فرمایا واللہ یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا آپ اسے قتل

Marfat.com

کیوں نہیں کر ڈالتے آپ نے فرمایا پھر مجھے قتل کون کرے گا۔اس واقعہ کو صاحب صواعق محرقہ نے نقل فرمایا۔

پ

پیشانی کے بال

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہد مبارک میں ایک شخص کا بیٹا ہوا، وہ اسے اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی پیشانی پکڑ کر برکت کی دعا دی تو اس کی پیشانی پر گھوڑے کی سفیدی کی طرح بال اگ آئے جب خارجیوں کا ظہور ہوا تو وہ ان سے محبت کرنے لگا، اس وجہ سے اس کے پیشانی کے بال گر گئے۔اس کے باپ نے اسے پکڑ کر قید میں ڈال دیا کہ کہیں خارجیوں سے نہ مل جائے۔حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے جاکر اسے واعظ ونصیحت کی اور کہا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کی برکت نہیں دیکھی کہ کس طرح تمہاری پیشانی سے بال گر گئے ہیں، ہماری پیہم نصیحت کا اثر یہ ہوا کہ اس نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا اور توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی کے بال لوٹا دیئے جو اس کی موت تک پیشانی پر برقرار رہے۔

Marfat.com

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف
1۔	تفسیر درمنثور۔	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
2۔	تفسیر کبیر۔	علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
3۔	تفسیر ابن کثیر۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
4۔	تفسیر طبری۔	علامہ محمد ابن ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)
5۔	تفسیر مقاتل۔	مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 150ھ)
6۔	تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔	علامہ ابراھیم بن معقل النسفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 295ھ)
7۔	تفسیر دیلمی۔	علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 303ھ)
8۔	تفسیر ابن ابی حاتم۔	علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 327ھ)
9۔	تفسیر ابن ابی حبان۔	علامہ ابن ابی حبان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 369ھ)
10۔	تفسیر بغوی۔	علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 516ھ)
11۔	تفسیر امام ابن مردویہ۔	علامہ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 410 ھ)
12۔	فتوحات مکیہ۔	شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 638ھ)
13۔	طبقات ابن سعد۔	علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)
14۔	بخاری شریف۔	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ۔256ھ)
15۔	صحیح مسلم شریف۔	امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
16۔	سنن ابن ماجہ۔	امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (209ھ۔273ھ)
17۔	سنن ابوداؤد۔	امام ابوداؤد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ابن اشعث سجستانی (202ھ۔275ھ)
18۔	البدایہ والنہایہ۔	علامہ حافظ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن کثیر دمشقی (المتوفی 774ھ)
19۔	سیرت ابن کثیر۔	علامہ حافظ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن کثیر دمشقی۔ (المتوفی 774ھ)
20۔	سیرت حلبیہ۔	امام ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975ھ۔1044ھ)
21۔	شرح مواہب لدنیہ۔	علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1172ھ)
22۔	کتاب شفاء۔	قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)

Marfat.com

23۔ خصائص الکبریٰ — علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 911ھ)

24۔ جذب القلوب۔ — علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 855ھ)

25۔ دلائل النبوۃ۔ — حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 458ھ)

26۔ سیرت النبی۔ — ابومحمد عبدالملک بن هشام ابن ایوب الحمیر ی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 213ھ)

27۔ سنن نسائی۔ — امام عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ابن احمد ابن اشعث (ولادت ہرات کے قریب بجستان 202ھ۔ وفات بصرہ 275ھ)

28۔ معجم البلدان — علامہ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ الحمو ی الرومی البغدادی پیدائش روم 576ھ وفات حلب شہر کے قریب واقع خان 626ھ)

29۔ شرح بخاری۔ — امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (851ھ۔923ھ)

30۔ معارج النبوت۔ — حضرت مولانا معین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 907ھ)

31۔ دلائل النبوۃ۔ — امام الحافظ ابونعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ)

32۔ اصح السیر۔ — علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975ھ۔1044ھ)

33۔ ترمذی شریف۔ — امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ترمذ جیحوں کے قریب 229ھ وفات 279ھ)

34۔ فقہ اکبر۔ — امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت زوتی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)

35۔ المصنف۔ — امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (استاذ حضرت امام بخاری (التوفی 211ھ)

36۔ مسند امام احمد۔ — حضرت امام احمد بن حنبل ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ۔)

37۔ شرح مواہب الدنیہ۔ — حضرت امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1172ھ)

38۔ تاریخ طبری۔ — حضرت ابی جعفر ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 310ھ)

Marfat.com

39۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)

40۔ الوفا باحوال مصطفٰے۔ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی597ھ)

41۔ روض الانف۔ امام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (متولد508ھ التوفی581ھ)

42۔ مدارج النبوت۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (958ھ۔1073ھ)

43۔ عیون الاثر۔ علامہ حافظ ابوالفتح محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (التوفی734ھ)

44۔ تاریخ الخمیس۔ حضرت علامہ دیار البکری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی966ھ)

45۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی638ھ)

46۔ مرقاۃ المفاتیح وشرح الشفاء۔ علامہ ملا علی قاری مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1016ھ)

47۔ روح المعانی۔ حضرت محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1270ھ)

48۔ قصیدہ بردہ شریف۔ امام شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش بوصیر یکم شوال608ھ مطابق 7 مارچ1213ء۔ التوفی سکندریہ695ھ بمقام فسطاط۔ حضرت امام شافعی کے مزار کے قریب مدفون ہیں)

49۔ اوسط طبرانی۔ حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی360ھ)

50۔ سنن ابن ماجہ۔ علامہ ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین209ھ وفات273ھ)

51۔ تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

52۔ غنیۃ الطالبین۔ حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات بعمر 90 سال 7 ماہ بغداد561ھ)

53۔ الصارم المسلول۔ امام ابن تیمیہ ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبد عبدالعلیم بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ (661ھ۔728ھ)

54۔ السیرۃ النبویہ۔ حافظ الحدیث ابوحاتم محمد بن حبان احمد التیمی البُستی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی354ھ)

نمبر	کتاب	مصنف
55۔	تاریخ ابن خلدون۔	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 808ھ=1405ء)
56۔	الاحکام السلطانیہ۔	حضرت علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 450ھ)
57۔	اعلام النبوت۔	علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 450ھ)
58۔	شواہد النبوت۔	حضرت علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ=1492ھ)
59۔	شرف المصطفٰے۔	امام ابوسعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 213ھ)
60۔	شفاء الغرام باخبار البلدا الحرام۔	علامہ تقی الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ قاضی مکہ مکرمہ (التوفی 832ھ)
61۔	مغازی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	حضرت عروہ بن زبیر بن العوام رحمۃ اللہ علیہ (متولد مدینہ منورہ 22 ھجری التوفی مدینہ منورہ 93ھ)
62۔	جوامع السیرۃ۔	حافظ ابن حزم ظاہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 456ھ)۔
63۔	جواہر البحار۔	حضرت علامہ ابویوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ (1265ھ۔1350ھ)
64۔	قصیدہ تائیۃ الکبریٰ۔	حضرت علامہ عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 632ھ)
65۔	ہدایۃ الرسول فی تفصیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مولانا عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 660ھ)
66۔	تہذیب الاسماء واللغات۔	علامہ محی الدین یحیٰی النووی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 767ھ)
67۔	الانسان الکامل۔	شیخ عبدالکریم جیلی شافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 811ھ)
68۔	کتاب الروض۔	علامہ شرف الدین اسماعیل بن المقری الیمنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 839ھ)
69۔	التعظیم والمنۃ۔	علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 756ھ)
70۔	شرح ہمزیہ۔ (شرح قصیدہ امام بوصیری)	الشیخ الشہاب احمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 973ھ)

Marfat.com

71- مکتوبات شریف۔ حضرت الامام الربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1034ھ)

72- شرح دلائل الخیرات۔ علامہ شیخ محمد المہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ مراکش (المتوفی 870ھ)

73- تاریخ القلمی۔ علامہ قطب الدین الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 988ھ)

74- الحاوی للفتاویٰ۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

75- التنویر فی مولد البشیر النذیر و مرآۃ الزمان والمولد العرس حضرت امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ)

76- راح الارواح۔ حضرت الحافظ سیدی ابوعبداللہ التنسی رحمۃ اللہ علیہ

77- المورد الروی فی مولد النبی۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مولانا ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1014ھ)

78- شرف النبی۔ علامہ ابوسعید عبدالملک بن عثمان نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 407ھ)

79- تاریخ ابن خلکان۔ علامہ احمد بن محمد بن ابراھیم بن خلکان قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ (608ھ-681ھ)

80- وفا الوفا۔ حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 991ھ)

81- الجامع الاحکام القرآن۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری (متوفی 671ھ)

82- جواہر القرآن۔ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی الطوسی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت طوس 450ھ وفات بغداد 14 جمادی الآخر 505ھ)

83- احیاء العلوم۔ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی الطوسی رحمۃ اللہ علیہ (450ھ- 505ھ)

84- افضل الفوائد۔ حضرت محمد بن احمد بن دانیال حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 725ھ)

85- فضائل نعلین حضور علیہ السلام۔ علامہ احمد المقری التلمسانی رحمۃ اللہ علیہ۔

86- تاج العروس۔ امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 791ھ)

87- معالم دار الہجرت۔ امام زین الدین المراغی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1413ء)

Marfat.com

88۔ کتاب دارقطنی۔ علامہ ابوالحسن علی ابن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 305ھ وفات بغداد 385ھ)

89۔ مغازی۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 207ھ)

90۔ المدخل۔ امام ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 737ھ)

91۔ شعب الایمان۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384ھ۔458ھ)

92۔ اھل الاسلام والایمان۔ علامہ شیخ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1044ھ)

93۔ تاریخ دمشق۔ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

94۔ سیرۃ افضل العباد۔ شیخ امام محمد بن صالح یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 942ھ)

95۔ تاریخ الاسلام۔ امام شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

96۔ اعلام الاعلام۔ علامہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 986ھ)

97۔ مروج الذہب علامہ ابی الحسن علی بن حسین المسعودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 346ھ)

98۔ تفسیر زادالمسیر۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ)

99۔ الاصابہ۔ امام احمد بن علی بن محمد بن علی العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (852ھ)

100۔ شرح مہذب۔ امام ابن زکریا محی الدین بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ)

101۔ کنزالعمال۔ امام علی المتقی بن حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 975ھ)

102۔ لسان العرب۔ امام جلال الدین محمد بن مکرم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 771ھ)

103۔ مثنوی مولانا روم۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 5 جمادی الثانی 672ھ)

104۔ انوارالتنزیل۔ قاضی امام ناصرالدین بیضاوی سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

105۔ نسیم الریاض۔ امام شہاب الدین احمد الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ)

106۔ اخبار مدینہ۔ امام ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 643ھ=1245ء)

107۔ اخبار المکہ۔ امام ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد الازرقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 223ھ)

108۔ تاریخ یعقوبی۔ علامہ احمد بن ابی یعقوب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 292ھ)

Marfat.com

نمبر	کتاب	مصنف
109۔	دارمی شریف۔	امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ) (امام مسلم۔ابوداؤد۔ ترمذی۔محدثین ان کے شاگرد ہیں)
110۔	مرۃ الجنان۔	امام زین العابدین ابوحامد محمد بن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (مولد بلگرام ہند 1145ھ متوفی 1205ء مصر)
111۔	انسان العیون۔	امام العصر ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ)
112۔	صورۃ من المدینۃ المنورہ۔	خالد مصطفٰے۔قاہرہ۔مصر۔
113۔	مرۃ الحرمین	ابراھیم رفعت پاشا (اشاعت 1908ء) قاہرہ۔مصر
114۔	موطا امام مالک	امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)
115۔	سیرت الکبریٰ	امام محمد بن محمد بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 734ھ)
116۔	تفسیر مجاھد بن جبیر۔	علامہ مجاھد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 103ھ)
117۔	موطا امام مالک۔	امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)
118۔	کتاب دارقطنی	علامہ ابوالحسن علی ابن عمر دارقطنی (ولادت بغداد 305ھ وفات بغداد 385ھ)
119۔	کتاب مکہ والحرم۔	علامہ عبید بن شریہ (110ھ۔209ھ)
120۔	کتاب اصحاب الکہف۔	علامہ ہشام بن محمد الکلبی (المتوفی 204ھ=819ء)
121۔	کتاب الحیر ۃ۔	علامہ ہشام کلبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 204ھ)
122۔	زادالمعاد	علامہ حافظ ابن قیم (691ھ۔751ھ)
123۔	تاریخ مدینہ منورہ۔	حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1052ھ)
124۔	آداب المفرد۔	حضرت امام ابومحمد عبداللہ ابن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بخارا 184ھ وفات خرتنگ 256ھ)
125۔	فتوح البلدان۔	علامہ احمد بن یحیٰی بن جابر البشیر بلاذری (متوفی 279ھ=892ء)
126۔	تتمۃ المختصر فی اخبار البشر۔	علامہ ابن الوردی (متوفی 749ھ)

Marfat.com

127۔ مسالک الحنفاء۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

128۔ سیرۃ الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 734ھ)

129۔ شرح شفاء۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1016ھ)

130۔ سیرت خلاطی۔ علامہ علاؤ الدین علی بن محمد الخلاطی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 708ھ)

131۔ سیرت ابن ابی طے۔ علامہ یحیٰی بن حمیدۃ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 630ھ)

132۔ روح المعانی۔ حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 970ھ)

133۔ جوامع السیر ۃ۔ علامہ حافظ ابن حزم ظاہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 456ھ)

134۔ المعجم الکبیر۔ علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 360ھ)

135۔ معالم التنزیل حضرت علامہ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 516ھ)

136۔ تفہیمات الٰہیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1176ھ=1762ء)

Marfat.com

مُہرِ نبوّت آنحضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بقدرِ شمائلہٖ و اسمائہٖ

صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و بارک وسلّم

Marfat.com

فرمان والاشان جناب رسول مقبول بنام سلطان مقوقس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى الْمُقَوْقِسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے مقوقس بادشاہ قبط کی طرف سلام ہو

عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ

اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد میں تجھ کو دعوت اسلام دیتا ہوں اسلام لے آ سلامت رہیگا اور خدا تجھے دوہرا

مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْقِبْطِ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ

ثواب دیگا۔ اور اگر اسلام سے پھر جائے تو تمام قبط کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے

بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وہ یہ کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے بعض بعض کو سوائے خدا کے رب نہ بنائیں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

پس اگر وہ لوگ نہ مانیں تو کہدو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں

نامۂ مبارک کی اصل

یہ اس مبارک خط کا چربہ ہے جسکو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ ہجری میں حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ مصر میں قبط کے بادشاہ مقوقس کے پاس ارسال فرمایا تھا۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے سنہ ... میں مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خریدا تھا اور سلطان عبدالمجید خان والی دولت عثمانیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ قسمت سے اسکا عکس ہندوستان میں بھی پہنچا اور اسکے ایک عکس سے ہم کو بھی زیارت حاصل ہوئی جسے بادر ناظرین عام اور خیر خواہی مسلمانان اسکا چربہ لیکر شائع کیا ہے اور نقل مطابق اصل لکھنے کی یہانتک کوشش کی گئی کہ کاغذ کے شکن تک بھی چربہ میں لے آئے ہیں۔ اسکے نیچے موجودہ عربی خط میں اسکی عبارت اور ترجمہ کر دیا ہے۔

Marfat.com

نقشِ پائے مبارک حضورِ اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقدرِ حسنہٖ وجمالہٖ وکمالہٖ واھلہٖ

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود　　سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

(جس زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کا نشان ہوگا، سالہا سال اُس پر اہلِ نظر کا سجدہ ہوتا رہے گا)

Marfat.com

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا عمامہ شریف، جبہ مبارک اور عصاء مبارک

Marfat.com

حضور علیہ السلام کا نقشِ پائے مبارک (توپ کاپی میوزیم استنبول)

تبوک میں واقع اس چشمہ کا پانی رک رک کر بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے منہ اور ہاتھوں کو دھویا تو چشمہ جوش کھا کر اُبلنے لگا۔

Marfat.com

مبرک الناقة: بوادی المشقق وهو من الاماکن التی حدثت فیها معجزه تفجر الماء من بین اصابع النبی صلی الله علیه وآلہٖ وسلّم فارتوی جیش المسلمین عند العورة من غزوة تبوک

Mabrak al-Naqa: The location in the Mushaqqaq valley where the Prophet's (P.B.U.H.) she camel stopped. This is where, on one of several occasions, when water was scarce and the army thirsty, water flowed from between the Prophet's (P.B.U.H.) fingers in such profusion that it sufficed the whole army, both men and beasts, on their return from the Tabuk expedition.

حرة زهره: مربها النبی صلی الله علیه وآلہٖ وسلّم فبکسی وقال یقتل بهذه الحرة خیار اُمتی بعد اصحابی وفیها قتل ٦٠٠٠ من الصحابه والتابعین بموقعة الحرة ضد یزید بن معاویة.

Harrat Bani Zuhra When the Prophet(P.B.U.H.) passed by it he said: "On this lava tract the best of my nation after my Companions will be killed." About forty years later six thousand Companions and followers were killed fighting against the invading army of Yazid.

Marfat.com

بقیع الغرقد: هو مدفن اهل المدینة المنورة من عهد النبی صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلّم و به اکثر من عشرة الاف من الصحابه والتابعین واهل بیت النبی صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلّم وبناته و عماته و زوجاته (رضوان اللّٰه تعالیٰ اجمعین).

Baqi al-Gharqad: The cemetery of Madina where more than ten thousand Companions are buried, together with the daughters of the Prophet(P.B.U.H.), his wives, aunts and descendants(R.A.T.A.). It is still in use to this day.

بستان سیدنا سلمان الفارسی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه : وکان عبداً مملوکاً لیهودی، والذی اشترط علیه لعتقه ان یزرع ۳۰۰ نخلة حتی تثمر، واربعین اوقیة من الذهب فاعطاه النبی صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلّم قدر بیضة من الذهب، و غرس النبی صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلّم بیده الشریفة النخل کلها الا واحدة غرسها عمر، فأثمرت کلها الا ما غرسها عمر، فغرسها النبی صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلّم ثانیةً.

The garden of Salman al-Farisi(R.A.T.A.): Where the Prophet(P.B.U.H.) planted with his own hand all but one of the three hundred palm trees that Salman 's (R.A.T.A.) jewish master demanded as the price of Salman's freedom.

تـربة صعيب زار النبى صلى الله عليه وآله وسلّم بالحارث بن الخزرج و بهم حمى فقال "فأين انتم عن صعيب و أخذ منها و قال بسم الله تراب ارضنا بريق بعضنا شفاء لمريضنا باذن ربنا.

The soul of Su-ayb: The Prophet(P.B.U.H.) visited the al-Harith(Al-Haris) ibn al-Khazraj as they were suffering from fever. He(P.B.U.H.) said: "Why have you forgotten Su ayb?" He(P.B.U.H.) then took some of this soil saying: "In the name of Allah, the dust of our soil, with the saliva of one of us, is a cure for our sick, by leave of our Lord".

حـرة الـظاهرة: عندها هم الأوس و الخزرج بقتال بعضهم لما ذكر هم اليهود بيوم بعاث فاتاهم النبى صلى الله عليه وآله وسلّم ابدعوى الجاهلية وانا بين أظهر كم فبكوا وتعاتقوا

Harrat al-Zahira: there, stirred by the Jews, a fight was about to break out between the two tribes of Aws and Khazraj when the Prophet(P.B.U.H.) arrived saying: "What? A return to the Age of Ignorance while I am still among you!". On hearing this they wept and embraced each other.

Marfat.com